وفاق المدارس العربیہ پاکستان

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے للبنین اور للبنات کے دراسات دینیہ سال اول کے پاسٹ پیپرز

اہل سنت بورڈز پاکستان کا واٹس ایپ چینل جوائن کرنے کے لیے کلک کریں۔



تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّدرسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	۰٤
دوسرا پرچہ	حدیث	۷٤
تیسرا پرچہ	عقائد و فقہ	۱۰۳
چوتھا پرچہ	صرف و نحو	۱۲۳
پانچواں پرچہ	ادب	۱۵۲
چھٹا پرچہ	سیرت	۱۸۳

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقة الاولٰی : فی التفسیر

﴿الورقة الاولٰی : فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٣٢ھ

الشق الاوّل ..... يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿١٠٥﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ عَطَاۗءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿١٠٨﴾

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں۔ آیات کی تفسیر کریں **مادامت السموات والارض** اور **الاماشاء ربك** کا مطلب واضح کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں اور بتائیں کہ "**یأت**" کیوں مجزوم ہے۔ (پ١٢۔ س ھود: ١٠٥ تا ١٠٨)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) آیات کی تفسیر (٣) مذکورہ جملوں کا مطلب (٤) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (٥) **یأت** کے مجزوم ہونے کی وجہ۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ جب وہ دن آئے گا تو کوئی نفس بات نہیں کر سکے گا مگر اس کی اجازت سے پس کچھ لوگ ان اہل حشر میں سے بد بخت ہونگے اور بعض خوش نصیب ہونگے، پس جو لوگ شقی و بد بخت ہیں وہ آگ میں ہونگے اور آگ میں ان کی چیخ و پکار ہوگی ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں جب تک آسمان و زمین قائم ہیں مگر جو چاہے گا تیرا پروردگار، بے شک تیرا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے اس کو کر سکتا ہے اور جو لوگ نیک و خوش بخت ہیں وہ جنت میں ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں مگر جو چاہے گا تیرا پروردگار، وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں سے پہلی آیت میں روزِ محشر کی سختی و ہولناکی کا ذکر ہے کہ جب وہ دن آئے گا تو کسی بھی نفس کو بات کرنے کی بھی اجازت نہیں ہوگی اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اس دن صرف باری تعالیٰ کی اجازت سے ہی بات ہو سکے گی اور وہ بھی درست بات ہی کر سکے گا **لایتکلمون الا من اذن له الرحمن وقال صوابا** اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میدانِ محشر میں جمع ہونیوالے کچھ بد بخت و بد نصیب لوگ جہنم میں ہونگے اور گدھے کی آواز کی طرح جہنم میں ان کی چیخ و پکار ہوگی اور وہ دائمی طور پر جہنم میں رہیں گے البتہ اگر آپ کے رب نے ان کو جہنم سے نکالنا ہو تو پھر وہ جہنم سے نکالے جائینگے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ گناہوں کی سزا کی وجہ سے جہنم میں داخل کئے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ اور بعض مفسرین کا خیال یہی ہے کہ **الا ما شاء ربك** سے انہی گناہ کار مؤمنوں کی خلاصی کی طرف اشارہ ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بے شک تیرا پروردگار جو کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے اسے مکمل قدرت و اختیار حاصل ہے وہ مجبور نہیں کہ اہلِ جنت کو جنت میں اہلِ جہنم کو جہنم میں ڈالنے کے بعد بے اختیار ہو گیا ہو کہ کسی کو اس کے مسکن سے نہ نکال سکے ایسا نہیں ہے وہ نکالنے پر قادر ہے مگر وہ بالفعل نکالے گا نہیں۔

اسی طرح بعض لوگ خوش بخت و خوش نصیب ہونگے جو دائمی طور پر جنت میں ہی رہیں گے مگر جو تیرا پروردگار چاہے گا۔

صاحبِ تفسیرِ مظہری کے مطابق اس مشیت سے مراد وہ مقام و درجہ ہے جو جنت سے بھی اعلیٰ و ارفع ہوگا اور وہ درجہ و مقام اللہ تعالیٰ کے دیدار میں استغراق و انہماک ہوگا مطلب یہ ہے کہ جنتی لوگ دائمی طور پر جنت میں ہی ہونگے مگر تیرا پروردگار چاہے گا تو ان کو جنت سے نکال کر اس سے بھی اعلیٰ درجہ پر پہنچا دے گا اور اپنے دیدار میں ان کو مستغرق کر دے گا کہ وہ جسمانی طور پر جنت میں ہی ہونگے مگر دیدار میں مستغرق ہونے کی وجہ سے وہ جنت کی نعمتوں کو بھی بھول جائینگے آخر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ دیدار

اور وصالِ پروردگار والا عطیہ غیر منقطع اور لامتناہی ہوگا اس میں کبھی زوال نہیں ہوگا البتہ اس دیدار کی شکلیں وصورتیں مختلف ہوں گی۔

③ مذکورہ جملوں کا مطلب:۔ **مادامت السموات والارض** اہلِ لغت کہتے ہیں کہ عرب لوگ جب کسی چیز یا فعل کے دوام کو بیان کرتے ہیں تو وہ اس کو آسمان وزمین کی بقاء کے ساتھ مشروط کردیتے ہیں تو اس **مادامت السموات والارض** سے مراد دائمی وہمیشگی کے طور پر جنت وجہنم میں رہنا ہے۔

الا ما شاء ربك اس جملہ کا مطلب دونوں جگہ الگ الگ ہے جس کو تفسیر میں بیان کردیا گیا ہے۔

④ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "**شَقُوْا**" صیغہ جمع مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر **شقاوت** (سمع، ناقص) بمعنی بدبخت ہونا۔

"**مَجْذُوْذٌ**" صیغہ واحد مذکر بحث اسم مفعول از مصدر **جَذًّا** (نصر، مضاعف) بمعنی کاٹنا، توڑنا، ٹکڑے کرنا۔

"**زفیر وشَهِيْقٌ**" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ **زفیر** سخت آواز اور **شهيق** پست آواز ہے۔ ضحاک اور مقاتل کہتے ہیں کہ "**زفیر**" گدھے کی ابتدائی آواز ہے اور **شهيق** گدھے کی آواز کی واپسی والی آخری حالت ہے۔ علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **زفیر** سانس کا باہر نکالنا ہے اور **شهيق** سانس کا لوٹا کر اندر لے جانا ہے۔

⑤ **یأت** کے مجزوم ہونے کی وجہ:۔ اس میں ایک قراءت **یوم یأتی** (بذکر الیاء) ہی ہے اور دوسری قراءت **یوم یأت** (بحذف الیاء) ہے جو کہ ت کے کسرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے یا کو حذف کیا گیا ہے اور یہ عمل لغتِ ہذیل میں بکثرت موجود ہے۔ لہٰذا یہ عرب کے محاورہ کے موافق ہے مثلاً **لا ادری** کی جگہ **لا ادر** کہتے ہیں۔ (کشاف ج ۳)

الشق الثانی ..... اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ (پ ۱۳۔ س رعد: ۱۷)

آیت کریمہ کا ترجمہ کریں۔ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کردہ مثال کی وضاحت کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) مثال کی وضاحت (۴) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ① آیت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر نالے اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے پھر وہ سیلاب جھاگ ومیل کچیل کو بہالایا جو پانی کے اوپر آرہا ہے اور جن چیزوں کو وہ آگ کے اندر تپاتے ہیں (گرم کرنا وپگھلانا) زیور یا دوسرا سامان بنانے کیلئے ان میں بھی اسی طرح میل کچیل ہے۔ اسی طرح بیان کرتے ہے اللہ تعالیٰ حق وباطل کو پس وہ جھاگ ومیل کچیل تو ادھر ادھر منتشر ہوجاتا ہے اور جو چیز لوگوں کو نفع پہنچاتی ہے پس وہ زمین میں باقی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان کرتا ہے۔

② آیت کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں دو مثالوں کے ذریعہ حق وباطل کے درمیان فرق بیان کررہے ہیں اور اس فرق سے مقصود حق کا اثبات پائیداری اور باطل کا ابطال وبے ثباتی کو بیان کرنا ہے باقی اسکی مکمل توضیح ابھی مثال کی وضاحت میں آجائیگی۔

③ مثال کی وضاحت:۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حق وباطل اور اہلِ حق واہلِ باطل کے درمیان فرق بیان کرنے کیلئے دو مثالیں ذکر کی ہیں۔ پہلی مثال کا حاصل یہ ہے کہ آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے اور تمام جگہوں ووادیوں پر یکساں طور پر برستی ہے، مگر وہ بارش ہر وادی کی وسعت کے مطابق اس میں سماتی ہے، چھوٹی وادی میں تھوڑی اور بڑی وادی میں زیادہ سماتی ہے اسی طرح قرآن کریم آسمان سے یکساں طور پر نازل ہوا ہے مگر مؤمنین کو نفع پہنچتا ہے اور کافروں کو نہیں اور مؤمنین میں سے بھی بعض کو زیادہ نفع پہنچتا ہے اور بعض کو تھوڑا نفع پہنچتا ہے۔ اسی مثال کے ضمن میں دوسری بات یہ کہ جب پانی وادیوں میں بہتا ہے تو صاف ستھرا پانی نیچے ہوتا ہے اور میل کچیل وجھاگ اوپر تیر رہا ہوتا ہے مگر وقت کے ساتھ ساتھ وہ میل کچیل وجھاگ ادھر ادھر رفع دفع ہوجاتا ہے اسی طرح بسا اوقات عارضی طور پر باطل حق کو دبالیتا ہے مگر کچھ وقت کے بعد حقیقت واضح ہوتی ہے اور باطل کا نام ونشان تک مٹ

جاتا ہے اور وہ بالکل نیست ونابود ہوجاتا ہے اور **ان الباطل کان زھوقا** کا مصداق بن جاتا ہے۔

دوسری مثال کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم وہدایت کو دھات سے تشبیہ دی ہے کہ جب دھات کو پگھلایا جاتا ہے تو اس میں اصل دھات اور میل کچیل دونوں چیزیں ہوتی ہیں اور عارضی طور پر میل کچیل دھات کے اوپر آجاتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ جل سڑ جاتا ہے اور ادھر ادھر ہوجاتا ہے اور اس دھات سے لوگ نفع حاصل کرتے ہیں اسی طرح عارضی طور پر بصورت میل کچیل کافر وباطل لوگ اہلِ اسلام پر غالب آجاتے ہیں مگر میل کچیل بالآخر نیست ونابود ہوجاتے ہیں اور اس علم وہدایت سے صرف مؤمن ومسلمان ہی نفع حاصل کرتے ہیں اور کافروں پر غالب ہوکر رہتے ہیں اور حق باطل کو ٹھہرنے وجمنے نہیں دیتا۔

❹ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اَوْدِیَۃٌ" یہ وادی کی جمع ہے بمعنی وہ ندی ونالے جہاں پانی بکثرت بہتا ہے۔

"زَبَدًا" یہ مفرد ہے اسکی جمع اَزْبَادٌ ہے بمعنی جھاگ ومیل کچیل۔

"رَابِیًا" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر رِبَاءً ، رُبُوًّا (نصر، ناقص) بمعنی پھولنا، چڑھنا وبڑھنا۔

"حِلْیَۃٍ" یہ مفرد ہے اس کی جمع خلافِ قیاس حِلًی، حُلًی آتی ہے بمعنی زیور۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٣٢ھ

الشق الاوّل ..... وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰىكُمْ ؕ وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ﴿٧٠﴾ (پ١٤۔س نحل:٦٨ تا ٧٠)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں۔ **وحی الی النحل** اور **أرذلِ عمر** کی مراد واضح کریں **نللا** کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) آیات کی تفسیر (٣) مذکورہ جملوں کی مراد (٤) **ذللا** کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ تیرے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تو بعض پہاڑوں میں گھر بنا اور بعض درختوں میں بھی اور لوگ جو چھتیں بناتے ہیں ان میں بھی، پھر کھا تو ہر طرح کے پھلوں کو اور پھر اپنے رب کے راستوں پر چل جو کہ آسان ہیں اسکے پیٹ سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے بیشک اس میں غور وفکر کرنے والوں کیلئے نشانی ودلیل ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور وہی تمہیں وفات دیتا ہے اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو ناکارہ عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تاکہ جاننے کے باوجود بھی وہ بے خبر رہیں، بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کے جاننے والے ہر چیز پر قادر ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے واقعات کو بیان فرما کر غافل ناشکرے ونافرمان انسان کو دعوت فکر دے رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ہم نے بے عقل جانور یعنی شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑ درخت اور لوگوں کے رہنے وبسنے کی جگہوں میں اپنی حیران کن کاریگری کے ذریعہ گھر بنا چنانچہ اس نے ہمارے حکم کی تعمیل میں زبردست صاف وشفاف اور تازہ ہوا اور روشنی والی جگہوں پر خصوصی کاریگری کے ذریعہ گھر بنائے پھر ہمارے حکم کی تعمیل میں اپنی رغبت ومنشاء کے مطابق ہر طرح کے میٹھے وکڑوے پھلوں و پھولوں کا رس وعرق چوس کر اپنے گھروں سے میلوں میل دور نکلنے کے باوجود پروردگار کے سہل وآسان راستوں پر چلتے ہوئے واپس اپنے گھر پہنچتی ہے اس ساری محنت کا پھل وثمرہ یہ نکلتا ہے کہ وہ مختلف رنگ ومختلف ذائقوں کا ایک ایسا انتہائی میٹھا وخوش ذائقہ مشروب تیار کرتی ہے کہ دنیا اس کو ذائقہ ومٹھاس میں مثال کے طور پر پیش کرتی ہے اور اس مشروب کو متعدد بیماریوں کیلئے شفاء بھی بنادیا گیا یہ سارا واقعہ جہاں پر ہماری قدرت کی علامت ہے وہاں پر نافرمان بندہ کیلئے درسِ عبرت بھی ہے کہ بے عقل جانور اتنی زیادہ فرمانبرداری کرے اور عقل مند انسان نافرمان ہی رہے؟ کتنی تعجب وافسوس والی بات ہے۔

0313 6357912 maktabazaryaminhtan@gmail.com

دوسری آیت میں **بعث بعد الموت** پر قدرتِ کاملہ کے مظہر انسانی وجود کو بطور مثال کے بیان کیا جارہا ہے کہ اے انسان ہم نے تجھے پیدا کیا تو کچھ نہ تھا اور تجھے بہت کچھ بلکہ سب کچھ بنایا اور پھر تجھے موت دے کر فنا کریں گے اور تیرے بعض افراد کو تو بڑھاپہ کی ایک ایسی عمر میں پہنچائیں گے کہ وہ سب کچھ ہونے کے بعد زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ اور فانی کی مثل ہونگے اور بہت کچھ جاننے کے بعد زندہ ہوتے ہوئے بھی سب کچھ بھول جائیں گے جس طرح ہم انسان کو عدم سے وجود بخشنے اور پھر وجود سے فناء کرنے پر قادر ہیں اسی طرح سارے نظام کائنات کو ختم کرنے کے بعد میدان حشر میں روز قیامت سب کچھ حاضر کرنے پر بھی قادر ہیں۔ اور یہ سب علم وقدرت کے مالک ہم ہی ہیں۔ **(فاعتبروا یا ولی الابصار)**

۳ مذکورہ جملوں کی مراد:۔ **"واوحی ربك الی النحل"** اس جملہ میں وحی سے مراد وحیِ اصطلاحی یعنی وحی نبوت نہیں ہے بلکہ الہام کرنا اور دل میں بات ڈالنا مراد ہے۔ **"ارذل العمر"** اس سے مراد بڑھاپہ ہے کیونکہ اس میں انسانی اعضاء وعقل ناکارہ ومختل ہوجاتے ہیں حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا مصداق نوے سال، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پچھتر سال اور بعض نے اسی سال کو قرار دیا ہے۔ (مظہری)

۴ **ذللا** کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ یہ **فاسلکی** کی ضمیر خطاب سے یا **سُبُل** سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی..... وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَاۗءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝ (پ۱۵۔س کہف:۲۹و۳۰) آیات کریمہ کا ترجمہ لکھیں۔ خط کشیدہ حصے کی بے غبار تفسیر کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں اور **بئس الشراب وساء ت مرتفقا** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیتِ مخطوطہ کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) **بئس الشراب وساء ت مرتفقا** کی ترکیب۔

جواب..... **۱** آیات کا ترجمہ:۔ (اے پیغمبر!) کہہ دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، اب جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے وہ کافر رہے بیشک ہم نے ظالموں کیلئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر لیں گی اور اگر وہ پانی طلب کرینگے تو ان کو ایسا پانی دیا جائے گا جو مہل (تلچھٹ) کی طرح ہوگا جو چہروں کو بھون ڈالے گا وہ برا مشروب ہوگا اور آگ بری آرام گاہ ہوگی بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے تو بیشک ہم اس شخص کے عمل کو ضائع نہیں کرینگے جس نے اچھا عمل کیا۔

۲ آیتِ مخطوطہ کی تفسیر:۔ یہ ماقبل کی چند آیاتِ کریمہ حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ بن حصین فزاری کے متعلق نازل ہوئی تھیں جس وقت وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے، پسِ منظر یہ ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت کچھ نادار ومفلس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے اور انکے پھٹے پرانے کپڑے اور وہ بھی پسینہ سے شرابور تھے حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تمہیں ان لوگوں کی بدبو سے دکھ نہیں ہوتا ہم قبائلِ مضر کے سردار اور بڑے لوگ ہیں ہمارے اسلام لانے سے سب لوگ مسلمان ہوجائینگے مگر ان مفلس لوگوں کی وجہ سے ہم آپ کے قریب نہیں آسکتے آپ ان کو ہٹادیں یا ہمارے لئے کوئی علیحدہ جگہ بیٹھنے کی مقرر کردیں جہاں یہ لوگ موجود نہ ہوں، اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ اے محمد! آپ خود کو ان لوگوں کے ساتھ جمائے رکھو جو صبح وشام اپنے رب کی رضاء کے طالب ہیں اور جن لوگوں کے قلوب ہماری یاد سے غافل ہیں انکی بات نہ مانو وہ تو اپنی خواہش کے غلام ہیں تمہارے رب نے حق وسچ تمہیں عطاء کردیا ہے لہٰذا جو اس پر ایمان لانا چاہتا ہے ایمان لے آئے اور جو ایمان نہیں لانا چاہتا نہ لائے اللہ تعالیٰ کو کسی کے ایمان لانے اور ایمان نہ لانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا جو ایمان لائے گا اس کا ہی فائدہ ہے اور جو ایمان نہیں لائے گا اسکا ہی نقصان ہے۔ (مظہری ص۱۳۰ ج۷)

۳ الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ **"وُجُوْهٌ"** یہ **"وجه"** کی جمع ہے بمعنی چہرہ۔

"یُغَاثُوْا" صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع مجہول از مصدر اِغَاثَةٌ (افعال، اجوف) بمعنی فریاد رسی کرنا۔

"کَالْمُهْل" یہ اسم ہے بمعنی تیل کی تلچھٹ، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ لہو، پیپ اور خون کیا ہے۔ (مظہری)

0313 6267913 maktabazakriyamultan@gmail.com

"یَشُوِیْ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر شَیًّا (ضرب، لفیف) بمعنی بھوننا و گرم کرنا۔
"مُرْتَفَقًا" صیغہ واحد بحث اسم ظرف از مصدر "اِرْتِفَاقٌ" (افتعال، صحیح) بمعنی ٹیک لگانا، آرام کرنا۔

❹ بئس الشراب وساءت مرتفقا کی ترکیب:۔ بئس فعل از افعالِ ذم الشراب اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم، ھو ضمیر محذوف محلاً مخصوص بالذم قائم مقام مبتداء مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ساءت فعل از افعالِ ذم ھی ضمیر مستتر ممیّز مرتفقا تمیز ممیّز تمیز مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبرِ مقدم ھی ضمیر محذوف محلاً مخصوص بالذم قائم مقام مبتداء مؤخر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ..... وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ (پ۱۶۔س طٰہٰ: ۱۰۵تا۱۰۸)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں۔ لاعوج له کی ترکیبی حیثیت واضح کریں

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) لاعوج له کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور سوال کرتے ہیں وہ آپ سے پہاڑوں کے متعلق پس آپ فرمادیں کہ میرا رب انکو بالکل اڑادے گا پھر انکو ایک چٹیل و ہموار میدان کر دیگا نہ دیکھے گا تو اس میں کوئی ناہمواری اور نہ بلندی، اس دن پیچھے چلیں گے وہ ایک پکارنے والے کے اسکے سامنے کوئی ٹیڑھا پن نہ رہے گا اور پست ہو جائینگی تمام آوازیں رحمٰن کے سامنے پس نہیں سن سکے گا تو مگر پاؤں کی آہٹ۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ابن المنذر نے ابن جریج کی روایت بیان کی ہے کہ قریش نے سوال کیا تھا کہ قیامت کے دن آپ کا رب ان پہاڑوں کا کیا کرے گا اور بقول بعض مفسرین کہ منکرینِ قیامت میں سے قبیلہ ثقیف کے ایک آدمی نے بطور استہزاء یہ سوال کیا تھا کہ اگر قیامت قائم ہوگی تو پہاڑوں کا کیا حال ہوگا بقول صاحبِ تفسیرِ مظہری صحیح بات یہ ہے کہ کوئی خاص سائل نہ تھا بلکہ برتقدیرِ سوال جواب کی تعلیم دی گئی ہے۔ الحاصل اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر! ان سائلین سے فرمادیں کہ آپ کا پروردگار ان پہاڑوں کو ان کی جڑوں سے اکھاڑ دے گا اور ریت کی طرح ریزہ ریزہ کردے گا جس کے نتیجہ میں چٹیل میدان اور ہموار زمین نکل آئے گی زمین میں کسی قسم کی اونچ نیچ باقی نہیں رہے گی اور پھر اس دن حضرت اسرافیل علیہ السلام صخرۂ بیت المقدس پر کھڑے ہو کر پکاریں گے اے بوسیدہ ہڈیو! اے پارہ پارہ کھالو! اے ٹوٹے ہوئے بالو! تمہیں اللہ فیصلہ کیلئے میدانِ حشر میں جمع ہونے کا حکم دیتا ہے اور پھر اس دن یہ سب لوگ اس داعی کی آواز و پکار سن کر دائیں بائیں مڑے بغیر قیل وقال، سوال و جواب اور حیل و حجت، چوں چراں کئے بغیر سیدھے تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے میدانِ حشر میں جمع ہو جائیں گے، اور رحمٰن کی ہیبت سے سب کی آوازیں پست ہو جائیں گی، بلکہ بالکل دب جائیں گی اور پاؤں کی ہلکی سی آہٹ کے علاوہ کسی کی کوئی آواز نہیں نکلے گی۔

❸ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اَمْتًا" یہ مفرد ہے اس کی جمع امات، اموت آتی ہے بمعنی ٹیلہ، بلند جگہ، نشیب و فراز۔
"یَنْسِفُ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر نَسْفًا (ضرب، صحیح) بمعنی جڑ سے اکھیڑنا۔
"فَیَذَرُ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر وَذْرًا (ضرب، مثال) بمعنی چھوڑنا۔
"قَاعًا" یہ مفرد ہے اسکی جمع اقواع، قیعان، قیعة ہے بمعنی پست و ہموار زمین جس سے پہاڑ و ٹیلے دور کئے گئے ہوں۔
"صَفْصَفًا" اسم ہے بمعنی چٹیل میدان، ہموار زمین۔ "ھَمْسًا" اسم ہے بمعنی پست و آہستہ آواز مراد پاؤں کی چاپ ہے۔

❹ لا عوج له کی ترکیبی حیثیت:۔ یہ جملہ ماقبل والے کلمہ الداعی سے حال ہے۔

الشق الثانی ..... فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ

0313 6557913 maktabazeki@yamuli.com

اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ (پ۲۰۔قصص:۳۰تا۳۲)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔ **مدبرا** اور **بیضاء** کے منصوب ہونے اور **تخرج** کے مجزوم ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) **مدبرا، بیضاء** کے نصب اور **تخرج** کے جزم کی وجہ۔

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ پس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ پر پہنچے تو برکت والے مقام میں دائیں طرف وادی کے کنارے ایک درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں جو رب العالمین ہوں اور اپنی لاٹھی ڈال دو پس جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کو لہراتے ہوئے دیکھا گویا کہ وہ سانپ کی سٹک ہے تو پشت پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (تو حکم ہوا) اے موسیٰ! آگے آؤ اور کوئی خوف نہ کرو بے شک تم امن والوں میں سے ہو، تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ بلا کسی مرض و برائی کے نہایت روشن ہو کر نکلے گا اور ملا لینا اپنا ہاتھ اپنی طرف خوف دور کرنے کیلئے پس یہ دو حجت و دلیلیں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف جانے کیلئے بے شک وہ نافرمان و فاسق لوگ ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان ماقبل و مابعد کی تمام آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طویل واقعہ کا ذکر ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام شادی کے بعد ملکِ مصر واپس جانے کیلئے لوٹے تو راستہ میں طور سینا کے قریب صحراء میں رات کو راستہ بھٹک گئے بیوی سے کہا کہ شدید سردی ہے تم یہاں ٹھہرو مجھے سامنے پہاڑ کی طرف آگ دکھائی دے رہی ہے میں وہاں سے راستہ کی خبر یا سردی کے حل کیلئے آگ لاتا ہوں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کے قریب پہنچے تو وادی کے کنارے پر ایک سرسبز چمکتے ہوئے درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ! جس چیز کو تم آگ سمجھ رہے ہو یہ آگ نہیں بلکہ تمہارے پروردگار رب العالمین کی ایک تجلی ہے دوسری آواز آئی کہ اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی زمین پر پھینکی تو وہ سانپ بن گئی اور حرکت کرنا شروع کر دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرا کر بھاگے تو آواز آئی کہ اے موسیٰ! گھبراؤ نہیں آگے آؤ اس سانپ سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا یہ تو دشمن کو ڈرانے کیلئے تمہیں معجزہ عطاء کیا گیا ہے۔

نیز ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ! اپنے ہاتھ کو گریبان میں داخل کرنے کے بعد نکالو تو انتہائی روشن چمکدار ہو کر نکلے گا اور اگر تمہیں اس سے خوف محسوس ہو تو پھر دوبارہ اس کو اپنے گریبان میں ڈالنا اور وہ اپنی اصل حالت پر آ جائے گا اور یہ دونوں نشانیاں بطور معجزہ تمہیں فرعون اور اس کے لشکر کے مقابلہ کیلئے عطاء کی گئی ہیں کیونکہ وہ بدکار و فاسق لوگ ہیں تمہیں ان کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا ہے۔

❸ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "شَاطِئُ" یہ اسم ہے بمعنی کنارہ اس کی جمع نہیں آتی (مصباح اللغات)۔

"نُوْدِيَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی مجہول از مصدر مُنَادَاةٌ، نِدَاءٌ (مفاعلۃ، ناقص) بمعنی پکارنا۔

"اَلْبُقْعَةُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع بِقَاعٌ و بُقَعٌ آتی ہے بمعنی زمین کا ٹکڑا۔

"تَهْتَزُّ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر اِهْتِزَازٌ (افتعال، مضاعف) بمعنی ہلنا و حرکت کرنا۔

"جَانٌّ" یہ "جن" کا اسم جمع ہے اور اس کی جمع جِنَّانٌ ہے بمعنی جن، پری، دیو۔

"وَلّٰى" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر تَوْلِيَةٌ (تفعیل) بمعنی منہ موڑنا، پیٹھ دے کر بھاگنا۔

"سُوْءٌ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اَسْوَاءٌ ہے بمعنی آفت، شر و فساد۔ "الرَّهْبِ" یہ مصدر ہے از باب سمع بمعنی ڈرنا و خوف کرنا۔

❹ **مدبرًا، بیضاءً** کے نصب اور **تخرج** کے جزم کی وجہ:۔ **مدبرا، بیضاء** یہ الفاظ اپنے ماقبل والے فعل کی ضمیر سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ "**تخرج**" **اسلك** فعل امر کے جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

﴿الورقة الاولى فى التفسير﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل..... الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (پ۱۱۔س یونس:۱تا۳)

آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ کریں۔آیات کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے **قدم صدق، ستة ایام** اور **استواء علی العرش** کی وضاحت کریں۔**اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ** کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) "**قدم صدق ، ستة ایام ، استوی علی العرش** " کی وضاحت (۴) "**اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ**" کی ترکیب۔

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ "**الٓرٰ**" (اللہ تعالیٰ ہی اس کی مراد جانتے ہیں) یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں، کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے وحی بھیجی ہے انہی میں سے ایک مرد کی طرف اس بات کی کہ ڈرا تو لوگوں کو اور خوشخبری سنا اہل ایمان کو اس بات کی کہ ان کو انکے رب کے پاس پورا مرتبہ ملے گا؟ تو کافروں نے کہا کہ بیشک یہ واضح جادوگر ہے بے شک تمہارا پروردگار وہ ذات ہے جس نے آسمان وزمین کو چھ دن (کی مقدار) میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر قائم ہوا ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، (قیامت کے روز) کوئی سفارش کرنیوالا نہیں ہوگا مگر اس کی اجازت کے بعد، یہ ذات وہستی اللہ ہے جو تمہارا رب ہے بس تم اسکی عبادت کرو کیا تم غور وفکر نہیں کرتے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم کو کتابِ ہدایت وحکمت بیان کرنے کے بعد دوسری آیت میں مشرکینِ مکہ کے شبہ کا جواب دے رہے ہیں، وہ شبہ یہ تھا کہ مشرکین کہتے تھے کہ پیغمبر ورسول کوئی فرشتہ وغیرہ ہونا چاہیے تھا اللہ تعالیٰ کا ایک انسان کو پیغمبر بنا کر بھیجنا اور اس کی طرف وحی نازل کرنا تعجب خیز وخلافِ عقل ہے یہ نبی نہیں بلکہ ساحر وجادوگر ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس دوسری آیت میں اس کا جواب دے دیا کہ انسان کو پیغمبر بنا کر بھیجنا عقل کے مقتضاء کے مطابق ہے کیونکہ پیغمبر نے ''اسوہ'' اور نمونہ بن کر دکھانا ہوتا ہے اگر پیغمبر بشر نہ ہوتا بلکہ فرشتہ ہوتا تو پھر یہی لوگ اعتراض کرتے کہ یہ تو فرشتہ ہے اس کو بشری تقاضے لاحق ہی نہیں ہوتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بشر کو ہی بشر کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

نیز بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ محرر ومقرر اور قاصد ہمیشہ اس شخص کو بناتے ہیں جو ان لوگوں کی جنس وزبان سے واقف ہو وگرنہ لوگ اس کی بات سمجھ ہی نہ پائیں گے اور فائدہ تامہ حاصل نہ ہو سکے گا اسلئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی طرف انہی میں سے پیغمبر ورسول بنا کر بھیجے تا کہ وہ اس کی زبان وماحول سے واقفیت ومناسبت تامہ کی وجہ سے مکمل فائدہ وراہنمائی حاصل کر سکیں۔اسی مفہوم کو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے: **وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیهم**۔

تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ ایک منفرد انداز میں توحید کی دعوت دے رہے ہیں کہ تمہارا پروردگار تو وہ ذات وہستی ہے جس نے تن تنہا زمین وآسمان کو پیدا کیا پھر وہ اکیلا ہی ان کی تخلیق کے بعد تخت شاہی عرش پر قائم ہوا، اور وہ تن تنہا ہی اپنی حکمت کے مطابق کائنات کے تمام امور کا فیصلہ کرتا ہے۔اور روزِ قیامت کوئی بزرگ کوئی ہستی کسی کی سفارش بھی اسکی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتی، جب ان تمام امور کا وہ تن تنہا خالق ومالک اور مدبر ہے تو عبادت کے لائق بھی وہی ہے اگر تم ذرہ برابر بھی کائنات کے اس نظام میں غور وفکر کرتے تو تمہارا ضمیر بھی یہ فیصلہ دیتا کہ عبادت وبندگی کے لائق صرف اور صرف ایک ہی پروردگار کی ذات ہے۔

❸ **قدم صدق، ستة ایام، استوی علی العرش** کی وضاحت:۔ قدم کا اصل معنی پاؤں ہے اور مرادی ومجازی معنی بلند مرتبہ ہے کیونکہ انسان کی بلندی اور ترقی کا ذریعہ قدم ہی ہوتا ہے اور صدق کے معنی حق ویقینی اور قائم وباقی رہنے والا ہے۔

عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک **قدم صدق** سے مراد صدق کا مقام ہے جس میں نہ کوئی زوال ہے اور نہ دشواری وتکلیف، صاحب تفسیر مظہری کے نزدیک اونچا مرتبہ مراد ہے جس کی طرف اہل ایمان بڑھ رہے ہیں اور جہاں ان کا قیام ہوگا۔

حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد وہ نیک اعمال ہیں جو اہلِ ایمان نے مرنے سے پہلے کئے ہوں۔

0123 6357012 maktabazakariyamultan@gmail.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس سے مراد سعادت سابقہ ہے۔
زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مراد ہے۔ (تفسیر مظہری ص ۳۰۸ ج ۵)

ستة ایام کی وضاحت یہ ہے کہ زمین وآسمان کو چھ دن کے وقت کے برابر میں پیدا کیا گیا یعنی آجکل حساب لگائیں تو اتنے وقت کے چھ دن بنتے ہیں اور باری تعالیٰ آن واحد میں بھی ان کو پیدا کر سکتے تھے، انسانیت کو آہستہ روی اور تدریج کی تعلیم دینے کیلئے چھ روز میں پیدا کیا۔

"استوی علی العرش تمام سلف صالحین کا ان جیسی آیات صفات میں مذہب یہ ہے کہ اس قسم کی آیات کے ظاہر پر ایمان لانا اور انکی حقیقت کے علم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا واجب ہے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **الاستواء معلوم والکیفیت مجهول والسوال عنه بدعة** (استواء کا لفظی معنی معلوم ہے اس کی کیفیت مجہول ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے)۔

اگرچہ بعض متأخرین نے ان آیات کے بھی معانی بیان کئے ہیں مگر یہ صرف احتمال کے درجہ میں ہیں یقینی نہیں ہیں۔

❹ **اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ** کی ترکیب:۔ "ہمزہ" استفہامیہ **کان** ناقصہ **للناس** جار مجرور ملکر **عجبا** مصدر کے متعلق ہو کر شبہ جملہ بن کر خبر مقدم **ان** ناصبہ مصدریہ **اوحینا** فعل وفاعل **الی رجل منهم** جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ مصدر کی تاویل میں ہو کر اسم مؤخر، **کان** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

الشق الثانی ..... وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ (پ ۱۲۔ ھود: ۶۴ تا ۶۸)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کیجئے۔ یہاں **صیحة** اور سورۃ اعراف میں **رجفة** کا ذکر ہے، دونوں کے درمیان ظاہری تعارض دور کیجئے۔ خط کشیدہ کلمات کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **الصیحة الرجفة** میں رفعِ تعارض (۴) کلمات مخطوطہ کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے ایک معجزہ ونشانی ہے پس تم اس کو چھوڑ دو تا کہ یہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور تم اس کو بری نیت سے ہاتھ مت لگاؤ ورنہ تم قریبی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے پس انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں تو حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ تم اپنے گھروں میں تین دن تک مزے حاصل کرلو یہ جھوٹا وعدہ نہیں ہے پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آیا تو ہم نے صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت کے سبب بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے بھی محفوظ رکھا بے شک تمہارا رب ہر چیز پر قدرت وغلبہ والا ہے اور پکڑ لیا ظلم کرنے والوں کو چیخ نے اور وہ سب اپنے گھروں میں صبح کے وقت اوندھے منہ گرے ہوئے (مردہ) رہ گئے گویا کہ وہ ان گھروں میں رہتے ہی نہ تھے۔ خبردار! بے شک قومِ ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا، خبردار! قوم ثمود کیلئے اپنے رب کی رحمت سے دوری ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم (قوم ثمود) کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جب قوم کے مطالبہ پر معجزہ کے طور پر حضرت صالح علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں پہاڑ سے اونٹنی پیدا ہوگئی تو پھر قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میری قوم یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے جو بغیر ماں باپ کے تمہاری آزمائش کیلئے پیدا کی گئی ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کی زمین میں گھومتی پھرتی رہنے دو تا کہ یہ زمین کا سبزہ چرتی پھرے اور زمین کا پانی پیتی رہے تم پر اسکے کھانے پینے کا کوئی بوجھ نہیں ہے لہٰذا تم اس کو بری نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں سخت عذاب سے دوچار کردے گا، قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کی بات نہ مانی

اورقوم کے مشورہ وحکم سے قدار بن سالف نامی بد بخت نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ کر اس کو قتل کر دیا پھر حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قوم! اب تم تین دن تک زندگی کے مزے اڑالو، تین دن کے اندر اندر تمہارے اوپر عذاب آئے گا، اور یہ سچا واعدہ ہے جس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے اس دن کی رسوائی اور عذاب سے حضرت صالح علیہ السلام کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچالیا اور باقی سب کے سب لوگوں کو ایک ہی چیخ کے ذریعہ ہلاک کر دیا گیا، اور اس بستی کو دیکھنے سے معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہاں بھی کوئی آباد تھا۔ آخری جملہ میں اللہ تعالیٰ تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قومِ ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا تھا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

❸ **الصیحة ، الرجفة میں رفع تعارض:۔** بظاہر اس آیت کریمہ اور سورت اعراف کی آیت **فاخذتهم الرجفة** میں تعارض معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم ثمود چیخ سے ہلاک ہوئی تھی اور سورت اعراف کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم ثمود زلزلہ سے ہلاک ہوئی تھی۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ پہلے زلزلہ آیا ہو پھر سخت آواز سے سب ہلاک کر دیئے گئے ہوں۔ (معارف القرآن ص ۶۴۴ ج ۴)

❹ **کلمات مخطوطہ کی ترکیبی حیثیت:۔** "آیَةً" یہ ماقبل کے جملہ **هذه ناقة الله** سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

"تَاْكُلْ" یہ فعل مضارع ہے جو کہ **فذروها** فعل امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

"فَيَاْخُذَ" یہ جواب نہی ہے اور فا کے بعد اَنْ مقدر ہے اور اس اَنْ مقدر کی وجہ سے منصوب ہے۔

"بُعْدًا" یہ بَعُدَ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل..... لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ (پ ۱۳۔ رعد: ۱۴ و ۱۵) آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں۔ **الّا کباسط کفیه**..... میں استثناء کون سا ہے، تعیین کریں۔ **طوعا و کرها** کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں اور خط کشیدہ کلمات کی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حاصل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) استثناء کی تعیین (۴) **طوعا وکرها** کے نصب کی وجہ (۵) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب..... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** سچا پکارنا اسی کے لئے خاص ہے اور جن معبودوں کو وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ ان کی پکار نہیں قبول کر سکتے کچھ بھی مگر پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلانے والے کی مثل کہ وہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ پانی از خود اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہیں ہے کافروں کی پکار مگر بے اثر (ضائع و بیکار) اور اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کرتا ہے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی و مجبوری سے اور انکے سائے بھی صبح و شام کے اوقات میں۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** اللہ تعالیٰ ماقبل کی آیات میں اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب وہ ہر چیز پر قادر ہے تو عبادت و پکار کے لائق بھی وہی ہے وہی حاجت روا و مشکل کشا ہے اس کے علاوہ جن معبودوں کو وہ پکارتے ہیں اولاً تو وہ ان کی پکار سننے پر قادر ہی نہیں ہیں اور اگر سن لیں تو پھر کسی قسم کے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں لہٰذا ان کا یہ پکارنا بے کار و فضول ہے جیسا کہ کوئی پیاسا کنویں کے پاس کھڑا ہو کر پانی کو پکارے تو وہ پانی بے اختیار ہونے کی وجہ سے خود بخود کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اسی طرح یہ معبود بھی بے اختیار ہونے کی وجہ سے بالکل ان کی فریاد رسی نہیں کر سکتے، لہٰذا ان بتوں و باطل معبودوں کو پکارنا فضول ہے نیز اللہ تعالیٰ اسلئے بھی انسانوں کی پکار و عبادت کے لائق ہے کہ ساری کائنات کی اشیاء اور انکے سائے سب کے سب اسی کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں خواہ خوشی سے سجدہ کریں یا زبردستی مگر بہرصورت اسی کو سجدہ کرتے ہیں لہٰذا انسان کو

0313 6357913 maktabazkariyamultan@gmail.com

بھی چاہیے کہ دیگر مخلوق کی طرح اپنے خالق و مالک اور نفع ونقصان کے مالک کو ہی پکارے۔

③ استثناء کی تعیین:۔ یہاں مستثنیٰ متصل ہے جو کہ محذوف ہے۔ اور اس میں باسط سے پہلے بھی مضاف محذوف ہے اصل عبارت ہے **لا یستجیبون ای لا یجیبون لھم اجابۃ الا اجابۃ کاجابۃ باسط کفیہ**۔ (تلخیص از تفسیر مظہری ۶:۱۶۰)

④ طوعاً و کرھاً کے نصب کی وجہ:۔ یہ دونوں کلمات **یسجد** فعل کے فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے یا **یسجد** فعل کا مفعول لہ ہونے کہ وجہ سے منصوب ہیں۔

⑤ کلمات مخطوطہ کی تحقیق:۔ "لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر اَلْاِسْتِجَابَۃُ (استفعال، اجوف) بمعنی قبول کرنا اَیْ لَا یُجِیْبُوْنَ یعنی وہ باطل معبودان کی پکار قبول نہیں کر سکتے۔

"بَاسِطٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اَلْبَسْطُ (نصر، صحیح) بمعنی پھیلانا۔

"کَفَّیْہِ" یہ "کَفٌّ" کا تثنیہ ہے اور نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا ہے بمعنی ہتھیلی۔

"طَوْعًا وَکَرْھًا" یہ دونوں مصدر ہیں جو کہ خوشی و مجبوری یعنی عدم خوشی کے مفہوم میں مستعمل ہوتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان اپنی خوشی سے پروردگار کی اطاعت کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہیں اور کافر و منافق لوگ تلوار کے خوف و دبدبہ کی وجہ سے مجبوراً سر جھکاتے ہیں۔

الشق الثانی..... وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْہِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَکُنَّا لِحُکْمِہِمْ شٰہِدِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَہَّمْنٰہَا سُلَیْمٰنَ ۚ وَکُلًّا اٰتَیْنَا حُکْمًا وَّعِلْمًا ۚ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ ۚ وَکُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰہُ صَنْعَۃَ لَبُوْسٍ لَّکُمْ لِتُحْصِنَکُمْ مِّنْۢ بَاْسِکُمْ ۚ فَہَلْ اَنْتُمْ شٰکِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ (پ ۱۷۔ س انبیاء: ۷۸ تا ۸۰)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں۔ **اذ یحکمٰن فی الحرث** میں جس مقدمہ کی طرف اشارہ ہے اس کی وضاحت کریں۔ **علمنٰہ صنعۃ لبوس الخ** کی مکمل تفصیل بیان فرمائیں۔ **لحکمھم** میں **ھم** ضمیر اور **ففھمنٰھا** میں **ھا** ضمیر کا مرجع متعین کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) مقدمہ کی وضاحت (۴) **وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم الخ** کی تفصیل (۵) **ھم**، **ھا** ضمیر کے مرجع۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور (تذکرہ کیجئے) حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کا جب وہ فیصلہ کر رہے تھے ایک کھیتی کا جب روند ڈالا تھا اس کو رات کے وقت ایک قوم کی بکریوں نے اور ہم ان کے فیصلہ سے واقف تھے پھر سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور دونوں کو ہم نے حکم اور علم و سمجھ دیا تھا اور مسخر کیا (تابع کیا) ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے پہاڑوں کو جو تسبیح پڑھتے تھے اور پرندوں کو (مسخر کیا) اور یہ سب کچھ ہم ہی کرنے والے تھے اور ہم نے اس کو تمہارے لباس (زرہیں) بنانے کا طریقہ بھی سکھایا تا کہ وہ محفوظ رکھے تمہیں تمہاری لڑائی میں پس کیا تم اب بھی شکر ادا نہ کرو گے؟

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اولاً حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے ایک فیصلہ کا ذکر ہے کہ ان میں سے حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک فیصلہ کیا مگر اس فیصلہ میں فریقین میں سے ایک کا بالکل نقصان تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دوسرے فیصلہ کی سمجھ بوجھ عطاء کی اور انہوں نے دونوں کی بہتری والا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام دونوں کو علم و حکمت سے نوازا تھا اس کے علاوہ معجزہ کے طور پر بالخصوص ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں اور پرندوں کو بھی مسخر کیا تھا کہ وہ دونوں ذکر و تسبیح کرتے تھے۔ اور یہ علم و حکمت سے نوازنا اور پہاڑوں و پرندوں کو مسخر و تابع کرنا ہمارا ہی فعل تھا۔ مزید برآں ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہیں بنانے کی تعلیم بھی دی جو لڑائی میں تمہاری حفاظت کے کام آتی ہیں اور اے اہل مکہ! کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس خصوصی کرم پر جو تمہاری حفاظت کیلئے زرہیں بنا کر اس نے کیا اب بھی اس کا شکر ادا نہیں کرو گے؟ یعنی کم از کم اب تو تمہیں پروردگار کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

③ مقدمہ کی وضاحت:۔ بغوی نے لکھا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، قتادہ اور زہری رحمہما اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے ایک کھیت کا مالک تھا اور دوسرا بکریوں کا، کھیت والے نے کہا اس کی بکریاں رات کو چھوٹ کر میرے کھیت میں پڑ گئیں، اور سارا کھیت چر

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

گئیں کچھ بھی باقی نہیں رہا، حضرت داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا کہ وہ بکریاں کھیت کے عوض کھیت والے کو دیدی جائیں، یہ دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تم دونوں کا کیا فیصلہ ہوا؟ انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بیان کردیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر تمہارا مقدمہ میرے سپرد کردیا جاتا تو میرا فیصلہ کچھ اور ہی ہوتا ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بھی کہا تھا کہ میرا فیصلہ دونوں کیلئے فائدہ بخش ہوتا، حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس قول کی اطلاع حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی ہوگئی حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلوا کر فرمایا تم فیصلہ کرو دوسری روایت میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی نبوت اور حقِ پدری کا واسطہ دے کر فرمایا کہ مجھے بتاؤ وہ کیا فیصلہ ہے جو فریقین کیلئے سودمند ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا بکریاں کھیت والے کو دے دیجئے اور کھیت بکریوں کے مالک کے سپرد کردیجئے کھیت والا بکریوں کے دودھ، اون اور نسل سے اتنی مدت تک فائدہ اندوز ہوتا رہے جتنی مدت تک کھیت بکریوں والے کی سپردگی میں رہے بکریوں کا مالک کھیت کو درست کرکے اس میں بیج بکھیر دے اور جب کھیتی تیار ہو کر اصلی حالت پر آجائے تو تیار کھیت کھیت والے کو دے دے اور اپنی بکریاں واپس لے لے، حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا صحیح فیصلہ یہی ہے جو تم نے کیا پھر آپ نے یہ فیصلہ جاری کردیا روایت میں آیا ہے یہ فیصلہ کرنے کے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر گیارہ سال تھی۔ (تفسیر مظہری ۷:۳۰۵)

❹ **وعلمنٰه صنعة لبوس لكم الخ کی تفصیل:۔** لفظ لبوس لغت کے اعتبار سے اسلحہ میں سے ہر چیز کو کہا جاتا ہے جو انسان اوڑھ کر یا گلے میں ڈال کر استعمال کرے مراد اس جگہ آہنی زرہ ہے جو جنگ میں حفاظت کیلئے پہنی جاتی ہے دوسری آیت میں ہے۔ **وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ** یعنی ہم نے ان کیلئے لوہے کو نرم کردیا تھا خواہ اس طرح کہ لوہا ان کے ہاتھ میں آکر خود بخود نرم ہوجاتا ہو کہ اس کو جس طرح موڑیں مڑ جائے اور باریک یا موٹا کرنا چاہیں تو ہوجائے جیسے موم ہوتا ہے یا اس طرح کہ ان کو آگ میں پگھلا کر نرم کرنے کی تدبیر بتلادی جو سب لوہے کے کارخانوں میں آج استعمال کی جاتی ہے۔

ایسی صنعت جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے مطلوب ہے اور فعلِ انبیاء علیہم السلام ہے، اس آیت میں زرہ سازی کی صنعت داؤد علیہ السلام کو سکھانے کے ذکر کے ساتھ اس کی حکمت بھی یہ بتلائی ہے **لتحصنكم من باسكم** کہ یہ زرہ تمہیں جنگ کے وقت تیر نیزہ وتلوار کے خطرہ سے محفوظ رکھ سکے یہ ایک ایسی ضرورت ہے کہ جس سے اہلِ دین اور اہلِ دنیا سب کو کام پڑتا ہے اس لئے اس صنعت کے سکھانے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک انعام قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس صنعت کے ذریعہ لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوں اس کا سیکھنا سکھانا داخل ثواب ہے بشرطیکہ نیت خدمتِ خلق کی ہو صرف کمائی مقصد نہ ہو۔

❺ **هم وها ضمیر کے مرجع:۔** **كُنَّا لحكمهم شاهدين** میں **هم** ضمیر کا مرجع حضرت داؤد، حضرت سلیمان علیہما السلام اور فریقین مقدمہ سب لوگ ہیں اور امام فراء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کا مرجع صرف حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام ہیں اور جمع کا صیغہ بول کر تثنیہ مراد ہوسکتا ہے جیسے **فان كان له اخوة فلامه السدس** میں **اخوة** جمع کا کم سے کم فرد بالاجماع دو بھائی ہیں۔

ففهمنٰها سليمان میں **ها** ضمیر کا مرجع صحیح فیصلہ اور صحیح فتوی ہے۔ (تفسیر مظہری)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٣٣ھ

الشق الاوّل ..... **وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۚ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝**

آیات کا ترجمہ وتفسیر کریں۔ القریۃ سے کون سی بستی مراد ہے؟۔ اِنْ کَادَ میں اِنْ کون سا ہے، واضح کریں۔ (پ ۱۹۔ فرقان: ۳۹ تا ۴۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **القرية** کی مراد (۴) اِنْ کی تعیین۔

جواب ..... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اور ہر ایک کیلئے ہم نے امم مذکورہ میں سے مثالیں (نصیحت آموز مضامین) بیان کئے اور ہر ایک کو ہم نے امم سابقہ میں سے ہلاک وبرباد کردیا اور البتہ تحقیق یہ اہلِ مکہ اُس بستی پر گزرے ہیں جس پر بُری بارش برسائی گئی کیا انہوں نے اس بستی

کونہیں دیکھا بلکہ وہ دوبارہ اٹھنے کی امید نہیں رکھتے تھے اور جب یہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھتے ہیں تو یہ آپ ﷺ کو مذاق بنا لیتے ہیں (کہتے ہیں کہ) کیا یہی ہے وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے بے شک قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے معبودوں سے گمراہ کر دیتا اگر ہم ان (کی پرستش) پر جمے نہ رہتے اور عنقریب جان لیں گے وہ جس وقت وہ عذاب دیکھیں گے کہ کون بڑا گمراہ تھا سیدھے راستہ سے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ماقبل کی آیات میں قوم عاد وثمود اور اصحابِ راس ودیگر اقوام کا ذکر کرنے کے بعد اس آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر ایک کے سامنے ہم نے طرح طرح کے واقعات اور معجزات بیان کئے تھے تو جب وہ ان سب دلائل کے باوجود بھی ایمان نہ لائے تو ہم نے ان کو تباہ وبرباد کر دیا اور یہ اہلِ مکہ ملکِ شام کی طرف تجارت وغیرہ کی غرض سے آتے جاتے ہیں اور اس بستی پر بھی یہ گزرتے ہیں جس پر ہم نے پتھروں کی بارش کی تھی اور اس کے باشندوں کو نشانِ عبرت بنا دیا تھا تو کیا یہ اس بستی کو دیکھتے نہیں ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ اس بستی کو دیکھنے کے باوجود بھی عبرت حاصل نہیں کرتے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ انکے دل کی آنکھیں اندھی ہیں اور انکو بعث بعد الموت اور عمل کی سزا وجزا کی امید وتوقع نہیں ہے اسلئے یہ اس بستی سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

اگلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ یہ کافر لوگ آپ سے استہزاء کرتے ہیں اور بطورِ تحقیر کہتے ہیں کہ کیا یہی شخص اللہ کا رسول ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے رسول بنانا ہی تھا تو کسی معزز ومحترم شخص کو رسول بناتے نہ کہ اس جیسے معمولی آدمی کو؟ مزید برآں یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ انتہاء درجہ کی دعوت وتبلیغ کرتا ہے کہ اگر ہم نے اچھی طرح اپنے آباؤ اجداد کے دین پر استقامت اختیار نہ کی ہوتی تو یہ شخص کب سے ہمیں گمراہ کر چکا ہوتا آخر میں اللہ تعالیٰ بطورِ انجام ذکر فرماتے ہیں کہ جب یہ لوگ عذاب سے دوچار ہوں گے اور تباہی وبربادی کا ان کو سامنا کرنا پڑے گا تو پھر ان کو معلوم ہوگا کہ ہدایت پر کون تھا اور گمراہی پر کون تھا؟

❸ **القریۃ** کی مراد:۔ آیت کریمہ میں **القریۃ** سے مراد ملکِ شام کا ایک شہر سدوم اور اس کے مضافات میں واقع دوسری بستیاں ہیں جہاں قومِ لوط آباد تھی ان پر لواطت وامرد پرستی جیسی قبیح حرکتوں کی وجہ سے پتھروں کی بارش برسائی گئی تھی اور بحوالہ بغوی قومِ لوط کی ان بستیوں کی تعداد پانچ تھی جن میں سے چار تباہ وبرباد کر دی گئی تھیں، اور ایک چھوٹی سی بستی بچی تھی جس کے باشندے اس غلط حرکت میں مبتلا نہ تھے۔ (تفسیر مظہری)

❹ **اِنْ** کی تعیین:۔ یہ **اِن** مخففہ من المثقلہ ہے اور اس کا اسم محذوف ہے اصل عبارت **اِنَّہ کاد** ہے۔ (مظہری)

الشق الثانی ..... وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ (پ۱۹۔ س نمل: ۱۷ تا ۱۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ وتفسیر کریں۔ آیات میں بیان کردہ قصہ کی تفصیل لکھیں۔ **ضاحکا** کے منصوب ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) مذکورہ واقعہ کی تفصیل (۴) **ضاحکا** کے نصب کی وجہ۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور جمع کئے گئے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جن وانس اور پرندوں کے لشکر وہ روکے جاتے تھے یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! تم اپنے گھروں میں گھس جاؤ کہ کہیں سلیمان علیہ السلام اور اس کی فوجیں تمہیں پیس نہ ڈالیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو پس حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی اس بات پر مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور عرض کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے توفیق عطاء فرما کہ تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطاء کی ہے اور یہ کہ میں وہ نیک عمل کروں جو تجھے پسند ہو اور مجھے اپنی خصوصی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کے ایک واقعہ کا ذکر ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی

+213 6357713 maktabazakariyamultan@gmail.com

بادشاہت تمام چرند و پرند اور جن وانس پر تھی اور جب کبھی سفر پر نکلتے تو ان تمام مخلوقات میں سے چند ایک کو ساتھ لے کر چلتے چنانچہ ایک مرتبہ سب جن وانس اور پرندے سفر کے لئے جمع ہو گئے اور خصوصی نظم وضبط اور منصوبہ بندی کے ساتھ چلتے ہوئے ایک ایسے میدان سے گزر رہو رہا تھا جہاں بکثرت چیونٹیاں موجود تھیں تو ان چیونٹیوں میں سے ایک چیونٹی نے اپنی دیگر چیونٹیوں سے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر یہاں سے گزرنے والا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ لاعلمی میں وہ تمہیں روند ڈالیں اسلئے ان کی آمد سے قبل ہی اپنے اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی یہ بات ہواؤں کے ذریعہ سے سنی تو چیونٹی کی دانش مندی واحتیاط کی وجہ سے تعجب ہوا اور اس بات پر مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور پروردگار کی اس نعمت (پرندوں کی زبان کی) سمجھ کی وجہ سے دیگر نعمتیں بھی یاد آ گئیں، اور فرمایا کہ اے پروردگار تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر جو بے شمار انعامات کئے ہیں اور خصوصی نعمتوں سے نوازا ہے مجھے ان تمام نعمتوں پر شکر ادا کرنے اور مقبول عمل صالح کرنے کی توفیق بھی عطاء فرما اور سب سے بڑھ کر نیاز مندانہ درخواست یہ ہے کہ تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک وصالح بندوں میں شامل فرما۔

❸ مذکورہ واقعہ کی تفصیل:۔ ابھی تفسیر کے ضمن میں پورا واقعہ بالتفصیل ذکر کر دیا گیا ہے۔

❹ ضاحکا کے نصب کی وجہ:۔ فَتَبَسَّمَ فعل کی ضمیرِ فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

﴿الورقة الاولیٰ فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ (پ ۱۱۔ یونس: ۶۲ تا ۶۴)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں۔ اولیاء اللہ پر خوف اور غم نہ ہونے کا مطلب بیان کریں۔ اولیاء اللہ کی تعریف اور علامات بیان فرمائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) اولیاء اللہ پر خوف وغم نہ ہونے کا مطلب (۴) اولیاء اللہ کی تعریف وعلامات۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ آگاہ رہو بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف واندیشہ ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں، اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور وہ تقوی اختیار کرتے ہیں ان کیلئے دنیاوی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخروی زندگی میں بھی، اللہ تعالیٰ کے کلمات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوسکتی یہی بڑی کامیابی ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات کریمہ میں سے پہلی آیت میں اولیاء اللہ کی فضیلت کا ذکر ہے کہ اولیاء اللہ کو روزِ محشر جب تمام لوگ خوف وپریشانی میں مبتلا ہونگے اس وقت ان پر نہ ہی کسی ناگوار چیز کے پیش آنے کا خوف وخطرہ ہوگا اور نہ ہی کسی مقصد کے فوت ہونے کا غم ہوگا کیونکہ اب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے ہونگے پھر ان کی علامت بتلائی کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے احکامات کو مکمل طور پر من وعن تسلیم کیا اور تقوی اختیار کرتے ہیں پھر ارشاد فرمایا کہ آخرت تو انہی کی ہے دنیا میں بھی ان کیلئے فلاح وکامیابی کی بشارت وخوشخبری ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمادیا وہ حق وسچ ہے اس میں کسی قسم کا ہیر پھیر وتبدیلی ممکن ہی نہیں ہے اور یہ دنیا وآخرت میں فلاح وکامیابی کی بشارت وخوشخبری ہی اصل وحقیقی کامیابی ہے۔

❸ اولیاء اللہ پر خوف وغم نہ ہونے کا مطلب:۔ اولیاء اللہ پر خوف وغم نہ ہونے کا ایک مطلب یہ ہے کہ آخرت میں حساب وکتاب کے بعد ان کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا تو خوف وغم سے ہمیشہ کیلئے ان کو نجات مل جائیگی، نہ کسی تکلیف وپریشانی کا خطرہ ہوگا، اور نہ کسی محبوب چیز کے فوت ہونے کا غم ہوگا مگر یہ اولیاء اللہ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے اسلئے بہت سے مفسرین نے فرمایا کہ اولیاء اللہ پر خوف وغم نہ ہونا دنیا وآخرت دونوں کیلئے عام ہے اور اولیاء اللہ کی خصوصیت یہی ہے کہ دنیا میں بھی وہ خوف وغم سے محفوظ ہیں۔

صاحبِ روح المعانی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کا دنیا میں خوف وغم سے محفوظ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ جن چیزوں کے خوف وغم میں عام طور پر اہلِ دنیا مبتلا رہتے ہیں کہ دنیوی مقصد یعنی راحت وآرام اور عزت ودولت میں معمولی سی کمی ہو جائے تو مرنے لگتے ہیں اور معمولی سے تکلیف

0313 6357013 maktabazariyaMultan@gmail.com

وپریشانی کے خوف سے ان سے بچنے کی تدبیروں میں دن رات کھوئے رہتے ہیں تو اولیاء اللہ کا مقام ان تمام سے بلند وبالا ہوتا ہے۔(معارف القرآن ۴:۵۴۸)

❹ اولیاء اللہ کی تعریف وعلامات:۔ اولیاء اللہ کی بے شمار تعاریف کی گئی ہیں مگر ہم اسی تعریف کو ذکر کرتے ہیں جو خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اور حقیقتِ ایمان اپنے اندر پیدا کرتے ہیں ذکر اللہ سے ان کو اطمینان ہوتا ہے اور ذکر سے معمولی مقدار بھی غافل نہیں ہوتے، شرک ومعاصی سے مکمل اجتناب کرتے ہیں، اوامر کی مکمل اطاعت وپیروی ونواہی سے مکمل اجتناب کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی علامات کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جن کو دیکھنے سے اللہ کی یاد آتی ہو، نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ میرے بندوں میں سے میرے اولیاء وہ ہیں جن کی یاد میرے ذکر سے اور میری یاد انکا ذکر کرنے سے ہوتی ہے نیز ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سب سے اچھے لوگ کون ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ضرور بتلائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جن کو دیکھنے سے اللہ کی یاد آتی ہو۔(مظہری ص ۳۳۹ ج ۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اس آیت میں اولیاء اللہ سے کون مراد ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو خالص اللہ کیلئے آپس میں محبت کرتے ہیں کوئی دنیاوی غرض درمیان میں نہیں ہوتی۔(معارف القرآن ۴:۵۴۹)

الشق الثانی ..... لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ (پ ۱۳، رعد:۱۱)

آیت کا ترجمہ اور تفسیر کریں۔ احادیث کی روشنی میں **لہ معقبٰت** کی وضاحت فرمائیں **ان اللہ لا یغیر** کا مطلب بیان فرمائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) احادیث کی روشنی میں **لہ معقبٰت** کی وضاحت (۴) **ان اللہ لا یُغیّر** کا مطلب۔

جواب ..... ❶ آیت کا ترجمہ:۔ ہر شخص کے لئے کچھ نگہبان (باری باری تبدیل ہونے والے فرشتے) وپہرے دار ہیں۔ کچھ اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود اس چیز کو تبدیل نہ کریں جو ان کے نفسوں میں ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ برائی ومصیبت کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے ہٹنے کی کوئی صورت نہیں، اور اللہ کے علاوہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

❷ آیت کی تفسیر:۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ سے انسانوں کی حفاظت اور پھر انسانی بغاوت کی وجہ سے اس حفاظت کے خاتمہ کو ذکر کرتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی حفاظت ونگہبانی کیلئے صبح شام تبدیل ہونیوالے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو ہر طرف سے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں اور یہ مستقل طور پر بحکم خداوندی اس ڈیوٹی پر مامور ہیں اور اللہ تعالیٰ از خود کسی کو تکلیف ومصیبت میں مبتلا نہیں کرتا اور ان کی اچھی حالت کو از خود بری حالت سے تبدیل نہیں کرتا جب تک کہ وہ اپنے اچھے احوال کو اپنے ہاتھوں سے خود ہی بگاڑ نہ دے اور جب انکے اپنے ہی بگاڑے ہوئے احوال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب ومصیبت میں ڈالنا چاہیں تو کوئی ان کو بچانے والا نہیں ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کا کوئی بھی مددگار وکارساز نہیں ہے جو اس مصیبت کو ٹال سکے۔

❸ احادیث کی روشنی میں **لہ معقبٰت** کی وضاحت:۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے بتایئے کہ بندے کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ تیرے دائیں ہاتھ کی طرف ہے جو تیری نیکیوں پر مامور ہے اور وہ بائیں ہاتھ والے فرشتہ کا سردار ہے۔ جب تو کوئی ایک نیکی کرتا ہے تو وہ دس نیکیاں لکھتا ہے اور جب تو کوئی بدی کرتا ہے تو بائیں ہاتھ والا فرشتہ اپنے سردار سے پوچھتا ہے کہ اس کو لکھ لوں؟ تو دائیں ہاتھ والا فرشتہ جواب دیتا ہے کہ ابھی ٹھہر جاؤ شاید یہ توبہ واستغفار کرلے جب وہ تین مرتبہ ایسا کہتا ہے تو پھر دائیں ہاتھ والا فرشتہ کہتا ہے کہ اچھا اب لکھ لو اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے یہ برا ساتھی ہے، نہ اس کو اللہ کا لحاظ ہے اور نہ یہ اللہ سے شرم کرتا ہے۔ اور دو فرشتے تیرے آگے پیچھے ہیں اور ایک فرشتہ تیری پیشانی پر مسلط ہے جب تو اللہ کیلئے اس کو نیچے رکھتا ہے تو وہ تجھے سربلند کردیتا ہے۔ اور جب تو غرور کرتا ہے تو وہ تجھے شکستہ وذلیل کردیتا ہے اور دو فرشتے تیرے لبوں پر مامور ہیں ان کا کام

0213 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

صرف یہ ہے کہ تو آپ ﷺ پر جو درود پڑھے وہ اس کی نگہداشت کریں اور ایک فرشتہ تیرے منہ کا محافظ ہے کہ سانپ وغیرہ کو منہ میں داخل نہیں ہونے دیتا اور دو فرشتے تیری آنکھوں پر مامور ہیں یہ ہر آدمی کے دس فرشتے ہوئے اور رات کے فرشتوں کے فرشتوں پر اترتے ہیں کیونکہ رات کے فرشتے دن کے فرشتوں سے الگ ہیں۔ یہ کل بیس فرشتے ہیں اور ابلیس دن میں اور اسکی اولاد رات کو آتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں دن اور رات کے فرشتے آگے پیچھے آتے جاتے رہتے ہیں فجر وعصر کی نماز میں ان کا اجتماع ہوتا ہے۔ رات کو جو فرشتے تم میں رہے ہیں فجر کو جب وہ اوپر چڑھتے ہیں تو ان کا رب بخوبی ان سے واقف ہونے کے باوجود فرشتوں سے پوچھتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ تو وہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا ہے اور جب ہم پہنچے تھے وہ اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے۔ (تفسیر مظہری ۶:۱۵۵)

④ **ان اللہ لا یُغیّر کا مطلب:۔** مذکورہ جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی اچھی حالت کو بری حالت سے اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود برے اعمال کے ذریعہ اپنی اچھی حالت کو نہیں بدلتی مزید تفصیل تفسیر کے ضمن میں ابھی گزر چکی ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿١٣٢﴾ (پ۱۶۔طٰہٰ: ۱۳۱،۱۳۲)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ **وأمر اهلك بالصلوٰة واصطبر عليها** کی تفسیر کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) جملہ کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ① **آیات کا ترجمہ:۔** اور ہرگز آپ ﷺ ان چیزوں کی طرف اپنی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا ہے اور وہ محض دنیوی زندگی کی رونق ہے اور آپ کے رب کا عطیہ اس سے بہتر اور دیرپا ہے اور آپ ﷺ اپنے متعلقین کو نماز کا حکم دیتے رہیں اور خود بھی اس پر پابند رہیں ہم نہیں سوال کرتے آپ ﷺ سے مخلوق کی روزی کا، روزی تو ہم آپ کو دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگار کیلئے ہے۔

② **مذکورہ جملہ کی تفسیر:۔** اس جملہ میں اہل وعیال و متعلقین کو نماز کی تاکید اور اس کی حکمت کو بیان کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے اہل وعیال کو بھی نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس پر پابند رہیں، بظاہر یہ دو الگ الگ حکم ہیں۔ ① اہل وعیال و متعلقین کو نماز کی تاکید ② خود اس کی پابندی، مگر غور کیا جائے تو خود اپنی نماز کی پابندی کیلئے بھی یہ ضروری ہے کہ آپ کا ماحول آپ کے اہل وعیال و متعلقین نماز کے پابند ہوں کیونکہ ماحول اسکے خلاف ہو تو طبعی طور پر انسان خود بھی کوتاہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ لفظ اہل میں بیوی، اولاد و جملہ متعلقین سب داخل ہیں جن سے انسان کا ماحول ومعاشرہ بنتا ہے۔ جب آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ روزانہ صبح کی نماز کے وقت حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے مکان پر جا کر **الصلوٰة الصلوٰة** کی آواز لگاتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب تہجد کیلئے بیدار ہوتے تو اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور یہی آیت پڑھ کر سناتے تھے۔ (معارف القرآن ص ۱۶۵ ج ۶)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ **الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔** **لَا تَمُدَّنَّ:** یہ باب نصر سے نہی حاضر معلوم بانون تاکید ثقیلہ کا صیغہ ہے بمعنی کھینچنا۔

وَأْمُرْ: یہ باب نصر سے امر حاضر معلوم کا صیغہ ہے، بمعنی حکم کرنا۔ **نَرْزُقُكَ:** یہ باب نصر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی روزی دینا۔

مَتَّعْنَا: یہ باب تفعیل سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی دنیاوی نفع پہنچانا۔

لَا نَسْئَلُكَ: یہ باب فتح سے نفی مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی سوال کرنا۔

الشق الثانی ..... وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿١١﴾ (پ۱۷۔س حج: ۱۱)

آیت مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کریں نیز آیات مذکورہ کا شانِ نزول لکھنا نہ بھولیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) آیت کا شانِ نزول۔

جواب ..... ❶ آیت کا ترجمہ:۔ اور بعض لوگ وہ ہیں جو عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کنارہ پر پس اگر اس کو کوئی دنیاوی نفع پہنچے تو اس کی وجہ سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اس کو کوئی آزمائش و مصیبت پہنچے تو اپنے چہرہ کے بل لوٹ جاتا ہے دنیا و آخرت دونوں کو کھو بیٹھا، یہی واضح نقصان ہے۔

❷ آیت کی تفسیر:۔ اس آیت کریمہ میں بعض منافقین لوگوں کے ایمان لانے کا ذکر ہے کہ وہ ایسے شک کے ساتھ ایمان لاتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی چیز کے کنارہ پر کھڑا ہو اور موقع ملتے ہی چلنے و بھاگنے کیلئے تیار ہو کہ اگر اس کو کوئی دنیاوی غرض و فائدہ حاصل ہو جائے تو اسکی وجہ سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی آزمائش و مصیبت پہنچ جائے تو منہ اٹھا کر کفر کی طرف بھاگ پڑتا ہے جس کی وجہ سے دنیا و آخرت دونوں کو کھو بیٹھتا ہے اور اس مصرعہ (نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم، نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے) کا مصداق بن جاتا ہے۔

❸ آیت کا شانِ نزول:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو بعض ایسے لوگ بھی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو جاتے تھے جن کے دل میں ایمان کی پختگی نہ ہوتی تھی اگر اسلام لانے کے بعد ان کے مال و اولاد میں ترقی ہو جاتی تو کہتے کہ یہ دین اچھا ہے اور اگر اس کے خلاف ہوتا تو کہتے کہ برا دین ہے تو ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (معارف القرآن)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۱۸۔نور:۱و۲) آیات کا ترجمہ فرمائیں۔ سورۃ النور کی اہمیت و خصوصیات بیان فرمائیں۔ آیات کریمہ میں غیر شادی شدہ زانی کی سزا کا ذکر ہے تو شادی شدہ کی سزا کا ذکر کہاں ہے تفصیل سے بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) سورۃ النور کی اہمیت و خصوصیات (۳) شادی شدہ زانی کی سزا کا محلِ ذکر

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ یہ ایسی سورت ہے جو ہم نے نازل کی ہے اور (بیان کردہ احکام پر عمل کرنا) ہم نے فرض و لازم کیا ہے اور ہم نے اس میں واضح آیات نازل کی ہیں تا کہ تم نصیحت قبول کرو، زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد کہ تم ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو، اور تمہیں ان دونوں پر اللہ کے معاملہ میں بالکل رحم نہ آئے اگر تم اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ ان کو سزا دیتے وقت مؤمنین کی ایک جماعت حاضر ہو۔

❷ سورۃ النور کی اہمیت و خصوصیات:۔ اس سورت میں زیادہ تر احکام عفت کی حفاظت اور ستر و حجاب کے متعلق ہیں جیسے حد زنا اور حد قذف، حکم لعان و حکم استیذ ان اور حکم غض بصر یعنی نظر اور بصر کو نامحروموں کو دیکھنے سے محفوظ رکھنے کا حکم وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ اس سورت میں عفت کے اہتمام کیلئے متعلقہ احکام ذکر کئے گئے ہیں، اسی لئے عورتوں کو اس سورت کی تعلیم کی خصوصی ہدایات آئی ہیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ کے نام اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا تھا **علّموا نساءکم سورة النور** (اپنی عورتوں کو سورہ نور کی تعلیم دو) اور اس سورت کی ابتداء ان الفاظ سے کی گئی ہے: **سورة انزلنٰها و فرضنٰها** جس سے اس سورت کے خاص اہتمام کی طرف اشارہ ہے کہ یہ احکام ہمارے نازل کردہ اور مقرر کردہ ہیں ان میں کوتاہی نہ کرنا، یا یہ معنی ہیں کہ ان احکام کو ہم نے فرض اور لازم کیا ہے۔ تم پر ان احکام کی تعمیل لازم ہے اور ہم نے اس سورت میں تمہارے لیے واضح اور روشن آیتیں نازل کیں جو ایسی ہدایتوں اور نصیحتوں پر مشتمل ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے تمہارا دل منور ہو جائے۔ شاید نصیحت پکڑو اور سمجھو کہ بدکاریوں اور بے حیائیوں سے دل کا نور رخصت ہو جاتا ہے اور نفس کی تطہیر ان حدود اور تعزیرات کے بغیر ممکن نہیں کہ جو تمہیں اس سورت میں بتلا دی گئیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سورت میں معاشرہ کا دستور العمل بتلا دیا کہ زنا سے بچو اور عورتوں کو بے حجابی سے بچاؤ اور بیدھڑک اور بغیر اجازت کے کسی

0333 6351913 maktabazzakariyamultan@gmail.com

کے گھر میں داخل نہ ہو۔ معلوم نہیں کہ کوئی شخص اپنے گھر میں کسی حال میں ہے یہ چیزیں معاشرہ اور تمدن کو خراب کرنے والی ہیں۔

③ شادی شدہ زانی کی سزا کا محل ذکر:۔ سورۃ نور کی مذکورہ آیت کریمہ میں صرف غیر شادی شدہ زانی مرد وعورت کی سزا کا ذکر ہے اور شادی شدہ زانی مرد وعورت کی سزا کا ذکر صحیح مسلم، مسند احمد، نسائی، ابوداؤد، ترمذی وابن ماجہ میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس طرح آئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللّٰہ لھن سبیلا البکر بالبکر جلد مائۃ وتغریب عام والثیب بالثیب جلد مائۃ والرجم** (مجھ سے علم حاصل کرلو مجھ سے علم حاصل کرلو، کہ اللہ تعالیٰ نے زانی مرد وعورت کے لیے وہ سبیل جس کا وعدہ سورہ نساء میں کیا تھا وہ یہ ہے کہ غیر شادی شدہ مرد وعورت کیلئے سو کوڑے اور سال بھر کی جلاوطنی اور شادی شدہ مرد وعورت کیلئے سو کوڑے وسنگساری ہے)۔

اسی طرح صحیحین میں مذکور ہے کہ غیر شادہ شدہ مرد نے جو ایک شادی شدہ عورت کا ملازم تھا اسکے ساتھ زنا کیا اقرار سے واقعہ ثابت ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لاقضین بینکما بکتاب اللّٰہ** (میں تم دونوں کا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کرونگا) پھر حکم فرمایا کہ غیر شادی شدہ لڑکے کو سو کوڑے لگائے جائیں اور عورت شادی شدہ تھی اسلئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عورت کو رجم وسنگسار کیا جائے۔

نیز ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زنا کی سزا میں ہم شرعی حیثیت سے رجم کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ وہ اللہ کی حدود میں سے ایک حد ہے خوب سمجھ لو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی رجم کیا ہے اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رجم کیا ہے۔ اور اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھا دیا ہے تو میں قرآن کریم کے کسی گوشہ و حاشیہ میں اس کو لکھوا بھی دیتا، اور عمر بن خطاب گواہ ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف گواہ ہے۔ اور فلاں فلاں صحابی گواہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگرچہ آیتِ رجم مستقل آیت نہیں ہے لیکن جس ذاتِ اقدس پر آیتِ زنا نازل ہوئی اس ذات کی طرف سے نا قابلِ التباس وضاحت کے ساتھ یہ تفصیل مذکور ہے اور یہ صرف زبانی تعلیم ومحض ارشاد ہی نہیں بلکہ متعدد مرتبہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں اس پر عمل بھی ہوا ہے۔ (تلخیص از معارف القرآن ۶:۳۴۶)

الشق الثانی..... وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ (پ۲۰ نمل:۸۲ تا ۸۵)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور مختصر تفسیر تحریر کریں، **دابۃ الارض** کیا ہے؟ کہاں اور کب نکلے گا، نیز لوگوں سے کیا کلام کریگا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **دابۃ الارض** کی وضاحت اور وقت ومقام خروج (۴) **دابۃ الارض** کا کلام۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور جب اللہ تعالیٰ کا قول واقع ہونے کے قریب ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک چوپایہ وجانور نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا کہ کافر لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے تھے اور جس دن جمع کریں گے ہم ہر امت میں سے ایک جماعت وگروہ ان لوگوں کا جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے تھے پھر وہ روکے جائیں گے (اکٹھے کئے جائیں گے) یہاں تک کہ جب وہ آجائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تم نے میری آیات کو ایسی حالت میں جھٹلایا تھا کہ تم نے ان کے پورے علم کا احاطہ بھی نہیں کیا تھا یا (بتلاؤ کہ) تم کون سے عمل کرتے تھے اور (عذابِ موعود کا) قول ان پر ان کے ظلم کرنے کی وجہ سے ثابت ہوجائے گا اور وہ کوئی بات (کوئی عذر) نہ کرسکیں گے۔

② آیات کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت کو یاد کرو جب عذابِ موعود اور قیامت کا زمانہ قریب پہنچے گا تو ہم ان کافروں کیلئے ایک عجیب الخلقت چوپایہ زمین سے نکالیں گے جو اُن سے کلام کریگا کہ یہ کافر لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر خصوصاً جو آیات قیامت کے متعلق تھیں یہ اُن پر یقین نہیں کرتے تھے اور ایمان نہیں لاتے تھے مگر اب قیامت آپہنچی ہے اور اسکی ایک علامت میں ہی ہوں۔

0313 6257913 marfatbazakariyamultan@gmail.com

نیز اس وقت کو بھی یاد کرو جب ہم قبروں سے دوبارہ زندہ کرنے کے بعد تمام امتوں میں سے ایک ایسی جماعت کو جمع کریں گے جو ہماری آیات کی تکذیب کرتی تھی پھر ان کو حساب و کتاب کے لئے روانہ کیا جائے گا اور کثرت کی وجہ سے چلنے میں جب وہ لوگ آگے پیچھے ہوں گے تو ان سب کو اکٹھا کرنے کے لئے روکا جائے گا تا کہ وہ آگے پیچھے نہ ہوں بلکہ سب اکٹھے ہو کر موقفِ حساب کی طرف چلیں، یہاں تک کہ جب وہ سب محشر کی طرف آجائیں گے تو حساب و کتاب شروع ہوگا اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ کیا تم نے میری آیات کو ایسی حالت میں جھٹلایا تھا کہ تم نے ان کا پورا علم بھی حاصل نہ کیا تھا؟ اور اگر تم نے تکذیب نہیں کی تھی تو پھر بتلاؤ کہ تم تکذیب کے علاوہ اور کیا عمل کرتے تھے۔

دوسرا مطلب یہ کہ تم نے صرف میری آیات کی تکذیب پر ہی اکتفاء نہیں کیا تھا بلکہ تم یاد کرو کہ تم نے اسکے علاوہ بھی کون کون سے عمل کئے تھے مثلاً حضرات انبیاء علیہم السلام اور اہلِ ایمان کو ایذائیں دی تھیں اور تم عقائد کفریہ و فسق و فجور میں بھی مبتلا رہے۔

لہٰذا اس جرم کے قائم ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب کا وعدہ اور عذاب کا استحقاق ان پر ثابت ہو گیا ہے اور اب ان کے پاس کوئی عذر و جواب نہیں ہے اس لئے وہ لوگ بات بھی نہ کر سکیں گے۔

۳ دابۃ الارض کی وضاحت اور وقت و مقام خروج:۔ اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ وہ جو پایہ اُون اور رنگا رنگ کے پروں والا ہوگا اس کی چار ٹانگیں ہوں گی، اس کا سر بیل کی طرح، آنکھیں خنزیر کی طرح، کان ہاتھی کی طرح، سینگھ بارہ سینگھے کی طرح، سینہ شیر کی طرح، رنگ چیتے کی طرح، کوکھیں بلی کی طرح، دم مینڈھے کی طرح، ٹانگیں اُونٹ کی طرح ہوں گی، اسکے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی، وہ ہر مؤمن کے سجدہ کی جگہ پر لاٹھی کی نوک سے نشان لگائے گا جس سے اس کا چہرہ جگمگا جائے گا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے ذریعہ ہر کافر کے چہرہ پر نشان لگائے گا جس سے اس کا چہرہ کالا ہو جائے گا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ کوہِ صفا کے ایک شگاف سے برآمد ہوگا اور جمعہ کی رات کو برآمد ہوگا جب لوگ منٰی کی طرف جا رہے ہوں گی۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دابّہ کا ذکر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ وہ کہاں سے برآمد ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ حرمت والی مسجد (مسجدِ حرام) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام طواف کر رہے ہوں گے مسلمان آپ علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے ان کے قدموں کے نیچے قندیل کی طرح زمین میں حرکت پیدا ہوگی اور مشرقی جانب سے کوہِ صفا پھٹے گا اور اس سے وہ دابّہ برآمد ہوگا۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ جناد کی گھاٹی بُری گھاٹی ہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے دابّہ برآمد ہوگا اور تین چیخیں مارے گا جن کو مشرق و مغرب کے درمیان سب سنیں گے اس کا چہرہ انسان کی طرح ہوگا اور باقی جسمانی بناوٹ پرندے کی طرح ہوگی الخ۔ (مظہری)

۴ دابۃ الارض کا کلام:۔ سدی نے کہا کہ وہ کہے گا سوائے اسلام کے تمام مذاہب باطل ہیں۔

بعض نے کہا کہ اس کا کلام یہ ہوگا کہ بعض کے متعلق وہ کہے گا یہ مؤمن ہے اور بعض کے متعلق وہ کہے گا کہ یہ کافر ہے۔

بعض نے کہا کہ اس کا کلام یہی مابعد والا جملہ ہوگا اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ (مظہری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت حسن بصری و قتادہ رحمہما اللہ سے منقول ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ہے کہ یہ دابّہ لوگوں سے عمومی کلام کرے گا۔ (معارف القرآن)

0313 6357912 makaba.tafseryamultan@gmail.com

﴿الورقة الاولیٰ فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ..... وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ (پ۱۱۔یونس:۲۵تا۲۷)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ **واللّٰہ یدعو الی دارالسلٰم** کی تفسیر کریں۔ مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **واللّٰہ یدعو الی دار السلام** کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے سلامتی والے گھر کی طرف اور جس کو چاہتا ہے راہِ راست پر چلنے کی توفیق دیتا ہے جن لوگوں نے نیک اعمال کئے ان کیلئے آخرت میں اچھا ثواب ہے اور مزید انعام بھی اور انکے چہروں پر نہ غم کی کدورت چھائے گی اور نہ ذلت، یہی لوگ اہل جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور جن لوگوں نے برے اعمال کئے ان کو برائی کی سزا برائی کے برابر ملے گی اور ان پر ذلت چھائی ہوگی اور ان کو اللہ کے عذاب بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا کہ انکے چہروں کو اندھیری رات کے ٹکڑوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے، یہی لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

❷ **واللّٰہ یدعو الی دارالسلام** کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ انسان کو دارالسلام کی طرف دعوت دیتا ہے یعنی ایسے گھر کی طرف جس میں ہر طرح کی سلامتی ہی سلامتی ہے، نہ اس میں کوئی تکلیف اور رنج وغم ہے، اور نہ بیماری وفنا ہے اور نہ حالت بدلنے کی فکر ہے اس سے مراد جنت ہے اور اسکو دارالسلام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ہر شخص کو ہر طرح کا امن وسکون اور سلامتی حاصل ہوگی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں بسنے والوں کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے سلام پہنچتا رہے گا بلکہ لفظ سلام ہی اہلِ جنت کی اصطلاح ہوگی، جس کے ذریعہ وہ اپنی خواہشات کا اظہار کریں گے اور فرشتے ان کو مہیا کریں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دارالسلام جنت کے سات ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (معارف القرآن)

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "یَدْعُوْ" یہ باب نصر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے، بمعنی بلانا ودعوت دینا۔

"یَھْدِیْ" یہ باب ضرب سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی راستہ دکھانا یا منزل تک پہنچانا۔

"اَحْسَنُوْا" یہ باب افعال سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی بھلائی کرنا، نیک کام کرنا۔

"یَرْھَقُ" یہ باب سمع سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے، بمعنی چھا جانا، ڈھانپ لینا۔

"کَسَبُوْا" یہ باب ضرب سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی کمانا، کام کرنا۔

"اُغْشِیَتْ" یہ باب افعال سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی ڈھانکنا۔

الشق الثانی ..... فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ (پ۱۲۔ھود:۱۲،۱۳)

0313 6357913 mahboobiyamurtaza@gmail.com

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ تفسیر کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ پس شاید کہ آپ ﷺ چھوڑ دینے والے ہیں بعض ان احکام کو جو آپ ﷺ کی طرف وحی کے ذریعہ بھیجے جاتے ہیں اور آپ ﷺ کا دل ان کے اس قول کی وجہ سے تنگ ہوتا ہے کہ (اگر یہ نبی ہے تو) اس پر کوئی خزانہ کیوں نازل نہیں ہوا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا؟ آپ ﷺ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا نگران وذمہ دار ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خود قرآن کریم بنایا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ تم بھی اس جیسی خود ساختہ دس سورتیں بنا کر پیش کرو اور اللہ کے علاوہ جس کی بھی تم استطاعت رکھتے ہو اس کو بلالو اگر تم اپنی بات میں سچے ہو۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں سے پہلی آیت آپ ﷺ کی تسلی کیلئے نازل ہوئی اس کا پسِ منظر یہ ہے کہ مشرکینِ مکہ

آپ ﷺ کے سامنے مختلف قسم کے مطالبے پیش کرتے تھے، ان میں سے ایک مطالبہ یہ تھا کہ اس قرآن میں ہمارے معبودوں کی تردید کی گئی ہے۔ اسلئے ہم اس پر ایمان نہیں لا سکتے لہٰذا آپ ﷺ یا کوئی دوسرا قرآن لائیں یا اس میں ترمیم کریں نیز اگر آپ ﷺ رسول ہیں تو آپ ﷺ کو دنیاوی بادشاہوں کی طرح بخشش وعطایا کے لیے خزانہ کیوں نہیں دیا گیا، یا کم از کم کوئی فرشتہ ہی آسمان سے نازل ہو کر آپ ﷺ کی تصدیق کرے کہ بے شک یہ اللہ کے رسول ہیں، ان مختلف باتوں کی وجہ سے آپ ﷺ کا دل تنگ ہو گیا اور پریشان ہو گئے یہ بھی ممکن نہ تھا کہ ان کو ضلالت وشرک پر چھوڑ دیں اور یہ مطالبہ پورا کرنا بھی ممکن نہ تھا کہ دوسرا قرآن یا ترمیم شدہ قرآن پیش کریں تو اللہ تعالیٰ نے تسلی کیلئے یہ آیات نازل فرمائیں، ان میں فرمایا کہ کیا آپ ﷺ ان کے کہنے سے مجبور ہو کر اللہ کے کلام کا کچھ حصہ چھوڑ دیں گے جس سے یہ لوگ ناخوش ہوتے ہیں اور کیا آپ ﷺ ان کی ان فرمائشوں سے دل تنگ ہو جائیں گے؟ یہاں **لعلك** کے لفظ سے آپ ﷺ کا ان چیزوں سے بری ہونا بیان کرنا ہے کہ آپ ﷺ ان کی رعایت میں نہ تو قرآن کریم کا کوئی حصہ چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ان کی فرمائشوں سے آپ کو دل تنگی ہونی چاہیے کیونکہ آپ ﷺ تو اللہ کی طرف سے محض بشیر ونذیر یعنی ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے ہو اور ان تمام کاموں کو سرانجام دینا اللہ تعالیٰ کی ہی قدرت وطاقت میں ہے۔

اس کے بعد ان کے مطالبہ (دولت کا ملنا فرشتہ کا نازل ہو کر تائید کرنا) کا جواب ہے کہ اگر تم قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب نہیں سمجھتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ کلام محمد ﷺ نے خود گھڑا ہے تو پھر تم بھی اس جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور یہ ضروری نہیں کہ صرف ایک آدمی ہی دس سورتیں بنائے بلکہ تم سب اور دنیا جہان کے تمام لوگ بھی اس کلام کے بنانے کیلئے اکٹھے ہو جاؤ اور اس جیسا کلام بنا کر دکھاؤ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ چلو دس نہیں صرف ایک ہی سورت بنا کر دکھاؤ، مگر تم ہرگز اس پر قادر نہیں ہو پس ثابت ہوا کہ یہ اللہ کا کلام ہے لہٰذا محمد ﷺ کے نبی ہونے کیلئے یہ دلیل ومعجزہ ہی کافی ہے۔ پس اگر تم نیک نیتی سے معجزہ کا مطالبہ کرتے ہو تو یہ قرآن کریم کافی ہے اور اگر مقصد محض ضد وعناد ہے تو پھر تمہارے مطلوبہ معجزات بھی ظاہر ہو جائیں تب بھی تم سے ایمان کی توقع نہیں ہے۔ (تلخیص از معارف القرآن ۵۹۸:۴)

③ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**تَارِكٌ**" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **اَلتَّرْكُ** (نصر، صحیح) بمعنی چھوڑنا۔
"**يُوْحٰى**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع مجہول از مصدر **اِيْحَاءٌ** (افعال، لفیف) بمعنی وحی کرنا۔
"**اُنْزِلَ**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی مجہول از مصدر **اِنْزَالٌ** (افعال، صحیح) بمعنی اتارنا۔
"**اَفْتَرٰى**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر **اِفْتِرَاءٌ** (افتعال، ناقص) بمعنی از خود بنانا وگھڑنا۔
"**اِسْتَطَعْتُمْ**" صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل ماضی معلوم از مصدر **اِسْتِطَاعَةٌ** (استفعال، اجوف) بمعنی طاقت رکھنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ..... وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ (پ۱۳۔ س رعد: ۲۲، ۲۳)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ تفسیر کریں۔ صبر اور عدن کے معانی تفصیل سے بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) صبر وعدن کے معانی کی تفصیل۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضاء کی خاطر اور قائم کی انہوں نے نماز اور خرچ کیا انہوں نے ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے پوشیدہ اور ظاہر طور پر اور دفع کرتے ہیں نیکی کے ذریعہ برائی کو انہی لوگوں کے لئے آخرت کا اچھا نتیجہ وثواب ہے یعنی رہنے کے باغات، داخل ہونگے یہ لوگ ان میں اور ان کے والدین ازواج اور اولاد میں سے جو (جنت میں داخلہ کے) لائق ہونگے، اور فرشتے ان پر داخل ہوں گے ہر دروازے سے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ماقبل کی چند آیات اوران آیات میں اہلِ حق اور حقیقی اہلِ عقل ودانش کی چند علامات وصفات اوران کی جزا کا ذکر ہے ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے صبر کرتے ہیں خواہ وہ صبر کسی خلافِ طبع امر کو برداشت کرنے کی وجہ سے ہو خواہ فرائض وواجبات یعنی اوامر کو بجالانے کی وجہ سے ہو خواہ محرمات ومکروہات یعنی منہی عنہ سے بچنے کی وجہ سے ہو۔ دوسری علامت یہ ہے کہ وہ محض نماز پڑھتے ہی نہیں بلکہ مکمل آداب وشرائط کا لحاظ کرتے ہوئے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ تیسری علامت یہ ہے کہ ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے ظاہری طور پر اور چھپ کر کچھ مال راہِ خدا میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ بدی وبرائی کا جواب اچھائی ونیکی سے دیتے ہیں اس کے دو مطلب ہیں ایک مطلب یہ کہ اگر کوئی شخص ان سے برا معاملہ کرے تو وہ اس کے ساتھ بھی برے معاملہ کی بجائے اچھا معاملہ کرتے ہیں۔ دوسرا مطلب یہ کہ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوری طور پر اس گناہ کے بعد نیکی کرنے کے ذریعہ سے اس گناہ کو دفع ودور کر دیتے ہیں آخر آیت میں ان کی جزا وانجام کا ذکر ہے کہ آخرت کے دائمی وحقیقی گھر میں ایسے نیک سیرت لوگوں کے لئے اچھا بدلہ واچھا انجام ہے۔

اسکے بعد دوسری آیت میں اس اچھے بدلہ وانجام کی تفصیل ہے کہ یہ نیک لوگ ایسے دائمی باغات میں داخل ہونگے جن کے کیا ہی کہنے؟ نہ ان باغات کو کسی نے دیکھا نہ ان کو کسی نے سنا اور نہ کسی نے سونگھا کہ کس اعلیٰ درجہ کے وہ باغات ہیں پھر ان کا مزید اعزاز واکرام یہ ہے کہ انکے ساتھ انکے نیک والدین بیویاں اور نیک اولاد بھی انہی باغات میں داخل ہونگے، اور فرشتے صبح وشام میں تین تین مرتبہ تحفے وہدایا اور سلامتی کا پیغام لیکر جنت یا محلاتِ جنت کے ہر ہر دروازہ سے ان پر داخل ہونگے۔ (مظہری)

❸ صبر وعدن کے معانی کی تفصیل:۔ صبر کا اصلی معنی خلافِ طبع چیزوں سے پریشان نہ ہونا بلکہ ثابت قدمی کے ساتھ اپنے کام پر لگے رہنا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ ① صبر علی الطاعۃ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل پر ثابت قدم رہنا ② صبر عن المعصیۃ یعنی گناہوں سے بچنے پر ثابت قدم رہنا۔ (معارف القرآن)

عدن کا معنی قیام وقرار ہے مراد یہ کہ ان جنتوں سے کسی وقت ان کو نکالا نہ جائے گا بلکہ ان جنتوں میں ان کا قرار وقیام دائمی ہوگا اور بعض حضرات نے فرمایا کہ عدن وسطِ جنت کا نام ہے جو جنت کے مقامات میں سے اعلیٰ مقام ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ آیت تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا کہ لوگو! تم کو معلوم ہے کہ جنات عدن کیا ہے؟ عدن جنت میں ایک قصر (محل) ہے جس کے دس ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پچیس ہزار بڑی آنکھوں والی حوریں متعین ہیں اس قصر میں سوائے نبی، صدیق اور شہید کے اور کوئی داخل نہ ہوگا۔ (مظہری)

الشق الثانی..... اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ (پ۱۴۔ نحل: ۱۲۵، ۱۲۶)

0313 6357013 maktabazakariyamultan@gmail.com

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ تفسیر کریں۔ ماقبل سے ربط بیان کریں اور دعوت کے اصول پر روشنی ڈالیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا ماقبل سے ربط (۴) دعوت کے اصول

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ بلائیں اور معارضہ ومناظرہ کیجئے ان سے اچھے واحسن طریقہ سے، بے شک آپ کا رب خوب جاننے والا ہے اس شخص کو بھی جو اس کے راستہ سے گمراہ ہو گیا اور وہ خوب جاننے والا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی اور اگر تم بدلہ لینا چاہو تو بدلہ لینا اتنا ہی لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا، اور اگر تم صبر کرو تو یہ صبر کرنا بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات کریمہ میں اصولِ دعوت وتبلیغ کا اجمالاً ذکر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ کا حاصل یہ ہے کہ اے پیغمبر! آپ اپنے رب کی راہ یعنی دینِ اسلام کی طرف لوگوں کو حکمت واچھی نصیحت کے ذریعہ بلائیں، حکمت سے وہ طریقہ دعوت مراد ہے

جس میں مخاطب کے احوال کی رعایت سے ایسی تدبیر اختیار کی جائے جو مخاطب کے دل پر اثر انداز ہو سکے اور نصیحت سے مراد یہ ہے کہ خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبہ سے بات کہی جائے اور اچھی نصیحت سے مراد یہ ہے کہ عنوان بھی نرم ہو اور اگر بحث ومباحثہ کی نوبت آجائے تو وہ بھی شدت و بے انصافی اور مخاطب پر الزام تراشی سے خالی ہو، بس آپ کا اتنا ہی کام ہے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے اور آپ ﷺ کا پروردگار ماننے اور نہ ماننے والوں کو خوب جانتا ہے۔ یعنی اسکے مطابق وہ ان کو بدلہ دے گا، اور اگر مخاطب علمی بحث ومباحثہ میں حد سے بڑھ کر علمی جدال وغیرہ پر آجائے تو آپ ﷺ اور آپ کے متبعین کیلئے بدلہ لینا اور صبر کرنا دونوں کام جائز ہیں مگر بہر صورت صبر کرنا بہتر ہے اس سے مخاطب ومخالف اور دیکھنے والوں پر اچھا اثر بھی پڑتا ہے اور آخرت میں اجرِ عظیم کا باعث بھی ہے۔

③ آیات کا ماقبل سے ربط:۔ سابقہ آیات میں آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کے اثبات سے مقصود یہ تھا کہ امت آپ ﷺ کے احکام کی تعمیل کر کے رسالت کے حقوق ادا کرے اور مذکورہ آیات میں خود رسولِ کریم ﷺ کو ادائے رسالت کے حقوق وآداب کی تعلیم ہے جس کے عموم میں تمام مؤمنین شریک ہیں۔ (معارف القرآن)

④ دعوت کے اصول:۔ دعوت کے اصول کے متعلق اجمالی کلام تفسیر کے ضمن میں گزر چکا ہے مزید تفصیل یہ ہے کہ آیت میں دعوت کے لیے تین چیزوں کا ذکر ہے ① حکمت ② موعظہ حسنہ ③ مجادلہ بطریقِ احسن۔

بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ یہ تین چیزیں مخاطبین کی تین قسموں کی بناء پر ہیں، دعوت بالحکمۃ اہل علم وفہم کے لئے ہے، دعوت بالموعظۃ عوام کے لئے ہے، مجادلہ متعنتین (ضدی وہٹ دھرم) اور شکوک وشبہات والے لوگوں کے لئے ہے۔

صاحبِ روح المعانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ آیت کے نسق سے معلوم ہوتا ہے کہ اصولِ دعوت دو ہی ہیں۔ حکمت اور موعظت مجادلہ اصولِ دعوت میں شامل نہیں ہے بلکہ طریقِ دعوت میں کبھی کبھی اس کی بھی ضرورت پیش آجاتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر تینوں چیزیں اصول دعوت ہوتیں تو تینوں چیزوں کو عطف کے ساتھ **بالحکمة والموعظة الحسنة والجدال الحسن** ذکر کیا جاتا، مگر قرآن کریم نے جدال ومجادلہ کیلئے الگ جملہ **وجادلهم بالتی هی احسن** ذکر کیا، معلوم ہوا کہ یہ اصولِ دعوت میں شامل نہیں بلکہ طریقِ دعوت میں پیش آنیوالے معاملات کے متعلق ایک ہدایت وتنبیہ ہے۔ (معارف القرآن)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل..... يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝۵۱ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۠ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝۵۲ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝۵۳ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝۵۴ (پ۱۸۔ مؤمنون:۵۱ تا ۵۴) آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ تفسیر کریں۔ **یاایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحًا** میں **اکلِ طیب** اور **عملِ صالح** کو ملانے کی حکمت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) اکلِ طیب اور عملِ صالح کو ملانے کی حکمت۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے رسولو! کھاؤ تم پاکیزہ چیزیں اور عمل کرو تم اچھے بے شک میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں، اور بے شک یہ ہے تمہارا طریقہ جو ایک ہی طریقہ ہے اور میں ہی تمہارا رب ہوں پس تم مجھ سے ڈرو اور ان لوگوں نے اپنا دین وطریقہ الگ الگ کر کے اختلاف پیدا کر لیا اور ہر گروہ اس دین پر جو ان کے پاس ہے خوش ہے پس آپ ان کو ایک وقت تک ان کی جہالت میں رہنے دیجئے۔

② آیات کی تفسیر:۔ آیات کا حاصل یہ ہے کہ اے پیغمبر! جس طرح ہم نے تمہیں نعمتوں کے استعمال کی اجازت دی اور پھر عبادت کا حکم دیا اسی طرح سب پیغمبروں کو اور ان کے واسطہ سے ان کی امتوں کو بھی حکم دیا کہ اے پیغمبر! تم اور تمہاری امتیں حلال و نفیس چیزیں کھاؤ اور پھر ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے نیک کام کرو اور میری عبادت کرو اور میں تمہارے تمام اعمال سے واقف وباخبر ہوں اور تمہارے نیک وبد اعمال پر تمہیں جزا وسزا بھی دونگا اور ہم نے ان انبیاء سے یہ بھی کہا کہ جو طریقہ تمہیں ابھی بتلایا گیا ہے اس طریقہ پر چلنا اور رہنا تمہارے لئے واجب ہے اور یہ طریقہ تمام امتوں وشریعتوں میں ایک ہی رہا ہے اور اس طریقہ کا

0313 6379 maktabarakariyamultan@gmail.com

حاصل یہ ہے کہ میں تمہارا رب ہوں بس تم مجھ سے ڈرو، یعنی میرے احکام کی مخالفت نہ کرو کیونکہ رب ہونے کی حیثیت سے میں ہی تمہارا خالق و مالک ہوں اور تمہیں بے شمار نعمتوں سے نوازتا ہوں لہٰذا ان سب باتوں کا تقاضا یہ تھا کہ تم ایک ہی طریقہ مذکورہ پر رہتے مگر تم نے اپنا دین وطریقہ الگ الگ کر کے باہم اختلاف پیدا کر لیا اور پھر ہر گروہ اپنے اپنے طریقہ اور بنائے ہوئے دین پر خوش ہے اس کے باطل ہونے کے باوجود بھی اس کو حق سمجھتا ہے، لہٰذا اے پیغمبر! آپ ان کی جہالت کی وجہ سے غمگین نہ ہوں آپ ان کو ایک خاص وقت یعنی قیامت تک مہلت دیجئے جب قیامت کا وقت مقرر آئے گا تو پھر سب حقیقت کھل جائے گی۔

③ اکلِ طیب اور عملِ صالح کو ملانے کی حکمت:۔ اکلِ طیب اور عملِ صالح کو ایک ساتھ لانے میں علماء نے لکھا ہے کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حلال غذا کا عملِ صالح میں بڑا دخل ہے جب حلال غذا ہوتی ہے تو نیک اعمال کی توفیق خود بخود ہونے لگتی ہے اور جب غذا حرام ہو تو نیک کام کا ارادہ کرنے کے باوجود بھی اس میں مشکلات حائل ہو جاتی ہیں۔

حدیث میں ہے کہ بعض لوگ لمبے لمبے سفر کرتے ہیں اور غبار آلود رہتے ہیں پھر اللہ کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور یارب! یارب! پکارتے ہیں مگر ان کا کھانا بھی حرام ہوتا ہے اور پینا بھی، لباس بھی حرام سے تیار ہوتا ہے اور حرام ہی کی ان کو غذا ملتی ہے ایسے لوگوں کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عبادت یعنی نیک عمل اور دعا کے قبول ہونے میں حلال کھانے کو بڑا دخل ہے اور جب غذا حلال نہ ہو تو عبادت اور دعا کی قبولیت کا بھی استحقاق نہیں رہتا۔ (معارف القرآن ۶:۳۱۶)

الشق الثانی ..... وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ الْغَنِيُّ ۭ (پ ۱۱۔ س یونس: ۶۵ تا ۶۸)

آیات کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔ **هو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیه** کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) الفاظ مخطوطہ کے ابواب و معانی (۳) مذکورہ جملہ کی ترکیب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور نہ غمگین کرے آپ کو ان کی بات، بے شک عزت ساری کی ساری اللہ ہی کیلئے ہے وہ سننے والا جاننے والا ہے، خبردار! جو کچھ مخلوقات آسمانوں و زمین میں ہیں، وہ سب اللہ ہی کیلئے ہیں اور کس چیز کی اتباع کر رہے ہیں وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ دیگر شرکاء کو پکارتے ہیں وہ صرف بے سند خیال کی اتباع کرتے ہیں اور وہ محض قیاسی باتیں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون کرو اور دن بنایا دکھلانے والا (واضح) بیشک اس میں نشانیاں ہیں اس قوم کیلئے جو سنتی ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے، وہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے۔

② الفاظ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "لَا يَحْزُنْكَ" یہ باب نصر سے نہی غائب معلوم کا صیغہ ہے بمعنی غم میں ڈالنا۔

"يَتَّبِعُ" یہ باب افتعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی اتباع و پیروی کرنا۔

"يَدْعُوْنَ" یہ باب نصر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے۔ بمعنی بلانا و پکارنا۔

"يَخْرُصُوْنَ" یہ باب نصر وضرب سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی جھوٹ بولنا، اٹکل سے کہنا، قیاس کرنا، اندازہ کرنا۔

"لِتَسْكُنُوْا" یہ باب نصر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی آرام کرنا، سکون کرنا۔

"اِتَّخَذَ" یہ باب افتعال سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی ٹھہرانا و بنانا۔

③ مذکورہ جملہ کی ترکیب:۔ **هو** ضمیر مبتدا **الذی** اسم موصول **جعل** فعل و فاعل **لکم** جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے **اللیل** مفعول بہ **لام** جارہ کی **تسکنوا** فعل و فاعل **فیه** جار و مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر بتقدیر اَنْ مصدر کی تاویل میں ہو کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق معنیٰ مفعول لہ ہوا فعل کا، فعل اپنے فاعل دونوں مفعول و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ مل کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الاولیٰ فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ..... وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ؕ ۝ (پ۱۲۔س ھود: ۹ تا ۱۲)

آیات کا ترجمہ کریں۔ابتدائی دو آیتوں میں انسان کی کمزوریوں کی نشاندہی کی وضاحت کریں۔مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) انسانی کمزوریوں کی نشاندہی (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب ومعانی

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت چکھائیں پھر وہ اس سے چھین لیں تو وہ ناامید و ناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر ہم اس کو کسی نعمت کا مزہ چکھائیں کسی تکلیف کے بعد جو اس کو پہنچی تھی تو کہتا ہے کہ مجھ سے برائیاں دور ہو گئیں بے شک وہ اترانے والا اور شیخیاں مارنے والا ہے مگر وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور اعمال صالحہ کئے انہی لوگوں کے لیے مغفرت کا بڑا ذخیرہ ہے۔پس شاید کہ آپ بعض ان احکام کو جو آپ کی طرف وحی کئے جاتے ہیں چھوڑنے والے ہیں اور آپ کا دل ان کے اس قول سے تنگ ہوتا ہے کہ (اگر یہ نبی ہے تو) کیوں نہیں اس پر کوئی خزانہ نازل کیا گیا اور اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا نگران وذمہ دار ہے۔

❷ انسانی کمزوریوں کی نشاندہی:۔ ان آیات میں فطری طور پر انسان کے غیر مستقل مزاج، جلدی پسند ہونے اور موجودہ حالت میں کھپ کر ماضی و مستقبل کو بھلا دینے کا ذکر ہے حاصل یہ ہے کہ اگر ہم انسان کو کوئی نعمت چکھاتے ہیں اور پھر اس کو واپس لیتے ہیں تو وہ بڑا ناامید و ناشکرا بن جاتا ہے اور اگر اسکو کسی تکلیف کے بعد کسی نعمت کا مزہ چکھائیں تو اِترانے اور شیخی مارنے لگتا ہے، اور کہتا ہے کہ میرے سب دکھ درد رخصت ہو گئے ہیں مطلب یہ ہے کہ انسان عاجل پسند اور موجودہ حالت کو سب کچھ سمجھنے کا عادی ہے اور اگلے پچھلے حالات واقعات میں غور وفکر اور ان کو یاد رکھنے کا بالکل عادی نہیں ہے اسلئے نعمت کے بعد تکلیف پہنچے تو ناامید و ناشکرا بن جاتا ہے اور اگر تکلیف کے بعد نعمت وراحت ملے تو فوراً بجائے شکر کرنے کے اِترانے لگ جاتا ہے اور اس بات سے غافل ہو جاتا ہے کہ سابقہ حالت دوبارہ بھی آسکتی ہے۔

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ **نَزَعْنٰهَا**: یہ باب ضرب سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی چھیننا، واپس لینا۔

اَذَقْنَا: یہ باب افعال سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی چکھانا۔ **ذَهَبَ**: یہ باب فتح سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی جانا۔

مَسَّتْهُ: یہ باب نصر وضرب سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی چھونا، پہنچنا۔

يُوْحٰى: یہ باب افعال سے مضارع مجہول کا صیغہ ہے بمعنی وحی کرنا و پیغام بھیجنا۔

اُنْزِلَ: یہ باب افعال سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی نازل کرنا، اتارنا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی ..... وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝ (پ۱۳۔س ابراہیم: ۳۵ تا ۳۷)

آیات کا ترجمہ کریں۔**فمن تبعنی.....فانك غفور رحیم** کی تفسیر کریں۔مخطوطہ الفاظ کے ابواب ومعانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) مذکورہ جملہ کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہ اے میرے رب! اس شہر کو امن کا گہوارہ بنا دے اور

مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھنا، اے میرے رب! بے شک ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے پس جس نے بھی میری پیروی کی ہے وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی ہے پس تو بخشنے والا مہربان ہے اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی کچھ اولاد کو باشندہ بنادیا ایسی وادی میں جہاں زراعت وکھیتی نہیں ہے تیرے معظم ومحترم گھر کے پاس اے ہمارے رب! تاکہ وہ قائم کریں نماز کو پس تو کچھ لوگوں کے دل بنادے کہ وہ ان کی طرف تیزی سے بڑھیں (انکے دل ان کی طرف جھک جائیں) اور انکو پھلوں سے رزق عطاء فرما امید ہے کہ وہ تیرا شکر ادا کریں گے۔

❷ مذکورہ جملہ کی تفسیر:۔ جملہ کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ اے میرے پروردگار جو شخص بھی میری اتباع وپیروی کرے گا وہ میرا ہے یعنی دنیا وآخرت میں اس کا تعلق مجھ سے نہیں ٹوٹے گا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوجائے گا مطلب یہ ہے کہ اس پر فضل وکرم کی امید ظاہر ہے اور جو شخص میری نافرمانی کرے اگر صرف عملی نافرمانی کرے تو آپ کے فضل سے اس کی بھی مغفرت وبخشش کی امید ہے اور اگر نافرمانی سے کفر وانکار مراد ہو تو کافر ومشرک کی مغفرت نہ ہونے اور ان کی شفاعت نہ کرنے کا حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ہو چکا تھا اس لئے ان کی مغفرت کی امید کا اظہار کرنا درست نہیں ہوسکتا اسلئے بحر محیط میں فرمایا کہ اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی سفارش یا دعا کے الفاظ اختیار نہیں کئے کہ اے پروردگار ان کی مغفرت کردے بلکہ پیغمبرانہ شفقت کے دامن میں کافر بھی رہتے ہیں اور ہر پیغمبر کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی بھی کافر عذاب میں مبتلا نہ ہو تو اس طبعی خواہش کا اظہار ان الفاظ سے کیا کہ اے پروردگار آپ بڑے غفور ورحیم ہیں یعنی انکے ساتھ بھی مغفرت کا معاملہ ہوجائے تو آپ کی غفور ورحیم ذات اس کے زیادہ لائق ہے، یہ نہیں فرمایا کہ اے پروردگار ان کی بھی مغفرت وبخشش فرمادے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے کافروں کے بارے میں فرمایا تھا **وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم**۔

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "تَبِعَنِیْ" یہ باب سمع سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی اتباع وپیروی کرنا۔

"عَصَانِیْ" یہ باب ضرب سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی نافرمانی کرنا۔

"اَسْكَنْتُ" یہ باب افعال سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی آباد کرنا وبسانا، ٹھہرانا۔

"لِيُقِيْمُوْا" یہ باب افعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی قائم کرنا، پورا کرنا۔

"تَهْوِیْ" یہ باب ضرب سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی مائل ہونا، تیزی سے بڑھنا وگرنا۔

"وَارْزُقْهُمْ" یہ باب نصر سے امر حاضر معلوم کا صیغہ ہے بمعنی رزق دینا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل..... وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ (پ۱۴۔س نحل:۶۶،۶۷)

0313 6357913 maktabazakariyahdotnet@gmail.com

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ **بطونه** کی ضمیر کا مرجع متعین کریں۔ **بين فرث ودم لبنا خالصا** کی تفسیر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱) آیات کا ترجمہ (۲) ضمیر کا مرجع (۳) مذکورہ جملہ کی تفسیر۔

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور بیشک تمہارے لئے چوپاؤں میں عبرت (غور وفکر کی جگہ) ہے ہم پلاتے ہیں تمہیں انکے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر وخون کے درمیان سے ایسا خالص دودھ جو پینے والوں کیلئے خوشگوار ہے یا آسانی سے گلے میں اترنے والا ہے اور کھجور وانگور کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ کھانے بناتے ہو بیشک اس میں نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو سمجھتے ہیں۔

❷ ضمیر کا مرجع:۔ **بطونه** کی ضمیر کا مرجع انعام ہے جو کہ اسم جمع ہے اور لفظ کے اعتبار سے مفرد ہے۔ امام سیبویہ نے اس لفظ کو ان مفرد الفاظ میں شمار کیا ہے جو **اَفْعَال** کے وزن پر آتے ہیں **نِعَمْ** اور **اَنْعَام** دونوں مفرد کے صیغے ہیں، مذکر ومؤنث دونوں طرح ان کا استعمال ہوتا ہے جس نے مؤنث استعمال کیا اس نے جمع والے معنی کا لحاظ کیا اور جس نے مذکر استعمال کیا اس نے لفظ کا لحاظ

کیا، الحاصل اس کی طرف مذکر ومؤنث دونوں ضمیریں لوٹائی جاسکتی ہیں۔ (تفسیر مظہری)

③ مذکورہ جملہ کی تفسیر:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جانور جو گھاس وغیرہ کھاتا ہے وہ اس کے معدہ میں جمع ہوجاتا ہے اور معدہ اس کو پکاتا ہے معدہ کے اس عمل غذا کا فضلہ نیچے بیٹھ جاتا ہے، اور دودھ اوپر ہوجاتا ہے اور خون اسکے بھی اوپر ہوجاتا ہے، پھر جگر ان تینوں چیزوں کو الگ الگ تقسیم کرتا ہے، خون کو رگوں میں منتقل کردیتا ہے، دودھ کو جانور کے تھنوں میں پہنچادیتا ہے اور معدہ میں صرف فضلہ باقی رہ جاتا ہے۔ جو گوبر کی صورت میں نکلتا ہے۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی..... وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝ (پ۱۷۔ ج:۵۲،۵۳) آیات کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کریں۔ رسول اور نبی کی تعریف میں فرق اور باہمی نسبت بیان کریں **والقاسیة قلوبهم** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) رسول و نبی میں فرق اور نسبت (۴) **القاسیة قلوبهم** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا (جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو) کہ جب اس نے کلام اللہ کا کچھ حصہ پڑھا تو شیطان نے اس کے پڑھنے میں کچھ مداخلت کی، پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے خیالات و مداخلت کو نیست و نابود کردیتا ہے اور محکم و مضبوط کردیتا ہے اپنی آیات کو اور اللہ تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے (یہ عمل اور واقعہ اس لئے کیا) تاکہ بنائے شیطان کے خیالات وشبہات کو آزمائش ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں مرض ہے اور جن کے قلوب سخت ہیں اور بے شک ظالم لوگ بڑی مخالفت میں ہیں۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے پیغمبر! یہ لوگ جو شیطان کے اغواء سے آپ سے مجادلہ کرتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کوئی رسول اور نبی ایسا نہیں بھیجا جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کچھ پڑھا تو شیطان نے اسکے پڑھنے میں مداخلت کی، اللہ تعالیٰ شیطان کے ان خیالات و مداخلت کو جو اباتِ قاطعہ اور دلائلِ واضحہ سے نیست و نابود کردیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کے مضامین کو زیادہ مضبوط کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب علم و حکمت والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ سارا قصہ اسلئے بیان کیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگوں کیلئے آزمائش کا ذریعہ بنادے جن کے دل میں شک کا مرض ہے اور جن کے دل بالکل ہی سخت ہیں کہ وہ شک سے بڑھ کر باطل کا یقین کئے ہوئے ہیں اور یہ ظالم لوگ بڑی مخالفت میں ہیں۔

③ رسول و نبی میں فرق اور نسبت:۔ بغوی نے لکھا ہے کہ رسول وہ ہے جس کے سامنے حضرت جبرائیل علیہ السلام رُو در رُو (آمنے سامنے) ہوکر آئیں اور نبی وہ ہے جس کی نبوت بصورتِ الہام و خواب ہو۔ بعض علماء نے کہا کہ رسول وہ ہے جس کو نئی شریعت دے کر بھیجا گیا ہو اور نبی کا لفظ عام ہے، رسول بھی نبی ہوتا ہے اور وہ شخص بھی نبی ہوتا ہے جس کو سابق شریعت کی دعوت دینے اور اسکی تائید کرنے کیلئے بھیجا گیا ہو۔ رسول و نبی میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ نبی اعم اور رسول اخص ہوتا ہے یعنی ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں ہے۔ (مظہری)

④ **القاسیة قلوبهم** کی ترکیبی حیثیت:۔ بواسطہ ''واؤ'' عاطفہ اس کا عطف ہو رہا ہے **الذین** پر جو کہ لام جارہ کا مدخول ہونے کی وجہ سے مجرور ہے لہٰذا یہ بھی لام جارہ کا مدخول ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل..... وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ

0313 6357913 maktabazkariyamultan@gmail.com

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (پ۱۸۔نور:۴،۵) آیات کا ترجمہ وتفسیر تحریر کریں، حدِ قذف میں ثبوتِ احصان کیلئے کیا کیا شرائط ہیں؟ وضاحت کے ساتھ لکھیں، محدود فی القذف کی شہادت توبہ کرنے کے بعد قبول کی جائے گی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) حدِ قذف میں ثبوتِ احصان کی شرائط (۴) محدود فی القذف کی توبہ کے بعد شہادت کی قبولیت میں اختلاف۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسّی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی فاسق لوگ ہیں مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو بے شک اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں زنا کی جھوٹی تہمت لگانے کی شرعی حد کا ذکر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح زنا کرنا اسلامی معاشرہ میں بہت بڑا جرم ہے اور اس کی سزا سخت سے سخت تر ہے اسی طرح اس کے ثبوت کیلئے شرائط بھی سخت سے سخت تر ہیں لہٰذا عام شہادتوں سے ہٹ کر اس کے ثبوت کے لئے چار عادل مردوں کی گواہی کی شرط لگائی گئی ہے پس جس طرح یہ جرم سخت ہے اسی طرح اس کی جھوٹی تہمت کی حد وسزا بھی سخت ہے وہ یہ کہ اگر آدمی زنا کی جھوٹی تہمت لگائے اور پھر چار عادل گواہوں کے ذریعہ اس کو ثابت نہ کرسکے تو اسے اسّی دُرّے وکوڑے لگائے جائیں مزید یہ کہ کسی بھی معاملہ میں اس کی گواہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قبول نہیں ہوگی، البتہ اگر یہ شخص صدقِ دل سے ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کرے اور جس شخص پر جھوٹی تہمت لگائی ہے اس سے معافی مانگے تو پھر ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک اس کی گواہی قبول ہوسکتی ہے جبکہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ اس کی گواہی ہمیشہ کے لیے مردود ہے وہ قبول نہیں ہوگی، البتہ توبہ ومعافی کے نتیجہ میں اخروی سزا وعذاب سے بچ جائے گا، آخرت میں اس کی پکڑ نہیں ہوگی۔

❸ حدِ قذف میں ثبوتِ احصان کی شرائط:۔ حدِ قذف میں ثبوتِ احصان کے لیے باجماعِ علماء مندرجہ ذیل شرائط ہیں، محصن شخص آزاد عاقل بالغ مسلمان اور پاک دامن ہو اس سے پہلے متہم بالزنا نہ ہو۔ (تفسیر مظہری)

لہٰذا غلام، مجنون ودیوانہ بچہ کافر یا متہم بالزنا پر تہمت لگانے والے پر حد جاری نہیں ہوگی۔

❹ محدود فی القذف کی توبہ کے بعد شہادت کی قبولیت میں اختلاف:۔ اس امر کا حل تفسیر کے ضمن میں گزر چکا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اسکی گواہی ہمیشہ کیلئے مردود ہے جبکہ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک اسکی گواہی توبہ، استغفار ومعافی کے بعد قبول ہے۔

الشق الثانی ..... هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ۝ (پ۱۱۔یونس:۵،۶) آیات کا سلیس ترجمہ وتفسیر تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں، **ضیاء** اور **نور** میں فرق واضح کریں، **قدرہ** میں ضمیرِ مفعول کا مرجع متعین کریں۔

0333 6357971 maktabazakariyamaltan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۴) **ضیا ونور** میں فرق (۵) **قدرہ** کی ضمیرِ مفعول کا مرجع۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اللہ وہی ہے جس نے سورج کو چمکنے والا اور چاند کو نور والا بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم جان لو برسوں کی گنتی اور (باہم) حساب وکتاب، نہیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کو مگر حق کے ساتھ وہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے نشانیاں اس قوم کے لئے جو سمجھتے ہیں، بے شک دن اور رات کے بدلنے میں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں وزمین میں پیدا کیا ہے البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت وحکمت کی علامات ونشانیاں بیان فرمارہے ہیں کہ ہم نے کائنات کے اتنے بڑے نظام کو چلانے کیلئے اور روشن رکھنے کیلئے دو ایسے روشن وچمکدار خزانے پیدا فرمائے جو خصوصی ترتیب ونظام کے مطابق بغیر کسی پٹرول

وڈیزل اور ڈرائیور کے یکے بعد دیگرے سالہا سال سے چل رہے ہیں ان کو کسی قسم کے ایندھن بجلی گریس وسگنل وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ رک جائیں گے۔ یہ سب تمہارے فائدہ کیلئے ہے تا کہ تمہیں اپنے حساب وکتاب ومعاملات اور فرائض شریعت کے اوقات کا صحیح علم ہو سکے اور یہ تمام اشیاء اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے ذریعہ اپنی کاریگری وقدرت کو ظاہر کرنے کیلئے پیدا کی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح کی نشانیاں بے فائدہ نہیں بلکہ عقل وشعور اور فہم وفراست والے لوگوں کو اپنی قدرت وحکمت دکھلانے کیلئے پیدا کی ہیں اسی طرح یکے بعد دیگرے دن رات کا آنا جانا اور کائنات کی دیگر تمام مخلوقات بھی اللہ تعالیٰ کے وجودِ وحدانیت اور کمالِ علم وقدرت کی اور اس کے تمام عیوب ونقائص سے پاک ہونے کی علامات ونشانیاں ہیں بشرطیکہ کوئی صحیح طور پر غور وفکر کرے اور اسکے دل میں پروردگار کا ڈر وخوف بھی ہو۔

❸ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "ضِيَاءً" یہ اسم جامد ہے اور بقول زجاج یہ ضوء کی جمع ہے بمعنی ذاتی روشنی۔

"نُوْرًا" یہ اسم بھی ہوسکتا ہے اور مصدر (نصر) بھی ہوسکتا ہے بمعنی وہ روشنی جو دوسرے سے حاصل شدہ ہو۔

"مَنَازِلَ" صیغہ جمع بحث اسم ظرف از مصدر نزولا (ضرب، صحیح) بمعنی اترنا۔

"يَعْلَمُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر عِلْمٌ (سمع، صحیح) بمعنی جاننا۔

"يَتَّقُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر اِتِّقَاءٌ (افتعال، لفیف) بمعنی ڈرنا وخوف کرنا۔

❹ ضیاء ونور میں فرق:۔ ائمہ لغت نے دونوں لفظوں کو مترادف کہا ہے، علامہ زمخشری وطیبی رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا کہ اگرچہ روشنی کے معنی میں دونوں مشترک ہیں مگر نور عام ہے ہر قوی ضعیف ہلکی وتیز روشنی کو نور کہا جاتا ہے جبکہ ضوء صرف قوی وتیز روشنی کو ہی کہا جاتا ہے اور قرآن کریم نے شمس وقمر کی روشنیوں میں فرق وامتیاز کو متعدد جگہ مختلف عنوانات سے بیان فرمایا ہے۔ **وجعل القمر فيهن نورا وجعل الشمس سراجا،وجعل فيها سراجا وقمرا منيرا** سراج کا معنی چراغ ہے اور چراغ کی ذاتی روشنی ہوتی ہے کسی چیز سے حاصل شدہ نہیں ہوتی اس لئے بعض حضرات نے کہا کہ ضیاء کسی چیز کی ذاتی روشنی اور نور دوسری چیز سے حاصل شدہ روشنی کو کہتے ہیں مگر بظاہر یہ یونانی فلسفہ سے متاثر ہو کر کہا گیا ہے۔ ورنہ لغت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور قرآن کریم میں بھی اس کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ (معارف القرآن ص ۵۰۵ ج ۴)

❺ قدره کی ضمیر مفعول کا مرجع:۔ بعض مفسرین نے کہا کہ اگرچہ ذکر مفرد کی ضمیر ہے مگر مراد ہر ہر واحد اعتبار سے دونوں ہیں اور اسکے نظائر قرآن کریم وعربی محاورات میں بکثرت پائے جاتے ہیں، چاند ہر مہینے میں اپنا دورہ وچکر پورا کرتا ہے اِسلئے اُس کی منزلیں تیس یا اُنتیس ہوتی ہیں مگر چونکہ چاند ہر مہینہ میں ایک دن غائب رہتا ہے اِسلئے عموماً اسکی اٹھائیس منزلیں کہی جاتی ہیں۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ منزلیں شمس وقمر دونوں کے لئے قائم فرمائی ہیں مگر اس جگہ صرف چاند کی منازل کا ذکر مقصود ہے کیونکہ سورج کی منازل آلات رصدیہ وحسابات کے بغیر معلوم نہیں ہوسکتیں، اس کا طلوع وغروب ایک ہی ہیئت میں سال کے تمام ایام میں ہوتا ہے مشاہدہ سے کسی کو یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ آج آفتاب کونسی منزل سے طلوع ہوا ہے بخلاف چاند کے کہ اس کے حالات ہر روز مختلف ہوتے ہیں آخر ماہ میں بالکل نظر نہیں آتا اور درمیان ماہ میں مکمل نظر آتا ہے اس طرح کے تغیرات کے مشاہدہ سے بے علم لوگوں کو بھی تاریخوں کا علم ہوسکتا ہے۔ (معارف القرآن)

﴿الورقة الاولیٰ فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ..... وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

آیات کا ترجمہ کریں۔ **انه ربی احسن مثوای** کی تفسیر کریں۔ مخطوطہ الفاظ کے ابواب ومعانی لکھیں۔ (پ ۱۲۔ یوسف: ۲۲، ۲۳)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) مذکورہ جملہ کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی۔

0313 6230913 maktabaqariyamultan@gmail.com

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب پہنچ گیا وہ اپنی قوت یعنی جوانی کو تو دیا ہم نے اسکو حکم اور علم اور اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں نیکی والوں کو اور پھسلایا اسکو اس عورت نے جسکے گھر میں تھے اور بند کر دیئے دروازے اور کہا کہ آجاؤ تم ہی سے کہتی ہوں، یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں بیشک وہ میرا مربی و محسن ہے اس نے اچھا کیا میرے ٹھکانہ کو بیشک ظالم و گنہگار لوگ فلاح نہیں پاتے۔

❷ مذکورہ جملہ کی تفسیر:۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تیرا شوہر (قطفیر) میرا مربی و محسن اور آقا ہے اس نے خود بھی میری خاطر و مدارت کی ہے اور پھر تجھے بھی حکم دیا تھا **اکرمی مثواہ** کہ اس کو خاطر سے رکھنا یعنی اس کی غذا لباس و مکان ہر چیز کا خصوصی خیال رکھنا، لہٰذا اپنے محسن و مربی کے حرم پر دست اندازی کرنا بڑا ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا۔

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب و معانی:۔ "بَلَغَ" یہ باب نصر سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی پہنچنا و بالغ ہونا۔

"نَجْزِیْ" یہ باب ضرب سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی جزاء و بدلہ دینا۔

"رَاوَدَتْهُ" یہ باب مفاعلہ سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی فریب دینا، پھسلانا، برائی کی ترغیب دینا۔

"غَلَّقَتْ" یہ باب تفعیل سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی خوب مضبوطی سے بند کرنا یا بکثرت بند کرنا۔

"اَحْسَنَ" یہ باب افعال سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی احسان کرنا، اچھائی کرنا۔

الشق الثانی..... هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ ۚ وَ یُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِهَا مَنْ یَّشَآءُ وَ هُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ (پ۱۳۔ س رعد: ۱۲، ۱۳)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تشریح ذکر کریں، **ویرسل الصواعق الخ** کا شانِ نزول لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی تشریح (۴) جملہ کا شانِ نزول۔

جواب..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو تمہیں بجلی دکھلاتا ہے ڈرانے اور امید دلانے کیلئے اور وہی اٹھاتا ہے بوجھل بادلوں کو اور تسبیح بیان کرتی ہے گرج یا فرشتہ اسکی حمد و ثناء کے ساتھ اور تمام فرشتے بھی اسکے خوف سے اور بھیجتا ہے وہ بجلیاں پھر گرا دیتا ہے انکو جس پر چاہتا ہے۔ اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی قوت و طاقت میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ زبردست قوت والا ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی کمالِ قدرت کی علامات و نشانیوں کو ذکر فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ پاک ذات ہے جو تمہیں بجلی دکھلاتا ہے اور یہی بجلی انسان کیلئے خوف بھی ہوتی ہے کہ جس جگہ گرے گی سب کچھ جلا کر راکھ کر دے گی اور طمع لالچ و امید بھی ہوتی ہے کہ اسکی چمک کے بعد بارش آئیگی جو تمام انسان و حیوان کی زندگی کا سہارا ہے تو ایک ہی چیز میں نفع و نقصان والی دو متضاد وصفوں کو جمع کرنا اسکی کمالِ قدرت کی دلیل ہے، اسی طرح بھاری بھرکم بادل ہزاروں ٹن پانی کے ساتھ اٹھاتا ہے اور بڑی سرعت و تیزی سے کہیں سے کہیں ان بادلوں کو لے جاتا ہے اور پھر اپنے خصوصی حکم و قدرت سے جس زمین پر برسانا چاہتا ہے وہاں پر برساتا ہے اسکے حکم کے بغیر پانی کی ایک بوند بھی دوسرے علاقہ میں نہیں برس سکتی یہ بھی اس کی کمالِ قدرت کی دلیل ہے۔

اور رعد (بادل کی گرج کو کہتے ہیں یا بارش برسانے پر مسلط فرشتہ کا نام ہے) بھی اس کی حمد و ثناء کے ساتھ تسبیح کرتا ہے اور اسکے ساتھ دیگر فرشتے بھی اس کے خوف سے تسبیح و تحمید پڑھتے ہیں یہ سب اس کی کمالِ قدرت کی دلیل و نشانیاں ہیں۔

پھر وہ اپنی کمالِ قدرت سے زمین پر بجلیاں بھیج کر جس کو چاہتا ہے جلا دیتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے وہ ان تمام چیزوں پر مکمل قدرت رکھتا ہے مگر یہ کافر لوگ اسکے عذاب و قہر سے ڈرتے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ آپس میں جھگڑتے اور مباحثہ و مجادلہ میں مبتلا ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بہت بڑی طاقت و قوت اور تدبیر کا مالک ہے جس کے سامنے کسی کی تدبیر و چال نہیں چل سکتی۔

❸ الفاظ مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "اَلْبَرْقُ" یہ اسم ہے بمعنی بجلی و بجلی کی چمک اور مصدر (نصر، صحیح) بمعنی چمکنا و روشن ہونا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

"اَلثِّقَالُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد ثقیل ہے بمعنی بوجھ اور مصدر ثِقْلًا (کرم، صحیح) بمعنی بھاری ہونا۔
"اَلرَّعْدُ" یہ اسم ہے بمعنی کڑک وگرج اور مصدر (نصر وفتح، صحیح) بمعنی کڑکنا وگرجنا۔
"اَلصَّوَاعِقُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد صَاعِقَةٌ ہے بمعنی بجلی وکڑک اور مصدر صَعْقًا (سمع) بمعنی بادل کا گرجنا۔
"اَلْمِحَالُ" یہ اسم ہے بمعنی حیلہ وتدبیر اور مصدر بمعنی مکر کرنا دشمنی کرنا، زور آزمائی کرنا، جھگڑا کرنا، گرج سے غشی طاری ہونا۔

❹ جملہ کا شانِ نزول:۔ اس آیت کے شانِ نزول کے سلسلہ میں متعدد روایات ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کسی صحابی کو دعوتِ اسلام دینے کیلئے کسی کافر کی طرف بھیجا اس نے آگے سے سوال کیا جس رب کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ کس چیز کا ہے؟ لوہے کا تانبے کا سونے کا یا چاندی کا؟ اس صحابی نے واپس آکر آپ ﷺ کو اسکے جواب کی خبر دی تو آپ ﷺ نے دوبارہ اور سہ بارہ اس صحابی کو اس کی طرف بھیجا جب تیسری مرتبہ اس نے یہی سوال کیا تو فوراً اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک بجلی گرادی جس سے جل کر راکھ ہوگیا، اور اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی، دیگر روایات بھی اسی سے ملتی جلتی ہیں۔ (تفسیر مظہری)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ..... وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝

آیات کا ترجمہ کریں۔ آیات کی تفسیر کرتے ہوئے بتائیں کہ **انما یعلمه بشر** میں **بشر** سے کون مراد ہے؟ (پ۱۴۔ نحل: ۱۰۱ تا ۱۰۳)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **بشر** کی تعیین۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کی جگہ دوسری آیت اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے، تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ تو از خود تراش لیتا ہے بلکہ اکثر کافر (اس کی حکمت ومصلحت) نہیں جانتے، کہہ دیجئے کہ اس کو روح القدس نے تیرے رب کی طرف سے اتارا ہے (لے کر آیا ہے) حکمت کے مطابق تاکہ ثابت قدم رکھے مؤمنین کو اور ہدایت وخوشخبری ہوجائے مسلمانوں کے لئے اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں کہ اس کو سکھلاتا ہے ایک بشر، اس شخص کی زبان و لغت جس کی طرف یہ نسبت کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ قرآن تو واضح عربی زبان ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں کفار ومشرکین کے شیطانی وساوس وشبہات کا ذکر ہے کہ جب ہم کسی آیت یا حکم کو منسوخ کرکے دوسری آیت یا حکم نازل کرتے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ از خود کلام گھڑتا ہے اور پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کردیتا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کو اس کے بدلنے کی کیا ضرورت تھی کیا اللہ تعالیٰ کو پہلے اس کا علم نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم جو کچھ نازل کرتے ہیں اس کی حکمت ومصلحت کو بھی خوب جانتے ہیں اور یہ کافر لوگ اکثر جاہل ہیں کہ یہ احکام میں نسخ کو بغیر کسی دلیل کے کلام الٰہی کے خلاف سمجھتے ہیں آپ ﷺ ان کے جواب میں فرمادیں کہ یہ کلام میرا بنایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ اس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیکر نازل ہوتے ہیں، اور اس میں احکام کی تبدیلی کسی حکمت ومصلحت کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ کلام اسلئے بھیجا جاتا ہے تاکہ اہلِ ایمان کو ایمان پر ثابت قدم رکھا جائے اور وہ مسلمانوں کیلئے ہدایت وخوشخبری کا ذریعہ ہوجائے، اس کے بعد تیسری آیت میں کفار کے ایک اور شبہ کا ازالہ ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کو یہ کلام ایک آدمی ہی سکھلاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رد کرتے ہیں کہ اس کی تو زبان بھی عجمی ہے جبکہ یہ قرآن فصیح وبلیغ عربی زبان میں ہے اور کوئی عجمی شخص تو درکنار کوئی عربی شخص بھی اس کی مثل ایک سورت لانے پر قادر نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نبی برحق ہیں اور یہ قرآن کریم منزّل من اللہ ہے۔ اور احکام وآیات کی تبدیلی بھی اسی کی طرف سے ہے۔

❸ بَشَرٌ کی تعیین:۔ اس بشر کی تعیین میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں خلاصہ سب کا یہ ہے کہ آپ ﷺ کا مختلف لوگوں کے ساتھ ایمان کے حوالہ سے ملنا جلنا تھا اور ان میں سے بعض ایسے عجمی غلام بھی تھے جو پہلے سے توراۃ وانجیل پڑھتے تھے تو یہ کفار کہتے کہ یہ محمد

0313 6255913 makkabazakariyamultan@gmail.com

اس عجمی غلام سے قرآن سیکھ کر اپنے ساتھیوں کو بیان کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا نام بلعام حضرت عکرمہؒ نے اس کا نام یعیش، فراءؒ نے اس کا نام عائش اور ابن اسحاقؒ نے اس کا نام جبر لکھا ہے۔ (تفسیر مظہری ص ۲۹۰ ج ٦)

الشق الثانی ..... كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝ وَ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۝ وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝ (الشعراء: ۱۴۱ تا ۱۵۰)

آیات کا ترجمہ کریں۔ قوم عاد اور اصحابِ مدین کون تھے؟ ان پر کیا عذاب آیا؟ اور ان کی طرف کون سے نبی مبعوث ہوئے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں دو امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② قوم عاد و اصحاب مدین کی تفصیل۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ قومِ ثمود نے پیغمبروں کا جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے ان سے کہا: کیا تم (اللہ سے) نہیں ڈرتے؟ بے شک میں تمہارے لیے ایک امانت دار پیمبر ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔ اور میں تم سے اس پر کسی اجر کا سوال نہیں کرتا، میرا اجر تو تمام جہانوں کے پروردگار پر ہے۔ کیا تمہیں ان (نعمتوں) میں چھوڑ دیا جائے گا اطمینان سے؟ ان باغات اور چشموں میں؟ اور ان کھیتوں اور نخلستانوں میں جن کے خوشے ایک دوسرے میں پیوست ہیں؟ اور تم پہاڑوں کو تراش کر اترا کر سے گھر بناتے رہو گے؟ پس اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔

② قومِ عاد و اصحاب مدین کی تفصیل:۔ (قوم عاد) یہ عاد اولیٰ ہیں جو عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھے۔ ان میں اللہ کے رسول حضرت ہود علیہ السلام آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایمانداروں کو تو نجات دیدی اور باقی بے ایمانوں کو تیز و تند خوفناک اور ہلاک آفریں ہواؤں سے ہلاک کیا۔ سات راتیں اور آٹھ دن تک یہ غضب ناک آندھی چلتی رہی اور یہ سارے کے سارے اس طرح غارت ہو گئے کہ ان کے سر الگ تھے اور دھڑ الگ تھے ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہا جس کا مفصل بیان قرآن کریم میں کئی جگہ ہے۔ (ابن کثیر)

(اصحاب مدین) محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق حضرت شعیب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے مدین کی اولاد میں سے ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام سے بھی رشتہ قرابت رکھتے ہیں۔ مدین حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں ان کی نسل و اولاد بھی مدین کے نام سے معروف ہو گئی اور جس بستی میں ان کا قیام تھا اس کو بھی مدین کہتے ہیں۔ گویا مدین ایک قوم کا بھی نام ہے اور ایک شہر کا بھی۔

حضرت شعیب علیہ السلام جس قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں قرآن کریم نے کہیں ان کا اہل مدین اور اصحاب مدین کے نام سے ذکر کیا ہے اور کہیں اصحاب ایکہ کے نام سے۔ ایکہ کے معنی جنگل اور بن کے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان نہ لا کر حقوق اللہ کی خلاف ورزی کر رہے تھے اور اس کے ساتھ خرید و فروخت میں ناپ تول گھٹا کر لوگوں کے حقوق کو ضائع کر رہے تھے اور اس پر مزید یہ کہ راستوں اور سڑکوں کے دھانوں پر بیٹھ جاتے اور آنے والوں کو ڈرا دھمکا کر لوٹتے اور شعیب علیہ السلام پر ایمان لانے سے روکتے تھے۔ اس طرح روئے زمین پر فساد مچا رکھا تھا۔ یہ ان کے شدید جرائم تھے جن کی اصلاح کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا۔ (تلخیص معارف القرآن)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

قوم شعیب علیہ السلام کا عذاب ایک آیت میں زلزلہ کو بتلایا ہے اور دوسری آیات میں **عذاب یوم الظلہ** آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو یوم الظل کے عذاب نے پکڑ لیا۔ یوم الظل کے معنی ہیں سایہ کا دن۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے ان پر گہرے بادل کا سایہ آیا جب سب اس کے نیچے جمع ہو گئے تو اسی بادل سے ان پر پتھر یا آگ برسائی گئی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان دونوں آیتوں میں تطبیق کیلئے فرمایا کہ شعیب علیہ السلام کی قوم پر اول تو ایسی سخت گرمی مسلط ہوئی جیسے جہنم کا دروازہ ان کی طرف کھول دیا گیا ہو جس سے ان کا دم گھٹنے لگا نہ کسی سایہ میں چین آتا تھا نہ پانی میں، یہ لوگ گرمی سے گھبرا کر تہ خانوں میں گھس گئے تو وہاں اوپر سے بھی زیادہ سخت گرمی پائی، پریشان ہو کر شہر سے جنگل کی طرف بھاگے، وہاں اللہ تعالیٰ نے ایک گہرا بادل بھیج دیا جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی، یہ سب لوگ گرمی سے بدحواس تھے دوڑ دوڑ کر اس بادل کے نیچے جمع ہو گئے، اس وقت یہ سارا بادل آگ ہو کر ان پر برسا اور زلزلہ بھی آیا جس سے یہ سب لوگ راکھ کا ڈھیر بن کر رہ گئے۔ اس طرح اس قوم پر

زلزلہ اور عذاب ظلہ دونوں جمع ہو گئے اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ قوم شعیب کے مختلف حصے ہو کر بعض پر زلزلہ آیا اور بعض عذاب ظلہ سے ہلاک کئے گئے ہوں۔ (معارف القرآن)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ..... فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ (پ۱۲۔ھود:۱۱۲،۱۱۳)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں۔ استقامت کا مفہوم واضح کریں۔ **ولا ترکنوا الی الذین ظلموا** کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال تحریر کریں۔ **ومن تاب** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حاصل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) استقامت کا مفہوم (۴) **لاترکنوا الی الذین ظلموا** کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال (۴) **من تاب الخ** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ پس آپ قائم رہیں جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جنہوں نے آپ کے ساتھ توبہ کی اور حد سے نہ بڑھو، بے شک وہ (تمہارا رب) دیکھنے والا ہے اس کو جو تم عمل کرتے ہو، اور مت جھکو ظالموں کی طرف پھر تم کو آگ چھولے گی اور نہیں ہوگا اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی مددگار اور پھر تم مدد بھی نہ کئے جاؤ گے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اس سورۃ کے اندر اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں کے واقعات حضرت نوح علیہ السلام سے شروع کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک خصوصی ترتیب و تفصیل سے ذکر کئے جن میں متعدد مواعظ احکام و ہدایات ہیں اسکے بعد امت محمدیہ کو ان واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی اسکے بعد اس آیت میں بھی آپ ﷺ کے واسطہ سے امت کو دوبارہ خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے پیغمبر! آپ دین کے راستہ پر اسی طرح مستقیم وسیدھے رہیں جیسے آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی مستقیم رہیں جو کفر سے توبہ کر کے آپ ﷺ کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے نہ نکلو کیونکہ وہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

دوسری آیت میں انسان کو خرابی و بربادی سے بچانے کیلئے ایک اور ہدایت جاری کی کہ ظالموں کی طرف ادنی میلان بھی نہ رکھو ورنہ اس ادنی میلان کی وجہ سے تمہیں عذاب دیا جاسکتا ہے اور پھر خدا کے علاوہ تمہارا کوئی رفیق و مددگار نہ ہوگا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ ظالموں سے دوستی نہ کرو اور انکا کہنا نہ مانو، ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ظالموں کی طرف کسی طرح کا بھی میلان نہ رکھو، ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انکے اعمال وافعال کو پسند نہ کرو، سدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انکے برے اعمال پر سکوت و رضا کا اظہار نہ کرو، قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شکل وصورت اور فیشن و رہن سہن کے طریقوں میں ان کا اتباع کرنا بھی اس ممانعت میں داخل ہے اور ظلم و جور کی ممانعت و حرمت کیلئے اس آیت میں وہ انتہائی شدت ہے جو زیادہ سے زیادہ تصور میں لائی جاسکتی ہے کیونکہ اس آیت میں ظالموں کے ساتھ دوستی و گہرے تعلق ہی نہیں بلکہ ان کی طرف ادنی میلان و جھکاؤ اور ان کے پاس بیٹھنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عالم سے زیادہ مبغوض نہیں جو اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر کسی ظالم سے ملنے جائے، تفسیر قرطبی میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہلِ کفر و معصیت اور اہلِ بدعت کی صحبت سے اجتناب و پرہیز واجب ہے۔ (معارف القرآن)

❸ استقامت کا مفہوم:۔ استقامت کا لفظ اپنے اندر عموم رکھتا ہے ہر طرح کی استقامت کو شامل ہے۔

① عقائد کی استقامت، یعنی اللہ کی ذات کو تمام صفات کمالیہ کا جامع سمجھنا (صفات خداوندی کا انکار نہ کرنا) اور اس کی صفات کو مخلوق کی صفات کے مشابہ بھی نہ قرار دینا (یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کی کوئی صفت مخلوق کی صفت کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کی صفات کامل ہیں) اور نہ بندوں کو بالکل مجبور سمجھ لینا نہ کامل مختار (یعنی انسان کو در و دیوار اور چرند پرند کی طرح بے اختیار بھی نہ سمجھنا اور نہ قادر مطلق، بے لگام، مختارِ کُل کہ جیسا چاہے کر سکے اور جب چاہے جا سکے بلکہ درمیانی سیدھی راہ پر ہی چلنا)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② اعمال کی استقامت، یعنی وحی اور شریعت کو پورا پورا بیان کر دینا، نہ اس میں زیادتی کرنا نہ کمی۔

③ عبادات اور معاملات کو ان کے حقوق کے موافق ادا کرنا، نہ ان میں (جذبۂ خیر کے زیرِ اثر) زیادتی کرنا کہ پانچ وقت کی جگہ چھ وقت کی نماز فرض قرار دے دی جائے، نہ کمی کرنا کہ چار رکعت فرض کی جگہ تین رکعتیں مقرر کر لی جائیں۔

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسلام کے متعلق مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ آپ کے بعد میں کسی سے پوچھنے کا محتاج نہ رہوں فرمایا **آمنت باللہ** کہو اور استقامت رکھو یعنی سیدھی چال چلو اور اس پر قائم رہو لفظ استقامت ان تمام امور کو حاوی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا استقامت سے مراد یہ ہے کہ اوامر و نواہی پر قائم ہو جائے اور لومڑی کی طرح (راہِ مستقیم سے ادھر اُدھر) نہ مڑے۔

استقامت بہت ہی سخت حکم ہے یعنی اس پر عمل کرنا انتہائی دشوار ہے اس لیے صوفیاء کا قول ہے کہ استقامت کا مرتبہ کرامت سے اونچا ہے، بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری نبوت کی مدت میں اس آیت سے زیادہ سخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی اور آیت نازل نہ ہوئی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا، میں کہتا ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے معلوم ہو رہا ہے کہ سورہ ہود نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوڑھا کر دیا اس سے مراد پوری سورت نہیں بلکہ اس سورت کی یہی آیت ہے جس میں استقامت کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گو فطرتاً اور تخلیقاً استقامت کے حامل تھے مگر آپ پر ایمان لانے والے اور آپ کا اتباع کرنے والی ساری امت تو ایسی نہ تھی اور امت پر آپ بڑے مہربان تھے اسی فکر نے آپ کو بوڑھا کر دیا کہ امت کے لئے استقامت سخت دشوار ہے اس کا کیا ہوگا۔

④ **لا ترکنوا الی الذین ظلموا** کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال:۔ **کمامرّ فی التفسیر آنفا۔**

⑤ **من تاب الخ** کی ترکیبی حیثیت:۔ یہ جملہ **استقم** کی ضمیر فاعل پر عطف کی وجہ سے فاعل حکماً مرفوع ہے۔

الشق الثانی ..... اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ (پ۱۳۔ رعد: ۸ تا ۱۰) آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ کر کے مختصر تفسیر لکھیں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کریں۔ **وما تغیض الارحام وما تزداد** کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح (۴) **وما تغیض الارحام وما تزداد** کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کو حمل ہوتا ہے اور جو کچھ رحم میں کمی و بیشی ہوتی ہے اور ہر چیز کا اللہ کے نزدیک ایک خاص اندازہ ہے۔ وہ تمام پوشیدہ و ظاہری چیزوں کو جاننے والا ہے، سب سے بڑا اور عالیشان ہے، برابر ہے تم میں سے جو شخص چپکے سے کوئی بات کہے اور جو شخص پکار کر کہے اور جو چھپنے والا ہے رات میں اور جو چلنے پھرنے والا ہے دن میں۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفت عالم الغیب کا ذکر ہے کہ وہ تمام کائنات و مخلوقات کے ذرہ ذرہ سے واقف اور ہر ذرہ کے بدلتے ہوئے حالات سے مکمل طور پر باخبر ہے اور حمل کا یقینی و صحیح علم صرف اسی کو ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی یا دونوں یا کچھ بھی نہیں، حسین ہے یا بدشکل ہے، نیک ہے یا بد ہے اور جو کچھ ان عورتوں کے رحم میں کمی بیشی ہوتی ہے کہ کبھی ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اور کبھی زیادہ، کبھی جلدی پیدا ہوتا ہے اور کبھی دیر میں، یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور وہ سب ظاہر و باطن کا جاننے والا اور سب سے بڑا و بلند و برتر ہے اور تم میں سے کوئی شخص کوئی بات دل میں چھپائے رکھے یا آہستہ سے کوئی بات کرے یا زور سے پکار کر کوئی بات کہے، رات کو کہیں چھپ کر کوئی عمل کرے یا دن میں ظاہرا کوئی کام کاج کرے وہ پروردگار ہر ایک سے مکمل طور پر باخبر ہے۔

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "**مُتَعَالِ**" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **تَعَالِیْ** (تفاعل، ناقص) بمعنی بلند ہونا۔

0313 6357913 maktabaz.kariyan@gmail.com

"تَغِيْضُ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث مضارع معلوم از مصدر غَيْضًا (ضرب، اجوف) بمعنی کم ہونا۔
"اَسَرَّ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر اِسْرَارٌ (افعال، مضاعف) بمعنی چھپانا، چپکے سے بات کرنا۔
"مُسْتَخْفٍ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِسْتِخْفَاءٌ (استفعال، ناقص) بمعنی چھپنا و پوشیدہ ہونا۔
"سَارِبٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر سُرُوْبًا (نصر، صحیح) بمعنی برآمد ہونا، باہر نکلنا۔ (مظہری)

❹ **ماتغیض الارحام وما تزداد** کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال:۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس جملہ سے مراد حمل کی مدت کا نو ماہ سے کم اور زیادہ ہونا ہے، بعض نے کہا کہ نقصان سے مراد بچہ کا ساقط ہونا اور زیادتی سے مراد بناوٹ کا پورا ہونا ہے۔ (مظہری)
پیدا ہونے والے بچہ کی تعداد میں کمی بیشی بھی مراد ہوسکتی ہے کہ حمل میں ایک بچہ ہے یا زیادہ بچے ہیں اور زمانۂ پیدائش کی کمی بیشی بھی مراد ہوسکتی ہے کہ یہ حمل کتنے مہینے کتنے دن اور کتنے گھنٹے میں پیدا ہو کر انسان کو ظاہری وجود دیگا۔
حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زمانۂ حمل میں عورت کو جو خون آتا ہے وہ حمل کی جسامت وصحت میں کمی کا باعث ہوتا ہے اور آیت میں کمی سے یہی جسامت وصحت کی کمی مراد ہے۔ (معارف القرآن)

﴿الورقة الاولیٰ فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ اور مختصر تفسیر تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کریں۔ **كَمَاۤ اَنْزَلْنَا الخ** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔ **الْمُقْتَسِمِيْنَ** سے کون مراد ہے؟ مفسرین کے اقوال لکھیں۔ (پ۱۴۔ حجر: ۸۷ تا ۹۳)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حاصل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح (۴) **كما انزلنا الخ** کی ترکیبی حیثیت (۵) **المقتسمین** کی مراد میں مفسرین کے اقوال۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور تحقیق ہم نے آپ کو سات مکرر پڑھی جانے والی آیات دیں اور قرآنِ عظیم دیا، اور آپ نہ اٹھا کر دیکھیں اپنی آنکھوں کو ان چیزوں کی طرف جو ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو برتنے (استعمال) کیلئے دی ہیں اور آپ کافروں پر غمگین نہ ہوں اور آپ اپنے بازوؤں کو مؤمنین کیلئے جھکائیے اور آپ (کافروں سے) کہہ دیں کہ میں واضح ڈرانے والا ہوں جیسا کہ نازل کیا ہم نے (عذاب) تقسیم کرنے والوں پر، جنہوں نے آسمانی کتاب کے حصے کئے تھے، پس قسم ہے تیرے رب کی البتہ ہم ضرور سوال کرینگے ان سے ان اعمال کے متعلق جو وہ کرتے تھے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ ان آیات میں آپ ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ اے پیغمبر! آپ ان کفار کے معاملہ کو نہ دیکھیں جس سے آپ غمگین ہوتے ہیں بلکہ آپ ہمارا معاملہ اپنے ساتھ دیکھیں کہ ہماری طرف سے آپ ﷺ کے ساتھ کیسے لطف وعنایت کا معاملہ ہے کہ ہم نے آپ کو سات آیات عظیم نعمت کے طور پر دی ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں اور وہ جامع مضامین ہونے کے اعتبار سے پورا قرآن کریم ہی ہیں پس آپ ﷺ اس انعام ونعمت کی طرف دیکھیں تاکہ آپ کا قلب مسرور ومطمئن ہو، آپ ﷺ ان لوگوں کے عناد واختلاف کی طرف متوجہ ہی نہ ہوں، اور آپ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس چیز کی طرف نہ دیکھیں جو ہم نے مختلف کافروں کو عارضی طور پر نفع اٹھانے کے لئے دی ہیں اور پھر بہت جلد وہ اُن سے واپس لے لیں گے اور آپ ان کی حالتِ کفر پر غمگین نہ ہوں بلکہ آپ مسلمانوں پر شفقت رکھئے یعنی فکرِ مصلحت وشفقت کیلئے مسلمان ہی کافی ہیں اور ان کو اس سے نفع بھی ہے جبکہ کافروں کے لئے فکرِ مصلحت کا کوئی فائدہ نہیں ہے اسلئے آپ انکی طرف متوجہ بھی نہ ہوں البتہ آپ اپنا فرضِ منصبی ادا کرتے

0213 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ہوئے انکی تبلیغ کرتے رہیں اور ان کو بتادیں کہ میں کھلم کھلا تمہیں خدا کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں یہ مضمون پہنچاتا ہوں وہ عذاب جس سے ہمارا نبی تمہیں ڈراتا ہے وہ عذاب ہم تم پر کسی وقت ضرور نازل کرینگے جیسا کہ وہ عذاب ہم نے مختلف اوقات میں اُن لوگوں پر نازل کیا تھا جنہوں نے احکام الٰہی کے مختلف اجزاء وحصے بنا رکھے تھے ان میں سے جو انکی مرضی کے موافق ہوا وہ مان لیا اور جو مرضی کے خلاف ہوا اس کا انکار کردیا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ اپنی قسم کھا کر حلفاً کہتے ہیں کہ ہم اگلے پچھلے تمام کافروں سے ان کے اعمال کے متعلق ضرور بازپُرس کریں گے اور پھر اُن اعمال کے مطابق ان کو سزا دیں گے۔ (معارف القرآن ۵:۳۱۲)

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "اَلْمَثَانِیْ" یہ مَثْنَاۃٌ اسم ظرف یا مَثْنِیَۃٌ اسم فاعل کی جمع ہے بمعنی بار بار و مکرر پڑھی جانیوالی۔ "اَلْمُقْتَسِمِیْنَ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِقْتِسَامٌ (افتعال، صحیح) بمعنی تقسیم کرنا۔

"عِضِیْنَ" یہ جمع ہے اسکا مفرد عِضَۃٌ ہے جو اصل میں عِضْوَۃٌ تھا بمعنی ٹکڑا و پارہ۔ بعض نے کہا کہ یہ اصل میں عِضْہَۃٌ تھا بمعنی بہتان۔ بعض نے عِضَۃٌ کا معنی جادو بھی بیان کیا ہے۔ (مظہری)

④ کما انزلنا الخ کی ترکیبی حیثیت:۔ ① اٰتینٰک کے متعلق ہے یعنی نازل کی ہم نے آپ پر وحی جیسا کہ مقتسمین (اہلِ کتاب) پر نازل کی ② النذیر کے متعلق ہے یعنی میں ڈرانے والا ہوں تمہیں نزولِ عذاب سے جیسا کہ مقتسمین پر عذاب نازل ہوا۔ (اعراب القرآن)

⑤ المقتسمین کی مراد میں مفسرین کے اقوال:۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما و مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس سے مراد یہودی و عیسائی ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ اس سے مراد قرآن کریم کے متعلق مختلف خیالات رکھنے والے کافر ہیں کوئی قرآن کو جادو کہتا، کوئی شاعری کہتا، کوئی کہانت کہتا، کوئی پرانے لوگوں کے قصے و داستانیں کہتا۔

بعض علماء نے کہا کہ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے متعلق ان کے بٹے ہوئے اقوال ہیں کوئی آپ ﷺ کو جادو کہتا، کوئی شاعر کہتا اور کوئی کاہن کہتا۔ بعض علماء نے کہا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے رات کے وقت حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کرنے کا مشورہ کیا تھا اور اس پر انہوں نے قسمیں کھائی تھیں، اس صورت میں مقتسمین کا ترجمہ قسم کھانا ہے۔ (مظہری ج ۶ ص ۲۴۰)

الشق الثانی..... وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا ۝۵۹ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْۤ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا طُغْیَانًا كَبِیْرًا ۝۶۰ (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل: ۵۹، ۶۰)

آیات کا ترجمہ کریں۔ "وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس" کی تفسیر کریں۔ مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) مذکورہ جملہ کی تفسیر (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب و معانی۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور نہیں منع کیا ہمیں معجزات کے بھیجنے سے مگر اس بات نے کہ پہلے لوگوں نے بھی معجزات کو جھٹلایا تھا اور ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی جو واضح نشانی تھی پس انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم صرف ڈرانے کے لئے ہی معجزات بھیجتے ہیں، اور یاد کرو جب ہم نے آپ سے کہا تھا کہ بے شک آپ کا رب لوگوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور نہیں بنایا ہم نے اس عجیب و غریب واقعہ کو جو ہم نے آپ کو دکھایا مگر فتنہ و آزمائش لوگوں کے لئے اور جس درخت کی قرآن میں مذمت بیان کی گئی ہے، اور ہم ان لوگوں کو ڈراتے ہیں مگر ان کی بڑی سرکشی اور بڑھتی وزائد ہوتی ہے۔

② مذکورہ جملہ کی تفسیر:۔ آیت کریمہ کے مذکورہ جملہ کا تعلق واقعۂ معراج سے ہے کہ ہم نے اس کو لوگوں کیلئے فتنہ و آزمائش بنایا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ واقعۂ معراج روحانی و منامی تھا جسمانی معراج ممکن نہیں ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں اس کو رؤیا (خواب) کہا گیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو قرآن کریم میں فتنہ و آزمائش کہنا دلیل ہے کہ جسمانی معراج تھا کیونکہ خواب کے واقعہ کی وجہ سے متعدد نومسلموں کے مرتد ہونے کا کیا مطلب ہے؟ پس یہاں پر رؤیا سے مراد خواب نہیں ہے بلکہ عجیب و غریب واقعہ کا بحالتِ بیداری دیکھنا مراد ہے۔ اور کلامِ عرب میں رؤیا کا لفظ اس معنی میں بھی مستعمل ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ الفاظ مخطوطہ کے ابواب ومعانی:۔ "مَنَعَنَا" یہ باب فتح سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی روکنا ومنع کرنا۔
"کَذَّبَ" یہ باب تفعیل سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی جھٹلانا وتکذیب کرنا، انکار کرنا۔
"فَظَلَمُوْا" یہ باب ضرب سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی ظلم ونا انصافی کرنا۔
"نُرْسِلَ" یہ باب افعال سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی بھیجنا۔
"اَحَاطَ" یہ باب افعال سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی گھیرنا واحاطہ کرنا۔
"رُؤْیَا" یہ اسم ہے بمعنی خواب اور اس کی جمع "رُؤًی" ہے۔ مصدر "رُؤْیًا، رُؤْیَۃً" (ضرب، مہموز وناقص) بمعنی دیکھنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّ نَرِثُهٗ مَا یَقُوْلُ وَ یَاْتِیْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّیَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ؕ سَیَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَ یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ (پ۱۶۔ مریم:۷۷تا۸۲)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، مذکورہ آیات کا شان نزول تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کے صیغے اور ابواب ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ آیات کا شانِ نزول ④ کلمات مخطوطہ کے صیغے وابواب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا آپ ﷺ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے ضرور مال واولاد دیا جائیگا کیا وہ غیب پر مطلع ہوگیا ہے یا اللہ تعالیٰ سے اس نے کوئی عہد لیا ہے؟ ہرگز ایسا نہیں ہے ہم یہ اسکی باتیں لکھ رہے ہیں اور ہم اس کیلئے عذاب بڑھاتے جائینگے اور لے لیں گے ہم اس کا وہ مال جس کا وہ دعوی کرتا ہے اور آئے گا وہ ہمارے پاس تن تنہا۔ اور ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنا لیے تا کہ وہ ان کیلئے عزت کی چیزیں بن جائیں۔ خبردار ہرگز ایسا نہیں ہے، وہ عنقریب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور وہ ان کے مخالف بن جائیں گے۔

② و ③ آیات کی تفسیر وشانِ نزول:۔ حضرت خبابؓ بن ارت کہتے ہیں کہ میں لوہاری کا کام کرتا تھا میں نے ایک مرتبہ عاص بن وائل کا کام کیا اور میری مزدوری اسکے پاس جمع ہوگئی ایک دن میں مزدوری لینے کیلئے اسکے پاس گیا تو اس نے کہا: خدا کی قسم جب تک تو محمد ﷺ کا انکار نہیں کرے گا اس وقت تک تجھے مزدوری نہیں ملے گی، میں نے کہا: خدا کی قسم جب تک تو مر کر دوبارہ زندہ ہو کر اٹھے گا اس وقت تک بھی میں یہ کام نہیں کرونگا، عاص نے کہا کیا میں دوبارہ زندہ کیا جاؤنگا؟ میں نے کہا: ہاں اس نے کہا پھر میرے پاس وہاں مال واولاد بھی ہوگا، میں وہیں تیرا قرض دے دونگا۔ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں، ان میں اللہ تعالیٰ اسکی حماقت کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اس کو کس طرح پتہ چلا کہ اسے بھی اگلے جہان میں مال واولاد ملے گا کیا اس کو غیب سے خبر واطلاع آئی ہے یا اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد وپیمان لیا ہے کہ وہ اسے وہاں بھی مال واولاد سے نوازے گا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ اسکی بالکل غلط بات ہے ہرگز ایسا نہیں ہوگا بلکہ جو کچھ وہ غلط باتیں کر رہا ہے ہم اس کو لکھ رہے ہیں اور اسکی وجہ سے آخرت میں اسکے عذاب میں اضافہ ہوتا رہے گا اور جو کچھ وہ مال واولاد چھوڑ کر مرے گا وہ سب مال ومتاع بھی ہمارا ہی ہوگا اور وہ ہمارے پاس تن تنہا ہی آئے گا کوئی مال واولاد اسکے ساتھ نہیں ہو گا۔ پھر کفارِ قریش کے متعلق فرمایا کہ یہ بتوں کی پوجا اسلئے کرتے ہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں ان بتوں کی سفارش یا وسیلہ سے ان کو عزت حاصل ہوجائے اور بت ان کی مدد کریں۔ فرمایا کہ وہ آلہہ اور معبود ان کی عبادت کا قیامت کے دن انکار کریں گے اور کہیں گے یہ ہماری پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ یہ شیاطین اور اپنے ہواء وہوس کی پوجا کرتے تھے، ہم ان کے اس فعل سے بری ہیں یا یہ کافر قیامت کے دن غیر اللہ کی عبادت کا انکار کردیں گے اور کہیں گے خدا کی قسم ہم مشرک نہیں تھے اور ان کے مخالف ہوجائیں گے۔

④ کلمات مخطوطہ کے صیغے وابواب:۔ "نَمُدُّ" صیغہ جمع متکلم بحث مضارع معلوم از مصدر مَدًّا (نصر) بمعنی کھینچنا وگھسیٹنا۔

0313 635 7913 maktabazakariyamultan@gmail.com

"لَأُوتَيَنَّ" صیغہ واحد متکلم بحث لام تاکید بانون ثقیلہ مجہول از مصدر اِیْتَاءٌ (افعال) بمعنی دینا۔
"اِطَّلَعَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر اِطِّلَاعٌ (افتعال) بمعنی جاننا۔
"نَرِثُهٗ" صیغہ جمع متکلم بحث مضارع معلوم از مصدر وَرْثًا، وِرْثًا اِرْثًا (حسب) بمعنی وارث ہونا۔

الشق الثانی ..... وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۚ وَمَاۤ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ (الکھف: ٦٠ تا ٦٥) آیات کا ترجمہ کریں۔

مجمع البحرین کی وضاحت کریں۔ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا واقعہ تحریر کریں۔ سفر میں پیش آنے والے واقعات کی حکمت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② **مجمع البحرین** کی وضاحت ③ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا واقعہ ④ واقعات کی حکمت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان (شاگرد) سے کہا کہ میں اس وقت تک اپنا سفر جاری رکھوں گا جب تک دو سمندروں کے سنگم پر نہ پہنچ جاؤں، ورنہ برسوں چلتا رہوں گا۔ پس جب وہ ان کے سنگم پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے، اور اس نے سمندر میں ایک سرنگ کی طرح اپنا راستہ بنالیا۔ پھر جب دونوں آگے نکل گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان سے کہا کہ: ہمارا ناشتہ لاؤ، تحقیق ہم نے اپنے اس سفر سے بڑی مشقت اٹھائی ہے۔ اس (نوجوان) نے کہا کہ: کیا آپ نے دیکھا جب ہم اس چٹان پر ٹھہرے تو میں مچھلی کو بھول گیا، اور مجھے شیطان کے سوا کسی نے اس کا تذکرہ نہیں بھلایا، اور اس نے عجیب طریقے سے دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا کہ: وہی تو ہے جو ہم چاہتے تھے، پھر دونوں لوٹے اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے۔ تب انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کا پایا جس کو ہم نے رحمت سے نوازا تھا اور ہم نے اسے اپنے پاس سے علم دیا تھا۔

② **مجمع البحرین** کی وضاحت:۔ **مجمع البحرین** دو سمندروں کا سنگم۔ یعنی مشرقی جانب خلیج فارس و بحر روم کا سنگم (قتادہ) محمد بن کعب نے کہا اس سے مراد طنجہ ہے حضرت ابی بن کعب کے نزدیک افریقیہ مراد ہے۔ (مظہری)

③ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا واقعہ:۔ بخاری اور مسلم نے لکھا ہے سعید بن جبیر نے فرمایا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا نوف بکالی کا خیال ہے کہ خضر والے موسیٰ بنی اسرائیل والے موسیٰ نہ تھے (دونوں الگ الگ تھے) فرمایا دشمن خدا جھوٹ کہتا ہے ہم سے ابی کعب نے بیان کیا کہ انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ (ایک روز) موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سامنے تقریر کرنے کھڑے ہوئے کسی نے سوال کرلیا (آج) سب سے زیادہ عالم کون ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: میں۔ اللہ تعالیٰ کو موسیٰ علیہ السلام کی یہ بات ناپسند آئی کیونکہ انہوں نے اللہ کی طرف جاننے کی نسبت نہیں کی اور یوں نہیں کہا کہ اللہ جانے کون سب سے بڑا عالم ہے، اللہ نے وحی بھیجی موسیٰ تم سے زیادہ عالم میرا ایک اور بندہ ہے جو دو سمندروں کے سنگم میں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے رب اس سے میری ملاقات کیسے ہوگی؟۔ اللہ نے فرمایا ایک ٹوکری میں اپنے ساتھ ایک مچھلی رکھ لو (اور کنارے کنارے چل دو (جہاں مچھلی (اچھل کر پانی میں چلی جائے اور) غائب ہو جائے وہیں تمہاری ملاقات ہوگی موسیٰ علیہ السلام توشہ دان یا ٹوکری میں ایک مچھلی (جو بھنی ہوئی تھی) لے کر چل دیئے اور ان کے خادم یوشع بن نون بھی ساتھ ہو گئے۔ چلتے چلتے ایک پتھر کے قریب پہنچے وہاں ٹھہر گئے اور پتھر پر سر رکھ کر دونوں سو گئے۔ مچھلی تڑپ کو ٹوکری سے نکل کر دریا میں جا گری اور پانی کے اندر اس نے راستہ (سرنگ کی طرح) بنالیا، اللہ نے پانی کی رفتار کو روک دیا اور پانی کی محراب بن گئی (اس واقعہ کے وقت یوشع بیدار تھے اور انی کی نظر کے سامنے مچھلی سمندر میں جا گری تھی) موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو دن کے باقی حصہ میں بھی چلتے رہے (یعنی سو کر اٹھنے اور پھر چل دیئے اور شام تک چلتے رہے) یوشع اس واقعہ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ذکر کرنا بھول گئے۔ موسیٰ علیہ السلام دن بھر چلتے رہے اور رات بھر بھی چلتے رہے

0313 6357073 maktabazakariyamultan@gmail.com

دوسرے دن کی صبح ہوئی تھی، جب اس جگہ سے آگے بڑھتے تو تھکان کا احساس ہوا، یوشع نے کہا حضرت جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے (وہاں مچھلی تڑپ کر سمندر میں جا گری تھی) میں آپ سے مچھلی کا تذکرہ کرنا بھول گیا، شیطان نے مجھے بھلا دیا۔ مچھلی نے تو سمندر کے اندر عجیب طرح سے اپنا راستہ لے لیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اسی (جگہ) کی تم ہم تلاش میں تھے پھر دونوں اپنے نقش قدم پر لوٹ پڑے، یہاں تک کہ مقرر پتھر کے مقام پر آ گئے وہاں ایک آدمی ملا جو کپڑے سے منہ چھپائے ہوئے تھا، موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا۔ خضر نے کہا تمہاری اس زمین میں سلام کا طریقہ کہاں ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ خضر نے کہا بنی اسرائیل والے موسیٰ؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: جی ہاں۔ میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ جو علم آپ کو دیا گیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی بتائیں۔ خضر نے کہا موسیٰ آپ میرے ساتھ ٹھہر نہ سکیں گے مجھے اللہ کی طرف سے وہ علم دیا گیا ہے جس سے آپ واقف نہیں اور جو علم اللہ نے آپ کو دیا ہے اس سے میں واقف نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ میں آپکے حکم کے خلاف نہیں کروں گا۔ خضر نے کہا اگر آپ میرے ساتھ چلنا ہی چاہتے ہیں تو جب تک میں خود بیان نہ کروں آپ مجھ سے (کسی پیش آنے والے واقعہ کے متعلق) کچھ دریافت نہ کریں۔ عہد و پیمان کے دونوں چل دیئے۔ چلتے چلتے سمندر کے کنارے پہنچے، ادھر سے ایک کشتی گزری۔ کشتی والوں سے بزرگوں نے سوار کر لینے کیلئے کہا، کشتی والے خضر کو پہچانتے تھے انہوں نے بغیر کرایہ کے دونوں کو سوار کر لیا۔ سوار ہو گئے (چل دیئے تو اثناء راہ میں) اچانک موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ خضر بسولے سے کشتی کا ایک تختہ توڑ رہے ہیں، کہنے لگے آپ یہ عجیب حرکت کر رہے ہیں ان لوگوں نے تو ہم کو بغیر کرایہ کے سوار کر لیا اور آپ ان کی کشتی کو پھاڑ رہے ہیں کہ سب کشتی والے ڈوب جائیں، خضر نے کہا کیا میں پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں بھول گیا تھا آپ بھول پر میری پکڑ نہ کیجئے اور میرے معاملہ میں مجھ پر تنگی اور دشواری نہ ڈالئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام سے پہلی حرکت بھول کر ہوئی تھی اور دوسری حرکت بطور شرط اور تیسری حرکت قصداً یا لارادہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک چڑیا آ کر کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی اور چونچ ڈال کر دریا سے اس نے پانی لیا۔ خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا میرا اور آپ کا علم، علم کے خدا کے مقابلے میں اس سے زیادہ نہیں جتنا اس چڑیا نے چونچ سے سمندر کا پانی لیا۔ اس چڑیا نے چونچ میں پانی لے کر سمندر کے پانی میں کوئی کمی نہیں کر دی (میرا اور آپ کا علم بھی اللہ کے علم کے بحر بے کراں میں کوئی کمی نہیں کر سکتا) پھر (کشتی سے اتر کر) دونوں چل دیئے خضر کو راستہ میں ایک لڑکا نظر آیا جو لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر نے کہا کیا میں نے آپ سے نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ رک نہیں سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خضر کی یہ حرکت پہلی حرکت سے زیادہ سخت تھی (اسلئے موسیٰ علیہ السلام نے بے تاب ہو کر دریافت کر ہی لیا) موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر اسکے بعد میں آپ سے کچھ پوچھوں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا، آپ کیلئے میری طرف سے معذرت کا کوئی موقع نہیں رہے گا۔ اسکے بعد پھر دونوں چل دیئے ایک گاؤں میں پہنچے، بستی والوں سے کھانا مانگا، انہوں نے کچھ کھانے کو نہیں دیا، وہاں ایک دیوار نظر آئی جو گرنے ہی والی تھی، خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اس کو ٹھیک کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اس بستی میں آئے بستی والوں سے کھانا مانگا کسی نے کھانا نہیں دیا نہ ہماری میزبانی کی (اور آپ نے ان کی دیوار ٹھیک کر دی) اگر آپ چاہتے تو اس کی مزدوری اس سے لے سکتے تھے۔ خضر نے کہا اب میرے اور آپ کے درمیان فراق ہے (اسکے بعد اپنی تینوں حرکتوں کی مصلحت و حکمت بیان کی) اور کہا یہ ان باتوں کی تشریح ہے جن کو پوچھے بغیر آپ رہ نہ سکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش موسیٰ علیہ السلام صبر کئے رہتے (اور آئندہ اور واقعات ظہور پذیر ہوتے) یہاں تک کہ اللہ ہم کو ان کی تفصیل سے آگاہ فرماتے۔ (مظہری)

❹ واقعات کی حکمت:۔ ان واقعات کی حکمت وہ ہے جسے قرآن مجید میں "و فوق کل ذی علم علیم" کہہ کر بیان کیا گیا ہے، یعنی ہر صاحبِ علم سے زیادہ علم رکھنے والا موجود ہوتا ہے۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ کلمات نکلے تھے کہ میں اس وقت روئے زمین پر سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں تو اللہ رب العزت نے انہیں ان واقعات کا مشاہدہ کروایا کہ خضر علیہ السلام کے جن افعال و اعمال کو موسیٰ علیہ السلام اپنے علم کی بنا پر غلط سمجھ رہے تھے وہ حقیقتاً غلط نہیں تھے، لیکن موسیٰ علیہ السلام کو ان کا علم نہیں عطا کیا گیا تھا۔

0313 6357913 maktabazakariyaqulten@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ (پ۱۳۔رعد:۳۱)

آیت مبارکہ کا ترجمہ اور مفہوم وضاحت کے ساتھ تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں، **لو** حرف شرط کا جواب متعین کریں نیز آیت کا شانِ نزول لکھنا نہ بھولیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کا مفہوم (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۴) **لَوْ** کا جوابِ شرط (۵) آیت کا شانِ نزول۔

جواب ..... ❶ آیت کا ترجمہ:۔ اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اس کے ذریعہ پہاڑ چلا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ زمین کی مسافت جلدی طے ہوتی یا اس کے ذریعہ مُردوں سے کلام کروا دیا جاتا (تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے) بلکہ سارا اختیار اللہ کو ہی ہے، کیا (ابھی تک بھی) اہلِ ایمان نا اُمید نہیں ہوئے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت (ایمان کی توفیق) دے دیتا، اور یہ کافر لوگ ہمیشہ اس حالت میں رہتے ہیں کہ انکو کوئی آفت ومصیبت انکے اعمال وکردار کی وجہ سے پہنچتی ہی رہتی ہے یا انکے علاقہ وبستی کے قریب وہ آفت ومصیبت نازل ہوتی ہی رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آجائیگا، بیشک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

❷ آیت کا مفہوم:۔ یہ آیت کریمہ مشرکینِ مکہ کی طرف سے معجزات کے مطالبہ کے جواب میں نازل ہوئی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے مطالبات پورے کردیں یعنی پہاڑوں کو ہٹا کر مکہ کی زمین کو فراخ ووسیع کردیا جائے یا ہواؤں کو ان کیلئے مسخر کرکے بڑے بڑے فاصلے وسفر ان کیلئے مختصر کردیئے جائیں یا مُردے زندہ ہوکر ان سے کلام کریں تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے اور مذکورہ مطالبات کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خارج نہیں ہے البتہ مصالح دنیا کو وہی جانتا ہے اسلئے اپنی حکمت سے ان مطالبات کو پورا کرنا مناسب نہیں سمجھتا اسلئے کہ ان مشرکین کی ہٹ دھرمی وبدنیتی اس کو معلوم ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تمنا تھی کہ یہ مطالبات پورے کردیئے جائیں تاکہ سب اہلِ مکہ مسلمان ہوجائیں تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا ابھی تک مسلمان ان مشرکین وکفار کے ایمان لانے سے مایوس نہیں ہوئے کہ ابھی تک وہ ان کے ایمان کی تمنا کرتے ہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو یہ سب ایمان لے آتے کوئی بھی ایمان کے بغیر باقی نہ رہتا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے ہر شخص کو ایمان لانے اور نہ لانے کا اختیار دیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے مطالبات پورے کرنا اپنی جگہ، یہ لوگ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک آفات ومصائب کے مستحق ہیں چنانچہ کبھی قحط کی، کبھی اسلامی فتوحات کی، کبھی قتل وقید کی اور کبھی بجلی گرنے کی آفات ان پر نازل ہوئیں اور کبھی براہِ راست ان پر آفات نازل نہیں ہوتیں مگر ان کے قرب وجوار کے علاقوں میں آفات نازل ہوتی رہتی ہیں تاکہ ان کو عبرت حاصل ہو اور ان کو اپنا انجامِ بد بھی نظر آئے، مگر وہ اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے یہ آفات کا سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فتح مکہ کا وعدہ پورا کردیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے اور پھر یہ سب لوگ مغلوب ومقہور ہوجائیں گے۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**قَارِعَةٌ**" صیغہ واحد مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر **قَرْعًا** (فتح، صحیح) بمعنی کھٹکھٹانا۔

"**سُيِّرَتْ**" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی مجہول از مصدر **تَسْيِيْرٌ** (تفعیل، اجوف) بمعنی چلانا۔

"**قُطِّعَتْ**" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی مجہول از مصدر **تَقْطِيْعٌ** (تفعیل، صحیح) بمعنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔

"**تَحُلُّ**" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر **حَلًّا، حُلُوْلًا** (نصر وضرب، مضاعف) بمعنی اترنا۔

❹ **لَوْ** کا جوابِ شرط:۔ **لَوْ** کا جوابِ شرط بقرینۂ مقام محذوف ہے جو کہ **لَمَا آمَنُوْا** ہے اور اسکی دلیل دوسری آیت کریمہ میں اسکی

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تصریح ہے وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى ..... مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا (معارف القرآن)

بعض حضرات نے کہا کہ اس کا جوابِ شرط مقدم ہے جو کہ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ہے اور درمیان میں جملہ معترضہ ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن کے ذریعہ پہاڑ بھی رواں کر دیتے تب بھی یہ لوگ کفر ہی کرتے، ایمان نہ لاتے کیونکہ ان کیلئے بدبختی لکھ دی گئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسمِ مُضِلّ کے مظہر ہیں انکو ہدایت کیسے مل سکتی ہے۔ (مظہری)

۵ آیت کا شانِ نزول:۔ طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے لکھا ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تم جو کچھ کہہ رہے ہو اگر وہ صحیح ہے تو ہمارے مُردہ اسلاف کو ہم سے ملا دو تا کہ ہم ان کو دیکھیں اور ان سے باتیں کریں (اور وہ تمہاری تصدیق کریں) اور مکہ کے پہاڑوں کو (ان کی جگہ سے ہٹا کر) پھیلا دو، اس زمین کو کشادہ کر دو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عطیہ عوفی کا بیان نقل کیا ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اگر مکہ کے پہاڑوں کو یہاں سے چلا دیں کہ میدان نکل آئے اور ہم اس پر کھیتی کریں یا جس طرح ہوا کے ذریعہ سے سلیمان علیہ السلام قطعِ مسافت کرتے تھے اور قوم کو ہوا کے دوش پر قطعِ مسافت کراتے تھے آپ بھی ہمارے لئے ایسا ہی کر دیتے یا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے آپ بھی ہمارے مُردوں کو زندہ کر دیتے (تو ہم ایمان لے آتے) اس پر آیتِ مذکورہ نازل ہوئی۔

بغوی نے تفصیل کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ آیت مذکورہ چند مشرکوں کے حق میں نازل ہوئی جن میں ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن امیہ بھی شامل تھے، وہاں سے عبداللہ بن امیہ نے ایک شخص کی زبانی یہ کہلوایا کہ اگر آپ ہم کو اپنا تابع بنانا چاہتے ہیں تو قرآن کے ذریعے سے مکہ کے پہاڑوں کو یہاں سے ہٹا دیجئے تا کہ کشائش پیدا ہو جائے ہماری کھیتی کے لئے اسوقت زمین تنگ ہے اور یہاں چشمے اور نہریں بھی نکال دیجئے تا کہ ہم درخت لگائیں، کھیتیاں بوئیں اور باغ تیار کریں۔ آپ اپنے دعوے کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام سے کم مرتبہ تو نہیں ہیں آپ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ رواں کر دیئے گئے تھے جو اُن کے ساتھ مل کر اللہ کی پاکی بیان کرتے تھے، آپ ہوا کو بھی ہمارا تابع بنا دیجئے کہ ہم غلہ کو حاصل کرنے اور دوسری ضروریات کو فراہم کرنے کیلئے جو شام کو جاتے ہیں ہوا پر چلے جایا کریں اور ہم روز لوٹ آیا کریں آخر آپ کا قول ہے کہ ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیرِ حکم کر دیا گیا تھا اور آپ کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے اور خدا کے نزدیک آپ کا مرتبہ (بقول آپ کے) عیسیٰ علیہ السلام سے کم نہیں ہے لہٰذا آپ اپنے دادا قصیٰ یا ہمارے مُردوں میں سے کسی کو زندہ کر دیجئے تا کہ ہم اس سے آپ کے معاملہ میں دریافت کریں کہ آپ کا دعویٰ نبوّت صحیح ہے یا غلط۔ اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

الشق الثانی ..... وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ (پ۱۵۔ بنی اسرائیل: ۱۶، ۱۷)

آیات کا ترجمہ کریں، لفظ امرنا میں کتنی قرأتیں ہیں؟ ہر قرأت کے اعتبار سے آیت کی تفسیر تحریر کریں، خط کشیدہ حصہ کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ..... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) اَمَرْنَا کی قرأتیں و تفسیر (۳) عبارتِ مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ..... ۱ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک و تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس بستی کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پس وہ اسکی نافرمانی کرتے ہیں اور اُن پر بات ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم ان کو بالکل تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور کتنی ہی امتوں کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بعد ہلاک کیا ہے اور تیرا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے والا دیکھنے والا کافی ہے۔

۲ اَمَرْنَا کی قرأتیں و تفسیر:۔ اس لفظ میں دو قرأت اور تین تفسیریں منقول ہیں۔ ① اَمَرْنَا (عمومی قرأت) اس صورت میں تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ جب ہم کسی بستی کو جو اپنے کفر و نافرمانی کی وجہ سے بمقتضائے حکمتِ الٰہیہ ہلاک کرنے کے قابل ہو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اُس کو بعثتِ رسل سے پہلے ہلاک نہیں کرتے بلکہ پہلے کسی رسول کی معرفت اس بستی کے خوش عیش یعنی امیر و رئیس لوگوں کو خصوصًا اور دوسرے عوام کو عمومًا ایمان و اطاعت کا حکم دیتے ہیں پھر جب وہ لوگ کہنا نہیں مانتے بلکہ وہاں شرارت مچاتے ہیں

0313 6357943 saqartaba.zakariyamultan@gmail.com

تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اس بستی کو تباہ و غارت کر ڈالتے ہیں۔

② **اَمَرْنَا** (عمومی قرأت) حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم نے اس کی عمومی قرأت ہی کی ہے مگر انہوں نے اس کی تفسیر **اَکْثَرْنَا** کی ہے، مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم یا بستی پر عذاب بھیجتے ہیں تو اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اُس قوم میں خوش عیش سرمایہ دار لوگوں کی کثرت کر دی جاتی ہے اور وہ اپنے فسق و فجور کے ذریعہ پوری قوم کو عذاب میں مبتلا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

③ **اَمَّرْنَا** (بتشدید المیم) ابو عثمان نہدی، ابو رجاء، ابو العالیہ اور مجاہد رحمہم اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے، اس صورت میں تفسیر یہ ہے کہ جب ہم نے کسی بستی و قوم کو ہلاک کرنا چاہا تو ہم نے اس قوم کا امیر و حاکم خوش عیش سرمایہ دار لوگوں کو بنایا جو فسق و فجور میں مبتلا ہونے کی وجہ سے قوم کے لئے عذاب و ہلاکت کا سبب بنے۔ (معارف القرآن ج ۵ ص ۴۵۸)

③ عبارتِ مخطوطہ کی ترکیب:۔ **کَفٰی** فعل ب زائد **ربك** مضاف و مضاف الیہ ملکر مجرور **محلًا** فاعل ب جارہ **ذنوب** مضاف **عباده** مضاف و مضاف الیہ ملکر **ذنوب** کا مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلقِ مقدم **خبیرا بصیرا** اپنے متعلق مقدم سے ملکر نسبِ فعل سے حال، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الاولٰی فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٣٩ھ

الشق الاوّل..... وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل: ۱۰۱ تا ۱۰۳)

آیات کا ترجمہ و تفسیر کریں۔ **تسع آیات بینات** کی مراد تحریر کریں۔ **بصائر** کے منصوب ہونے کی وجہ ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **تسع آیات بینات** کی مراد (۴) **بصائر** کے نصب کی وجہ۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح نشانیاں دیں۔ بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں بنی اسرائیل سے جب آئے موسیٰ علیہ السلام اُن کے پاس تو کہا ان سے فرعون نے کہ میرے خیال میں اے موسیٰ! تجھ پر جادو کیا گیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تحقیق تو جانتا ہے کہ یہ عجائبات (آیات و معجزات) زمین و آسمان کے رب نے نازل کئے ہیں جو کہ بصیرت کے ذرائع ہیں اور میرے خیال میں اے فرعون! تیری کم بختی و ہلاکت کے دن آ گئے ہیں۔ پھر اس نے ارادہ کیا کہ بنی اسرائیل کے قدم ارضِ مصر سے اکھاڑ دے تو ہم نے اس کو اور اس کے تمام ساتھیوں کو غرق کر دیا۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان ہونے والے واقعات کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا چاہتے ہیں کہ اگر ان کفار کی تمام فرمائشیں پوری کر دی جائیں تب بھی یہ لوگ بنی اسرائیل کی طرح ضد و عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم فرعون سے بنی اسرائیل کو مانگ لو یعنی فرعون بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ چھوڑ دے، یا مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر! آپ چاہے بنی اسرائیل سے اسکے متعلق پوچھ لیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون و آلِ فرعون کو ایمان کی دعوت دی اور انہیں آیات بینات سے ڈرایا تو فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ! تم پر کسی جادو کا اثر ہے جسکی وجہ سے تمہاری عقل مخبوط ہو گئی ہے اور تم بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے فرعون! تو بھی دل میں خوب جانتا ہے اگرچہ عار کی وجہ سے زبان سے اقرار نہیں کرتا کہ یہ تمام معجزات زمین و آسمان کے پروردگار نے ہی بھیجے ہیں جو کہ بصیرت و عبرت کیلئے کافی ہیں اور میرے خیال میں تیری کم بختی و ہلاکت کے دن قریب ہیں، فرعون بنی اسرائیل کو مصر جانے کی اجازت نہ دیتا تھا مگر جب اس نے دیکھا کہ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے اثر سے قوت پکڑ کر مضبوط ہو رہے ہیں تو خوف کی وجہ سے اس نے خود ہی سوچا کہ بنی اسرائیل کو ملک

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

بدر کردے، مگر اسکی تدبیر کی کامیابی سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے اسکو اور اسکے لشکر کو غرق کر دیا۔ (معارف القرآن ۵:۵۳۷۔ مظہری ۷:۹۸)

③ **تسع آیات بینات کی مراد:۔** تعیینِ معجزات میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، حضرت ابن عباس اور ضحاک رضی اللہ عنہم کے نزدیک معجزات یہ تھے عصا، ید بیضاء، زبان کی گرہ کا کھل جانا، سمندر کا لاٹھی کی ضرب سے پھٹ جانا، طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک وخون۔ حضرت عکرمہ، مجاہد اور عطاء رحمہم اللہ کے نزدیک نو معجزات یہ تھے، طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک، خون، عصا، ید بیضاء، قحط، پھلوں کی کمی۔ قبطیوں میں سے ایک شخص اپنی بی بی کے ساتھ بستر پر سو رہا تھا (شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے) دونوں پتھر بن گئے ایک عورت کھڑی روٹی پکا رہی تھی (شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے سے) وہ بھی پتھر کی ہوگئی، محمد بن کعب قرظی نے طمس (صورتوں کو بدل دینا یا بگاڑ دینا) اور سمندر کو پھاڑنے اور طور کے سروں پر معلق ہو جانے کو بھی تسع آیات میں شمار کیا ہے۔

حضرت صفوان بن عسال کا بیان ہے کہ ایک یہودی نے دوسرے یہودی سے کہا چلو اس نبی کے پاس چلیں اس نے کہا ارے نبی نہ کہو اگر اس نے یہ لفظ سن لیا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی غرض دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نو واضح آیات دریافت کیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (وہ نو آیات یعنی احکام یہ ہیں) ① کسی چیز کو اللہ کا ساجھی نہ قرار دو ② چوری نہ کرو ③ زنا نہ کرو ④ ناحق ناجائز خون نہ کرو ⑤ کسی بے قصور کو (قتل یا بغاوت وغیرہ کی تہمت لگا کر) حاکم کے پاس قتل کرانے کیلئے نہ جاؤ ⑥ جادو نہ کرو ⑦ سود نہ کھاؤ ⑧ کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ ⑨ جہاد میں مقابلہ کے وقت بھاگنے کیلئے پشت نہ پھیرو۔ اور اے یہودیو! تمہارے لئے خصوصی حکم یہ تھا کہ ہفتہ کے دن کی حرمت میں حدودِ شرعیہ سے تجاوز نہ کرو۔ (مظہری ۷:۹۸)

④ **بصائر کے نصب کی وجہ:۔** **بصائر** کا لفظ ماقبل والے جملہ **ما انزل هؤلاء** سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی ..... وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۣ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ۱۳۔ س رعد: ۴ و ۵)

آیات کریمہ کا ترجمہ وتفسیر کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں۔ **یسقی بماء واحد** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) **یسقی بماء واحد** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ..... ① **آیات کا ترجمہ:۔** اور زمین میں مختلف قطعات ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگور کے باغات ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن میں سے بعض کی جڑ ملی ہوئی ہے اور بعض کی جڑ نہیں ملی ہوئی ہے کہ ان کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور ہم بعض کو بعض پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں بے شک ان میں غور وفکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب ہو تو ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم مٹی ہو جائینگے تو کیا ہم از سرِ نو پیدا کئے جائینگے؟ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے منکر ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہیں اور یہی لوگ جہنمی ہونگے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

② **آیات کی تفسیر:۔** اللہ تعالیٰ ان آیات میں اپنی قدرت کی نشانیوں کو ذکر کرنے کے بعد اہلِ عقل وفکر کو غور وفکر کی دعوت دے رہے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ایک ہی زمین ہے اس کے بہت سے ٹکڑے باہم متحد ہونے کے باوجود طبیعت کے اعتبار سے مختلف ہیں کوئی ٹکڑا عمدہ وپیداواری اور کوئی شوریلا ونمکین، کوئی صرف درختوں کے قابل اور کوئی صرف کھیتی کے قابل اور کوئی بالکل چٹیل، اور ہر علاقہ کی خاص پیداوار، ایک علاقہ کا پھل دوسرے علاقہ میں پیدا ہونا مشکل، کہیں انگور کے باغات اور کہیں کھجور باوجود یکہ سب پر ایک ہی پانی برسا لیکن پھر بھی اتنا فرق ہے، یہ سب ہماری قدرت ووحدانیت کے دلائل ہیں۔

دوسری آیت کریمہ میں بعث بعد الموت کے منکرین کے رد میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کے معجزات ودلائلِ

0313 6057913 maktabazdariyamultan@gmail.com

نبوت کے منکر ہیں اور بے جان اپنے ہی ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کی عبادت پر قائم ہیں آپ کو ان کے ان افعال پر تعجب ہوتا ہے حالانکہ اس سے زیادہ تعجب وحیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ بعث بعد الموت کے منکر ہیں کہ جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے اور ہماری ہڈیاں بھی بوسیدہ وخاک ہو جائیں گی تو کیا ہم اس کے بعد دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ حالانکہ جو ذات ایک ہی زمین میں اتنے بڑے تغیرات وتبدیلی پر قادر ہے وہ بغیر نقشہ ومسودہ کے سب کچھ تیار کرنے پر قادر ہے وہ بعث بعد الموت پر بھی قادر ہے درحقیقت یہ دلائل میں غور وفکر نہیں کرتے اور اپنے رب کے منکر ہیں کیونکہ بعث بعد الموت کا انکار باری تعالیٰ کی قدرت کا انکار ہے۔ اور جو ذات قادر نہ ہو وہ رب بھی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا یہ اپنے رب کے منکر ہیں اور ان کی گردنوں میں گمراہی کے طوق ہیں جن سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے اور اسی وجہ سے یہ جہنم میں جائیں گے اور پھر ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، جس سے خلاصی نہیں ہو سکے گی (اعاذنا اللہ منہ)

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "صِنْوَانٌ" یہ صِنْوٌ کی جمع ہے بمعنی مثل اور ایک ہی جڑ سے نکلنے والے درخت وتنے۔

"مُتَجَاوِرَاتٌ" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر تَجَاوُرٌ (تفاعل، اجوف) بمعنی برابر ہونا، ملے ہوئے ہونا۔

"قِطَعٌ" یہ جمع ہے اس کا مفرد قِطْعَةٌ ہے بمعنی ٹکڑا۔ "اَغْلَالٌ" یہ غُلٌّ کی جمع ہے بمعنی ہتھکڑی یا طوق۔

④ یسقی بماء واحد کی ترکیبی حیثیت:۔ یہ پورا جملہ ماقبل کے جملہ قِطَعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ الخ کی صفت ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٣٩ھ

الشق الاوّل ..... وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۙ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۙ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝ (پ١٣۔ ابراہیم: ٤٢ تا ٤٤)

آیات کا ترجمہ کریں اور مختصر تفسیر لکھیں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں، مهطعين کیوں منصوب ہے؟ وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) آیات کی تفسیر (٣) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (٤) مُهْطِعِيْنَ کے نصب کی وجہ۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور ہرگز مت گمان کر کہ اللہ تعالیٰ غافل وبے خبر ہے ان کاموں سے جو ظالم لوگ کرتے ہیں، وہ مہلت دیتا ہے ان کو اُس دن تک کہ جس دن آنکھیں پتھرا جائیں گی (کھلی کی کھلی رہ جائیں گی) دوڑ رہے ہوں گے وہ اوپر اٹھائے ہوئے اپنے سروں کو، نہیں لوٹیں گی ان کی طرف ان کی نظریں، اور ان کے دل بدحواس (حیرت زدہ ودہشت زدہ) ہوں گے۔ اور (اے محمد) آپ ڈرایئے لوگوں کو اُس دن سے کہ آئے گا ان کے پاس عذاب، پس کہیں گے ظالم لوگ کہ اے ہمارے رب! ہمیں مہلت دیجئے تھوڑی مدت تک کہ ہم قبول کریں تیری دعوت کو اور ہم رسولوں کی اتباع وپیروی کریں، کیا وہ اس سے پہلے قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ ہمیں کوئی زوال نہیں ہے؟

② آیات کی تفسیر:۔ پہلی آیت میں آنحضرت ﷺ اور ہر مظلوم کی تسلی اور ظالم کیلئے سخت عذاب کی دھمکی ہے کہ یہ ظالم ومجرم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو انکے جرائم کی خبر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت وحکمت کے تقاضے سے خود ان کو ڈھیل دے رہے ہیں۔

اس کے بعد بقیہ آیات میں عذابِ آخرت کی تفصیلات اور ہولناک واقعات کا ذکر ہے کہ اُس دن لوگوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور لوگ خوف وحیرت کے سبب سر اوپر اٹھائے ہوئے تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے، ان کی پلکیں بھی نہ جھپکیں گی اور ان کے دل انتہائی دہشت وحیرت کی وجہ سے فہم وعقل سے خالی ہو جائیں گے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو خطاب کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی قوم کو اس دن کے عذاب سے ڈرایئے جس دن ظالم ومجرم لوگ مجبور ہو کر پکاریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں مزید کچھ مہلت دے دیجئے یعنی پھر ہمیں چند روز کیلئے دنیا میں بھیج

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

دیجئے تا کہ ہم آپ کی دعوت قبول کریں اور آپ کے رسولوں کی اتباع و پیروی کر کے اس عذاب سے نجات حاصل کر سکیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملے گا کہ اب تم یہ کہہ رہے ہو کیا تم نے اس سے پہلے یہ قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ ہماری دولت اور شان و شوکت کو زوال نہ ہوگا، ہم ہمیشہ دنیا میں یونہی عیش و عشرت میں رہیں گے اور تم نے بعث بعد الموت اور عالمِ آخرت کا انکار کیا تھا۔ (معارف القرآن)

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "مُقْنِعِیْ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِقْنَاعٌ (افعال، صحیح) بمعنی بلند کرنا۔

"تَشْخَصُ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل مضارع معلوم از مصدر شُخُوْصًا (فتح، صحیح) بمعنی ٹکٹکی لگانا۔

"مُهْطِعِيْنَ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِهْطَاعٌ (افعال، صحیح) بمعنی سر جھکانا، تیز چلنا۔

"اَفْئِدَةٌ" یہ جمع ہے، اس کا مفرد فُؤَادٌ ہے بمعنی دل۔

④ مُهْطِعِيْنَ کے نصب کی وجہ:۔ یہ ماقبل سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (جلالین)

الشق الثانی ..... وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝ (پ۱۵۔ بنی اسرائیل: ۸۵ تا ۸۸)

آیات کا ترجمہ، تفسیر اور شانِ نزول لکھیں اور یہ بتائیں کہ روح سے متعلق سوال کا واقعہ مکہ معظّمہ میں پیش آیا یا مدینہ منورہ میں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول (۴) روح کے متعلق سوال کا محلِ وقوع۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور یہ لوگ آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تم معمولی علم دیئے گئے ہو، اور اگر ہم چاہیں تو لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے پھر (اس کو واپس لانے کیلئے) آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی نہ ملے، مگر یہ آپ کے رب کی رحمت ہے، بے شک تجھ پر اسکی بخشش و فضل بہت بڑا ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ پہلی آیت میں کفار کی طرف سے روح کے متعلق سوال اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب مذکور ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ کفار و مشرکین آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کر رہے ہیں، آپ ﷺ ان کو بتا دیں کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے جس کی تخلیق مادہ کے بغیر صرف لفظ "کُن" سے ہوئی ہے، چونکہ یہ روح غیر مادی اشیاء میں سے ہے اور غیر مادی اشیاء کا تمہیں بالکل معمولی علم دیا گیا ہے جتنا تم اپنے حواس سے حاصل کر سکو، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کے علم کو اپنے علم کے مقابلہ میں حقیر و قلیل ہونا بیان کیا، پھر دوسری آیت میں آپ ﷺ کو کافروں کی طرف سے پہنچنے والے دُکھ پر صابر رہنے کی تلقین کی غرض سے نعمتِ وحی کی عظمت کا اظہار کر رہے ہیں کہ اے پیغمبر! اگر ہم چاہیں تو آپ ﷺ کی طرف نازل کردہ اس قرآن کو واپس لے لیں اور لوگوں کے سینوں سے اس کو نکال دیں اور تحریروں سے اس کو مٹا دیں اور پھر آپ کو کوئی ایسی ہستی نہیں ملے گی جو قرآن کریم کو ہم سے واپس لینے کی ذمہ داری لے سکے، مگر یہ سب کچھ آپ کے رب کی رحمت ہے کہ اس نے ایسا نہیں کیا، اور آپ کے پروردگار کا آپ پر خصوصی فضل و کرم ہے کہ اس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا، اپنی کتاب آپ پر نازل فرمائی پھر اس کو تحریروں و دلوں میں جمع کرایا اور لوگوں سے بیان کرنے کا حکم دیا، پھر مقامِ محمود و حوضِ کوثر آپ ﷺ کو عطا فرمائی۔ (مظہری)

③ آیات کا شانِ نزول:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے کھیتوں میں ایک مرتبہ جا رہے تھے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، چلتے چلتے یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو یہود باہم کہنے لگے کہ ان سے روح کے متعلق دریافت کرو چنانچہ ایک یہودی نے کھڑے ہو کر روح کے متعلق دریافت کیا آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے میں سمجھ گیا کہ وحی نازل ہونے والی ہے میں بھی کھڑا ہو گیا کچھ دیر میں جب وحی کی کیفیت ختم ہو گئی تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

بغوی نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا بیان

0313 6337913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ہے کہ قریش نے جمع ہوکر باہم مشورہ کیا اور کہا کہ محمد ﷺ ہم میں پلے بڑھے ہیں اور ہمیشہ امانت وسچائی کے حامل رہے ہیں کبھی ہم نے کسی جھوٹ کا ان پر شبہ بھی نہیں کیا، لیکن اب انہوں نے وہ دعویٰ کیا جو تم لوگ جانتے ہو، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو مدینہ کے یہودیوں کے پاس بھیج کر دریافت کراؤ، وہ اہلِ کتاب ہیں دیکھو وہ کیا کہتے ہیں، چنانچہ چند آدمیوں کو یہودیوں کے پاس مدینہ میں بھیجا گیا، لوگوں نے جا کر یہودیوں سے دریافت کیا یہودیوں نے جواب دیا، محمد ﷺ سے جا کر تین باتیں پوچھو اگر وہ تینوں کا جواب دے دیں یا کسی کا جواب نہ دیں تو سمجھ وہ نبی نہیں ہیں اور اگر دو باتوں کا جواب دیں اور تیسری کا جواب نہ دیں تو سمجھ لو وہ نبی ہیں۔ ① ان سے دریافت کرو وہ نوجوان کون تھے جنہوں نے بھاگ کر کہیں پناہ پکڑی تھی ان کا کیا واقعہ تھا ② وہ کون شخص تھا جو مشرق ومغرب تک پہنچ گیا اس کا کیا واقعہ تھا ③ روح کیا ہے؟ اس کے متعلق بھی جا کر دریافت کرو۔

قریش نے رسول اللہ ﷺ سے یہ تینوں سوال کئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل کو تمہارے سوالوں کے جواب دے دوں گا۔ آپ ﷺ نے ان شاء اللہ نہیں فرمایا، اسلئے وحی آنے میں تاخیر ہوگئی۔ مجاہد کے قول میں بارہ دن، بعض اقوال میں پندرہ دن اور عکرمہ کے نزدیک چالیس دن تک تاخیر وحی کی صراحت آئی ہے۔ اہلِ مکہ کہنے لگے محمد ﷺ نے ہم سے کل کا وعدہ کیا تھا لیکن اتنی مدت ہوگئی کچھ بھی نہیں بتایا، اُدھر نزولِ وحی میں تاخیر ہوئی اِدھر اہلِ مکہ ایسی باتیں کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کا رنج ہوا (اور سخت رنج ہوا) اسی اثناء میں اچانک ایک روز جبرائیل علیہ السلام یہ وحی لے کر آئے **وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ** پھر پہلے سوال کے متعلق نازل ہوا **اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا**۔ دوسرے سوال کے جواب میں نازل ہوا **وَيَسْـَٔـلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ الخ** اور روح کے متعلق ارشاد فرمایا **قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ**۔ ترمذی نے یہ قصہ اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (مظہری ۸۹:۷) ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے دونوں حدیثوں کا تعارض دور کرنے کیلئے تکرارِ نزول کا قول اختیار کیا ہے۔ اگر دونوں حدیثوں میں تطبیق نہ دی جائے تو پھر صحاح کی روایت ہی قابلِ ترجیح ہے۔

نیز بخاری کی روایت کے راجح ہونے کی یہ وجہ بھی ہے کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ یہودیوں کی ملاقات کے وقت اُسی جگہ موجود تھے اور بغوی کی روایت میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے دورانِ قصہ موجود ہونے کا ذکر نہیں ہے (مظہری ۸۷ تا ۹۰:۷)

④ روح کے متعلق سوال کا محلِ وقوع:۔ ابھی شانِ نزول میں یہ بات گزر چکی ہے کہ راجح قول کے مطابق یہودیوں نے یہ سوال مدینہ منورہ میں کیا تھا اور اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئی تھیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... **وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝** (پ۱۳۔ ابراہیم: ۵، ۶) آیات کا سلیس ترجمہ ومختصر تفسیر تحریر کریں، تذکیر بایّام اللہ سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں، **وفی ذلکم بلآءٌ** میں **بلاء** کا مفہوم اور مراد واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں: (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **تذکیر بایّام اللہ** کی مراد (۴) بلاء کا مفہوم ومراد۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات ونشانیوں کے ساتھ کہ نکالو اپنی قوم کو تاریکیوں سے نور وروشنی کی طرف اور انہیں اللہ تعالیٰ کے خاص ایام یاد دلاؤ، بے شک اسمیں البتہ ہر صبر کرنے والے شکر گزار بندے کیلئے نشانیاں ہیں اور اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت واحسان کو جب نجات دی اس نے تمہیں فرعون کی قوم سے جو تمہیں بُرا عذاب پہنچاتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے، اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑا امتحان وآزمائش ہے۔

0313 6357973 zakariyabazaarriyamdmc@gmail.com

❷ آیات کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی واضح نشانیاں دے کر انکی قوم کی طرف بھیجا (نشانی سے مراد تورات ہے یا دیگر نو معجزات مراد ہیں) اور حکم دیا کہ جاؤ اپنی قوم کو کفر و معاصی کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان و طاعت کی روشنی و نور کی طرف لے آؤ اور انہیں میرے مخصوص ایام (عذاب والے ایام، نعمتوں والے ایام) یاد دلاؤ کیونکہ ان معاملات میں صبر کرنے والے اور شکر گزار بندوں کیلئے عبرت و سبق آموز باتیں ہیں کہ وہ نعمت کو یاد کر کے شکر کریں گے اور سزا و عذاب اور انکے زوال کو یاد کر کے آئندہ حوادثات پر صبر کریں گے چنانچہ اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے حکم کے مطابق اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! اپنے اوپر اپنے پروردگار کی نعمتوں و احسانات کو یاد کرو جب اس نے تمہیں فرعون اور اسکے لشکر سے نجات دی تھی کہ وہ تمہیں سخت تکالیف پہنچاتے تھے حتیٰ کہ وہ تمہارے بچوں کو قتل کر دیتے تھے اور تمہاری مستقبل کی عورتوں کو اپنی خدمت وغیرہ کیلئے زندہ چھوڑ دیتے تھے، اس قتل و خدمت والی مصیبت میں بلاء، اور نجات میں نعمت تھی اور یہ بلاء و نعمت دونوں ہی تمہارے رب کی طرف سے بڑے امتحان و آزمائش ہیں۔

❸ تذکیر بایام اللہ کی مراد:۔ ایام یوم کی جمع ہے اس کا مشہور معنیٰ دن ہے۔ لفظِ ایام اللہ دو معنیٰ کے لئے بولا جاتا ہے اور وہ دونوں معنیٰ یہاں مراد ہو سکتے ہیں ① وہ خاص ایام جن میں کوئی جنگ یا انقلاب آیا ہو جیسے غزوۂ بدر، اُحد، احزاب، حنین وغیرہ کے واقعات یا پچھلی امتوں پر عذاب نازل ہونے کے واقعات جن میں بڑی بڑی قومیں زیر و زبر یا دنیا سے نیست و نابود ہو گئیں، اس صورت میں ایام اللہ یاد دلانے سے اُن لوگوں کو کفر کے انجامِ بد سے ڈرانا اور تنبیہ کرنا مقصود ہوگا۔ ② ایام اللہ کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور احسانات بھی ہیں ان کو یاد دلانے سے مقصد یہ ہوگا کہ شریف انسان کو جب کسی محسن کا احسان یاد دلایا جائے تو وہ اُس کی مخالفت اور نافرمانی سے شرما جاتا ہے۔ (معارف القرآن ۵:۲۳۱) حضرت ابن عباس، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما، مجاہد و قتادہ رحمہم اللہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں مراد ہیں اور مقاتلؒ کے نزدیک وہ واقعات مراد ہیں جو گزشتہ امتوں (عاد، ثمود، قومِ نوح وغیرہ) کو پیش آئے۔ محاورہ میں بولا جاتا ہے کہ فلاں شخص ایامِ عرب کا عالم ہے یعنی عرب کی لڑائیوں سے واقف ہے اس تقریر پر کلام کا مطلب یہ ہوگا کہ اپنی قوم کو وہ واقعات بتاؤ جو اللہ تعالیٰ نے گزشتہ ایام میں ظاہر کئے خواہ بصورتِ نعمت واقع ہوئے ہوں یا بشکلِ مصیبت۔ (مظہری ۶:۱۸۷)

❹ بلاء کا مفہوم و مراد:۔ بلاء کا اصل مفہوم امتحان و آزمائش ہے اور تکلیف و راحت دونوں حالتوں میں بندے کے صبر شکر کی آزمائش ہے **کما قال تعالیٰ (ونبلوکم بالشر والخیر فتنة (الانبیاء) وبلونٰھم بالحسنات والسیّاٰت (اعراف)** یہاں بلاء سے مراد غلامی کی ذلت سے نکال کر آزادی عطاء کرنا ہے۔ (عثمانی)

الشق الثانی ..... وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۱۷۔ انبیاء: ۸۷،۸۸) آیات کا ترجمہ کریں، حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ اختصار کے ساتھ ذکر کریں، آیات کی بے غبار تفسیر کریں، **الظلمات** سے کون سے **ظلمات** مراد ہیں؟ واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں: (۱) آیات کا ترجمہ (۲) حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ (۳) آیات کی تفسیر (۴) ظلمات کی مراد۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور یاد کیجئے مچھلی والے (پیغمبرؑ کے واقعہ) کو جب چلے گئے وہ غصہ کی حالت میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہم اس پر کوئی گرفت نہ کریں گے یا اس پر کوئی تنگی نہ کریں گے، پھر پکارا اس نے اندھیروں میں "**لا الٰہ الا انت الخ**" (ترجمہ: تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو بے عیب ہے، بیشک میں ظالمین میں سے ہوں) پھر ہم نے قبول کی اس کی دعا اور ہم نے اس کو گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح مؤمنین کو نجات دیتے ہیں۔

② حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ:۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یونس علیہ السلام کو علاقہ موصل کی ایک بستی نینوی کے لوگوں کو ہدایت کیلئے بھیجا گیا تھا، یونس علیہ السلام نے ان کو ایمان و عمل صالح کی دعوت دی، انہوں نے سرکشی سے کام لیا، یونس علیہ السلام ان سے ناراض ہو کر بستی سے نکل گئے

0315-6357913 maktabazaitriyamultan@gmail.com

اور اُن کو کہہ دیا کہ تین دن کے اندر تمہارے اوپر عذاب آجائیگا۔ یونس علیہ السلام بستی چھوڑ کر نکل گئے تو ان کو فکر ہوئی کہ اب عذاب آ ہی جائے گا (اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب کے بعض آثار کا اُن کو مشاہدہ بھی ہوگیا) تو انہوں نے اپنے شرک وکفر سے توبہ کی اور بستی کے سب مرد عورت اور بچے جنگل کی طرف نکل گئے اور اپنے مویشی جانوروں اور انکے بچوں کو بھی ساتھ لے گئے اور بچوں کو انکی ماؤں سے الگ کردیا اور سب نے گریہ وزاری کرنا شروع کردی اور الحاح وزاری کے ساتھ اللہ سے پناہ مانگی، جانوروں کے بچوں نے جن کو ان کی ماؤں سے الگ کردیا گیا تھا الگ شور وغل کیا۔ حق تعالیٰ نے ان کی سچی توبہ اور الحاح وزاری کو قبول کرلیا اور عذاب اُن سے ہٹادیا۔ ادھر حضرت یونس علیہ السلام اس انتظار میں رہے کہ قوم پر عذاب آرہا ہے وہ ہلاک ہوگئی ہوگی جب ان کو یہ پتہ چلا کہ عذاب نہیں آیا اور قوم صحیح سالم اپنی جگہ ہے (تو ان کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ میں جھوٹا سمجھا جاؤں گا اور بعض روایات میں ہے کہ اُن کی قوم میں یہ رسم جاری تھی کہ کسی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوجائے تو اسکو قتل کردیا جاتا تھا۔ مظہری)۔ اس سے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنی جان کا بھی خطرہ لاحق ہوگیا تو یونس علیہ السلام نے اپنی قوم میں واپس جانے کی بجائے کسی دوسری جگہ کو ہجرت کرنے کے قصد سے سفر اختیار کیا، راستہ میں دریا تھا اس کو پار کرنے کیلئے ایک کشتی میں سوار ہوگئے، اتفاق سے کشتی ایسے گرداب میں پھنسی کہ غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہوگیا، ملاحوں نے یہ طے کیا کہ کشتی میں سوار لوگوں میں سے ایک کو دریا میں ڈال دیا جائے تو باقی لوگ غرقابی سے محفوظ رہ سکیں گے، اس کام کیلئے کشتی والوں نے نام پر قرعہ اندازی کی، اتفاق سے قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر نکل آیا (کشتی والے شاید ان کی بزرگی سے واقف تھے) انکو دریا میں ڈالنے سے انکار کیا اور دوبارہ قرعہ ڈالا پھر بھی اس میں یونس علیہ السلام کا نام نکلا، انکو پھر بھی تامل ہوا تو تیسری مرتبہ قرعہ ڈالا پھر بھی اُنہی کا نام نکل آیا، اسی قرعہ اندازی کا ذکر قرآن کریم میں دوسری جگہ ان الفاظ سے آیا ہے **فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ** یعنی قرعہ اندازی کی گئی تو یونس علیہ السلام ہی اس قرعہ میں متعین ہوئے، اس وقت یونس علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور اپنے غیر ضروری کپڑے اتار کر اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا، اُدھر حق تعالیٰ نے بحرِ اخضر سے ایک مچھلی کو حکم دیا وہ دریاؤں کو چیرتی پھاڑتی فوراً وہاں پہنچ گئی (کما قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ) اور یونس علیہ السلام کو اپنے اندر لے لیا، اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو یہ ہدایت فرمادی تھی کہ نہ ان کے گوشت کو کوئی نقصان پہنچے، نہ ہڈی کو، یہ تیری غذا نہیں بلکہ تیرا پیٹ چند روز کیلئے ان کا قید خانہ ہے۔

قرآن کریم کے اشارات اور بعض تصریحات سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کا بغیر اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کے اپنی قوم کو چھوڑ کر نکل جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسند ہوا اسی پر عتاب نازل ہوا اور دریا میں پھر مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی نوبت آئی۔ اس کے بعد انہوں نے صدق واخلاق سے آیت کریمہ کا ورد کیا اور نجات ملی۔ (معارف القرآن ج ۶ ص ۲۲۱)

③ آیات کی تفسیر:۔ اے پیغمبر! آپ اس وقت کو یاد کریں جب حضرت یونس علیہ السلام قوم کے ایمان نہ لانے کو وجہ سے خفا ہوکر ہمارے حکم کا انتظار کئے بغیر چلے گئے اور اپنے اجتہاد سے یہ سمجھا کہ شاید ہم انکی اس معاملہ میں گرفت نہیں کریں گے پھر جب ہمارے حکم سے مچھلی نے انکو نگل لیا تو اس تاریکی میں انہوں نے صدق واخلاص کے ساتھ ہمیں پکارا کہ اے پروردگار! تیرے علاوہ کوئی معبود وپروردگار نہیں ہے تو تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے اور میں نے خود یہ ظلم اپنے اوپر کیا ہے کہ تیرے حکم واجازت کے بغیر قوم کو چھوڑ کر چل پڑا چنانچہ ہم نے اسکی دعا قبول کرتے ہوئے اسکو نجات دی اور ہم اپنے مؤمن بندوں کو اسی طرح نجات دیتے ہیں۔

④ ظلمات کی مراد:۔ یہاں پر یا تو شدید ترین تاریکی کو متعدد تاریکیوں سے تعبیر کیا گیا ہے یا پھر اس سے رات کی تاریکی سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی مراد ہے۔ (مظہری)

﴿الورقة الاولیٰ فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ..... وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ

0313 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۲۲۰﴾ (پ۱۹۔الشعراء:۲۱۴تا۲۲۰) آیات کا ترجمہ وتفسیر لکھیں، اسلام میں شعروشاعری کا حکم کیا ہے؟ اور اسکی کس حد تک اجازت ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) اسلام میں شعروشاعری کا حکم اور اجازت کی حد۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور (اے محمد) آپ اپنے قریبی خاندان وکنبہ کو ڈرائیے اور جو لوگ مؤمنین میں سے آپ کی اتباع کرنے والے ہیں اُن سے شفقت وفروتنی سے پیش آیئے، پس اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں تمہارے اعمال سے بری ہوں اور آپ عزیز ورحیم ہستی پر توکل کیجئے جو آپ کو اُس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اور نمازیوں کے ساتھ نشست وبرخاست کرتے ہیں بیشک وہ ہستی سننے والی، خوب جاننے والی ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ رب العزت خصوصیت کے ساتھ آپ ﷺ کو اپنے خاندان وکنبہ کے متعلق تبلیغِ رسالت اور انذار کا حکم دے رہے ہیں کہ اے پیغمبر آپ اپنے قریبی رشتے داروں اور عزیز واقارب کو اللہ رب العزت کے عذاب اور بُرے انجام سے ڈرائیے، چنانچہ آپ ﷺ نے اِس حکم کو سننے کے فوراً بعد اپنی قوم کو جمع کیا اور شرک وغیرہ بُرے اعمال اور عذابِ الٰہی سے ڈرایا، اُسکے بعد عمومی طور پر تمام اہلِ ایمان کے ساتھ خواہ وہ خاندان کے ہوں یا غیر ہوں اُن سب کے ساتھ شفقت اور نرم دلی کا مظاہرہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ تیسری آیت میں منکرین کے ساتھ برتاؤ کی تفصیل ہے کہ جو لوگ آپ کی تعلیمات کو نہ مانیں اور کفر پر ڈٹے رہیں آپ اُن سے واضح طور پر بیزاری کا اعلان فرمادیں اور مخالفین کی طرف سے کسی بھی تکلیف ونقصان پہنچانے کی پرواہ نہ کیجئے اور اُس عظیم ہستی کے اوپر آپ توکل اور بھروسہ کیجئے جو نماز کی حالت میں آپ کی نشست وبرخاست وغیرہ سب اعمال کو دیکھتی ہے اور نماز کے علاوہ بھی وہ ذات آپ کو دیکھتی اور بھالتی ہے جب وہ ہستی کامل علم اور رؤیت والی ہے اور وہ آپ پر مہربان بھی ہے تو وہ ہستی توکل کے لائق بھی ہے لہٰذا وہ ہر قسم کے ضرر سے آپ کو بچائے گی، پس آپ لوگوں کے مصائب وتکالیف سے بے پرواہ ہوکر اُن سے براءت کا اعلان کردیں۔

③ اسلام میں شعروشاعری کا حکم اور اجازت کی حد:۔ شریعت میں نفسِ شعر مذموم نہیں بلکہ مذمت اس کے مضمون کی وجہ سے آتی ہے یعنی جس شعر کا مضمون خلافِ شریعت ہو مثلاً جھوٹ، بہتان، کسی مسلمان کی مذمت کرنا، شرکیہ اشعار وغیرہ تو ایسا شعر شرعاً جائز نہیں ہے، اسی طرح وہ اشعار جن کا مضمون اگرچہ درست ہو مگر اس میں اتنا مصروف ہوجائے کہ فرائض وواجبات سے بھی غافل ہوجائے اسکی حدیث پاک میں مذمت بیان کی گئی ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو جائز ہے۔ مثلاً حمد وثناء، شانِ رسالت، جہادی ترانے وغیرہ تو یہ جائز ہیں، حضور پاک ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کیلئے منبر بچھواتے اور **اللھم ایدہ بروح القدس** سے دعا دیتے تھے۔

الشق الثانی ..... اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ زِدۡنٰہُمۡ عَذَابًا فَوۡقَ الۡعَذَابِ بِمَا کَانُوۡا یُفۡسِدُوۡنَ ﴿۸۸﴾ وَیَوۡمَ نَبۡعَثُ فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیۡدًا عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَجِئۡنَا بِکَ شَہِیۡدًا عَلٰی ہٰۤؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّہُدًی وَّرَحۡمَۃً وَّبُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی وَیَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَالۡبَغۡیِ ۚ یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۹۰﴾ (النحل:۸۸تا۹۰) آیات کا ترجمہ کریں۔ قرآن کریم کے ہر چیز کیلئے بیان ہونے کا مطلب واضح کریں۔ **عدل، احسان، ایتاء ذی القربیٰ، فحشاء، منکر، بغی** کی تفسیر کریں۔ آخری آیت کی اہمیت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② قرآن مجید کے بیان ہونے کا مطلب ③ مذکورہ الفاظ کی تفسیر ④ آخری آیت کی اہمیت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا ہم ان کے عذاب پر مزید عذاب کا اضافہ کریں گے کیوں کہ وہ فساد مچایا کرتے تھے۔ اور یاد رکھو وہ دن جس دن ہم ہر امت میں ایک گواہ کھڑا کریں گے انہیں میں سے اور ہم آپ کو ان پر گواہ بنا کر لائیں گے، اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ وہ ہر چیز کا بیان ہو اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہو مسلمانوں کے لیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کا اور احسان کا اور رشتہ داروں کے دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی،

برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔

❷ قرآن مجید کے ہر چیز کا بیان ہونے کا مطلب:۔ اس سے مراد دین کی سب باتیں ہیں کیوں کہ وحی ونبوت کا مقصد انہی چیزوں سے متعلق ہے اس لیے معاشی فنون اور ان کے مسائل کو قرآن مجید میں ڈھونڈنا ہی غلط ہے، اگر کوئی ضمنی اشارہ آ جائے تو وہ اس کے منافی نہیں۔ رہا یہ سوال کہ قرآن مجید میں دین کے بھی تو سب مسائل مذکور نہیں تو ''ہر چیز کا بیان'' کہنا کیسے درست ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں اصول تو تمام مسائل کے موجود ہیں انہی کی روشنی میں احادیث رسول ﷺ ان مسائل کا بیان کرتی ہیں اور کچھ تفصیلات کو اجماع وقیاس کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احادیث رسول ﷺ اور اجماع وقیاس سے جو مسائل نکلے ہیں وہ بھی ایک حیثیت سے قرآن ہی کے بیان کیے ہوئے ہیں۔ (معارف القرآن)

❸ مذکورہ الفاظ کی تفسیر:۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عدل (سے مراد) توحید ہے اور احسان (سے مراد) ادائے فرائض۔ دوسری روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول آیا ہے: خالص توحید کا نام احسان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اپنے رب کی اس طرح عبادت کرو گویا اس کو دیکھ رہے ہو، اگر تم اس کو نہیں دیکھتے ہو تو وہ یقیناً تم کو دیکھتا ہے (یعنی عبادت میں مشاہدۂ رب کا درجہ حاصل نہ ہو تو کم از کم اتنا تو سمجھتے رہنا ہی چاہیے کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے) مقاتل نے کہا: عدل، توحید ہے اور لوگوں سے درگذر کرنا احسان ہے۔ بعض علماء نے کہا: عدل سے مراد فرض ہے اور احسان سے مراد نفل۔ اگر فرض میں کوئی قصور آ جاتا ہے تو نفل سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے (گویا نفل، فرض ناقص کو حسین یعنی کامل بنا دینے والی چیز ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: اللہ نہ اس کے صرف کو قبول کرے گا نہ عدل کو، یعنی نہ نفل کو نہ فرض کو۔ ایتاء ذی القربیٰ: قرابتداروں کو دینا۔ قرابتداروں کو دینے سے مراد ہے: حاجت روائی کرنا، ضرورت مندوں کی ضروت پوری کرنا، یعنی کنبہ پروری کرنا۔ فحشاء حد سے بڑھی ہوئی برائی (کھلی برائی) قولی یا فعلی (سخت بری بات، سخت برا کام) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الْفَحْشَآءِ یعنی زنا الْمُنْكَرِ ہر برا کام جس کو شریعت نے برا قرار دیا ہو اور عقل سلیم بھی اس کو برا جانتی ہو۔ الْبَغْیِ تکبر اور ظلم۔ بیضاوی نے لکھا ہے: فحشاء سے مراد ہے: قوت شہوانیہ کے استعمال میں حد (اعتدال) سے آگے بڑھ جانا، جیسے زنا، انسانی احوال میں حد سے بڑھی ہوئی شہوانیت، یعنی زنا بہت ہی بری حالت ہے۔ منکر قوت غضبیہ کے ہیجان سے مغلوب ہو کر ایسا کام کرنا جو (عقلاً ونقلاً) برا ہے۔ الْبَغْیِ غرور تکبر، لوگوں پر جبر اور زبردستی، سب سے اونچا ہو جانا۔ یہ شیطنت قوت وہمیہ کا کرشمہ ہے۔ انسان کی ہر برائی اور شرانہی تینوں اقسام میں سے کسی نہ کسی قسم کے ذیل میں داخل ہے، اسی لئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن مجید کی سب سے زیادہ جامع آیت یہی ہے۔ (مظہری)

❹ آخری آیت کی اہمیت:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن مجید کی سب سے زیادہ جامع آیت یہی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول سعید بن منصور نے الادب میں بخاری نے، محمد بن منصور اور ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کیا ہے کہ یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہو جانے کا سبب ہوئی۔

0313 5357012 maktabazakariyamultan@gmail.com

بغوی سے ایوب کا قول منقول ہے کہ عکرمہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے جب یہ آیت ولید کو سنائی تو ولید بولا: بھتیجے! ذرا اس کو دوبارہ پڑھو، حضور ﷺ نے دوبارہ تلاوت فرمائی، ولید کہنے لگا: خدا کی قسم! اس میں عجیب شیرینی اور ایک خاص حسن ہے، یہ کھجور کے درخت کی طرح ہے، اس کا بالائی حصہ (یعنی ظاہر) ثمر آفریں اور نچلا حصہ (یعنی باطن) خوشوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ انسان کا کلام نہیں ہے۔ (مظہری)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ..... وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۖ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ (پ۱۳۔ یوسف:۱۰۰) آیت کریمہ کا ترجمہ وتفسیر لکھیں، کیا غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو یہ کونسا سجدہ تھا؟ وضاحت کریں، **تاویل رؤیای** سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) غیر اللہ کو سجدہ کرنے کا حکم اور تاویل (۴) **تاویل رؤیای** کی مراد۔

جواب ..... ❶ آیت کا ترجمہ:۔ اور انہوں نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب کے سب اُن کے سامنے سجدے میں گر گئے اور یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے ابا جان یہ میرے سابقہ خواب کی تعبیر ہے جسے میرے پروردگار نے سچ کر دکھایا اور تحقیق اُس نے مجھ پر بڑا احسان فرمایا جب اُس نے مجھے قید خانے سے نکالا اور پھر آپ لوگوں کو دیہات سے یہاں لے کر آیا بعد اس بات کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا، بیشک میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کے لئے بڑی لطیف تدبیریں کرتا ہے، بیشک وہ خوب جاننے والا حکمت والا ہے۔

❷ آیت کی تفسیر:۔ اس آیت میں اللہ رب العزت نے حضرت یوسف علیہ السلام کے طویل واقعہ میں سے ایک مختصر واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے مطالبے پر اپنے والدین کو لے کر مصر پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا، اُن کا اعزاز و اکرام کیا اور اُس کے بعد والدین اور سب بھائی یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ اس موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے ابا جان! جو مَیں نے بچپن میں خواب آپ کے سامنے بیان کیا تھا یہ اُس کی تعبیر ہے اور میرے اُس خواب کو پروردگار نے سچ کر دکھایا ہے۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ رب العزت کے خصوصی احسان کا تذکرہ فرمایا کہ سب سے پہلے میرے پروردگار نے مجھے بادشاہِ وقت کے قید خانے سے نکالا اور پھر مجھے تخت پر بٹھانے کے بعد تم لوگوں کو میرے سامنے لے کر آیا اور پھر میرے دل میں اپنے بھائیوں کی محبت بھی پیدا کی حالانکہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان مختلف طریقوں سے فساد ڈال چکا تھا، اس سب کچھ کے باوجود میرا پروردگار بڑا لطیف ہے اور وہ جو چاہتا ہے اپنی دانائی و حکمت کے مطابق کرتا ہے کیونکہ وہ بڑا علیم و حکیم ہے۔

❸ غیر اللہ کو سجدہ کرنے کا حکم اور تاویل:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سب حضرات نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے لئے سجدہ کیا تھا یعنی درحقیقت سجدہ اللہ تعالیٰ کو ہی تھا البتہ یوسف علیہ السلام کے سامنے اور اُن کے مل جانے کی خوشی میں یہ سجدہ کیا تھا۔ امام رازیؒ نے اِسی تفسیر کو راجح قرار دیا ہے۔ دیگر مفسرینؒ نے فرمایا کہ یہ عبادت کا سجدہ نہیں تھا بلکہ یہ تعظیمی سجدہ تھا جیسا کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شریعت میں یہ سجدۂ تعظیمی جائز تھا جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو تعظیمی سجدہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

❹ **تاویل رؤیای کی مراد:۔** اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ اے والدِ محترم مَیں نے جو بچپن میں خواب دیکھا تھا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہیں، یہ واقعہ اُس خواب کی تعبیر ہے کہ اُس خواب میں سورج و چاند سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین تھے اور ستاروں سے مراد اُن کے گیارہ بھائی تھے۔ (آسان ترجمہ)

الشق الثانی.....وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝ (پ۱۵۔ بنی اسرائیل: ۳۱ تا ۳۴)

آیات کا ترجمہ کریں، مختصر تفسیر کریں کہ ان آیات میں ذکر کردہ تمام احکام واضح ہو جائیں، **اِلَّا بِالْحَقِّ** کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **اِلَّا بِالْحَقِّ** کی وضاحت۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی بیشک اُنکو قتل کرنا بہت بڑی غلطی ہے اور زناء کے قریب بھی نہ جاؤ اسلئے کہ وہ بڑی بے حیائی اور انتہائی برا راستہ ہے اور کسی ایسی جان کو قتل

نہ کرو جس کو اللہ رب العزت نے حرام کیا ہے مگر حق کی وجہ سے اور جو شخص مظلومانہ طور پر قتل کر دیا جائے تو ہم نے اُس کے ولی کو اختیار دیا ہے پس وہ قتل کرنے میں حد سے تجاوز نہ کرے، بیشک وہ مدد کئے جانے کے لائق ہے اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنی پختگی کو پہنچ جائے اور وعدے کو پورا کرو بیشک وعدے کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں سب سے پہلا حکم اللہ تعالیٰ نے غربت و مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرنے کا دیا کہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو رزق دینے والے ہم ہیں جیسے ہم تمہیں رزق دیتے ہیں اُسی طرح اُن کو بھی دیں گے لہٰذا اُن کو غربت و مفلسی کے خوف سے بلا جرم قتل کر کے خوامخواہ مجرم نہ بنو۔ دوسرا حکم زناء کے متعلق دیا کہ زناء انتہائی بے حیائی اور بے راہ روی والا عمل ہے اور اس کے برے نتائج بعض اوقات پورے کے پورے قبیلوں کو بھی برباد کر دیتے ہیں اور صرف زناء سے بچنے کا حکم ہی نہیں دیا کہ زناء نہ کرو بلکہ فرمایا کہ زناء کے قریب بھی نہ جاؤ یعنی زناء والے راستے کی طرف ہی نہ بھٹکو۔ تیسرا حکم نفسِ معصومہ کو قتل نہ کرنے کا دیا کہ جس نفس و جان کو اللہ رب العزت نے حرام قرار دیا ہے ناحق طور پر اُس کو قتل نہ کرو، ناحق قتل کا جرم عظیم ہونا دنیا کی تمام جماعتوں، مذہبوں اور فرقوں میں مسلّم ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنے کی بنسبت ساری دنیا کی تباہی زیادہ ہلکی ہے۔ چوتھا حکم یتیم کا مال نہ کھانے کے متعلق دیا کہ یتیم کا مال کسی بھی طریقہ سے استعمال نہ کیا جائے یہاں پر بھی وہی زناء والی ترتیب سے حکم دیا کہ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ، یعنی اُن کے مال میں کوئی بھی ایسا تصرف نہ کرو جو غلط، ناجائز اور یتیم کی مصلحت کے خلاف ہو۔ پانچواں حکم معاہدات اور وعدوں کو پورا کرنے کے متعلق دیا، اس میں تمام سیاسی، تجارتی، معاملاتی معاہدات شامل ہیں بشرطیکہ وہ خلافِ شرع نہ ہوں۔

❸ اِلَّا بِالْحَقِّ کی وضاحت:۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے جو اللہ کے ایک ہونے پر اور میرے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہو سوائے تین صورتوں کے۔ ① شادی شدہ ہونے کے باوجود زناء کرے تو اُس کو رجم کیا جائے ② وہ مؤمن جو کسی انسان کو ناحق قتل کرے تو مقتول کے ورثاء اس کو قصاص میں قتل کر سکتے ہیں ③ وہ شخص جو دینِ اسلام سے مرتد ہو جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین وجہ سے مسلمان کو قتل کیا جا سکتا ہے، اسکے علاوہ کسی بھی مسلمان کا قتل کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ (معارف القرآن ج ٥ ص ٤٧٤)

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٤٠ھ

الشق الاوّل ..... وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۭ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ (پ ١٦۔ الکہف: ٨٣ تا ٨٦)

آیات کا ترجمہ کریں، مختصر تفسیر لکھیں، ذوالقرنین کا تعارف کرائیں اور یاجوج ماجوج کون ہیں؟ تفصیل درج کریں۔

0312 6357273 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) آیات کی تفسیر (٣) ذوالقرنین کا تعارف (٤) یاجوج ماجوج کا تعارف۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ میں اُس کا کچھ حال تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں بیشک ہم نے اُسے زمین میں اقتدار بخشا تھا اور ہم نے اُسے ہر کام کے وسائل عطاء کئے تھے پس وہ ایک راستے کے پیچھے چل پڑا حتیٰ کہ جب وہ سورج کے ڈوبنے کی جگہ پہنچا تو اُسے دکھائی دیا کہ وہ سیاہ چشمے میں ڈوب رہا ہے اور وہاں اُسے ایک قوم ملی، ہم نے کہا کہ اے ذوالقرنین! یا تو ان لوگوں کو سزا دو یا پھر ان کے معاملے میں اچھا رویہ اختیار کرو۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ مشرکین نے آپ ﷺ سے جو تین سوالات کئے تھے اُن میں سے ایک سوال سکندر ذوالقرنین کے متعلق تھا کہ اُس شخص کا حال بیان کرو تو ان آیات میں اللہ رب العزت نے اِسی کا تذکرہ کیا ہے کہ اے پیغمبر! اُن مشرکین کے سوالات کے

جواب میں اُن سے کہہ دو کہ وہ ایک بادشاہ تھا جسے ہم نے دنیا کی بادشاہت اور ہر طرح کے وسائل سے مالا مال کیا تھا چنانچہ اس نے اپنی زندگی کے اندر مشرق، مغرب اور شمال کی طرف ایک ایک سفر کیا اور تینوں سفروں میں وہ اُس جہت کی انتہاء تک گیا چنانچہ اُس کے مغرب کی طرف کئے جانے والے پہلے سفر کا ذکر کیا کہ جب وہ علاقے کو فتح کرتے کرتے اُس کی انتہاء کو پہنچا تو ہم نے اسے حکم دیا کہ اگر چاہو تو دوسرے فاتحوں کی طرح تم بھی ان لوگوں کو قتل عام کر کے تکلیف میں مبتلا کر سکتے ہو اور اگر چاہو تو اُن کے ساتھ اچھا رویہ بھی اختیار کر سکتے ہو البتہ اچھا رویہ اختیار کرنا بہترین صورت ہے۔

۳ ذوالقرنین کا تعارف:۔ ذوالقرنین جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے یہ کون ہیں اور کس زمانہ میں پیدا ہوئے؟ اسکے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں: ابن کثیر کے نزدیک ان کا زمانہ اسکندر یونانی مقدونی سے دو ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ہے ان کے وزیر حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ تفسیر ابن کثیر میں منقول ہے کہ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حج طواف و قربانی بھی کی ہے۔ (معارف القرآن)

قرآن مجید میں جس ذوالقرنین کا ذکر ہے اگرچہ بعض حضرات سے لغزش ہوگئی اور انہوں نے اسکندر مقدونی کو ذوالقرنین کا مصداق قرار دیا ہے اور ذوالقرنین کی مراد بتلایا ہے لیکن محققین حافظ ابن تیمیہ، ابن عبدالبر، زبیر ابن بکار، حافظ ابن حجر، ابن کثیر علامہ عینی رحمہم اللہ اور بکثرت علماء نے اسکی تردید کی ہے اور یہ کہا ہے کہ ذوالقرنین جسکا ذکر قرآن پاک میں ہے اس کا مصداق سکندر مقدونی نہیں ہے کیونکہ اسکندر مقدونی ایک ظلم پیشہ جبر پسند مشرک و آتش پرست کافر بادشاہ تھا، اور ذوالقرنین نیک صالح اور متقی انسان تھا اور اس کا مصداق ایران کا عظیم بادشاہ خواس یا سانرس ہے اور مختلف تاریخی شواہد سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ (کمالین)

علماء نے ذوالقرنین کے لقب سے ملقب ہونے کی متعدد وجوہ لکھی ہیں بعض نے کہا ہے کہ ذوالقرنین کا معنی دو قرن والا ہے چونکہ اس کی دو زلفیں تھیں اس وجہ سے اسے ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ یہ مشرق و مغرب کے ممالک پر حکمران تھے اس وجہ سے اسے ذوالقرنین کہتے ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ اس کے سر پر سینگ کی مثل دو نشانات تھے اس لئے اسے ذوالقرنین کہتے ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ اسکے سر کی دونوں جانب چوٹ کے نشانات تھے اس لئے اسے ذوالقرنین کہتے ہیں۔ (معارف القرآن)

متاخرین علماء اور اہل تحقیق کی متفقہ رائے یہ ہے کہ ذوالقرنین ایک متقی و صالح، نیک دل، رحم پسند اور رعایا پرور بادشاہ تھے۔ نبی ہر گز نہیں تھے۔ چنانچہ ابن حجرؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ذوالقرنین نبی نہ تھے اور نہ فرشتہ، بلکہ وہ انسان تھے، وہ خدا تعالیٰ سے محبت کرتے تھے اور خدا تعالیٰ نے بھی ان کو محبوب رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام رازیؒ اور متاخرین کی اکثریت اسی کی قائل ہے کہ ذوالقرنین نبی نہ تھے۔ ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی آخری رائے یہی ظاہر کی ہے۔ (کمالین)

۴ یاجوج ماجوج کا تعارف:۔ قرآن وسنت کی تصریحات سے اتنی بات ثابت ہے کہ یاجوج ماجوج انسانوں کی ہی قومیں ہیں اور عام انسانوں کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد میں سے ہیں، کیونکہ طوفانِ نوح کے بعد روئے زمین پر جتنے بھی انسان باقی رہے وہ سب یافث کی اولاد میں سے ہیں۔ (معارف القرآن)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

یاجوج و ماجوج دو وحشی قبیلے تھے جو پہاڑوں کے پیچھے رہتے تھے اور وقفے وقفے سے وہ لوگ اُن پہاڑوں کے درمیانی درّے سے نکل کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کرتے تھے، علاقے کے لوگ اُن سے بہت پریشان تھے، انہوں نے ذوالقرنین کو دیکھا کہ وہ بڑے وسائل کا مالک ہے تو اس سے درخواست کی کہ آپ پہاڑوں کے درمیانی درّے کو دیوار سے بند کر دیں تاکہ یاجوج و ماجوج کا راستہ بند ہو جائے اور وہ یہاں آکر فساد نہ پھیلا سکیں۔ چنانچہ ذوالقرنین نے لوہے کی بڑی بڑی چادروں کو آگ سے گرم کر کے اُن پر پگھلا ہوا تانبا ڈالا جس کے نتیجے میں اس درّے کو مضبوطی سے بند کر دیا گیا۔ (آسان ترجمہ)

الشق الثانی ..... وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ

اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ (پ۱۸۔المؤمنون:۱۲تا۱۵) آیات کا ترجمہ کریں،
مختصر تفسیر کریں، جنت کا وارث بننے کیلئے ایک مؤمن میں کون کونسی صفات ہونی چاہئیں؟ قرآنی آیات کی روشنی میں مدلل لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) جنتی ہونے کیلئے مؤمن کی صفات۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور تحقیق ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا، پھر ہم نے اُس کو نطفہ بنایا جو ایک محفوظ ٹھکانے میں رہا پھر ہم نے نطفہ کو جما ہوا خون کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے اُس خون کے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر ہم نے گوشت کی بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے اُن ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر ہم نے اُسے ایک نئی صورت میں اٹھا کھڑا کیا پس اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بابرکت ہے جو سب سے بہتر بنانے اور پیدا کرنے والی ہے پھر بے شک تم اس کے بعد البتہ مرو گے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ اور بنی نوعِ انسان کی تخلیق میں اُسکے مظاہرِ خاص کا ذکر فرما رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ سب سے پہلے زمین کی مٹی کے خاص اجزاء نکال کر اُس سے انسان کو پیدا کیا اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہے، اُسکے بعد ایک انسان کا نطفہ دوسرے انسان کی تخلیق کا سبب بنا۔ گویا سب سے پہلی تخلیق مٹی سے ہوئی پھر اُسکے بعد بقیہ تمام انسانیت کی تخلیق نطفے سے ہوئی بایں طور کہ نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا پھر خون کے لوتھڑے سے گوشت کا ٹکڑا بنایا پھر اس گوشت کے ٹکڑے کو ہڈی میں تبدیل کیا اور پھر ان ہڈیوں کے اوپر گوشت چڑھایا، ان سب انقلابات کے بعد اُس میں روح ڈال کر اُن سابقہ تمام شکلوں سے ہٹ کر نہایت عجیب وغریب انسانی شکل میں ایک نئی مخلوق بنائی اور پھر آخر میں اللہ رب العزت موت دے کر سب نظام ختم کر دینگے۔

❸ جنتی ہونے کیلئے مؤمن کی صفات:۔ قرآن کریم کی اس سورت کی ابتدائی آیات میں مؤمنِ کامل کی ایسی سات اوصاف ذکر کی گئی ہیں جن پر فلاحِ دنیا وآخرت کا وعدہ کیا گیا ہے: ① اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ نماز میں خشوع اختیار کرنا یعنی قلب میں بھی سکون ہو، غیر اللہ کے خیال کو قلب میں بالقصد حاضر نہ کرے اور اعضاءِ بدن میں بھی سکون ہو کہ فضول اور بے فائدہ حرکتیں نہ کرے۔

② وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ لغو سے پرہیز کرنا، لغو کا معنیٰ فضول کلام یا فضول کام ہے جس میں کوئی دینی فائدہ نہ ہو اس کا اعلیٰ درجہ معصیت اور گناہ ہے جس میں دینی فائدہ نہ ہونے کے ساتھ ساتھ دینی ضرر ونقصان ہے اس سے پرہیز لازم ہے اور اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ کلام یا کام نہ مفید ہو اور نہ مضر ہو اس کا ترک کرنا کم از کم اولیٰ ہے۔

③ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ اس سے مالی زکوٰۃ ادا کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے اور تزکیۂ نفس بھی مراد ہو سکتا ہے یعنی اپنے نفس کو رزائل سے پاک کرنا یہ بھی فرض ہی ہے کیونکہ شرک، ریاء، تکبر، حسد، بغض، حرص وبخل وغیرہ جن سے نفس کو پاک کرنا تزکیہ کہلاتا ہے یہ سب چیزیں اسلام میں حرام وگناہِ کبیرہ ہیں اور نفس کو ان سے پاک کرنا فرض ہے۔

④ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ حرام امور سے شرمگاہ کی حفاظت کرنا یعنی وہ لوگ جو اپنی ازواج اور شرعی لونڈیوں کے علاوہ سب سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان دونوں کے ساتھ بھی شرعی ضابطہ کے مطابق ہی شہوتِ نفسانی پوری کرتے ہیں ان سے اور ان کے علاوہ کسی اور سے ناجائز طریقہ پر شہوت رانی میں مبتلا نہیں ہوتے۔

⑤ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ امانت کا حق ادا کرنا، امانت کا لغوی معنیٰ ہر اُس چیز کو شامل ہے جس کی ذمہ داری کسی شخص نے اٹھائی ہو اور اس پر اعتماد وبھروسہ کیا ہو چنانچہ حقوق اللہ سے متعلق امانات تمام شرعی فرائض وواجبات کا ادا کرنا اور تمام محرمات ومکروہات سے پرہیز کرنا ہے اور حقوق العباد سے متعلق امانات میں مالی امانت اور کسی کے راز کی حفاظت، مزدوری وملازمت کے اوقات کی پابندی شامل ہیں۔

⑥ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ عہد پورا کرنا، جو دوطرفہ عہد ہو اُس کا پورا کرنا فرض اور اس کے خلاف کرنا غدر ودھوکہ ہے جو کہ حرام ہے اور وہ عہد جو یکطرفہ ہو جسے وعدہ کہتے ہیں اس کا پورا کرنا بھی شرعاً لازم وواجب ہے البتہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی قسم کے پورا کرنے پر عدالت کے ذریعے مجبور کیا جا سکتا ہے جبکہ دوسری قسم کے پورا کرنے پر عدالت کے ذریعے مجبور نہیں کیا جا سکتا البتہ دیانتاً اس کا بھی پورا کرنا واجب ہے اور بلا عذرِ شرعی اس کے خلاف کرنا گناہ ہے۔ ⑦ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ

0313 6579 3 maktabazakariyamultan@gmail.com

نماز پر محافظت، اس سے مراد اُس کی پابندی کرنا اور ہر نماز کو اس کے وقتِ مستحب میں ادا کرنا ہے۔

مذکورہ سات اوصاف میں تمام حقوق اللہ وحقوق العباد اور ان سے متعلقہ احکام آجاتے ہیں، پس جو شخص ان اوصاف کے ساتھ متصف ہوجائے اور ان پر جمارہے وہ شخص کامل مؤمن اور فلاحِ دنیا وآخرت کا مستحق ہے۔ (معارف القرآن ج۶ ص۲۹۵)

﴿الورقة الاولیٰ : فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ آیات کا ترجمہ کریں۔ آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جن مہمانوں کی آمد کا تذکرہ ہے وہ کون تھے؟ اور کیوں آئے تھے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان مہمانوں نے کہاں جانے کا ذکر کیا؟ اس کی تفصیل لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② مہمانوں کی تعیین وآنے کا مقصد ③ مہمانوں کے جانے کی منزل کی تفصیل۔ (پ۱۲۔ ہود: ۶۹ تا ۷۲)

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور تحقیق آچکے ہیں ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر انہوں نے کہا کہ سلام ہو، ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم پر بھی سلام ہو، پھر دیر نہ کی کہ ایک تلا ہُنا ہوا بچھڑا لے آئے، پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے پر نہیں آتے تو ان کو اجنبی سمجھا اور دل میں ان سے گھبرائے، وہ بولے مت ڈرو ہم قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں، اور اس کی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے اس کو اسحاق کے پیدا ہونے کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی خوشخبری دی، وہ بولی اے خرابی وہلاکت کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے، یہ تو ایک عجیب بات ہے۔

② مہمانوں کی تعیین وآنے کا مقصد:۔ اللہ تعالیٰ نے چند فرشتوں کو ابراہیم علیہ السلام کے پاس اولاد کی بشارت دینے کیلئے بھیجا تھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ سے کوئی اولاد نہ تھی اور ان کو اولاد کی تمنا تھی مگر دونوں کا بڑھاپا تھا بظاہر کوئی امید نہ تھی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ خوشخبری بھیجی کہ نرینہ اولاد ہوگی اور ان کا نام بھی اسحاق تجویز فرمادیا اور پھر یہ بھی بتلادیا کہ وہ زندہ رہیں گے اور وہ بھی صاحبِ اولاد ہوں گے ان کے لڑکے کا نام یعقوب ہوگا اور دونوں اللہ تعالیٰ کے رسول وپیغمبر ہوں گے، یہ فرشتے چونکہ بشکل انسانی آئے تھے اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے ان کو عام مہمان سمجھ کر مہمان نوازی شروع کی، مگر انہوں نے اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا، ابراہیم علیہ السلام کو یہ دیکھ کر اندیشہ لاحق ہوا کہ یہ مہمان نہیں معلوم ہوتے، ممکن ہے کسی فساد کی نیت سے آئے ہوں، فرشتوں نے ان کا یہ اندیشہ محسوس کرکے بات کھول دی اور بتلادیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں آپ گھبرائیں نہیں، ہم آپ کو اولاد کی بشارت دینے کے علاوہ ایک اور کام کے لئے بھی بھیجے گئے ہیں کہ قوم لوط پر عذاب نازل کریں۔ (معارف القرآن)

③ مہمانوں کے جانے کی منزل کی تفصیل:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری سنانے کے بعد یہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے جن کا مقام وہاں سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر تھا اللہ تعالیٰ شانہ جس قوم کو عذاب میں پکڑتے ہیں اس پر ان کے عمل کے مناسب ہی عذاب مسلط فرماتے ہیں، اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کے یہ فرشتے حسین لڑکوں کی شکل میں بھیجے گئے جب وہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر پہنچے تو ان کو بشکل انسانی دیکھ کر انہوں نے بھی مہمان سمجھا اور اس وقت وہ سخت فکر وغم میں مبتلا ہوگئے کہ مہمانوں کی مہمانی نہ کی جائے تو یہ شانِ پیغمبری کے خلاف ہے اور اگر ان کو مہمان بنایا جاتا ہے تو اپنی قوم کی خباثت معلوم ہے، اس کا خطرہ ہے کہ وہ مکان پر چڑھ آئیں گے، ان مہمانوں کو اذیت پہنچائیں گے اور وہ ان کی مدافعت نہ کرسکیں گے، اور دل میں کہنے لگے کہ آج بڑی سخت مصیبت کا دن ہے۔ جب یہ محترم مہمان حسین لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں مقیم ہوگئے تو ان کی بیوی نے ان کی قوم کے اوباش لوگوں کو خبر کردی کہ آج

0313 6357913 makkabazakariyamultan@gmail.com

ہمارے گھر میں اس طرح کے مہمان آئے ہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم دوڑی ہوئی آئی اور علانیہ حضرت لوط علیہ السلام کے مکان پر چڑھ دوڑے، حضرت لوط علیہ السلام نے جب دیکھا کہ ان کی مدافعت مشکل ہے تو ان کو شر سے باز رکھنے کیلئے فرمایا کہ تم اس شر و فساد سے باز آجاؤ تو میں اپنی لڑکیاں تمہارے سرداروں کے نکاح میں دیدوں گا، مگر وہاں شرافت وانسانیت کا کوئی اثر کسی میں باقی نہ تھا، سب نے جواب میں کہا: آپ جانتے ہیں کہ ہمیں آپ کی لڑکیوں کی کوئی ضرورت نہیں، ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ آپ کو معلوم ہے۔ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا یہ اضطراب دیکھ کر بات کھول دی اور کہا کہ گھبرائیے نہیں آپ کی جماعت بڑی قوی اور مضبوط ہے، ہم اللہ کے فرشتے ہیں ان کے قابو میں آنے والے نہیں ان پر عذاب واقع کرنے کیلئے آئے ہیں۔ اس وقت فرشتوں نے بحکم ربانی حضرت لوط علیہ السلام کو کہا کہ آپ رات کے آخری حصہ میں اپنے اہل وعیال کو لے کر یہاں سے نکل جائیں اور یہ ہدایت کر دیجئے کہ ان میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے، بجز آپ کی بیوی کے کیونکہ اس پر تو وہی عذاب پڑنے والا ہے جو قوم پر پڑے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ بیوی بھی ساتھ چلی مگر جب قوم پر عذاب آنے کا دھماکہ سنا تو پیچھے مڑ کر دیکھا اور قوم کی تباہی پر اظہارِ افسوس کرنے لگی، اسی وقت ایک پتھر آیا جس نے اس کا بھی خاتمہ کر دیا۔

روایات میں ہے کہ یہ چار بڑے بڑے شہر تھے جن میں یہ لوگ بستے تھے، جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو جبرائیل امین نے اپنا پر ان سب شہروں کی زمین کے نیچے پہنچا کر سب کو اس طرح اوپر اٹھا لیا کہ ہر چیز اپنی جگہ رہی، پانی کے برتن سے پانی بھی نہیں گرا، آسمان کی طرف سے کتوں اور جانوروں اور انسانوں کی آوازیں آرہی تھیں ان سب بستیوں کو آسمان کی طرف سیدھا اٹھانے کے بعد اوندھا کر کے پلٹ دیا، جو ان کے عمل خبیث کے مناسب حال تھا۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی ..... اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ (پ۱۵۔ کہف:۹ تا ۱۲) آیات کا ترجمہ کریں۔ اصحابِ کہف اور رقیم کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② اصحابِ کہف اور رقیم کی وضاحت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ غار اور رقیم والے ہماری عجیب نشانیوں میں سے تھے؟ جب اُن جوانوں نے غار میں پناہ لی اور دعا کی کہ اے ہمارے رب ہم پر اپنی خصوصی رحمت نازل فرما اور اس حال میں ہمارے لئے بھلائی کا راستہ مہیا فرما، پھر تھپکی دی ہم نے ان کے کانوں پر غار میں چند سالوں تک، پھر ہم نے ان کو اٹھایا تا کہ ہم جان لیں کہ دو گروہوں میں سے کون زیادہ صحیح جانتا ہے اس مدت کو جو وہ ٹھہرے رہے۔

② اصحابِ کہف اور رقیم کی وضاحت:۔ رقیم کا لفظی معنی مرقوم بمعنی لکھی ہوئی چیز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس کا معنی لکھی ہوئی تختی ہے جس پر بادشاہِ وقت نے اصحابِ کہف کے نام لکھوا کر غار کے دروازے پر لگا دی تھی اسی وجہ سے اصحابِ کہف کو اصحابِ رقیم کہا جاتا ہے۔ قتادہ، عطیہ، عوفی ومجاہد کا قول یہ ہے کہ رقیم اس پہاڑ کے نیچے ایک وادی کا نام ہے جس پہاڑ میں اصحابِ کہف کا غار تھا۔ بعض نے کہا کہ رقیم اسی پہاڑ کا نام ہے۔ کعب احبار اور وہب بن منبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رقیم ایلہ یعنی عقبہ کے قریب ایک شہر کا نام ہے جو بلادِ روم میں واقع ہے۔ (معارف القرآن)

جمہور محدثین ومفسرین اصحابِ کہف واصحابِ رقیم کے ایک ہونے پر متفق ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی جماعت کے دو نام ہیں۔ ان کو اصحابِ کہف کہنے کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ جماعت ایک غار میں چھپی تھی اور اصحابِ رقیم کہنے کی وجہ رقیم کی مراد سے واضح ہے۔ البتہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں یہ دو الگ الگ عنوان قائم کئے اور اصحابِ کہف کے تحت یہی واقعہ اور اصحابِ رقیم کے تحت تین شخصوں کا مشہور واقعہ ذکر کیا جو غار میں داخل ہوئے تو پہاڑ کی ایک چٹان کے ذریعہ غار کا منہ بند ہو گیا تھا اور تینوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کی تھی۔ شارحِ بخاری حافظ ابنِ حجرؒ نے امام بخاریؒ کی بات کو تسلیم نہیں کیا اور کہا کہ یہ ایک ہی جماعت کے دو نام ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۝ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا

0315 6457913 maktabazakariyamuridan@gmail.com

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾

آیات کا ترجمہ کریں۔ آیات میں جو قصہ بتایا گیا ہے، وہ تحریر کریں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ولادت کے بعد حیرت انگیز طور پر قوم سے جو گفتگو کی، اس کا خلاصہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② قصہ کی وضاحت ③ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بوقتِ ولادت گفتگو کا خلاصہ۔ (پ۱۶۔مریم:۱۶تا۲۱)

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور اے محمد ﷺ اس کتاب میں حضرت مریم کا قصہ بھی ذکر کیجئے جب جدا ہوئی وہ اپنے لوگوں سے ایک مشرقی مکان میں، پھر ان گھر والوں سے اوٹ کرنے کیلئے انہوں نے پردہ ڈال لیا، پھر بھیجا ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ اور وہ ان کے سامنے ایک پورا آدمی بن کر نمودار ہوا۔ کہنے لگیں میں تجھ سے اپنے خدا رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو اس سے ڈرتا ہے، فرشتہ نے کہا کہ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ تجھے ایک پاک دامن لڑکا عطا کروں، مریم علیہا السلام نے (تعجب سے) کہا کہ میرے لڑکا کیسے ہوگا مجھے تو کسی بشر نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکارہ ہوں؟ فرشتہ نے کہا کہ تیرے رب نے فرمایا کہ وہ مجھ پر آسان ہے اور ہم اس کو لوگوں کیلئے نشانی بنانا چاہتے ہیں اور مہربانی اپنی طرف سے، اور یہ کام مقرر ہو چکا ہے۔

② قصہ کی وضاحت:۔ مریم علیہا السلام اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہو کر ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب تھا۔ غسل کیلئے گئیں اور انہوں نے اپنے اور اہل کے درمیان ایک پردہ ڈال لیا تا کہ اس پردہ کی آڑ میں غسل کر سکیں اور کوئی اس پردہ کے اندر نہ آ سکے، جب غسل کر چکیں اور کپڑے پہن لیے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس جبرئیل امین علیہ السلام کو بھیجا، وہ آدمی بن کر مریم کے سامنے ایک نہایت حسین وجمیل اور خوبصورت نوجوان کی صورت میں ظاہر ہوئے، مریم علیہا السلام نے جب غسل خانے میں ایک اجنبی اور بیگانہ آدمی دیکھا تو گھبرا گئیں اور بولیں کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو متقی ہے تو میں تیرے شر سے پناہ مانگتی ہوں، اس وقت جبرئیل امین علیہ السلام نے اپنا فرشتہ ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ میں کوئی بشر اور آدمی نہیں اس سے تم ڈر رہی ہو، میں تو تیرے پروردگار کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں تا کہ تجھ کو خدا کے حکم سے پاک اور پاکیزہ لڑکا عطا کروں، مجھ سے ڈرنے اور پناہ مانگنے کی ضرورت نہیں، مریم علیہا السلام کو اس کی نورانی صورت سے القاءِ ربانی سے یہ یقین ہو گیا کہ بیشک یہ فرشتہ ہے مگر تعجب ہے کہ بغیر شوہر کے کیسے بچہ ہوگا اسلئے مریم علیہا السلام نے کہا میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا یعنی میرا کسی سے نکاح نہیں ہوا اور نہ میں بدکار ہوں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یونہی ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ تجھے بغیر نکاح کے ہی لڑکا عطا کرے گا اور تیرے پروردگار نے فرمایا ہے کہ بغیر باپ کے بیٹا عطا کرنا مجھ پر آسان ہے، اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، وہ اپنی تخلیق وتکوین میں آلات اور مواد واسباب کا محتاج نہیں، اسے بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لیے اپنی قدرت کی نشانی بنا دیں کہ اس کے حال کو دیکھ کر لوگ ہماری قدرت کو پہچانیں کہ اللہ تعالیٰ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنے پر قادر ہے اور اس بچہ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا علم الٰہی میں طے شدہ امر ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام فرشتے کی بات سے مطمئن ہو گئیں پھر اس گفتگو کے بعد جبریل علیہ السلام مریم علیہا السلام کے قریب آئے اور ان کے منہ میں یا گریبان میں پھونک ماری، پس اسی وقت مریم علیہا السلام حاملہ ہو گئیں، بعض کہتے ہیں کہ چھ سات مہینے حمل رہا اور بعض کہتے ہیں کہ قرار حمل اور ولادت سب ایک ہی ساعت میں واقع ہوئے۔ (معارف القرآن۔ کاندھلوی)

③ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بوقتِ ولادت گفتگو کا خلاصہ:۔ جب حضرت مریم علیہا السلام بچہ کو لے کر اپنی قوم میں آئیں تو بنی اسرائیل جمع ہو گئے اور حضرت مریم پر طعن وتشنیع شروع کی اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کا دودھ پی رہے تھے اسی وقت دودھ پینا شروع کیا اور کہا کہ تحقیق میں اللہ کا بندہ ہوں اور اپنی ذات کیلئے آٹھ صفات بیان فرمائیں جن میں تمام خیالات فاسدہ کا رد ہو گیا۔

① **انی عبداللہ** یعنی میں اللہ کا خاص بندہ ہوں بطور خرقِ عادت بغیر باپ کے پیدا ہوا ہوں۔ معاذ اللہ ولد الزنا نہیں اور نہ معاذ اللہ

0313 6357913 maktabazakariyabhatap@gmail.com

میں عین خدا ہوں اور نہ خدا مجھ میں حلول کیے ہوئے ہے۔ ② **آتانی الکتاب** اللہ نے مجھ کو کتاب یعنی انجیل دی ہے یعنی عنقریب اللہ تعالیٰ مجھ کو انجیل عطا کرے گا جو میری نبوت کی دلیل ہوگی اور نبوت الوہیت کے منافی ہے۔ ③ **جعلنی نبیّا** اللہ نے مجھ کو نبی بنایا ہے یعنی اللہ نے ازل میں فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ مجھ کو نبی بنائے گا اور مجھ کو انجیل عطا کرے گا۔ ④ **جعلنی مبارکا این ملکنت** اللہ تعالیٰ نے مجھ کو برکت والا بنایا ہے جس جگہ بھی ہوں جہاں بھی رہوں اور جاں خیر و برکت میرے ساتھ ہوگی اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ میں خدا کا مبارک بندہ ہوں۔ ⑤ **او صانی بالصلوۃ و الزکوۃ ما دمت حیا** اللہ نے مجھ کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے جب تک میں دنیا میں زندہ رہوں۔ اس لیے کہ آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد بندہ احکام شریعہ کا مکلّف نہیں رہتا۔ ⑥ **و برا بوالدتی** اللہ تعالیٰ نے مجھ کو میری والدہ کا خدمت گذار بنایا ہے۔ اشارہ اس طرف ہے کہ میں بغیر باپ کے پیدا ہوا ہوں اور میری یہ والدہ عفیفہ اور طاہرہ و مطہرہ ہے مجھ پر اس کی تعظیم و تکریم واجب ہے۔ ⑦ **و لم یجعلنی جبارا شقیا** اللہ نے مجھ کو سرکش اور بد بخت نہیں بنایا کہ اللہ کا حکم نہ مانوں بلکہ متواضع اور نیک بخت بنایا اسلئے کہ معصیت شقاوت کا سبب ہے۔ ⑧ **والسلام علیّ یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا** سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں قبر سے زندہ اٹھایا جاں گا۔ یہ صفت بھی اس بات کی دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے کیونکہ خدا ولادت اور موت سے پاک ہے اور کسی کی سلامتی اور حفاظت سے بے نیاز ہے۔ (ایضا)

الشق الثانی ..... قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۚ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ (پ ١٦۔ طٰہٰ: ٩٥ تا ٩٧)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں، آیات کی تفسیر لکھیں۔ سامری نے بنی اسرائیل کو کیسے گمراہ کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ''سامری'' کون تھا؟ نام کیا تھا؟ اور کس قبیلہ سے تعلق تھا۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ سامری کے بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے کی کیفیت اور موسیٰ علیہ السلام کا سامری کے ساتھ معاملہ ④ سامری کا تعارف، نام و قبیلہ۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سامری! تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے وہ چیز دیکھی تھی جو دوسروں نے نہیں دیکھی تھی پھر میں نے ایک مٹھی رسول کے نشانات قدم کے نیچے سے اُٹھائی تھی پھر میں نے وہی خاک اس (مجسمہ) میں ڈال دی تھی اور میرے نفس کو یہی بات پسند آئی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پس تیرے لئے زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو کہے گا **لَا مِسَاسَ** یعنی مجھے کوئی نہ چھوئے، اور بیشک تیرے لئے ایک دوسرا مقررہ وعدہ ہے وہ ہرگز تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور دیکھ تو اپنے اُس معبود کی طرف کہ جس پر تو جما بیٹھا تھا، ہم اس کو جلا دیں گے پھر اس کو دریا میں بکھیر کر بہا دیں گے۔

② آیات کی تفسیر:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حضرت ہارون علیہ السلام سے بنی اسرائیل کی شرکیہ گمراہی وغیرہ کے متعلق باز پرس کر لی تو اسکے بعد سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے سامری! تو بتلا کہ تو نے یہ حرکت کیوں کی؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے وہ چیز دیکھی جو دوسروں نے نہیں دیکھی اس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور جس وقت دریائے قلزم سے بنی اسرائیل گزر گئے اور فرعونی لشکر دریا میں داخل ہو رہا تھا اس وقت سامری نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا جو دوسروں کو معلوم نہ تھا، دوسری روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طُور پر آنے کی دعوت دینے کیلئے حضرت جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تھے اس وقت سامری نے دیکھا تھا اور سامری کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈالی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا قدم جس جگہ پڑتا ہے وہاں حیات و زندگی کے خاص اثرات ہیں یہ مٹی اٹھالی جائے چنانچہ اس نے وہ مٹی اٹھالی اور اس نے وہی مٹی بچھڑے کے اندر ڈالی تو بقدرتِ خداوندی اس میں حیات کے آثار پیدا ہو گئے اور وہ بچھڑا بولنے لگا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کیلئے بددعا کی **فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ** اس بددعا کے نتیجہ میں یہ کسی کو ہاتھ لگاتا یا کوئی دوسرا اسے ہاتھ لگاتا تو دونوں کو بخار ہو جاتا

0313 6357915 maktabazakariyamultan@gmail.com

اس لئے وہ سب سے الگ رہتا، اور جب کسی کو اپنی طرف آتے دیکھتا تو دور سے پکارتا لَا مِسَاسَ یعنی کوئی مجھے نہ چھوئے۔

بعض حضرات نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کیلئے سزا تجویز کی تھی کہ سب لوگ اس سے مقاطعہ کریں اور کوئی اسکے قریب نہ جائے اور اس کو بھی یہ حکم دیا کہ وہ کسی کو ہاتھ نہ لگائے اور زندگی بھر وحشی جانوروں کی طرح سب سے الگ رہے اور آخرت میں بھی اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا وعدہ ہے۔ اسکے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے فرمایا کہ تو اپنے اس معبود یعنی بچھڑے کو دیکھ جس کی عبادت کے لئے تو جم کر بیٹھا ہوا تھا کہ ہم اسکو جلا دیں گے یا ریتی سے بالکل گھس ڈالیں گے اور پھر اسکے گھسے ہوئے ذرات کو یا جلی ہوئی راکھ کو دریا میں بکھیر کر بہا دیں گے اور اسکی خاک کا کوئی ذرّہ بھی ہاتھ نہ لے گا چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ (معارف القرآن ومظہری)

❸ سامری کے بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے کی کیفیت اور موسیٰ علیہ السلام کا سامری کے ساتھ معاملہ:۔ اس کیفیت ومعاملہ کی وضاحت ابھی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

❹ سامری کا تعارف، نام وقبیلہ:۔ بعض حضرات نے کہا کہ یہ آلِ فرعون کا قبطی آدمی تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پڑوس میں رہتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا، اور بنی اسرائیل کے ساتھ ہی مصر سے نکلا تھا۔ بعض نے کہا کہ یہ بنی اسرائیل کے ہی ایک قبیلہ سامرہ کا رئیس تھا اور یہ قبیلہ شام میں معروف ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ یہ فارسی شخص کرمان کا رہنے والا تھا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ ایسی قوم کا آدمی تھا جو گائے کی پرستش کرنے والی تھی اور یہ کسی طرح مصر پہنچ کر بظاہر دینِ بنی اسرائیل میں داخل ہو گیا مگر اس کے دل میں نفاق تھا۔ بحوالی حاشیۂ قرطبی یہ شخص ہندوستان کا ہندو تھا جو گائے کی عبادت کرتے ہیں۔

مشہور یہ ہے کہ سامری کا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سامری اس وقت پیدا ہوا جب فرعون کی طرف سے تمام اسرائیلی لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم تھا، اس کی والدہ نے قتل سے بچانے کیلئے جنگل کے ایک غار میں رکھ کر اوپر سے اس کو بند کر دیا اور کبھی کبھی وہ اس کی خبر گیری کرتی ہوگی۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اس کی حفاظت وغذاء پر مامور کر دیا وہ اپنی ایک انگلی پر شہد، ایک انگلی پر مکھن اور ایک انگلی پر دودھ لاتے اور اس کو چٹا دیتے حتیٰ کہ یہ غار ہی میں پل کر بڑا ہوا اور اس کا انجام یہ ہوا کہ خود بھی یہ کفر میں مبتلا ہوا اور بنی اسرائیل کو بھی مبتلا کیا اور پھر قہرِ الٰہی میں گرفتار ہوا۔ (معارف القرآن ۶:۱۳۴)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ

آیات کا ترجمہ کریں۔ مؤمنین کی ذکر کردہ صفات تحریر کریں۔ مؤمنین کس چیز کے وارث قرار دیے گئے ہیں؟ (پ۱۸۔ المؤمنون:۱تا۱۰)

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② مؤمنین کی مذکورہ صفات ③ مؤمنین کی میراث۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ ان ایمان والوں نے یقیناً فلاح پالی ہے۔ جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔ اور جو لغو چیزوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکاۃ پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں یا ان کنیزوں کے جو ان کی ملکیت میں ہوں، کیوں کہ ایسے لوگ قابل ملامت نہیں ہیں۔ ہاں جو اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو یہ لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی پوری نگرانی کرتے ہیں۔ یہ ہیں وہ وارث۔

② مؤمنین کی مذکورہ صفات:۔ ان آیات میں مؤمنین کی یہ صفات ذکر کی گئی ہیں: ① وہ اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔ ② لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ ③ زکاۃ ادا کرتے ہیں یا نفس کا تزکیہ کرتے ہیں۔ ④ اپنی بیویوں اور اپنی مملوکہ کنیزوں کے علاوہ کسی پر اپنی شرمگاہ ظاہر نہیں کرتے۔ ⑤ امانت میں خیانت نہیں کرتے۔ ⑥ وعدے کا پاس رکھتے ہیں۔ ⑦ نمازوں کی

0313 6357013 maktabazakariyamultan@gmail.com

خوب پابندی کرتے ہیں۔

③ مؤمنین کی میراث:۔ جو مؤمنین ان صفات کے حاملین ہوں انہیں جنت الفردوس کا وارث بنایا گیا ہے اور یہ میراث انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ جنت الفردوس میں رہیں گے۔

الشق الثانی ..... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ (پ۱۸۔نور:۲۷تا۲۹) آیات کا ترجمہ کریں۔آیات میں کن معاشرتی آداب کو بیان کیا گیا ہے؟وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② آیات میں مذکور معاشرتی آداب کی وضاحت ۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو مت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے علاوہ جب تک بول چال نہ کرلو اور سلام کرلو ان گھر والوں پر، یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تا کہ تم نصیحت پکڑو۔ پھر اگر نہ پاؤ تم اس میں کسی کو تو نہ جاؤ اس میں جب تک کہ اجازت نہ ملے تم کو اور اگر تمہیں جواب ملے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ، اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لیے اور اللہ اس کو جو تم کرتے ہو جانتا ہے۔کوئی حرج نہیں تم پر اس میں کہ جاؤ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا، جہاں تمہارا سامان یعنی نفع کی چیز ہو اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

② آیات میں مذکور معاشرتی آداب کی وضاحت:۔ ① کسی کی ملاقات کو جاؤ تو پہلے اجازت لو بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہو۔ ② اگر گھر میں کوئی نہ ہو تب بھی بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہو۔ ③ اگر کسی شخص نے کسی شخص سے اجازت طلب کی گئی اور اس نے جواب میں کہہ دیا کہ اس وقت ملاقات نہیں ہوسکتی لوٹ جایئے تو اس سے برا نہ ماننا چاہئے کیونکہ ہر شخص کے حالات اور اس کے مقتضیات مختلف ہوتے ہیں بعض وقت وہ مجبور ہوتا ہے باہر نہیں آسکتا نہ آپ کو اندر بلا سکتا ہے تو ایسی حالت میں اس کے عذر کو قبول کرنا چاہئے۔ ④ اگر کسی کے دروازے پر جا کر اجازت طلب کی گئی اور اندر سے کوئی جواب نہ آیا تو سنت یہ ہے کہ دوبارہ پھر استیذ ان کرے اور پھر بھی جواب نہ آئے تو تیسری مرتبہ کرے۔اگر تیسری مرتبہ بھی جواب نہ آئے تو پھر بھی لوٹ جانا چاہئے۔ ⑤ وہ مکانات اور مقامات جو کسی خاص فرد یا قوم کیلئے خصوصی طور پر رہائش گاہ نہیں بلکہ افرادِ قوم کو وہاں جانے ٹھہرنے اور استعمال کرنے کی عام اجازت ہے جیسے وہ مسافر خانے جو شہروں اور جنگلوں میں اسی غرض کیلئے بنائے گئے ہوں اور باشتراک علت عام مسجدیں، خانقاہیں، دینی مدارس، ہسپتال، ڈاکخانہ، ریلوے اسٹیشن، ہوائی جہازوں کے مستقر اور قومی تفریحات کیلئے جو مکانات بنائے گئے ہوں غرض رفاہ عام کے سب ادارے اسی حکم میں ہیں کہ وہاں ہر شخص بلا اجازت جاسکتا ہے۔(معارف القرآن)

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

0313 6357918 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٤٢ھ

الشق الاوّل ..... مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۡ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۣ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰي رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ۝ (ھود:۱۵تا۱۸)

آیات کا ترجمہ کریں۔نیک عمل کی قبولیت کی بنیادی شرط لکھیں۔**بینة، شاهد، الأحزاب، الأشهاد** کی مراد واضح کریں۔ کیا کفار کو رفاہی کاموں اور انسانیت کی خدمت پر آخرت میں اجر ملے گا؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② نیک عمل کی قبولیت کی شرط ③ **بینة، شاهد، الأحزاب، الأشهاد** کی مراد ④ کفار کے لیے آخرت میں اجر کا حکم۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ جو شخص دنیوی زندگی اور اسکی زینت چاہتا ہے ہم اسکے اعمال کا پورا پورا صلہ اسی دنیا میں دے دیں گے اور یہاں ان کے حق میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں سوائے آگ کے کچھ نہیں، اور جو کچھ کارگزاری انہوں نے دنیا میں کی ہوگی وہ آخرت میں بے کار ہو جائے گی، اور جو وہ عمل کر رہے ہیں وہ (آخرت میں) باطل ہے۔

② نیک عمل کی قبولیت کی بنیادی شرط:۔ نیک اعمال کی قبولیت کی اولین اور بنیادی شرط ایمان ہے۔ جس کے دل میں ایمان نہیں اس کا کوئی عمل مقبول نہیں۔

③ **بینة، شاهد، الأحزاب، الأشهاد** کی مراد:۔ **بینة** سے مراد قرآن مجید ہے۔ **شاهد** سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ: وہ "**شاهد**" محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک تھی۔ **الاحزاب** (گروہ) سے مراد (مسلمانوں کے علاوہ) تمام مذاہب والے ہیں۔ اور **اشهاد** سے مراد اعمال لکھنے والے فرشتے ہیں۔ ابوالشیخ نے مجاہد کا یہی تفسیری قول نقل کیا ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ **اشهاد** سے مراد انبیاء اور پیغمبر ہیں۔ (مظہری)

④ کفار کے لیے آخرت میں اجر کا حکم:۔ کفار کے لیے آخرت میں کوئی اجر نہیں ہے جیسا کہ مذکورہ آیات میں صراحتاً مذکور ہے کہ کفار کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیا جائے گا، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔

الشق الثانی.....وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٤٣﴾ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۖ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿٤٥﴾ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا ۖ فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٤٧﴾ (یوسف: ۴۳ تا ۴۷) آیات کا ترجمہ کریں۔ بادشاہ کا خواب اور یوسف علیہ السلام کی تعبیر وتدبیر ذکر کریں۔ **اضغاث احلام** کی مراد لکھیں۔ سورہ یوسف کا شانِ نزول لکھیں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② بادشاہ کا خواب اور تعبیر ③ **اضغاث احلام** کی مراد ④ سورہ یوسف کا شان نزول۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور بادشاہ نے (اپنے درباریوں سے) کہا: کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں، نیز سات خوشے ہرے بھرے ہیں، اور سات دوسرے جو سوکھے ہوئے ہیں، اے درباریو! اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کا مطلب بتلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ یہ پریشان قسم کے خیالات ہیں اور ہم خوابوں کی تعبیر کے علم سے واقف (بھی) نہیں۔ اور ان دو (قیدیوں) میں سے جو رہا ہو گیا تھا اور اسے ایک لمبے عرصے بعد (یوسف علیہ السلام کی) بات یاد آئی تھی، اس نے کہا: میں آپ کو اس خواب کی تعبیر بتلائے دیتا ہوں، بس مجھے (یوسف علیہ السلام کے پاس) بھیج دیجیے۔ یوسف! اے وہ شخص کہ جس کی ہر بات سچ ہے، تم ہمیں اس (خواب) کا مطلب بتلاؤ کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں، اور سات خوشے ہرے بھرے ہیں، اور سات دوسرے جو سوکھے ہوئے ہیں، شاید میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں تاکہ وہ بھی (حقیقت) جان لیں۔ (یوسف علیہ السلام نے) کہا: تم سات سال تک مسلسل غلہ زمین میں اگاؤ گے، اس دوران جو فصل کاٹو، اس کو اس کی بالیوں ہی میں رہنے دینا، البتہ تھوڑا سا غلہ جو تمہارے کھانے کے کام آئے۔

② بادشاہ کا خواب اور اس کی تعبیر:۔ بادشاہ مصر نے خواب دیکھا اور ارکان دولت کو جمع کر کے ان سے کہا کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات گائیں فربہ ہیں جن کو سات لاغر گائیں کھا گئیں اور سات بالیں سبز ہیں اور ان کے علاوہ سات اور ہیں جو کہ خشک ہیں اور خشک بالوں

03136357113 maktabazakariyamultan@gmail.com

نے اسی طرح ان سات سبز پر لپٹ کر ان کو خشک کر دیا۔ اے دربار والو اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو وہ لوگ کہنے لگے کہ اول تو یہ کوئی خواب ہی نہیں جس سے آپ فکر میں پڑیں یونہی پریشان خیالات ہیں اور دوسرے ہم لوگ کہ امور سلطنت میں ماہر ہیں خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے۔ دو جواب اسلئے دیے کہ اول جواب سے بادشاہ کے قلب سے پریشانی اور وسوسہ اس دور کرنا ہے اور دوسرے جواب سے اپنا عذر ظاہر کرنا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اول تو ایسی خواب قابل تعبیر نہیں دوسرے ہم اس فن سے واقف نہیں۔ اور ان مذکورہ دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا وہ مجلس میں حاضر تھا اس نے کہا (اور مدت کے بعد اس کو یوسف علیہ السلام کی وصیت کا خیال آیا) کہ میں اس کی تعبیر کی خبر لائے دیتا ہوں، آپ لوگ مجھ کو ذرا جانے کی اجازت دیجیے۔ چنانچہ دربار سے اجازت ہوئی اور وہ قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور جا کر کہا: اے یوسف! اے صدق مجسم! آپ ہم لوگوں کو اس خواب کا جواب یعنی تعبیر دیجیے کہ سات گائیں موٹی ہیں ان کو سات دبلی گائیں کھا گئیں اور سات بالیں ہری ہیں اور اس کے علاوہ سات خشک بھی ہیں کہ ان خشک کے لپٹنے سے وہ ہری بھی خشک ہو گئیں آپ تعبیر بتلایئے تا کہ میں جنہوں نے مجھ کو بھیجا ہے ان لوگوں کے پاس لوٹ کر جاں اور بیان کروں تا کہ اس کی تعبیر اور اس سے آپ کا حال ان کو بھی معلوم ہو جائے تعبیر کے موافق عملدرآمد کریں اور آپ کی خلاصی کی کوئی صورت نکلے آپ نے فرمایا کہ ان سات فربہ گائیوں اور سات سبز بالیوں سے مراد پیداوار اور بارش کے سال ہیں پس تم سات سال متواتر خوب غلہ بونا پھر جو فصل کاٹو اس کو بالیوں ہی میں رہنے دینا تا کہ گھن نہ لگ جاوے ہاں مگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آوے وہ بالوں میں سے نکالا ہی جاوے گا۔ پھر ان سات برس کے بعد سات برس ایسے سخت اور قحط کے آویں گے جو کہ اس تمام تر ذخیرہ کو کھا جاویں گے جس کو تم نے ان برسوں واسطے جمع کر کے رکھا ہو گا ہاں مگر تھوڑا سا جو بیج کے واسطے رکھ چھوڑو گے وہ البتہ بچ جاوے گا اور ان خشک بالیوں اور دبلی گائیوں سے اشارہ ان سات سال کی طرف ہے پھر اس سات برس کے بعد ایک برس ایسا آوے گا جس میں لوگوں کیلئے خوب بارش ہو گی اور اس میں بوجہ اسکے کہ انگور کثرت سے پھلیں گے شیرہ بھی نچوڑیں گے اور شرابیں پئیں گے غرض وہ شخص تعبیر لے کر دربار میں پہنچا اور جا کر بیان کیا بادشاہ نے جو سنا تو آپ کے علم و فضل کا معتقد ہوا اور حکم دیا کہ ان کو میرے پاس لے کر آؤ۔ (معارف القرآن بترمیم)

❸ **اضغاث احلام کی مراد:۔** اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ گڑبڑ جھوٹے خواب۔ اَضْغَاثُ، ضغث کی جمع ہے۔ ضغث کا معنی ہے: گھاس وغیرہ کا گٹھا۔ مجازاً جھوٹا خواب مراد لیا گیا ہے۔ حلم خواب۔ اس کا فعل باب نصر سے آتا ہے۔ چونکہ خواب میں مختلف چیزیں جمع تھیں اسلئے اَضْغَاثُ کو بصیغۂ جمع ذکر کیا۔ (مظہری)

❹ **سورہ یوسف کا شان نزول:۔** بیضاوی نے لکھا ہے: روایت میں آیا ہے کہ علماء یہود نے مشرکوں سے کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دریافت کرو کہ اولادِ یعقوب شام چھوڑ کر مصر کیوں آ گئی ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا واقعہ ہوا تھا؟ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (مظہری)

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٤٢ھ

الشق الاوّل ..... فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كَاتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾ حَتّٰٓى ۙ اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٧﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿٩٨﴾ (پ١٧۔ انبیاء: ٩٤ تا ٩٨) آیات کا ترجمہ کریں۔

وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون کی تفسیر لکھیں۔ یاجوج ماجوج کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیت ثانیہ کی تفسیر ③ یاجوج ماجوج کا تعارف۔

جواب ..... ① **آیات کا ترجمہ:۔** پس جو کوئی کچھ نیک کام کرے اور وہ ایمان رکھتا ہو پس ہم اس کے اعمال اکارت وضائع نہ کریں گے اور ہم اس کو لکھ لیتے ہیں، اور حرام ہے بستی پر جس کو ہم نے ہلاک کر دیا کہ وہ لوٹ کر نہیں آئیں گے، یہاں تک کہ جب کھول دیے جائیں گے یاجوج و ماجوج اور وہ ہر اونچی جگہ سے پھسلتے چلے آئیں گے، اور نزدیک آ لگے گا سچا وعدہ پھر اس دم اوپر لگی

رہ جائیں گی منکروں کی آنکھیں (اپنی غفلت پر دستِ حسرت ملیں گے) ہائے ہماری کم بختی! ہم اس سے بے خبر رہے۔ نہیں، بلکہ ہم ظالم و گنہگار تھے۔ تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو اللہ کے سوا یہ سب جہنم کا ایندھن ہے، تمہیں اس پر پہنچنا ہے۔

❷ آیت ثانیہ کی تفسیر:۔ حق جل شانہ نے اس آیت میں اس خوف و دہشت کو بیان کیا ہے جو قیامت کے قریب پیش آئے گی۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ جن بستی والوں کو ہم نے عذاب یا موت کے ذریعے ہلاک کر دیا تو اس بستی والوں کے لیے یہ بات محال اور ناممکن ہے کہ وہ دوبارہ زندہ ہو کر ہماری طرف نہ لوٹیں یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ مرنے والے ہماری طرف نہ لوٹیں اور ہمارے حضور میں حساب و کتاب کے لیے حاضر نہ ہوں کفار کا یہ خیال کہ مر مرا کر خاک میں مل جائیں گے اور نیست و نابود ہو جائیں گے ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے ایک روز ضرور ہماری طرف واپس لائے جائیں گے، قیامت قائم ہوگی اور ان کا حساب و کتاب ہوگا پس یہ جملہ درحقیقت گزشتہ جملہ **کل الینا راجعون فمن یعمل من الصٰلحٰت وھو مومن فلا کفران لسعیه وانا له کاتبون** کے مضمون کی تاکید ہے جس سے منکرین حشر اور منکرین قیامت اور منکرین رجوع الی اللہ کا رد مقصود ہے۔

بعض علماءِ تفسیر یہ کہتے ہیں کہ **لا یرجعون** میں لا زائدہ ہے اور رجوع سے رجوع بجانبِ دنیا مراد ہے، مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ہلاک ہو چکے اور مر چکے ان کا تدارک مافات اور اپنے اعمال کی درستی کے لیے دنیا میں دوبارہ واپس آنا ناممکن اور محال ہے ایک مرتبہ جب دنیا سے رخصت ہو گئے تو اس دار العمل سے چلے جانے کے بعد دوبارہ اس دار العمل کی طرف رجوع ممکن نہیں کہ دوبارہ واپس آ کر پھر ایمان لا سکیں اور عمل صالح کر سکیں اور اس طرح اپنی برائیوں کا کفارہ کر سکیں تو یہ بات محال اور ناممکن ہے۔ (معارف القرآن۔ کاندھلوی)

❸ یاجوج ماجوج کا تعارف:۔ **کما مرّ فی الشق الاول من السول الثالث ١٤٤٠ھ**

الشق الثانی ..... لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ ؕ وَ لَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّ لَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ ١١۔ یونس: ٢٦، ٢٧)

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ اور مختصر تفسیر کریں۔ **الحسنٰی وزیادۃ** سے کیا مراد ہے؟ واضح کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔ **قطعا** اور **مظلما** کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) آیات کی تفسیر (٣) **حسنٰی، زیادہ** کی مراد (٤) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (٥) **قطعا، مظلما** کے نصب کی وجہ۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ **کمامرّ فی الشق الاوّل من السوال الاوّل ١٤٣٥ھ**۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اہلِ جنت و اہلِ جہنم کے احوال و انجام کا اجمالاً ذکر ہے، اولاً اہلِ جنت و اہلِ ایمان کے انجام کا ذکر فرمایا کہ نیکی و بھلائی کرنے والوں کیلئے اچھا بدلہ یعنی جنت اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ دیدارِ خداوندی نصیب ہوگا اور ان کے چہروں پر غم کی کدورت اور ذلت و پریشانی نہ ہوگی اور یہ لوگ ہمیشہ جنت کی دائمی نعمتوں میں رہیں گے اور پھر اہلِ جہنم کے احوال کا ذکر ہے کہ ان کو برے اعمال کی بدولت برابر بدلہ ہی ملے گا اور ان کے چہروں پر ذلت و رسوائی چھائی ہوئی ہوگی اور ان کے چہروں کی ایسی حالت ہوگی جیسے اندھیری رات میں تہ بہ تہ ظلمات و تاریکیاں ہوتی ہیں، اور ان تاریکیوں کے ساتھ اس کے چہرہ کو لپیٹا گیا ہو اور یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کے دائمی عذاب میں رہیں گے۔

❸ **حسنٰی، زیادۃ** کی مراد:۔ صحیحین میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ **الحسنٰی** سے مراد اچھا ثواب یعنی جنت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **احسنوا** یعنی **لا الہ الا اللہ** کی شہادت دی **الحسنٰی** جنت **زیادۃ** اللہ کی طرف دیکھنا ہے، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک فرشتہ آواز لگائے گا کہ اے اہلِ جنت! اللہ تعالیٰ نے تم سے اچھے ثواب کا وعدہ کیا تھا اور زیادتی کا بھی، اچھا ثواب جنت ہے اور مزید

0313 6257913 mahabazakariyafultan@gmail.com

انعام رحمان کا دیدار حاصل ہونا ہے۔

❹ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "قَتَرٌ" یہ اسم ہے بمعنی لکڑی کا اٹھتا ہوا دھواں مراد غبار نما بدرونقی ہے جو چہرہ پر چھا جائے۔
"لَا یَرْهَقُ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر رَهَقًا (سمع، صحیح) بمعنی چھا جانا، ڈھانپ لینا۔
"عَاصِمٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر عِصْمَةٌ (ضرب، صحیح) بمعنی بچانا وحفاظت کرنا۔
"اُغْشِیَتْ" صیغہ واحد مونث غائب بحث ماضی مجہول از مصدر اِغْشَاءٌ (افعال، ناقص) بمعنی ڈھانکنا۔
"قِطَعًا" یہ قِطْعَةٌ کی جمع ہے بمعنی ٹکڑا۔

❺ قطعا، مظلما کے نصب کی وجہ:۔ قطعا یہ اغشیت فعل کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔
مظلما یہ لیل یا قطعا سے حال ہونے کی وجہ سے یا قطعا کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

﴿الورقة الاولی: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٤٣ھ

الشق الاوّل ..... فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾

آیات کا ترجمہ کریں اور مختصر تفسیر لکھیں۔ آیات میں مذکورہ واقعۂ قبولِ توبہ اور اسکے پسِ منظر کو تفصیل سے قلم بند کریں۔
"الرجس" کے معنی ومراد بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) واقعۂ قبولِ توبہ اور اس کا پسِ منظر (۴) الرجس کا معنی ومراد۔ (پ۱۱۔ یونس: ۹۸ تا ۱۰۰)

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ بھلا کسی بستی کے لوگ ایسے کیوں نہ ہوئے کہ وہ ایسے وقت میں ایمان لے آتے کہ اُن کا ایمان انہیں نفع پہنچاتا، البتہ یونس علیہ السلام کی قوم کے لوگ ایسے تھے کہ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے دنیاوی زندگی میں رسوائی کا عذاب اُن سے اٹھالیا اور ایک مدت تک انہیں زندگی سے لطف اٹھانے دیا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو روئے زمین پر موجود سب کے سب لوگ ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کروگے تاکہ وہ سب مؤمن ہوجائیں؟ اور کسی شخص کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر مؤمن ہوجائے اور اللہ تعالیٰ اُن لوگوں پر گندگی مسلط کردیتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو بیان کیا کہ کسی انسان کے لئے ایمان لانا اور توبہ کرنا اُس وقت تک کارآمد ہوتا ہے جب تک وہ موت اور عذابِ الٰہی کا مشاہدہ نہ کرلے، جب عذاب آجاتا ہے یا موت کے آثار ظاہر ہوجاتے ہیں تو اُس وقت ایمان لانا کارآمد نہیں ہوتا، چنانچہ اسی اصول کے مطابق پچھلی تمام قوموں پر عذاب آیا کہ وہ عذاب کو دیکھنے سے پہلے ایمان نہیں لائے تھے البتہ یونس علیہ السلام کی قوم ایسی تھی کہ وہ عذاب کے نازل ہونے سے کچھ وقت پہلے ایمان لے آئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس کا ایمان منظور کرلیا اور اُس کی توبہ کی وجہ سے اُس قوم پر آنے والا عذاب بھی ہٹالیا گیا۔

اُسکے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو تمام انسانوں کو مؤمن بنادیں مگر چونکہ دنیا دارالامتحان ہے اسلئے یہاں پر ہر شخص سے مطالبہ ہے کہ وہ اپنی آزادی، مرضی اور اختیار سے ایمان لائے۔ اسلئے کسی کو زبردستی مسلمان بنانا یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ نہیں ہے مگر جو شخص اپنی سمجھ اور اختیار کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہوئے ایمان لانا چاہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اُسے ایمان کی توفیق بھی دیتے ہیں اور اگر کوئی شخص عقل اور سمجھ بوجھ سے کام نہ لے تو پھر اللہ رب العزت اُس پر کفر کی گندگی کو مسلط کردیتے ہیں۔ (آسان ترجمہ)

❸ واقعۂ قبولِ توبہ اور اس کا پسِ منظر:۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم عراق میں موصل کے مشہور مقام نینویٰ میں رہتی تھی، اللہ نے اس قوم کی

0313 6357973 maktabazakariyamultan@gmail.com

ہدایت کیلئے اپنے نبی حضرت یونس علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا حضرت یونس علیہ السلام نے بحکمِ الٰہی انکو تین دن کے اندر اندر عذاب آنے سے آگاہ کیا اس پر قوم یونس علیہ السلام نے آپس میں مشورہ کیا اور طے پایا کہ اگر یونس علیہ السلام رات کو ہمارے اندر رہتے ہیں تو کچھ نہیں ہوگا اور اگر کہیں چلے جائیں تو عذابِ الٰہی کا یقین کرلو، حضرت یونس علیہ السلام بارشادِ خداوندی اس بستی سے چلے گئے، صبح کو عذابِ الٰہی کے آثار نمودار ہوئے، قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا تا کہ ایمان لائیں جب حضرت یونس علیہ السلام کہیں نہ ملے تو انہوں نے خود ہی توبہ واستغفار، گریہ وزاری شروع کردی اور میدان میں ساری قوم بمع جانوروں کے آگئی اور خوب روئے، اللہ نے انکی توبہ قبول کرلی اور آنیوالے عذاب کو ہٹادیا، دوسری طرف حضرت یونس علیہ السلام بستی سے باہر عذابِ الٰہی کے آنے کے انتظار میں تھے کیونکہ ان کو قوم کی توبہ کا حال معلوم نہ تھا، جب عذاب ٹل گیا تو ان کو فکر لاحق ہوئی کہ مجھے جھوٹا قرار دیا جائیگا اسلئے انہوں نے بحرِ روم کی طرف رُخ کیا اور کشتی میں سوار ہوگئے جب سمندر کے درمیان میں کشتی پہنچی تو وہیں رُک گئی، کشتی والوں نے کہا کہ ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کا نام نکلے گا اس کو سمندر میں پھینکا جائیگا تا کہ وزن کم ہو اور کشتی چل پڑے چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا مگر لوگوں نے سمندر میں ڈالنے سے انکار کردیا تو پھر خود یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کشتی سے سمندر میں ڈالدو لوگوں نے ایسا کرنے سے گریز کیا، حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی سمندر میں چھلانگ لگادی، اُدھر سے اللہ کے حکم سے مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے لیا، آپ علیہ السلام نے **لاالٰہ الّا انت سبحانك انی کنت من الظالمین** دعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی، مچھلی نے سمندر کے کنارے پر پھینک دیا، اللہ نے کدو کی بیل سائے کیلئے اور دودھ کے لئے اپنی قدرت سے بکری مقرر کردی اس طرح حضرت یونس علیہ السلام کو اس لغزش (کوئی نقل وحرکت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں ہونی چاہیے تھی) پر تنبیہ ہوگئی اور قوم کو بھی پورا حال معلوم ہوگیا۔

❹ **الرجس کا معنی ومراد:۔** رجس کا لفظی معنیٰ تو نجاست وگندگی ہے اور یہاں پر کفر کی گندگی مراد ہے۔

الشق الثانی..... وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ ؕ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكۡرٰی لِلذّٰكِرِیۡنَ ۚ﴿۱۱۴﴾ وَاصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوۡلَا كَانَ مِنَ الۡقُرُوۡنِ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اُولُوۡا بَقِیَّةٍ یَّنۡهَوۡنَ عَنِ الۡفَسَادِ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا قَلِیۡلًا مِّمَّنۡ اَنۡجَیۡنَا مِنۡهُمۡ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مَاۤ اُتۡرِفُوۡا فِیۡهِ وَكَانُوۡا مُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِیُهۡلِكَ الۡقُرٰی بِظُلۡمٍ وَّاَهۡلُهَا مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾

آیات مبارکہ کا ترجمہ کرکے مختصر تفسیر لکھیں۔ طرفی النہار اور زلفا من اللیل سے کونسی نمازیں مراد ہیں؟ الحسنات سے کونسے نیک کام مراد ہیں اور ان سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں؟ وضاحت سے تحریر کریں۔ اولوا بقیۃ کی لغوی تشریح کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ ان سے کون لوگ مراد ہیں؟ (پ۱۲۔ھود:۱۱۴تا۱۱۷)

﴿خلاصہ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ نمازوں کی مراد ④ حسنات کی مراد اور معاف ہونے والے گناہوں کی وضاحت ⑤ **اولوا بقیۃ** کی تشریح ومراد۔

جواب..... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اور دن کے دونوں طرفوں میں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کیجئے بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کیلئے اور آپ صبر کیجئے کیونکہ بیشک اللہ اچھے کام والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔ پس کیوں نہ ہوئے ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے گزری ہیں ایسے سمجھدار لوگ جو (لوگوں کو) زمین میں بگاڑ کرنے سے منع کرتے مگر بہت تھوڑے کہ جن کو ہم نے نجات دی ان میں سے اور ظالم لوگ پیچھے پڑے رہے اسی عیش کے جس میں وہ تھے اور وہ مجرم لوگ تھے اور آپ کا رب ہرگز ایسا نہیں کہ کسی بستی کو ظلم سے ہلاک کردے اس حال میں کہ اس میں نیک لوگ بھی ہوں۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** ابتدائی آیت میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرکے آپ کو اور آپ کی پوری امت کو اقامتِ صلوۃ کا حکم دیا گیا ہے، علماءِ تفسیر صحابہ وتابعین کا اس پر اتفاق ہے کہ صلوۃ سے مراد اس جگہ فرض نمازیں ہیں اور صلوۃ کی اقامت سے مراد اس کی پوری پابندی اور مداومت ہے، بعض حضرات نے فرمایا کہ نماز کو اسکے تمام آداب کے ساتھ ادا کرنا مراد ہے، بعض نے فرمایا کہ نماز کو اسکے افضل وقت میں ادا کرنا مراد ہے۔ درحقیقت یہ کوئی اختلاف نہیں یہ سبھی چیزیں اقامتِ صلوۃ کے مفہوم میں شامل ہیں۔

اقامتِ صلوۃ کے حکم کے بعد ان کا ایک عظیم فائدہ بھی بتلا دیا کہ نیک کام برے کاموں کو مٹا دیتے ہیں۔ اور یہ بات کہ نیکیوں سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں یہ ایک جامع نصیحت ہے مگر صرف نصیحت ماننے والوں کیلئے۔

اسکے بعد اگلی آیات میں پچھلی اقوام پر عذابِ الٰہی نازل ہونے کی وجہ اور لوگوں کو اس سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: افسوس ایسا نہیں ہوا کہ سابقہ امتوں میں کچھ سمجھدار لوگ ہوتے جو اپنی قوم کو زمین پر فساد و بگاڑ پیدا کرنے سے منع کرتے مگر بہت کم لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی اتباع کرتے ہوئے یہ کام کیا اور وہی عذاب سے بچے، باقی سب لوگ دنیا کی لذتوں میں پھنس کر جرائم پیشہ بن گئے۔ اسکے بعد اگلی آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ظالم نہیں ہے اور اس کے ہاں ظلم کا امکان و تصور بھی نہیں کہ وہ نیک لوگوں کی موجودگی میں کسی بستی والوں کو ہلاک کر دے بلکہ کسی بھی قوم اور بستی کو اس وقت ہلاک کیا جاتا ہے جب وہ مکمل طور پر اسکی مستحق ہو جاتی ہے اور اس میں کوئی مصلح باقی نہیں رہتا۔

❸ نمازوں کی مراد:۔ **طرفی النھار** (دن کے دونوں سروں کی نماز) کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ پہلے سرے کی نماز نمازِ فجر ہے، آخری سرے کی نماز بعض حضرات نے مغرب کو قرار دیا ہے کہ دن کے بالکل ختم پر ہے اور بعض حضرات نے عصر کی نماز کو دن کے آخری سرے کی نماز قرار دیا ہے کیونکہ دن کی آخری نماز وہی ہے اور وقتِ مغرب دن کا جز نہیں بلکہ دن گزرنے کے بعد آتا ہے۔

زلفا من اللیل (رات کے حصوں کی نماز) سے مراد جمہور مفسرین حسن بصری، مجاہد، محمد بن کعب، قتادہ، ضحاکؒ وغیرہم نے مغرب وعشاء کی نماز کو قرار دیا ہے، اور ایک حدیث سے اسکی تائید بھی ہوتی ہے جس میں ارشاد فرمایا: زلفا من اللیل مغرب وعشاء ہیں۔ اس آیت میں چار نمازوں کے اوقات کا بیان آ گیا صرف ظہر کی نماز کا بیان دوسری آیت **اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس** میں آیا ہے۔

❹ حسنات کی مراد اور معاف ہونے والے گناہوں کی وضاحت:۔ حضرات مفسرین نے فرمایا کہ حسنات سے تمام نیک کام مراد ہیں، جن میں نماز، روزہ، زکوۃ، صدقات، حسن خلق، حسن معاملہ وغیرہ سب داخل ہیں مگر نماز کو ان سب میں اولیت حاصل ہے۔ اسی طرح سیّات کا لفظ تمام برے کاموں کو شامل ہے خواہ وہ کبیرہ گناہ ہوں یا صغیرہ، لیکن قرآن مجید کی دوسری آیت نیز رسول اللہ ﷺ کے متعدد ارشادات نے اس کو صغیرہ گناہوں کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے، معنی یہ ہیں کہ نیک کام جن میں نماز سب سے افضل ہے، اگر تم بڑے گناہوں سے بچتے رہو تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کا خود کفارہ کر دیں گے۔ (ایضا)

❺ **اولوا بقیۃ** کی تشریح و مراد:۔ **بقیۃ** کا لفظ باقی ماندہ چیز پر بولا جاتا ہے اور اس آیت میں اس سے اہل الرائے و سمجھ دار لوگ مراد ہیں کیونکہ انسان کی عادت ہے کہ جو چیز اسے سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اس کو ہر حال میں اپنے لئے محفوظ و باقی رکھنے کا اہتمام کرتا ہے۔ ضرورت کے وقت دوسری سب چیزیں قربان کر دیتا ہے مگر وہ محبوب چیز نہیں دیتا اسی لئے عقل و بصیرت کو **بقیۃ** کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ عزیز ہے۔ (ایضا)

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٤٣ھ

الشق الاوّل..... يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٠﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿٤١﴾ (پ١٢۔ یوسف:٣٩ تا ٤١)

آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدیوں کو کس طرح توحید کے بارے میں سمجھایا؟ **مُتَفَرِّقُوْنَ، يَسْقِيْ** کی صرفی تحقیق کریں۔ قیدیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا خواب سنایا اور ان کو کیا تعبیر بتائی گئی؟

﴿خلاصہ سوال﴾..... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② حضرت یوسف علیہ السلام کا قیدیوں کو توحید سمجھانے کا انداز ③ **مُتَفَرِّقُوْنَ، يَسْقِيْ** کی صرفی تحقیق ④ قیدیوں کے خواب اور تعبیر کی وضاحت۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! کیا بہت سے معبود جدا جدا بہتر ہیں یا اللہ بہتر ہے جو تنہا ہے زبردست ہے۔ تم لوگ اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ بس چند نام ہی ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے تجویز کر لئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی سند نازل نہیں فرمائی۔ حکم بس اللہ ہی کا ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہ سیدھا راستہ ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب پلائے گا اور دوسرے کو سولی پر چڑھایا جائے گا اور اس کے سر میں سے پرندے کھائیں گے، جس بات کے بارے میں تم معلوم کر رہے تھے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

❷ حضرت یوسف علیہ السلام کا قیدیوں کو توحید سمجھانے کا انداز:۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اولاً اپنا تعارف کرایا کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کو نہیں مانتے اور آخرت کے منکر ہیں بلکہ میں اپنے آباء (حضرت یعقوب، اسحٰق و ابراہیم علیہم السلام) کے دین پر ہوں جو موحد تھے، توحید کے داعی تھے اور شرک سے بہت دور تھے اور ساتھ ہی شرک کی برائی عقلی طور پر بیان فرمائی کہ ہمیں یہ کسی طرح سے زیب نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کسی بھی چیز کو اللہ کا شریک بنائیں کہ جب اللہ نے پیدا کیا، وہی رازق و مالک ہے اور تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی اللہ ہی کی مخلوق ہے تو پھر یہ کون سی عقلمندی ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کی جائے؟ مزید فرمایا کہ یہ جو اللہ نے ہمیں عقیدۂ توحید کی نعمت سے نوازا ہے اور جو کچھ علم عطا فرمایا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے اور ہر وہ شخص جسے اللہ نے کوئی بھی نعمت عطا فرمائی ہو اس پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہو لیکن بہت سے لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

شرک کی مزید قباحت اور مذمت بیان کرتے ہوئے خود انہی سے سوال کیا اور عقلی طور پر انہیں فکر مند بنا دیا تا کہ وہ غور کریں کہ ہم جو شرک میں لگے ہوئے ہیں یہ عقل کے بھی خلاف ہے، فرمایا کہ تم ہی بتاؤ یہ جو تم نے بہت سے معبود جدا جدا تجویز کر رکھے ہیں ان سب کی عبادت کرنا ٹھیک ہے یا صرف معبود حقیقی وحدہ لاشریک ہی کی عبادت میں مشغول رہنا ٹھیک ہے؟ ایک ایک کے سامنے ماتھا ٹیکتے پھرو یہ کیا سمجھ داری ہے؟ یہ نہ ضرر دے سکتے ہیں نہ نفع دے سکتے ہیں پھر ان کی عبادت سراپا بیوقوفی نہیں تو کیا ہے؟ صرف اللہ واحد قہار کی عبادت کرنا لازم ہے۔ یہ جو تمہارے معبود ہیں یہ صرف نام ہی نام ہیں ان کے پیچھے حقیقت کچھ نہیں ہے ان کے نام تم نے اور تمہارے اجداد نے تجویز کئے اور خود ہی ان کو معبود بنا لیا ہے انہیں تو تمہاری عبادت کی خبر تک نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب کا خالق اور مالک ہے ہر فیصلہ وہی معتبر ہے جو اس کی طرف سے ہو اس نے تو ان چیزوں کے معبود ہونے کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی یہ جو کچھ غیر اللہ کی عبادت ہے سب تمہاری اپنی تراشیدہ باتیں ہیں اور باطل تخیلات ہیں اللہ تعالیٰ کا تو یہ حکم ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو۔

❸ مُتَفَرِّقُوْنَ، یَسْقِیْ کی صرفی تحقیق:۔ مُتَفَرِّقُوْنَ: صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر تَفَرُّقًا (تفعل۔صحیح) بمعنی جدا جدا ہونا۔

یَسْقِیْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر سِقَایَةً (ضرب۔ناقص) بمعنی پلانا۔

❹ قیدیوں کے خواب اور تعبیر کی وضاحت:۔ قیدیوں میں سے ایک نے خواب دیکھا کہ وہ انگور سے شیرہ نچوڑ رہا ہے جس سے شراب بنائی جاتی ہے، یہ خواب دیکھنے والا بادشاہ کا ساقی تھا اور دوسرے نے یہ خواب دیکھا کہ وہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے لے جا رہا ہے اور ان روٹیوں میں سے پرندے کھاتے جا رہے ہیں یہ خواب دیکھنے والا بادشاہ کا خباز تھا دونوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا خواب پیش کیا اور تعبیر دینے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص اپنے آقا کو شراب پلائے گا یہ بادشاہ کا ساقی تھا جو پہلے بھی بادشاہ کو شراب پلایا کرتا تھا اور دوسرے آدمی (خباز) کو سولی دی جائے گی یعنی سولی پر لٹکا کر قتل کیا جائے گا اور سولی اتارے جانے سے پہلے جب وہ لٹکا ہوگا تو اسکے سر میں سے پرندے نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ (انوار البیان)

الشق الثانی ..... وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ وَمَاۤ اَنْسٰىنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰۤی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ (پ۱۶۔الکھف: ۶۰ تا ۶۵)

آیات کا ترجمہ کریں۔ **مجمع البحرین** کی وضاحت کریں۔ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا واقعہ تحریر کریں۔ سفر میں پیش آنے والے واقعات کی حکمت بیان کریں۔ قصہ سے حاصل ہونے والے نصیحت آموز اسباق تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② **مجمع البحرین** کی وضاحت ③ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا واقعہ ④ واقعات کی حکمت ⑤ قصہ سے حاصل شدہ نصیحت آموز اسباق۔

جواب..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان (شاگرد) سے کہا کہ میں اس وقت تک اپنا سفر جاری رکھوں گا جب تک دو سمندروں کے سنگم پر نہ پہنچ جاؤں، ورنہ برسوں چلتا رہوں گا۔ پس جب وہ ان کے سنگم پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے، اور اس نے سمندر میں ایک سرنگ کی طرح اپنا راستہ بنا لیا۔ پھر جب دونوں آگے نکل گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان سے کہا کہ: ہمارا ناشتہ لاؤ، تحقیق ہم نے اپنے اس سفر سے بڑی مشقت اٹھائی ہے۔ اس (نوجوان) نے کہا کہ: کیا آپ نے دیکھا جب ہم اس چٹان پر ٹھہرے تو میں مچھلی کو بھول گیا، اور مجھے شیطان کے سوا کسی نے اس کا تذکرہ نہیں بھلایا، اور اس نے عجیب طریقے سے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا۔ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا کہ: وہی تو ہے جو ہم چاہتے تھے، پھر دونوں لوٹے اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے۔ تب انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جس کو ہم نے رحمت سے نوازا تھا اور ہم نے اسے اپنے پاس سے علم دیا تھا۔

② **مجمع البحرین** کی وضاحت:۔ **مجمع البحرین** دو سمندروں کا سنگم۔ یعنی مشرقی جانب خلیج فارس و بحر روم کا سنگم (قتادہ) محمد بن کعب نے کہا اس سے مراد طنجہ ہے حضرت ابی بن کعب کے نزدیک افریقیہ مراد ہے۔ (مظہری)

③ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا واقعہ:۔ اس واقعہ کی تفصیل صحیح بخاری و مسلم میں بروایت حضرت ابی بن کعبؓ اس طرح آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل میں خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم میں اپنے سے زیادہ علم والا کوئی نہیں تھا اسلئے فرمایا کہ میں سب سے زیادہ علم والا ہوں، ادب کا مقتضی یہ تھا کہ اس کو اللہ کے علم کے حوالے کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ ساری مخلوق میں اعلم کون ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس جواب پر اللہ تعالیٰ کا عتاب ہوا اور وحی آئی کہ ہمارا ایک بندہ مجمع البحرین پر ہے وہ آپ سے زیادہ علم والا ہے، موسیٰ علیہ السلام کو جب یہ معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے زیادہ اعلم ہیں تو سوچا کہ مجھے ان سے استفادہ کیلئے سفر کرنا چاہئے، اسلئے عرض کیا یا اللہ مجھے ان کا پتہ ونشان بتلا دیا جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مچھلی اپنی زنبیل میں رکھ لو اور مجمع البحرین کی طرف سفر کرو جس جگہ پہنچ کر یہ مچھلی گم ہو جائے پس وہی جگہ ہمارے اس بندے کے ملنے کی ہے، موسیٰ علیہ السلام نے حکم کے مطابق ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لی اور چل دیئے۔ ان کے ساتھ ان کے خادم یوشع بن نون بھی تھے دورانِ سفر ایک پتھر کے پاس پہنچ کر اس پر سر رکھ کر لیٹ گئے یہاں اچانک یہ مچھلی حرکت میں آ گئی اور زنبیل سے نکل کر دریا میں چلی گئی اور مچھلی کے زندہ ہو کر دریا میں چلے جانے کے ساتھ ایک دوسرا معجزہ یہ ہوا کہ جس راستہ سے مچھلی دریا میں گئی اللہ تعالیٰ نے وہاں پانی کا جریان روک دیا اور اس جگہ پانی کے اندر ایک سرنگ جیسی ہو گئی، یوشع بن نون اس عجیب واقعہ کو دیکھ رہے تھے موسیٰ علیہ السلام جب بیدار ہوئے تو یوشع بن نون مچھلی کا یہ عجیب معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلانا بھول گئے اور اس جگہ سے پھر روانہ ہو گئے پورے ایک دن ایک رات کا مزید سفر کیا جب دوسرے روز کی صبح ہو گئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفیق سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ کیونکہ اس سفر سے کافی تھکان ہو چکا ہے، جب موسیٰ علیہ السلام نے ناشتہ طلب کیا تو یوشع بن نون کو مچھلی کا واقعہ یاد آیا اور اپنے بھول جانے کا عذر کیا کہ شیطان نے مجھے بھلا دیا تھا کہ اس وقت آپ کو اس واقعہ کی اطلاع نہ کی اور پھر بتلایا کہ وہ مردہ مچھلی تو زندہ ہو کر دریا میں ایک عجیب طریقہ سے چلی گئی اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہی تو ہماری منزل مقصود تھی جہاں مچھلی زندہ ہو کر گم ہو جائے، چنانچہ اسی وقت واپس روانہ ہوئے اور ٹھیک اسی راستہ سے لوٹے جس پر پہلے چلے تھے تاکہ وہ جگہ مل جائے، جب اس پتھر کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اس پتھر کے پاس ایک شخص سر سے پاؤں تک چادر تانے ہوئے لیٹا ہے موسیٰ علیہ السلام نے اسی حال میں سلام کیا تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ اس غیر آباد جنگل میں سلام کہاں سے آ گیا؟ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں تو حضرت خضر علیہ السلام نے سوال کیا کہ موسیٰ بنی اسرائیل؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں میں موسیٰ بنی

اسرائیل ہوں اسلئے آیا ہوں کہ آپ مجھے وہ خاص علم سکھلا دیں جو اللہ نے آپ کو دیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے اے موسیٰ میرے پاس ایک علم ہے جو اللہ نے مجھے دیا ہے وہ آپ کے پاس نہیں اور ایک علم آپ کو دیا ہے جو میں نہیں جانتا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں کسی کام میں آپ کی مخالفت نہیں کروں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر آپ میرے ساتھ چلنے ہی کو تیار ہیں تو کسی معاملہ کے متعلق مجھ سے کچھ پوچھنا نہیں جب تک کہ میں خود آپ کو اسکی حقیقت نہ بتلاؤں، یہ کہہ کر دونوں حضرات دریا کے کنارے چلنے لگے اتفاقاً ایک کشتی آ گئی تو کشتی والوں سے کشتی پر سوار ہونے کی بات چیت کی ان لوگوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور ان سب لوگوں کو بغیر کسی کرایہ اور اجرت کے کشتی میں سوار کر لیا کشتی میں سوار ہوتے ہی خضر علیہ السلام نے ایک کلہاڑی کے ذریعہ کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ ان لوگوں نے بغیر کسی معاوضہ کے ہمیں کشتی میں سوار کر لیا آپ نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ ان کی کشتی توڑ ڈالی کہ یہ سب غرق ہو جائیں یہ تو آپ نے بہت بُرا کام کیا۔ خضر علیہ السلام نے کہا کہ میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے اس پر موسیٰ علیہ السلام نے عذر کیا کہ میں اپنا وعدہ بھول گیا تھا اس بھول پر آپ سخت گیری نہ کریں۔ اسی اثنا میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ کر اس نے دریا میں سے ایک چونچ بھر پانی لیا خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرا اور آپ کا علم دونوں مل کر بھی اللہ کے علم کے مقابلہ میں اتنی حیثیت بھی نہیں رکھتے جتنی اس چڑیا کی چونچ کے پانی کو اس سمندر کے ساتھ ہے۔ پھر کشتی سے اتر کر دریا کے ساحل پر چلنے لگے اچانک خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ دوسرے لڑکوں میں کھیل رہا ہے خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کا سر اسکے بدن سے الگ کر دیا اور لڑکا مر گیا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ایک معصوم جان کو بغیر کسی جرم کے قتل کر کے آپ نے بڑا ہی گناہ کیا خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا میں نے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ معاملہ پہلے معاملہ سے زیادہ سخت ہے اسلئے کہا کہ اگر اسکے بعد میں نے آپ سے کوئی بات پوچھی تو آپ مجھے اپنے سے الگ کر دیجئے آپ میری طرف سے عذر کی حد پر پہنچ چکے ہیں۔ اسکے بعد پھر چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک گاؤں پر گذر ہوا انہوں نے گاؤں والوں سے درخواست کی کہ ہمیں اپنے یہاں مہمان رکھ لیجئے انہوں نے انکار کر دیا اس بستی میں ان لوگوں نے ایک دیوار کو دیکھا کہ گرنے کے قریب ہے حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کھڑا کر دیا موسیٰ علیہ السلام نے تعجب سے کہا کہ ہم نے ان لوگوں سے مہمانی چاہی تو انہوں نے انکار کر دیا آپ نے اتنا بڑا کام کر دیا اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت ان سے لے سکتے تھے خضر علیہ السلام نے کہا **هٰذا فِراق بيني وبينك** یعنی اب شرط پوری ہو چکی اسلئے ہماری اور آپ کی مفارقت کا وقت آ گیا ہے۔ اسکے بعد خضر علیہ السلام نے تینوں واقعات کی حقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلا کر کہا **ذٰلِكَ تَاوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا** یعنی یہ ہے ان واقعات کی حقیقت جن پر آپ سے صبر نہیں ہو سکا۔ (معارف القرآن)

❹ واقعات کی حکمت:۔ خضر علیہ السلام کی بیان کردہ واقعات کی حکمتیں و مصلحتیں ان ہی کے بقول یہ تھیں: ① جس کشتی کا تختہ توڑا تھا وہ چند غریب آدمیوں کی تھی جو اسکے ذریعہ دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے اسی پر ان کی گذر اوقات تھی میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں اس کی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں سے آگے کی طرف ایک ظالم بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا اگر میں کشتی میں عیب ڈال کر بظاہر بیکار نہ کرتا تو یہ کشتی بھی چھین لی جاتی اور ان غریبوں کی مزدوری کا سہارا بھی ختم ہو جاتا۔ ② وہ لڑکا جس کو قتل کیا گیا تھا اسکے ماں باپ ایمان دار تھے وہ بڑا ہو کر کافر و ظالم ہوتا اور ماں کو اس سے محبت بہت تھی سو ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ والدین پر سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈال دے یعنی بیٹے کی محبت کے سبب وہ بھی بیدینی میں اس کا ساتھ نہ دینے لگیں، پس اسی لئے ہم نے اس بچہ کا قصہ تمام کرنے کا ارادہ کیا کہ اسکے بدلے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی جو کہ پاکیزگی و دین میں اس سے بہتر ہو اور ماں باپ کے ساتھ محبت کرنے میں اس سے بڑھ کر ہو۔ ③ جو دیوار سیدھی کی گئی وہ دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس شہر میں رہتے ہیں اور اس دیوار کے نیچے ان کا کچھ مال مدفون تھا جو ان کے باپ کی طرف سے ان کو میراث میں ملا تھا اور ان کا باپ جو مر گیا ہے وہ ایک نیک آدمی تھا اسکے نیک ہونے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد کے مال کو محفوظ کرنا چاہا اگر دیوار ابھی گر جاتی تو لوگ یہ مال لوٹ کر لے جاتے اور غالباً جو شخص ان یتیم لڑکوں کا سرپرست تھا اس کو اس خزانے کا علم ہوگا مگر وہ یہاں موجود نہ ہوگا اسلئے آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں اور اپنا دفینہ نکال لیں اور یہ سارے کام میں نے اللہ کے حکم سے کئے ہیں ان میں سے کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا، یہ ان باتوں کی حقیقت ہے جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ (ایضا)

2216627011 maktabzakariyamultan@gmail.com

⑤ قصہ سے حاصل شدہ نصیحت آموز اسباق:۔ ① **و فوق کل ذی علمٍ علیم** ہر صاحبِ علم سے زیادہ علم رکھنے والا موجود ہوتا ہے۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ کلمات نکلے تھے کہ میں اس وقت روئے زمین پر سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں تو اللہ رب العزت نے انہیں ان واقعات کا مشاہدہ کروایا کہ خضر علیہ السلام کے جن افعال و اعمال کو موسیٰ علیہ السلام اپنے علم کی بنا پر غلط سمجھ رہے تھے وہ حقیقۃً غلط نہ تھے، لیکن موسیٰ علیہ السلام کو ان کا علم نہیں عطا کیا گیا تھا۔ سبق یہ حاصل ہوا کہ آدمی کو کبھی بھی بڑائی کا دعویٰ اور بڑا بول نہیں بولنا چاہئے۔ ② حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفیقِ سفر یوشع بن نون سے کہا: میں اس وقت تک اپنا سفر جاری رکھوں گا جب تک دو سمندروں کے سنگم پر نہ پہنچ جاؤں، ورنہ برسوں چلتا رہوں گا، اس کا مطلب اپنے سفر کا رخ اور منزلِ مقصود رفیقِ سفر کو بتانا تھا۔ سبق یہ ہے کہ سفر کی ضروری باتوں سے اپنے رفیق اور خادم کو بھی باخبر کر دینا چاہئے۔ ③ منزلِ مقصود مجمع البحرین تک پہنچنا ہے جہاں کیلئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے اور عزم یہ ہے کہ کتنا ہی زمانہ سفر میں گذر جائے جب تک اس منزل مقصود پر نہ پہنچوں سفر جاری رہے گا۔ سبق یہ ہے کہ حکمِ الٰہی کی تعمیل میں جذبہ و عزم اونچے سے اونچا ہونا چاہئے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ..... اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ۝ (پ ۱۸۔ النور: ۱۱، ۱۲)

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں اور واضح تفسیر لکھیں۔ جس واقعہ کے پسِ منظر میں مذکورہ آیات نازل ہوئیں وہ واقعہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) واقعۂ افک کی وضاحت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے تہمت گھڑی اور لگائی ہے وہ تم میں سے ہی ایک ٹولہ اور گروہ ہے، تم اس بات کو اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ یہ تو تمہارے لیے بہتر ہی ہے، ان میں سے ہر ایک کیلئے اپنے کئے کا گناہ ہوگا اور جس شخص نے ان میں سے اس تہمت اور بہتان کا بڑا حصہ اپنے سر لیا اس کے لیے بڑا زبردست عذاب ہے۔ جس وقت تم نے یہ تہمت سنی تھی اس وقت ایسا کیوں نہ ہوا کہ مؤمن مرد و عورتیں اپنے نفسوں کے متعلق نیک گمان رکھتے اور کہہ دیتے کہ یہ کھلم کھلا (واضح) جھوٹ ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ واقعۂ افک کی رو سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! جن لوگوں نے یہ تہمت والا طوفان برپا کیا ہے وہ تم میں سے ہی ایک چھوٹا سا گروہ ہے اس کی وجہ سے تم پریشانی و غم نہ کرو، یہ بہتان اگرچہ ظاہری طور پر برا ہے مگر انجام کے اعتبار سے یہ مؤمنین کے لیے بہتر ہی ہے (کیوں کہ اس کی وجہ سے سازشی لوگ بے نقاب ہو گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت قیامت تک کے لیے واضح کر دی گئی، عام مسلمانوں کو صدمہ کی تکلیف کی وجہ سے اجر ملا) ان سازش کرنے والوں میں سے ہر ایک کو اس کے عمل کے موافق گناہ ہوا۔ مگر سب سے بڑھ کر اس تہمت گھڑنے والے منافق عبداللہ بن اُبی کو سخت سزا و عذاب ملے گا۔ دوسری آیت میں عام مؤمنین کو نا صحانہ ملامت ہے کہ تمہیں چاہیے تھا کہ جب تم نے منافقین سے یہ خبر سنی تھی تو تم فوراً اس کا انکار کر دیتے اور کہتے کہ یہ بالکل جھوٹی خبر ہے اس میں کوئی صداقت نہیں ہے، یہ واضح جھوٹ ہے۔

③ واقعۂ افک کی وضاحت:۔ غزوۂ بنی مصطلق (غزوۂ مریسیع) سے ۶ھ میں واپسی پر مسلمانوں کے لشکر نے پڑاؤ ڈالا، آخر رات میں روانگی کے لیے تیاری کرنے اور قضاء حاجت وغیرہ سے فراغت کا اعلان ہوا تو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قضاءِ حاجت کے لیے جنگل کی طرف چلی گئیں، اسی دوران قافلہ روانہ ہو گیا، آپ رضی اللہ عنہا ہودج میں ہوتی تھیں اور اسے اٹھا کر اونٹ پر رکھا جاتا تھا، چنانچہ معمول کے مطابق ہودج کو اونٹ پر رکھا گیا مگر آپ رضی اللہ عنہا کے کم عمر و نحیف ہونے کی وجہ سے ان کی غیر موجودگی کا کسی کو علم نہ ہوا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب قافلے کی جگہ پہنچیں تو قافلہ جا چکا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی جگہ بیٹھ گئیں کہ جب قافلے والوں کو عدم موجودگی کا علم ہوگا تو وہ اسی جگہ واپس آئیں گے، چنانچہ نیند کے غلبے کی وجہ سے ان کی آنکھ لگ گئی، قافلے کے رہے ہوئے سامان کی دیکھ بھال اور بقیہ سامان کو اٹھانے والے صحابی حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جب اس جگہ پہنچے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہچان لیا اور اپنا اونٹ ام المؤمنین کے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

قریب لاکر بٹھادیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہوگئیں اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نکیل پکڑے پاپیادہ روانہ ہوگئے اور قافلے میں جا کر مل گئے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کو واقعہ کا علم ہوا تو اس نے واہی تباہی بکنا شروع کر دیا اور نعوذ باللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگادی اور بعض بھولے بھالے مسلمانوں (حضرت حسان، حضرت مسطح اور حضرت حمنہ رضی اللہ عنہم) نے بھی اس بات کا تذکرہ کیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عام مسلمانوں کو اس کا بہت صدمہ ہوا اور ایک ماہ تک یہی قصہ مدینہ میں چلتا رہا، اسی دوران یہ آیات نازل ہوئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت اور بہتان باندھنے والوں اور ان کے ساتھ شریک ہونے والوں کی مذمت فرمائی۔ چنانچہ تہمت لگانے والوں سے حدقذف کے ضابطے کے مطابق شہادت کا مطالبہ کیا گیا اور پھر ان تینوں مسلمانوں پر حد جاری کرتے ہوئے ان کو اسّی اسّی کوڑے لگائے گئے اور ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن اُبی پر دہری حد جاری کی گئی، اس کے بعد مسلمانوں نے توبہ کرلی مگر منافقین اپنی حالت پر ہی رہے۔ (معارف القرآن بحوالہ بیان القرآن)

الشق الثانی ..... وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ (پ۱۹۔الفرقان:۶۳ تا ۶۷)

آیات کریمہ کا ترجمہ لکھیں۔ ان آیات میں عبادالرحمٰن کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟ وضاحت کریں۔ **خَاطَبَ، قَالُوْا، يَبِيْتُوْنَ** کونسے صیغے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② عبادالرحمٰن کی صفات کی وضاحت ③ **خَاطَبَ، قَالُوْا، يَبِيْتُوْنَ** صیغوں کی وضاحت۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو عاجزی کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے بات کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا سلام ہے۔ اور وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کیلئے اس طرح رات گزارتے ہیں کہ سجدوں میں اور قیام میں مشغول رہتے ہیں۔ اور وہ لوگ ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ ہمارے رب ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھئے بلاشبہ اس کا عذاب بالکل ہی تباہ کرنے والا ہے۔ بے شک وہ برا ٹھکانہ اور برا مقام ہے۔ اور جب وہ لوگ خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس کے درمیان اعتدال والا ہوتا ہے۔

② عبادالرحمٰن کی صفات کی وضاحت:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات بیان فرمائی ہیں اور انہیں عباد الرحمٰن کا معزز لقب دیا ہے۔ چنانچہ ان کی جو چند صفات ذکر فرمائی ہیں ان کی وضاحت حسبِ ذیل ہے: ① انہیں رحمٰن کا بندہ بتایا یہ بہت بڑا وصف اور لقب ہے، ویسے تو تکوینی طور پر سب ہی رحمٰن کے بندے ہیں لیکن اپنے اعتقاد و اختیار اور اخلاص سے جس نے اپنی ذات کو رحمٰن کی عبادت میں لگا دیا اور رحمٰن جل مجدہ نے اسکے بارے میں یہ فرمادیا کہ یہ ہمارا بندہ ہے اس سے بڑھ کر بندہ کا کوئی اعزاز نہیں۔ ② وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں یعنی غرور اور تکبر کے ساتھ اکڑتے مکڑتے ہوئے نہیں چلتے، جب کسی شخص میں تواضع کی شان ہوتی ہے اور تکبر کے مرض میں مبتلا نہیں ہوتا تو وہ اپنی رفتار میں بھی عاجزی اختیار کرتا ہے۔ ③ جب جاہل لوگ ان سے خطاب کرتے ہیں تو ان سے الجھتے نہیں، نہ انہیں جواب دیتے ہیں اور نہ ان سے جھگڑتے ہیں۔ یہ سلام وہ نہیں ہے جو ملاقات کیلئے کیا جاتا ہے بلکہ جان چھڑانے کیلئے یہ لفظ کہہ کر چلے جاتے ہیں۔ ④ وہ اس طرح رات گزارتے ہیں کہ اپنے رب کی عبادت میں لگے رہتے ہیں کبھی سجدے میں ہیں کبھی قیام میں، ان کا ذوقِ عبادت انہیں زیادہ آرام نہیں کرنے دیتا، یہ لوگ رات کو کم سونے والے اور سحر کے اوقات میں استغفار کرنے والے ہیں۔ ⑤ وہ دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتے رہتے ہیں وہ یوں دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کے عذاب کو ہٹائے رکھنا کیونکہ اس کا عذاب بالکل تباہ کرنے والا ہے، بلاشبہ دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بُری جگہ ہے۔ ⑥ جب رحمٰن کے یہ بندے خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف اور فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ

خرچ کرنے میں کنجوسی اختیار کرتے ہیں بلکہ درمیانی راہ چلتے ہیں۔ یہ میانہ روی شرعاً محمود ہے گناہوں میں تو مال خرچ کرنا جائز ہی نہیں، حلال کاموں میں بھی میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ یہ میانہ روی مالی امور پر قابو پانے کا کامیاب ذریعہ ہے۔ (انوار البیان)

❸ **خَاطَبَ، قَالُوْا، يَبِيْتُوْنَ** صیغوں کی وضاحت: **قَالُوْا:** صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **قَوْلًا** (نصر۔اجوف) بمعنی کہنا۔

خَاطَبَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **مُخَاطَبَةً** (مفاعلہ۔صحیح) بمعنی باہم بات چیت کرنا۔

يَبِيْتُوْنَ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **بَيْتًا بَيْتُوتَةً** (ضرب۔اجوف) بمعنی رات گزارنا۔

﴿لا الٰه الّا انت سبحانک انّی کنتُ من الظالمین﴾

مکتبہ زکریا
ملتان ◎ پاکستان
0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّدرسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	۰٤
دوسرا پرچہ	حدیث	۷٤
تیسرا پرچہ	عقائد و فقہ	۱۰۳
چوتھا پرچہ	صرف و نحو	۱۲۳
پانچواں پرچہ	ادب	۱۵۲
چھٹا پرچہ	سیرت	۱۸۳

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقة الثانية: فی الحديث

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما من عبدٍ مؤمن يخرج من عينيه دموع وان كان مثل رأس الذباب من خشية الله ثم يصيب شيئًا من حروجهٖ الا حرمه الله على النار۔

حدیث مبارکہ کا ترجمہ اور تشریح بیان کریں۔ کیا بڑے بڑے گناہ کرنے والا شخص محض ایک آنسو کا قطرہ بہانے سے جہنم سے محفوظ ہوجائے گا؟ واضح کریں۔ (ص ۳۵۔ ج ۲۔ دارالاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) مسئلہ کی وضاحت۔

جواب..... (۱) حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے خوف اور ہیبت سے جس بندۂ مؤمن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلیں اگرچہ وہ مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے برابر ہوں پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرہ پر پہنچ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آتشِ دوزخ کے لئے حرام کردے گا۔

(۲) حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے خوف سے نکلنے والے آنسوؤں کی اللہ کے ہاں بہت قدر و قیمت ہے کہ جو چہرہ خوفِ خدا کی وجہ سے آنسوؤں سے کبھی بھی تر ہوا ہوگا تو اُس کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا جائے گا اور دوزخ کی آگ اُس کو نہ چھوئے گی۔

(۳) مسئلہ کی وضاحت:۔ یہ حدیث اور اس سے ملتے جلتے مفہوم والی احادیث جن میں کسی خاص نیک عمل پر دوزخ کی آگ کے حرام ہونے کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس نیک عمل کا ذاتی تقاضا اور خاصا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس عمل کرنے والے کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھیں گے مگر اِس فضیلت کو حاصل کرنے کیلئے شرط یہ ہے کہ اُس شخص سے اس کے برخلاف کوئی ایسا گناہ سرزد نہ ہوا ہو جس کا تقاضا یہ ہو کہ اُس شخص کو جہنم میں ڈالا جائے۔ اگر کسی شخص سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا ہو اور پھر اُس نے اُس گناہ سے معافی بھی مانگ لی ہو تو اُس شخص کو بھی یہ فضیلت حاصل ہوگی۔ البتہ اگر کسی نے اس فضیلت کے بعد کوئی ایسا گناہ کیا اور اُس پر توبہ کی توفیق نہ ملی تو ایسا شخص جہنم کی آگ سے محفوظ نہ رہے گا۔

الشق الثانی.....عن عائشة قالت استاذن رجل على النبى ﷺ فقال بئس ابن العشيرة او بئس رجل العشيرة ثم قال ائذنوا له فلما دخل الان له القول فقالت عائشة يا رسول الله النت له القول وقد قلت له ما قلت قال ان شرّ الناس منزلة عند الله يوم القيٰمة من ودعه او تركه الناس لاتقاء فحشهٖ۔

حدیث کا ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کریں، حدیث سے مستنبط فوائد تحریر کریں۔ (ص ۱۵۲۔ ج ۲۔ دارالاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حاصل تین امور ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) حدیث سے مستنبط فوائد۔

جواب..... (۱) حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اجازت چاہی، آپ نے (ہم لوگوں سے) فرمایا کہ یہ اپنے قبیلہ کا برا فرزند ہے یا فرمایا کہ یہ شخص اپنے قبیلہ کا بُرا آدمی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ اس کو آنے کی اجازت دیدو پھر جب وہ آگیا تو آپ نے اُس کے ساتھ گفتگو بہت نرمی سے فرمائی (جب وہ چلا گیا) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے تو اس شخص سے بڑی نرمی کے ساتھ بات کی اور پہلے آپ نے اسی کے بارے میں وہ بات فرمائی تھی (کہ وہ اپنے قبیلے کا بہت بُرا آدمی ہے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک درجہ کے لحاظ سے بدترین آدمی قیامت کے دن وہ ہوگا جس کی بدزبانی اور سخت کلامی کے ڈر سے لوگ اس کو چھوڑ دیں (یعنی اس سے ملنے اور بات کرنے سے گریز کریں)۔

(۲) حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ قبیلہ کے شریر آدمی کے ساتھ بھی آپ ﷺ نے نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی اور وجہ بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اگر کوئی آدمی شریر و بُرا بھی ہو تب بھی اُسکے ساتھ نرمی اور شریفانہ

طریقہ سے ہی گفتگو کی جائے ورنہ بدزبانی اور سخت کلامی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی ایسے شخص سے ملنے اور بات چیت کرنے سے گریز کرنے لگتا ہے اور جس شخص کا یہ حال ہو وہ اللہ کے نزدیک بہت بُرا آدمی ہے۔

③ حدیث سے مستنبط فوائد:۔ ① آپ ﷺ نے اُس شریر شخص کے آنے سے قبل حاضرینِ مجلس کو غالباً اس لئے خبر دی تا کہ وہ اُس کے سامنے محتاط ہو کر بات کریں تا کہ شریر آدمی کے شر سے محفوظ رہیں اور کسی مصلحت کی وجہ سے کسی شخص کی برائی سے دوسروں کو خبردار کرنا غیبت میں داخل نہیں ہے بلکہ خبردار کرنے کا حکم ہے۔ ② جو آدمی شریر ہو اُس سے بھی گفتگو نرم انداز میں ہی کرنی چاہیے نیز بعض لوگوں کا یہ خیال کہ جن کی برائی اور بدکرداری ہم جانتے ہیں اُن سے اچھی طرح نہیں ملنا چاہیے یہ صحیح نہیں ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم بہت سے ایسے لوگوں سے ہنس کر ملتے اور بولتے ہیں جن کے احوال اور اعمال کے لحاظ سے ہمارے دل اُن پر لعنت کرتے ہیں۔

③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اللہ تعالیٰ بدزبان اور فحش گو آدمی کو دوست نہیں رکھتا، مطلب یہ ہے کہ بدزبانی کی عادت اللہ تعالیٰ کی محبت سے محرومی کا سبب ہے اس سے بچنا چاہیے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ..... **عَنْ عبداللّٰہ بن عمر قال مکثنا ذات لیلۃ ننتظر رسول اللّٰہ ﷺ صلوٰۃ العشاء الاٰخرۃ فخرج الینا حین ذھب ثلث اللیل او بعدہ فلا ندری اشیئٌ شغلہ فی اھلہ او غیر ذٰلک فقال حین خرج انکم تنتظرون صلوٰۃ ما ینتظرھا اھل دینٍ غیرکم ولو لا ان یثقل علی امتی لصلیت بھم ھذہ الساعۃ ثم امر المؤذن فاقام الصلوٰۃ وصلی۔** (ص۹۱۔ج۳۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح بیان کرتے ہوئے نمازِ عشاء اور وِتر کا افضل وقت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات ہم نمازِ عشاء کے وقت رسول اللہ ﷺ کا کافی دیر تک انتظار کرتے رہے پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے تو رات کا ایک تہائی حصہ گزر چکا تھا یا اُس کے بھی بعد تشریف لائے، پس ہم نہیں جانتے کہ آپ کو اپنے اہل کے متعلق کسی چیز نے مشغول کر دیا تھا یا کوئی اور وجہ تھی، پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس وقت باہر نکلے کہ بیشک تم ایسی نماز کے انتظار میں ہو کہ جس کا تمہارے علاوہ کسی دوسرے دین والے انتظار نہیں کرتے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر یہ نماز انتہائی ثقیل و مشکل ہو جائے گی تو البتہ میں اس نماز کو اِسی وقت میں پڑھا کرتا پھر آپ ﷺ نے مؤذن کو حکم دیا اُس نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔

② حدیث کی تشریح:۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازِ عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھنا افضل و اولیٰ ہے البتہ اگر مشقت اور تکلیف کا باعث ہو تو پھر ابتدائی وقت میں ہی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

نیز معلوم ہوا کہ اجتماعی اعمال میں فضیلت کے حصول کے مقابلہ میں عوام کی رعایت اور سہولت کا خیال کرنا زیادہ مقدم ہے۔

وِتر کو صبح بوقتِ تہجد پڑھنا افضل و اولیٰ ہے البتہ اگر کسی کو صبح بوقتِ تہجد بیدار نہ ہونے کا اندیشہ و خوف ہو تو ایسے شخص کیلئے عشاء کی نماز کے متصل ہی وِتر پڑھ لینا افضل و اولیٰ ہے۔

الشق الثانی ..... **عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِھْزِمَتَیْہِ (یَعْنِیْ شِدْقَیْہِ) ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلَا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الخ** ۔(ص۳۰۶۔ج۴۔دارالاشاعت) حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث کا مفہوم واضح کریں۔ نیز بتلائیں کہ استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے اور زکوٰۃ کے مستحقین کی تفصیل قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کا مفہوم (۳) استعمالی زیورات پر زکوٰۃ کا حکم اور مستحقین کی تفصیل۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دولت عطا فرمائی پھر اس نے اسکی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو وہ دولت قیامت کے دن اس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے سانپ کی شکل میں آئے گی جس کے انتہائی زہریلے پن سے اسکے سر کے بال جھڑ گئے ہوں اور اسکی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں (جس سانپ میں یہ دو باتیں پائی جائیں وہ انتہائی زہریلا سمجھا جاتا ہے) پھر وہ سانپ اس (زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے بخیل) کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا (یعنی اسکے گلے میں لپٹ جائے گا) پھر اسکی دونوں باچھیں پکڑے گا (اور کاٹے گا) اور کہے گا کہ میں تیری دولت ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں..... یہ فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی **وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ الخ** (نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال و دولت میں جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے انکو دیا ہے (اور اسکی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ مال و دولت انکے حق میں بہتر بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ ان کیلئے بدتر ہے اور شر ہے۔ قیامت کے دن انکے گلوں میں طوق بنا کے ڈالی جائیگی وہ دولت جس میں انہوں نے بخل کیا (زکوٰۃ ادا نہیں کی)۔

② حدیث کا مفہوم:۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے گناہ کی سزا بیان کی ہے کہ اس کا مال ایک زہریلے سانپ کی شکل میں اُس کے گلے میں لپٹ جائے گا اور اُس کی دونوں باچھوں کو کاٹے گا اور دوسری حدیث کے مطابق جب تک بقیہ لوگ حساب و کتاب سے فارغ نہ ہوں گے اُس وقت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ جاری رہے گا۔

③ استعمالی زیورات پر زکوٰۃ کا حکم اور مستحقین کی تفصیل:۔ امام ابوحنیفہ وصاحبین رحمہم اللہ کے ہاں سونے چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ فرض ہے اور امام مالک و امام احمد رحمہما اللہ کے ہاں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے اظہر قول کے مطابق زیورات میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

زکوٰۃ کے آٹھ مستحقین ہیں **كما قال الله تعالى انما الصدقات ① للفقراء ② والمساكين ③ والعاملين عليها ④ والمؤلفة قلوبهم ⑤ وفي الرقاب ⑥ والغارمين ⑦ وفي سبيل الله ⑧ وابن السبيل**۔ یعنی فقراء، مساکین، حکومت کی جانب سے صدقات وصول کرنے والے عامل، مؤلفۃ قلوب یعنی جن کے اسلام لانے کی امید ہو یا وہ اسلام میں کمزور ہوں (اب یہ قسم منسوخ ہے) غلام کا بدلِ کتابت ادا کرنا، آفت یا حادثہ میں مقروض ہونیوالا، مجاہدین جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں اور وہ مسافر جس کے پاس سفر میں رقم نہ ہو اگرچہ اس کے پاس گھر میں رقم موجود ہو۔ الحاصل مؤلفۃ قلوب کے منسوخ ہونے کی وجہ سے اب صدقات و زکوٰۃ کے سات مصارف ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل .....معروضی سوالات میں صحیح غلط کی نشاندہی کریں۔

① وضو کے بعد تولیہ و رومال استعمال کرنا ناجائز ہے۔ (غلط) ② ہر نماز کیلئے نیا وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ (صحیح)
③ مریض حاجی کے لئے وقوفِ عرفہ چھوڑنا جائز ہے۔ (غلط) ④ خاندانِ نبوت کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ (صحیح)
⑤ قحط سالی میں پڑھی جانے والی نماز کو صلوٰۃ الکسوف کہتے ہیں (غلط) ⑥ واضح لنگڑے جانور کی قربانی جائز ہے۔ (غلط)

جواب .....كما مرّ في السوال آنفا۔

الشق الثانی .....معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① میت کو نہلانے کے بعد غسل کرنا فرض نہیں ہے۔ (ہاں) ② طوافِ زیارت حج میں فرض ہے۔ (ہاں)
③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ (نہیں) ④ بیٹا اپنے مستحق باپ کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ (ہاں)
⑤ اونٹ کی قربانی میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ (نہیں) ⑥ دس محرم کا روزہ رکھنا فرض ہے۔ (نہیں)

جواب .....كما مرّ في السوال آنفا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....عن عبدالله بن جعفر قال دخل النبی ﷺ حائطًا لرجل من الانصار فاذا فيه جملٌ فلما رأى النبی ﷺ حن و ذرفت عيناه فاتاه ﷺ فمسح ذفراه فسكت فقال من رب هٰذا الجمل؟ لمن هٰذا الجمل؟ فجاء فتًى من الانصار فقال لی يا رسول الله! فقال له افلا تتقی الله فی هٰذه البهيمة التی ملكك اياه؟ فانه شكى الیّ انك تجيعه وتدئبه۔ (ص۱۱۵۔ج۲۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ کریں، حدیث کی تشریح کریں، حدیث سے مستنبط فوائد قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس میں تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) حدیث سے مستنبط فوائد۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ تھا جب اُس اونٹ نے آپ کو دیکھا تو ایسا ڈکرایا اور ایسی دردبھری آواز اُس نے نکالی جیسی بچے کے جدا ہونے پر اونٹنی کی آواز نکلتی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے اور آپ نے اسکی کنوتیوں پر اپنا دستِ شفقت پھیرا (جیسے کہ گھوڑے یا اونٹ پر پیار کرتے وقت پھیرا جاتا ہے) وہ اونٹ خاموش ہوگیا، پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ اسکا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان آیا اور اس نے عرض کیا، حضرت! یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بیچارے بے زبان جانور کے بارے میں تم اس اللہ سے ڈرتے نہیں جس نے تم کو اسکا مالک بنایا ہے، اس نے مجھے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور زیادہ کام لیکر تم اس کو بہت دکھ پہنچاتے ہو۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حاصل حدیث یہ ہے کہ اونٹ نے اپنے مخصوص انداز کے اندر آپ ﷺ کے سامنے اپنے مالک کی شکایت کی اور آپ ﷺ معجزانہ طور پر اُس شکایت کو سمجھ گئے اور آپ ﷺ نے اس کے مالک کو بلایا اور اُس کو تنبیہ کی کہ ان بے زبان جانوروں کے متعلق اپنے پروردگار سے ڈرو اور اُن سے اتنا ہی کام لو جتنا کہ انہیں چارہ ڈالتے ہو۔

❸ حدیث سے مستنبط فوائد:۔ ① جانوروں کے کھانے پینے کا خیال کیا جائے اور اُن کو بھوکا نہ رکھا جائے۔ ② جانور سے اُس کی ہمت اور طاقت کے مطابق کام لیا جائے یعنی جتنا چارہ ڈالا جائے اتنا ہی کام لیا جائے۔

الشق الثانی.....عَنْ اُمِّ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّةِ اَنَّهَا جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ مَعَكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلٰوةَ مَعِیَ وَصَلٰوتُكِ فِیْ بَيْتِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِكِ فِیْ حُجْرَتِكِ وَصَلٰوتُكِ فِیْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِكِ فِیْ دَارِكِ وَ صَلٰوتُكِ فِیْ دَارِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِكِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ وَ صَلٰوتُكِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِكِ فِیْ مَسْجِدِیْ۔ (ص۱۲۳۔ج۳۔دارالاشاعت)

0213 2057913 maktabazharia@gmail.com

حدیث کا ترجمہ ومفہوم بیان کریں۔ حدیث کی روشنی میں عورتوں کیلئے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی تفصیل قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کا مفہوم (۳) عورتوں کی مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی تفصیل۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں چاہتی ہوں کہ آپ کے ساتھ (جماعت سے مسجد میں) نماز ادا کیا کروں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں جانتا ہوں کہ تمہیں میرے ساتھ (یعنی میرے پیچھے جماعت کے ساتھ) نماز پڑھنے کی بڑی چاہت ہے مگر شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ تمہاری وہ نماز جو تم اپنے گھر کے اندرونی حصے میں پڑھو وہ اس نماز سے افضل اور بہتر ہے جو تم اپنے بیرونی دالان میں پڑھو اور بیرونی دالان میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھو اور اپنے گھر کے صحن میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے قبیلہ کی مسجد میں (جو تمہارے

مکان سے قریب ہے) نماز پڑھو اور اپنے قبیلہ والی مسجد میں تمہارا نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم میری مسجد میں آ کر نماز پڑھو۔

❷ حدیث کا مفہوم:۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد اور کھلی جگہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ حتیٰ کہ فرمایا کہ گھر کے اندرونی حصہ میں نماز پڑھنا بیرونی حصہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور بیرونی حصہ میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا قبیلہ وغیرہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا جامع مسجد اور مسجد نبوی وغیرہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

❸ عورتوں کی مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی تفصیل:۔ سابقہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا بہرصورت گھر میں بغیر جماعت تنہا نماز پڑھنا افضل اور اولیٰ ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ عورتوں میں پیدا شدہ آج کل کی خرافات وغیرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے تو انہیں واضح طور پر مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیتے۔ معلوم ہوا کہ معاشرے کی موجودہ خرابیوں کی بناء پر عورت کا گھر میں ہی نماز پڑھنا افضل واولیٰ ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....**عن ام عطیه قالت دخل علینا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلاثًا او خمسًا او اکثر من ذٰلك ان رأیتن ذٰلك بماءٍ و سدرٍ واجعلن فی الاٰخرة کافورًا او شیئًا من کافور فاذافرغتن فاذننی فلما فرغنا اذناه فالقی الینا حقوه فقال اشعر نها ایاه وفی روایة اغسلنها وترًا ثلاثًا او خمسًا او سبعًا وابدان بمیامنها ومواضع الوضوء منها۔** (ص۲۷۹۔ج۳۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ لکھیں۔ حدیث کی تشریح تحریر کریں۔ میت کو غسل وکفن دینے کا مسنون طریقہ قلمبند کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ میت کو غسل وکفن دینے کا مسنون طریقہ۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک فوت شدہ صاحبزادی کو ہم غسل دے رہے تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور ہم سے فرمایا کہ تم اس کو بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیئے ہوئے پانی سے تین دفعہ یا پانچ دفعہ اور اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ غسل دو اور آخری دفعہ کافور بھی شامل کرو، پھر جب تم غسل دے چکو تو مجھے خبر دو۔ (ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ) جب ہم غسل دیکر فارغ ہو گئے تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا کہ سب سے پہلے یہ اسے پہنا دو اور اس حدیث کی ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کو طاق دفعہ غسل دو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ اور داہنے اعضاء سے اور وضو کے مقامات سے شروع کرو۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے غسل وکفن کا ذکر ہے جن کی وفات ۸ھ میں ہوئی تھی، حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا جو کہ دورِ نبوی میں خواتین کو غسل دینے اور دیگر فلاحی کاموں میں پیش پیش رہتی تھیں۔ وہ نقل کرتی ہیں کہ جب ہم صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیئے ہوئے پانی سے اس کو غسل دو اور اُس پانی میں کافور بھی شامل کرو اور فراغت پر مجھے اطلاع کرو۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینکا کہ اُسے پہنا دو۔ معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کے لباس وغیرہ کو تبرک کے طور پر اس طرح استعمال کرنا صحیح ہے البتہ حد سے تجاوز نہیں ہونا چاہیے۔

❸ میت کو غسل وکفن دینے کا مسنون طریقہ:۔ جب قریب المرگ شخص دنیا سے رخصت ہو جائے تو اس کو کسی تخت پر غسل دینے کے لئے لٹا دیا جائے اور اس تخت کو کسی خوشبودار چیز مثلاً لوبان سے تین یا پانچ یا سات دفعہ دھونی دیدی جائے اور اس کو اس طرح لٹائیں کہ پیر قبلہ کی طرف ہو اور سر مشرق کی طرف اور اگر کچھ مشکل ہو تو جس طرف چاہیں لٹائیں چونکہ سترِ عورت واجب ہے اس لئے شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیا جائے اس کے بعد مکمل صفائی کے پیش نظر پورے کپڑے اتار دیئے جائیں (گو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ہے کہ کپڑوں میں غسل دیا جائے) اس کے بعد بغیر کلی اور ناک میں پانی ڈالے وضو کرایا جائے (ہاں اگر انتقال جنابت کی حالت میں ہو تو کلی اور ناک میں پانی ڈال کر کپڑے سے پانی نکال لیں) پھر ایسا پانی جسم میت پر ڈالا جائے جس میں بیر کے پتے یا اشنان ڈال کر جوش دیا گیا ہو اگر یہ چیز میسر نہ ہو تو خالص پانی کافی ہے۔ (یہ طریقہ صاحب قدوری نے ذکر کیا ہے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے جسم پر سارا پانی ڈالا جائے تاکہ میل پھول جائے اسکے بعد بیر یا اشنان ڈال کر پانی استعمال کرائیں تاکہ میل صاف کردیں اس کے بعد کافور ملا ہوا پانی استعمال کرائیں تاکہ جسم خوشبودار ہو جائے، بیر کے پتے اور کافور دونوں مل کر اچھی صفائی پیدا کرتے ہیں کیونکہ یہ دافعِ تعفن اور جراثیم کش ہیں سیدنا آدم علیہ السلام کیلئے یہی دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا تھا) اور اسکے سر اور داڑھی کو خطمی سے دھویا جائے پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹائیں اور جوش دیئے ہوئے بیر کے پتے والے پانی سے میت کو نہلائیں اور پانی اس قدر ڈالا جائے کہ تخت سے ملے ہوئے جسم کے حصہ تک پانی پہنچ جائے پھر اسی طرح دائیں کروٹ پر لٹا کر پانی ڈالا جائے، اس سے فارغ ہونے کے بعد غسل دینے والا میت کو اپنے بدن کی ٹیک دے کر ذرا بٹھلانے کے قریب کر کے اسکے پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف نرم ہاتھ سے ملے اور دبائے اگر کچھ فضلہ خارج ہو تو اس کو دھو دے وضو اور غسل دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد بدن کو کسی پاک صاف کپڑے سے خشک کر کے پونچھ دیا جائے تاکہ کفن نہ بھیگے پھر اس کو کفن پہنایا جائے، اسکے بعد سر اور داڑھی میں حنوط لگایا جائے (جو چند خوشبودار چیزوں سے مرکب عطر کا نام ہے) اور اسکے اعضاءِ سجدہ یعنی پیشانی، ناک، ہتھیلیوں، گھٹنوں اور پاؤں پر کافور ملا جائے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اثر سے ثابت ہے۔ (تکمیل الضروری ج ا ص ۱۳۸)

نوٹ: مرد کا کفنِ مسنون تین کپڑے ہیں ① ازار یعنی تہبند، جو سر سے پیر تک ہوتا ہے ② کرتہ جو بغیر کلی اور آستین کے گردن سے قدم تک ہو ③ لفافہ جو سر سے پاؤں تک ہو۔

عورت کا کفنِ مسنون پانچ کپڑے ہیں: ① کرتی ② ازار ③ اوڑھنی ④ لفافہ ⑤ سینہ بند۔

الشق الثانی.....**عن ابن عباس قال وقت رسول الله ﷺ لاهل المدينة ذاالحليفة ولاهل الشام الجحفة ولاهل نجدٍ قرن المنازل ولاهل اليمن يلملم فهن لهن ولمن اتى عليهن من غير اهلهن لمن كان يريد الحج والعمرة فمن كان دونهن فمهله من اهله وكذلك وكذاك حتى اهل مكة يهلون منها.**

حدیث کا ترجمہ کریں۔ میقات کی تعریف ذکر کریں۔ تمام مواقیت کی مکمل تفصیل قلمبند کریں۔ (۴:۴۰۴۔ دار الاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) میقات کی تعریف (۳) مواقیت کی تفصیل۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کو اہل مدینہ کا میقات مقرر کیا اور جحفہ کو اہلِ شام کا اور قرن المنازل کو اہلِ نجد کا اور یلملم کو اہلِ یمن کا۔ پس یہ چاروں مقامات خود ان کے رہنے والوں کے لئے میقات ہیں اور ان سب لوگوں کیلئے جو دوسرے علاقوں سے ان مقامات پر ہوتے ہوئے آئیں جن کا ارادہ حج یا عمرہ کا ہو۔ پس جو لوگ ان مقامات کے ورے ہوں (یعنی ان مقامات سے مکہ معظّمہ کی طرف کے رہنے والے ہوں) تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے اور یہ قاعدہ اسی طرح چلے گا، یہاں تک کہ خاص مکہ کے رہنے والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔

② میقات کی تعریف:۔ وہ مقام جہاں پر حاجی احرام باندھتے ہیں اور جہاں سے حاجی یا معتمر کا بلا احرام گزرنا ممنوع ہے۔

③ مواقیت کی تفصیل:۔ مواقیت الحج پانچ ہیں ① ذوالحلیفہ: یہ اہلِ مدینہ کا میقات ہے ② ذاتِ عرق: یہ اہلِ عراق کا میقات ہے ③ جحفہ: یہ اہلِ شام اور اہلِ مصر کا میقات ہے ④ قرن: یہ اہلِ نجد کا میقات ہے ⑤ یلملم: یہ اہلِ یمن کا میقات ہے (التکمیل الضروری)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں: ① نمازِ عید کے لئے غسل کرنا فرض ہے۔ (نہیں)

② زندگی بھر میں ایک مرتبہ عمرہ کرنا فرض ہے۔ (نہیں) ③ وقت سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے۔ (ہاں)

④ طلوعِ شمس کے بعد والے نوافل کو اوابین کہتے ہیں۔(نہیں) ⑤ قربانی کے دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔(ہاں)

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....درج ذیل سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں: ① حالتِ احرام میں عورت کیلئے نقاب لگانا ممنوع ہے۔(صحیح)

② دس ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی ظہر کے بعد مسنون ہے۔(غلط) ③ دورانِ طواف حطیم میں سے گزرنا جائز ہے۔(غلط)

④ عید کے چاند کیلئے ایک معتبر آدمی کی گواہی کافی ہے۔(غلط) ⑤ نفلی روزہ شروع کرنے کے بعد لازم ہوجاتا ہے۔(صحیح)

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....**عن خارجة بن حذافة قال خرج علينا رسول الله ﷺ وقال ان الله امدكم بصلوٰة هی خيرٌ لكم من حمرالنعم الوتر جعله الله لكم فيما بين صلوٰة العشاء الى ان يطلع الفجر۔**

عن بريدة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا۔ (ص۲۰۱۔ج۳۔دارالاشاعت)

احادیث کا ترجمہ کریں، نمازِ وِتر کا حکم، مسنون قراءت اور افضل وقت احادیث کی روشنی میں قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں۔(۱) احادیث کا ترجمہ (۲) نمازِ وِتر کا حکم، مسنون قراءت اور افضل وقت۔

جواب..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہاری ایسی نماز کے ذریعے مدد کی ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ نمازِ وِتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے تمہارے لئے نمازِ عشاء اور طلوعِ فجر کے درمیان لازم کیا ہے۔ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ نمازِ وِتر حق ہے اور جو شخص وِتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا)۔

② نمازِ وِتر کا حکم، مسنون قراءت اور افضل وقت:۔ مذکورہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث جن میں تشدید اور تہدید کے الفاظ ہیں ان کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ نے وِتر کے واجب ہونے کا قول اختیار کیا ہے جبکہ دیگر ائمہ اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں۔

مختلف احادیث کی روشنی میں وِتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھنا مسنون ہے۔ اکثر احادیث میں رسول اللہ ﷺ کی اسی قراءت کا تذکرہ ملتا ہے البتہ بعض اوقات آپ ﷺ تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص کے ساتھ معوذتین کو بھی شامل کرلیا کرتے تھے۔ وِتر کو صبح بوقتِ تہجد پڑھنا افضل واولیٰ ہے البتہ اگر کسی کو صبح بوقتِ تہجد بیدار نہ ہونے کا اندیشہ وخوف ہو تو ایسے شخص کیلئے عشاء کی نماز کے متصل ہی وِتر پڑھ لینا افضل واولیٰ ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی..... **عن سهل بن سعد قال مرَّ رجل علی رسول الله ﷺ فقال لرجل عنده جالسٌ مارأيك فی هٰذا؟ فقال رجلٌ من اشراف الناس هٰذا والله حريٌّ ان خطب ان ينكح وان شفع ان يشفع، قال فسكت رسول الله ﷺ، مرّ رجل فقال له رسول الله ﷺ ما رأيك فی هٰذا؟ فقال يا رسول الله هٰذا رجلٌ من فقراء المسلمين هٰذا حريٌّ ان خطب ان لاينكح وان شفع ان لا يشفع وان قال ان لا يسمع لقوله فقال رسول الله ﷺ هٰذا خيرٌ من ملأ الارض مثل هٰذا۔** حدیث کا ترجمہ کریں اور واضح تشریح تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ دو امور ہیں: (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح۔(۲:۸۲۔دارالاشاعت)

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص (جو غالباً دولت مند اور معززین میں سے تھا) رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرا تو آپ نے ایک صاحب سے جو آپ کے پاس اُس وقت بیٹھے ہوئے تھے، پوچھا کہ اس

گزرنے والے شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے اور کیا اندازہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ بہت بڑے اور معزز آدمیوں میں سے ہے، یہ ایسی شان والا ہے کہ جس گھرانے کی بیٹی کیلئے نکاح کا پیغام دے تو منظور کرلیا جائے اور نکاح کر دیا جائے اور اگر کسی معاملے میں سفارش کر دے تو اسکی سفارش ضرور مانی جائے۔ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہوگئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک اور اللہ کا بندہ گزرا، آپ نے اُن ہی صاحب سے پھر پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے اور کیا اندازہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول یہ بے چارہ نادار اور مسکین مسلمانوں میں سے ہے یہ ایسا ہے کہ اگر کہیں نکاح کا پیغام دے تو اس کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے اور اگر کسی معاملہ میں سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ مانی جائے اور کوئی بات کہنا چاہے تو اس کی بات بھی نہ سنی جائے۔ (اُن کا یہ جواب سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے والے اُس آدمی کے مثل اگر زمین بھر ہوں تو یہ ایک اکیلا فقیر و مسکین اُن سب سے بہتر ہے۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ لوگوں کی عمومی حالت یہ ہے کہ وہ دنیا کی دولت کو اصل اور بڑائی کی چیز سمجھتے ہیں اور اُسی سے متاثر ہوتے ہیں اور اللہ کے جو بندے ایمان اور حسنِ عمل کے ساتھ متصف ہوں اور دنیاوی مال ومتاع سے خالی ہوں عموماً اہلِ دنیا اُن کو حقیر وذلیل سمجھتے ہیں۔ اس حدیث میں اسی قلبی وذہنی بیماری کو بیان کیا گیا ہے، ممکن ہے کہ آپ ﷺ کے پاس جو صاحب بیٹھے ہوں اُن میں بھی اس مرض کے جراثیم ہوں تو آپ ﷺ نے اُن کی اصلاح کے لئے یہ گفتگو فرمائی کہ دو شخصوں کے متعلق سوال کیا پہلا دنیاوی مال ومتاع میں برتر اور دین میں کم تر تھا جبکہ بعد والا دنیاوی لحاظ سے کم تر اور دین، تقویٰ وتعلق باللہ میں برتر تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بعد والا اللہ کا غریب ومسکین بندہ پہلے جیسے زمین بھر لوگوں سے بہتر وافضل ہے اس لئے کہ اس کا دین اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق ہے اُس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل..... **عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الى سبع مائة ضعفٍ قال الله تعالىٰ الا الصوم فانه لى وانا اجزى به يدع شهوته وطعامه من اجلى، للصائم فرحتان فرحة عند فطرة وفرحة عند لقاء ربه ولخلوف فم الصائم اطيب عندالله من ريح المسك والصيام جنة واذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احدٌ او قاتله فليقل انى امرءٌ صائمٌ۔**

حدیث کا ترجمہ کریں۔ رمضان وروزہ کی فضیلت احادیث کی روشنی میں قلمبند کریں۔ (۴:۳۴۹۔ دارالاشاعت)

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے ہر اچھے عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مگر روزہ اس قانون سے مستثنیٰ ہے وہ بندے کی طرف سے میرے لئے ایک خاص تحفہ ہے اور میں ہی اس کا اجر وثواب دونگا، میرا بندہ میری رضا کیلئے اپنی خواہشات اور کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے مالک کی بارگاہ میں ملاقات کے وقت۔ اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے اور روزہ ایک ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ بیہودہ اور فحش باتیں نہ کرے اور شور نہ کرے۔ پس اگر کوئی دوسرا شخص اُسے گالی گلوچ دے یا اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو اسے چاہیے کہ اسے جواب دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

❷ رمضان وروزہ کی فضیلت:۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے روزہ کی فضیلت اور قدر وقیمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عام اعمال کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک ملتا ہے مگر روزے کا اجر وثواب ان ساری حدود سے مستثنیٰ ہے۔ اُس کا اجر اللہ رب العزت خود روزہ دار کو عطاء کریں گے۔ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ افضل ہے۔ روزہ آگ اور شیطانی حملوں سے حفاظت کیلئے ڈھال ہے۔ رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں اہلِ ایمان کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اُن کو اتنا ملتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس مہینے کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ نیز رمضان

021-36357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

کے مہینہ کو صبر اور غم خواری کا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔

الشق الثانی.....عن عبداللہ بن عمر ان رجلًا سأل رسول اللہ ﷺ ما یلبس المحرم من الثیاب فقال رسول اللہ ﷺ لا تلبسوا القمیص ولا العمائم ولا السراویلات ولا البرانس ولا الخفاف الا احدٌ لایجد النعلین فیلبس الخفین ولیقطعهما اسفل من الکعبین ولا تلبسوا من الثیاب شیئًا مسه زعفرانٌ ولا ورسٌ۔ (ص۴۰۶۔ج۴۔دارالاشاعت) حدیث کا ترجمہ اور تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں: (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ محرم کیا کیا کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو تم کرتہ قمیض پہنو اور نہ سر پر عمامہ اور نہ شلوار یا جامہ پہنو اور نہ بارانی پہنو اور نہ پاؤں میں موزے پہنو، سوائے اسکے کسی آدمی کے پاس پہننے کیلئے چپل وجوتا نہ ہو تو وہ مجبوراً پاؤں کی حفاظت کیلئے موزے پہن لے اور ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کے جوتا سا بنالے۔ ایسا بھی کوئی کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس لگا ہو۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں محرم آدمی کے لباس کا ذکر کیا گیا ہے کہ محرم آدمی قمیض، کرتہ، شلوار، پاجامہ، عمامہ وغیرہ نہیں پہن سکتا اسی طرح مختلف زمانوں میں مختلف اقوام اور ملکوں کے اعتبار سے جو کپڑے انہی مقاصد کے لئے استعمال ہوں اُن کو پہننا بھی جائز نہیں ہے۔ اِسی طرح چپل وغیرہ یعنی ایسا جوتا جو پاؤں کی اوپر والی ہڈی کو ڈھانپ لے اُس کو بھی پہننا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح وہ کپڑا جس کو زعفران یا کوئی دوسری خوشبو لگی ہوئی ہو اس کا استعمال بھی ممنوع ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....درج ذیل سوالات کا جواب ہاں یا نہیں میں دیں: ① آپ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ (ہاں)
② غسل کے فرائض (کلی کرنا، منہ دھونا، جسم دھونا) ہیں۔ (نہیں) ③ اہل عراق کا میقات قرن ہے۔ (نہیں)
④ حائضہ عورت پر فوت شدہ روزوں کی قضاء لازم ہے۔ (ہاں) ⑤ بیوی اپنے مستحق خاوند کو زکوۃ دے سکتی ہے۔ (ہاں)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....درج ذیل سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں: ① محرم آدمی دورانِ طواف غلافِ کعبہ کو چھو سکتا ہے۔ (غلط)
② حائضہ عورت پر فوت شدہ نمازوں کی قضاء لازم ہے۔ (غلط) ③ نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں فرض ہیں۔ (صحیح)
④ ایامِ تشریق ذوالحجہ کے ابتدائی دس ایام کو کہتے ہیں۔ (غلط) ⑤ عورت کا کفنِ مسنون چار کپڑے ہیں۔ (غلط)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثانیة: فی الحدیث﴾

0313 6357913 maktabazamzamkarachi@gmail.com

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل..... عن ابی هریرة ان رسول اللہ ﷺ قال ثلث منجیات وثلث مهلکات فاما المنجیات فتقوی اللہ فی السر و العلانیه والقول بالحق فی الرضا والسخط والقصد فی الغنا و الفقر واما المهلکات فهوی متبع وشح مطاع و اعجاب المرء بنفسه وهی اشدهن۔ (ص۹۰۔ج۲۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ اور مفہوم ذکر کریں۔ حدیث میں مذکور تمام خصلتوں کی خوب وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کا مفہوم (۳) مذکورہ خصلتوں کی وضاحت۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں اور تین ہی چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ پس نجات دینے والی چیزیں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے خلوت وجلوت میں اور حق بات کہنا ہے

خوشی وغمی میں اور میانہ روی اختیار کرنا ہے خوشحالی اور تنگدستی میں اور ہلاک کرنے والی چیزیں وہ خواہشِ نفس ہے جس کی پیروی کی جائے اور وہ بخل ہے جس کی اطاعت کی جائے اور آدمی کی خود پسندی کی عادت ہے اور یہ ان سب خصلتوں میں سب سے زیادہ سخت ہے۔

❷ حدیث کا مفہوم:۔ رسول اللہ ﷺ حاضرین مجلس اور مخاطبین کے خاص حالات کے لحاظ سے اور بسا اوقات کسی اور سبب سے اپنے ارشادات میں اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ کی اہمیت خصوصیت سے بیان فرماتے تھے اور اسی طرح بعض اوقات برے اعمال و اخلاقِ سیئہ کی قباحت اور شناعت بھی خصوصیت سے بیان فرماتے تھے۔ یہ حدیث بھی اسی نوعیت کی ہے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کو ہلاکت سے بچنے اور نجات حاصل کرنے کی فکر نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ خصوصیت کے ساتھ ان چند نصیحتوں کی پابندی کرے تو اس کے نتیجہ میں ہلاکت سے بچنے اور نجات حاصل کرنے کی فکر خود بخود اُس میں پیدا ہو جائے گی۔

❸ مذکورہ خصلتوں کی وضاحت:۔ ① اس کا ظاہر اور باطن، خلوت وجلوت یعنی تنہائی ومجلس میں تقویٰ کی وصف سے متصف ہو، خدا کا خوف اور تقویٰ اس کا شعار ہو۔ ② ہمیشہ حق، سچ وانصاف کی بات کی جائے خواہ اس کی وجہ سے کوئی راضی ہو یا ناراض ہو۔ ③ ہر حال میں میانہ روی اختیار کرے خواہ حالات اچھے ہوں یا برے ہوں، خوشحالی ہو یا تنگدستی ہو۔ ④ کبھی بھی انسان اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق نہ چلے کیونکہ نفس کی خواہشات انسان کو ہمیشہ ہلاکت میں ہی ڈالتی ہیں۔ ⑤ بخل کی اطاعت نہ کی جائے یعنی بخل کے تقاضوں کے مطابق نہ چلا جائے بلکہ جہاں خرچ کرنے کا تقاضا اور ضرورت ہو وہاں پر خرچ کیا جائے اور بلاوجہ یا ضرورت سے زائد بھی خرچ نہ کیا جائے۔ ⑥ آدمی خود پسندی کی عادت میں مبتلا نہ ہو اس لئے کہ خود پسندی وعُجب کی بیماری میں مبتلا ہونا انتہائی ہلاکت کا باعث ہے اور یہ بیماری تمام بیماریوں سے سخت ہے اس لئے کہ اس بیماری میں مبتلا ہونے والا شخص اپنے آپ کو بیمار ہی نہیں سمجھتا بلکہ نصیحت کرنے والے اور سمجھانے والے کو غلط سمجھتا ہے جو یقیناً انتہائی سخت اور لاعلاج مرض ہے۔

الشق الثانی ..... **عن ابی هريرة قال قال النبی ﷺ ليس صلوٰة اثقل على المنافقين من الفجر والعشاء ولو يعلمون ما فيهما لاتوهما ولو حبوا ولقد هممت ان اٰمر المؤذن فيقيم ثم اٰمر رجلًا يؤم الناس ثم اٰخذ شعلًا من نار فاحرق على من لايخرج الى الصلوٰة بعد۔** (ص۱۲۶۔ج۳۔دارالاشاعت)

حدیث مبارک کا ترجمہ تحریر کریں۔ وضاحت کے ساتھ بتائیں کہ روایت بالا اور اس قسم کی دیگر احادیث میں بیان کردہ سخت وعیدوں کے باوجود جماعت سے نماز پڑھنا فرض کیوں نہیں، کیا ائمہ اربعہؒ میں سے کسی کے نزدیک جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) باجماعت نماز فرض نہ ہونے کی وجہ (۳) باجماعت نماز کی فرضیت والے امام کی نشاندہی۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافقوں پر کوئی نماز بھی فجر وعشاء سے زیادہ بھاری نہیں ہے اور اگر لوگ جانتے کہ ان دونوں میں کیا اجر وثواب ہے اور کیا برکتیں ہیں تو وہ ان نمازوں میں بھی حاضر ہوا کرتے اگرچہ ان کو گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑتا (یعنی اگر بالفرض کسی بیماری کی وجہ سے وہ چل کر نہ آسکتے تو گھٹنوں کے بل گھسٹ کے آتے، اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا) کہ میرے جی میں آتا ہے کہ (کسی دن) میں مؤذن کو حکم دوں کی وہ جماعت کیلئے اقامت کہے پھر میں کسی شخص کو حکم دوں کہ (میری جگہ) وہ لوگوں کی امامت کرے اور خود آگ کے فتیلے ہاتھ میں لوں اور ان لوگوں پر (یعنی ان کے موجود ہوتے ہوئے ان کے گھروں میں) آگ لگادوں جو اس کے بعد بھی (یعنی اذان سننے کے بعد بھی) نماز میں شرکت کرنے کیلئے گھروں سے نہیں نکلتے۔

❷ باجماعت نماز فرض نہ ہونے کی وجہ:۔ مذکورہ حدیث اور اس سے ملتی جلتی دیگر احادیث زجر وڈانٹ پر مشتمل ہیں یعنی اس ارشاد کا تعلق دھمکی کے ساتھ ہے تاکہ لوگ باجماعت نماز ادا کریں جیسا کہ خائن وکاذب شخص کو منافق کہا گیا ہے۔ الغرض محققین حنفیہ کے نزدیک نماز باجماعت ادا کرنا واجب ہے اور اسکا تارک گناہگار ہے اور رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد تہدید ودھمکی پر محمول ہے۔

0313 5957912 maktabazkariyamultan@gmail.com

③ باجماعت نماز کی فرضیت والے امام کی نشاندہی:۔ امام احمد بن حنبلؒ اور اسی طرح دیگر بعض ائمہ کے نزدیک باجماعت نماز ادا کرنا فرض ہے البتہ معذور شخص اس سے مستثنیٰ ہے گویا اُن کے نزدیک جس طرح نماز پڑھنا بذاتہ ایک فرض ہے اسی طرح نماز کو باجماعت ادا کرنا مستقل دوسرا فرض ہے اور جماعت کا تارک ایک فرضِ عین کا تارک ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳۸ھ

الشق الاوّل.....**عن عبداللّٰہ بن عمر قال اشتکی سعد بن عبادہ شکوی لہ فاتاہ النبی ﷺ یعودہ مع عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و عبداللّٰہ بن مسعود فلما دخل علیہ وجدہ فی غاشیۃ فقال قد قضی؟ قالوا:لا یا رسول اللّٰہ، فبکی النبی ﷺ فلمارأی القوم بکاء النبی ﷺ بکوا فقال الا تسمعون ان اللّٰہ لایعذب بدمع العین وبحزن القلب ولٰکن یعذب بھذا واشار الی لسانہ او یرحم وان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ۔**(ص۲۷۳۔ج۳۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ تحریر کریں۔ میت پر نوحہ کرنے اور آنسو بہانے کا کیا حکم ہے؟ نیز بتائیں کہ اہل خانہ کے رونے کی وجہ سے کن کن صورتوں میں میت کو عذاب دیا جائیگا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں:(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) میت پر نوحہ کرنے اور آنسو بہانے کا حکم (۳) اہل خانہ کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب کی صورتیں۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر اُن کی عیادت کے لئے تشریف لائے، جب آپ ﷺ اندر تشریف لائے تو اُن کو غاشیہ (سخت حالت) میں پایا، پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ختم ہو چکے ہیں، حاضرین نے عرض کیا کہ نہیں اے اللہ کے رسول۔ تو آپ ﷺ رو پڑے جب قوم نے آپ ﷺ کے رونے کو دیکھا تو وہ بھی رونے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگاہ رہو بیشک اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسوؤں اور دل کے رنج وغم پر سزا نہیں دیتا، لیکن اللہ تعالیٰ عذاب دیتا ہے اور رحم بھی کرتا ہے اس کی وجہ سے اور آپ ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا کہ بیشک میت کو گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

② میت پر نوحہ کرنے اور آنسو بہانے کا حکم:۔ اس حدیث کا اصل پیغام تو یہی ہے کہ کسی کے مرنے پر نوحہ و ماتم نہ کیا جائے، یہ چیز اللہ کے غضب اور عذاب کا باعث ہے، بلکہ انا للہ اور دعا واستغفار کے ایسے کلمے پڑھے جائیں اور ایسی باتیں کی جائیں جو اللہ کی رحمت اور اسکے فضل وکرم کا وسیلہ بنیں۔ اس حدیث میں گھر والوں کے رونے پیٹنے کی وجہ سے میت کو عذاب ہونے کا بھی ذکر ہے۔ یہ مضمون رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ ان کے والد ماجد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ کرام نے بھی روایت کیا ہے، لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس سے انکار فرماتے ہیں۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم ہی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان مروی ہے کہ جب ان کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اس سلسلہ میں نقل کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ: یہ دونوں حضرات بلاشبہ صادق ہیں۔ لیکن اس معاملہ میں یا تو ان کو سہو ہوا، یا رسول اللہ ﷺ کی بات سننے یا سمجھنے میں ان کو غلطی ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے یہ بات نہیں فرمائی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس بارے میں قرآن مجید کی آیت **لا تزر وازرۃ وزر أخری** سے بھی استدلال کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ اس آیت میں یہ قاعدہ اور اصول بیان کیا گیا ہے کہ کسی آدمی کے گناہ کی سزا دوسرے کو نہیں دی جائے گی، پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ روئیں گھر والے اور اس کی سزا دی جائے بے چارے مرنے والے کو؟ لیکن حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جس طرح یہ مضمون رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمایا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ انہیں بھول چوک ہوئی ہے اور نہ غلط فہمی، دوسری طرف

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا استدلال بھی وزنی ہے، اس لئے شارحین حدیث نے دونوں باتوں میں تطبیق کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کیلئے توجیہ کے مختلف طریقے اختیار کیے ہیں، ان میں سے ایک جو زیادہ معروف اور سہل الفہم بھی ہے یہ ہے کہ حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیثوں کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ گھر والوں کے رونے میں مرنے والے کے قصور اور غفلت کو بھی کچھ دخل ہو، مثلاً یہ کہ وہ خود رونے اور نوحہ و ماتم کرنے کی وصیت کر گیا ہو جیسا کہ عربوں میں اس کا رواج تھا، یا کم سے کم یہ کہ گھر والوں کو رونے پیٹنے سے اس نے کبھی منع نہ کیا ہو۔ خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں یہی توجیہ کر کے تطبیق کی کوشش کی ہے۔ ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ جب میت کے گھر والے اس پر نوحہ و ماتم کرتے ہیں اور جاہلانہ رواج کے مطابق اس مرنے والے کے کارنامے بیان کر کے اس کو آسمان پر چڑھاتے ہیں تو فرشتے میت سے کہتے ہیں کیوں جناب آپ ایسے ہی تھے؟ یہ بات بعض حدیثوں میں بھی وارد ہوئی ہے۔

باقی رہا کسی کی موت پر اس کے اقارب اور اعزہ و متعلقین کا رنجیدہ و غمگین ہونا اور اس کے نتیجہ میں آنکھوں سے آنسو بہنا اور اسی طرح بے اختیار گریہ کے دوسرے آثار کا ظاہر ہو جانا، یہ بالکل فطری بات ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ اس آدمی کے دل میں محبت اور دردمندی کا جذبہ موجود ہے، جو انسانیت کا ایک قیمتی اور پسندیدہ عنصر ہے، اس لئے شریعت نے اس پر پابندی نہیں عائد کی، بلکہ ایک درجہ میں اس کی تحسین اور قدر افزائی کی ہے، لیکن نوحہ و ماتم اور ارادی و اختیاری طور پر رونے پیٹنے کی سخت ممانعت فرمائی گئی ہے۔

۳ اہل خانہ کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب کی صورتیں:۔ ① جب میت نے مرنے سے پہلے خود اپنے ورثاء کو نوحہ و ماتم کرنے کی وصیت کی ہو جیسا کے عربوں میں اس کا رواج تھا۔ ② جب میت کے خاندان میں کسی کی وفات پر نوحہ و ماتم کرنے کی رسم ہو اور میت کو بھی پتہ ہو کہ میرے مرنے پر بھی ایسا ہی کیا جائے گا تو اس علم کے باوجود وہ اِس سے منع نہ کرے۔

الشق الثانی.....**عن عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ انّ امرأۃ اتتِ النبی ﷺ بابنۃ لھا وفی یدِ ابنتِھا مسکتانِ غلیظتانِ مِن ذھب ، فقال : اتعطِین زکاۃ ھذا؟ قالت : لا ، قال : ایسرکِ ان یسورکِ اللّٰہ بِھما یوم القِیامۃِ سِوارینِ مِن نارٍ؟ قال : فخلعتھما ، فالقتھما اِلی النبیِ ﷺ وقالت : ھما لِلّٰہِ ولِرسولِہٖ۔**

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث سے ثابت شدہ حکم کی وضاحت کریں۔ کیا زکوٰۃ پیشگی ادا کی جاسکتی ہے؟ کن حالات میں سوال کرنے اور مانگنے کی ممانعت ہے؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث سے ثابت شدہ حکم ③ زکاۃ کی پیشگی ادائیگی کا حکم ④ سوال کرنے کی ممانعت۔

جواب..... **①** حدیث کا ترجمہ:۔ عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون اپنی ایک لڑکی کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور اس لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے اور بھاری کنگن تھے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تم ان کنگنوں کی زکاۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا کہ: میں اس کی زکاۃ تو نہیں دیتی، آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تمہارے لیے یہ بات خوشی کی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کنگنوں کے بدلے قیامت کے دن آگ کے کنگن پہنائے؟ اس نے وہ دونوں کنگن ہاتھوں سے اتار کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈال دیئے اور عرض کیا کہ: اب یہ اللہ اور اس کے رسول کیلئے ہیں۔

② حدیث سے ثابت شدہ حکم:۔ اس حدیث سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ سونے چاندی کے زیورات میں زکاۃ واجب ہوتی ہے خواہ وہ استعمال میں ہی کیوں نہ ہوں۔

③ زکاۃ کی پیشگی ادائیگی کا حکم:۔ مالِ زکاۃ پر مکمل سال گزرنے سے قبل زکاۃ کی ادائیگی جائز ہے، لیکن زکاۃ ادا کرتے ہوئے نیت کرنا شرط ہے اگر پہلے کسی کو کچھ رقم دی اور بعد میں ارادہ کر لیا کہ یہ زکاۃ ہے تو ادا نہ ہوگی۔

④ سوال کرنے کی ممانعت:۔ حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس ایک دن کے صبح و شام کے کھانے کا انتظام موجود ہے پھر بھی وہ سوال کرتا ہے تو وہ جہنم کی آگ اکٹھی کر رہا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ

03132357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

نے فرمایا جو شخص اپنے مال کو بڑھانے کیلئے سوال کر رہا ہے تو وہ جہنم کا انگارہ جمع کر رہا ہے، اب اسکی مرضی چاہے زیادہ جمع کرے یا کم۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔ ① کیا زمین کی پیداوار میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔(ہاں)
② کیا زکوٰۃ کا معنی مال کی تطہیر اور تزکیہ ہے۔(ہاں) ③ کیا آل محمد ﷺ کے لئے مالِ زکوٰۃ لینا جائز ہے۔(نہیں)
④ کیا سونے اور چاندی میں وجوبِ زکوٰۃ کے لئے ان کا تجارت کے لئے ہونا بھی ضروری ہے۔(نہیں)
⑤ کیا زکوٰۃ وصول کرنے والے عملے کو ان کی خدمت کا صلہ زکوٰۃ کی رقم سے دیا جا سکتا ہے؟(ہاں)
⑥ کیا حضور ﷺ نے زکوٰۃ وصدقات کو مسلمانوں کے اموال کا میل کچیل قرار دیا ہے۔(ہاں)

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....مندرجہ سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں: ① کیا احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا واجب ہے۔(نہیں)
② کیا "دیلملم" عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ (نہیں)
③ کیا میقات اس جگہ کا نام ہے جہاں سے حج کرنے والے کو احرام کے بغیر گزرنا جائز ہے۔ (ہاں)
④ کیا احرام باندھنے کے بعد شرعاً ایسے کپڑوں کا استعمال ممنوع ہے جن کو زعفران لگی ہو۔ (ہاں)
⑤ کیا یہ درست ہے کہ راجح قول کے مطابق حج کی فرضیت کا حکم سن ۹ ھ میں نازل ہوا تھا۔ (ہاں)
⑥ کیا فرضیتِ حج کے سال آپ ﷺ نے خود حج ادا کیا تھا۔ (نہیں)

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....**عن أبی هريرة قال:قال رسول الله ﷺ:اسرف رجل علی نفسه فلما حضره الموت أوصی بنيه اذاما فحرقوه، ثم اذروا نصفه فی البرونصفه فی البحر، فوالله لئن قدرالله عليه ليعذبنه عذابًا لايعذبه أحدًا من العالمين فلمامات فعلوا ماأمرهم، فأمرالله البحرفجمع مافيه وأمرالبرفجمع مافيه،ثم قال له:لم فعلت هذا؟قال:من خشيتك يارب وأنت أعلم فغفرله.**

حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں۔حدیث شریف کی تشریح کر کے بتائیں کہ کیا یہ واقعہ آپ ﷺ کے کسی گناہگار امتی کا ہے؟ کیا ورثہ کے لئے میت کی خلافِ شرع وصیت پر عمل کرنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو مذکورہ میت کے ورثہ نے ایسا کیوں کیا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱)حدیث کا ترجمہ (۲)حدیث کی تشریح (۳)میت کی خلافِ شریعت وصیت کا حکم۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی نے اپنے نفس پر بہت زیادتی کی، پس جب اُسکی موت کا وقت آیا تو اُس نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ جب وہ مر جائے تو اُسے جلا ڈالو پھر اُسکی آدھی راکھ خشکی میں اُڑا دو اور اُسکی آدھی راکھ سمندر میں بہا دو۔ قسم بخدا! البتہ اگر اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہو گیا تو البتہ وہ اسے ایسا عذاب دے گا کہ اُس جیسا عذاب کسی کو بھی نہیں دیا ہوگا پس جب وہ مر گیا تو اسکے بیٹوں نے اُسکے حکم کے مطابق کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا اُس نے اُسکے ذرات کو جمع کر دیا اور خشکی کو حکم دیا اس نے بھی اسکے ذرات کو جمع کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسکو کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا؟ اُس نے کہا کہ اے پروردگار تیرے خوف کی وجہ سے اور تو اس بات کو زیادہ جانتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔

② حدیث کی تشریح:۔ حاصلِ حدیث یہ ہے کہ ایک بیچارہ شخص اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے ناواقف تھا اور اُس کے اعمال بھی صحیح نہ تھے مگر مرنے سے پہلے اُس نے خوفِ خدا کی وجہ سے اپنی اولاد کو جاہلانہ وصیت کی اور یہ سمجھا کہ شاید میرے اس طرزِ عمل سے

0313 635 7913 maktabazakariyamultan@gmail.com

میرے دوبارہ زندہ ہونے کا امکان اور حساب وکتاب کا مرحلہ باقی نہیں رہے گا۔ چونکہ اس جاہلانہ غلطی اور وصیت کا منشاء خوفِ خدا تھا اور ایک خوفِ خدا میں مبتلا سہمے ہوئے جاہل شخص کے یہ جاہلانہ الفاظ تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس کو معاف کردیا اور یہ واقعہ آپ ﷺ کے کسی گناہگار امتی کا نہیں ہے بلکہ یہ سابقہ امتوں میں سے کسی شخص کا واقعہ ہے۔

❸ میت کی خلافِ شریعت وصیت کا حکم:۔ میت کی طرف سے خلافِ شریعت کی گئی وصیت پر عمل کرنا جائز نہیں ہے مگر اس واقعہ میں میت کے ورثاء نے بھی جہالت اور نادانی کی وجہ سے اُس کی وصیت پر عمل کیا۔

الشق الثانی.....**عن أبی هریره قال:قال رسول اللهﷺ:إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث، ولا تحسسوا ولاتجسسوا ولاتناجشوا ولاتحاسدوا ولاتباغضوا ولاتدابروا وکونواعباد الله إخوانا۔**

حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں۔ حدیث شریف کی ایسی تشریح کریں جس سے حدیث میں مذکورہ ممنوعہ اشیاء کے درمیان باہمی امتیاز ہوسکے۔ مختصراً بتائیں کہ ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل میں مذکورہ امور پر عمل کرنا کس قدر ضروری ہے؟ (۲:۱۳۷۔دارالاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں:(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) اسلامی معاشرے کی تشکیل میں مذکورہ امور پر عمل کی ضرورت۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسروں سے متعلق بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور ایک دوسرے کی کمزوریوں کی تلاش میں نہ رہا کرو اور ایک دوسرے پر بڑھنے کی ناجائز کوشش بھی نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض وکینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ وپیٹھ پھیرو اور اللہ کے بندے اور باہم بھائی بھائی بن کر رہو۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حدیث شریف میں مذکور اشیاء کا تعلق دلوں کے باہمی بغض وعداوت کے ساتھ ہے اور مذکورہ اشیاء کے نتیجے میں باہم تعلقات خراب ہوجاتے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے ان برے اُمور سے منع فرمایا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے بدگمانی سے منع فرمایا کہ یہ ایک جھوٹا وہم ہے جو شخص اس وہم میں مبتلا ہوجائے تو اُس شخص کا یہ حال ہوتا ہے کہ ذرا سے اختلاف کی وجہ سے ہر کام میں اس کو بدنیتی ہی نظر آتی ہے اور پھر وہ ہر برے عمل کو اُس شخص کی طرف منسوب کرتا ہے اور آپ ﷺ نے بدگمانی کو سب سے جھوٹی بات قرار دیا اور دل کا یہ گناہ زبان والے جھوٹ سے کم نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے کسی کی کمزوری کی ٹوہ میں رہنے، عیبوں کی جاسوسی وتلاش کرنے، ایک دوسرے پر ناجائز وغلط طریقوں سے بڑھنے کی کوشش کرنے، کسی کے اچھے حال کو دیکھ کر اُس پر حسد کرنے، دلوں کے اندر بغض وعداوت، نفرت کے بیج پیدا کرنے اور ایک دوسرے سے قطع تعلقی کرنے اور پیٹھ پھیرنے سے منع فرمایا کیونکہ یہ سب امور باہم نفرت وعداوت کے بیج بوتے ہیں اور مسلمانوں کے ایک دوسرے سے تعلقات خراب کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

آخر میں آپ ﷺ نے باہم بھائی بھائی اور اللہ کے بندے بن کر رہنے کا حکم دیا کہ جب تم اپنے دلوں اور سینوں کو نفرت و عداوت پیدا کرنے والی ان تمام بری عادتوں سے صاف رکھوگے تو صحیح معنوں میں اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہ سکوگے۔

❸ اسلامی معاشرے کی تشکیل میں مذکورہ امور پر عمل کی ضرورت:۔ اسلامی معاشرہ کی بنیاد امن، بھائی چارہ، محبت ومودت، اخوت اور ہمدردی پر ہے جبکہ مذکورہ ممنوعہ اشیاء اسلامی معاشرہ کے بالکل برعکس نفرت وعداوت، سختی وشقاوت پیدا کرنے کا باعث ہیں اور اس کے نتیجہ میں ایک بدامنی کی فضاء قائم ہوتی ہے اور مسلم معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اس وجہ سے اسلامی معاشرہ میں قطعاً اس کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اسلام امن اور باہم بھائی چارے کا حکم دیتا ہے اور مذکورہ امور سے بچ کر ہم اسلامی معاشرے کی تشکیل میں بہت بڑا کردار ادا کرسکتے ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....**عن سلمان قال:قیل له:قد علمکم نبیکمﷺ کل شیئ حتی الخراءة؟قال فقال:**

أجل،لقد نهانا أن نستقبل القبلة لغائط أوبول أوأن نستنجي بيمين أوأن نستنجي بأقل من ثلثة أحجار أوأن نستنجي بر جيع أوبعظم۔(۳:۳۱۔دارالاشاعت) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے سوال کرنے والے کون تھے، نیز ان کے سوال کا مقصد کیا تھا؟ حدیث شریف کی مکمل وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل تین امور ہیں:(۱)حدیث کا ترجمہ(۲)سائل کی تعیین وسوال کا مقصد(۳)حدیث کی وضاحت۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُن سے سوال کیا گیا کہ تحقیق تمہارے نبی نے تمہیں ہر چیز کی تعلیم دی ہے حتیٰ کہ قضائے حاجت کا طریقہ بھی سکھایا ہے؟ تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پس انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں البتہ تحقیق ہمیں منع کیا اس بات سے کہ ہم قضائے حاجت یا پیشاب کے وقت قبلے کی طرف رُخ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجاء کریں یا تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجاء کریں یا گندگی یا ہڈی کے ساتھ استنجاء کریں۔

❷ سائل کی تعیین وسوال کا مقصد:۔ مذکورہ سوال بعض مشرکینِ مکہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کیا تھا اور اس کا مقصد تمسخر وطنز تھا۔

❸ حدیث کی وضاحت:۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے متعلق چار ہدایات دی ہیں۔① قضائے حاجت کے وقت نہ قبلے کی طرف منہ ہو اور نہ پیٹھ ہو یہ قبلے کے ادب واحترام کا تقاضا ہے کیونکہ ہر شخص سمجھتا ہے کہ قضائے حاجت کے وقت کسی مقدس چیز کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا بے ادبی ہے۔② دایاں ہاتھ جو عموماً کھانے پینے، لکھنے پڑھنے، لینے دینے کے کاموں میں استعمال ہوتا ہے اور پیدائشی طور پر بائیں ہاتھ کے مقابلے میں زیادہ صلاحیت اور فوقیت رکھتا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس کو گندگی کی صفائی میں استعمال نہ کریں اور ہر مہذب آدمی کو اس کا شعور واحساس ہے۔③ قضائے حاجت واستنجاء کیلئے کم سے کم تین پتھر استعمال کئے جائیں کیونکہ عموماً تین سے کم پتھروں میں مکمل صفائی نہیں ہوتی۔البتہ اگر کوئی شخص یہ محسوس کرے کہ اُس کو صفائی کیلئے تین سے زائد پتھروں کی ضرورت ہے تو وہ زائد بھی استعمال کرسکتا ہے اور اگر مقصد تین سے کم پتھروں میں پورا ہوجائے تو حنفیہ کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔④ کسی جانور کے پاخانہ یعنی لید وغیرہ یا کسی ہڈی وغیرہ سے استنجاء نہ کیا جائے اسلئے کہ گندگی کے ذریعے صفائی ممکن نہیں ہے اور ہڈی سے استنجاء کرنا نقصان کا باعث بن سکتا ہے اس لئے سلیم الفطرت آدمی اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

الشق الثانی.....**عن أبی الدرداء قال:أوصانی خلیلی أن لا تشرك باللّٰه شیئا وإن قطعت وحرقت ولا تترك صلوة مكتوبة متعمدافمن تركها متعمدًا فقد برئت منه الذمة ولا تشرب الخمر فإنها مفتاح كل شر۔**

حدیث کا ترجمہ تحریر کریں۔کیا قصداً نماز چھوڑنے سے آدمی واقعی کافر ہوجاتا ہے؟ نیز ائمہ میں یہ مسلک کس کا ہے؟ حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے احناف کا مسلک واضح کریں۔(۳:۷۷۔دارالاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱)حدیث کا ترجمہ(۲)قصداً نماز چھوڑنے والے کا حکم (۳)حدیث کی تشریح واحناف کا مسلک۔

0213 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے دوست ومحبوب نے مجھے وصیت کی ہے کہ تو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تو کاٹ دیا جائے یا جلادیا جائے اور کبھی بھی جان بوجھ کر فرض نماز کو نہ چھوڑنا اس لئے کہ جس شخص نے فرض نماز کو جان بوجھ کر چھوڑا تو پس تحقیق وہ اللہ تعالیٰ کہ ذمہ داری سے بَری ہوگیا اور شراب نہ پینا اس لئے کہ وہ ہر برائی کی چابی ہے۔

❷ قصداً نماز چھوڑنے والے کا حکم:۔ اس حدیث اور دیگر متعدد احادیث میں ترکِ نماز کو کفر یا ملت سے خروج قرار دیا گیا ہے کہ نماز ایمان کی ایسی اہم نشانی اور ایسا خاص شعار ہے کہ اس کو چھوڑ دینا اس بات کی علامت وثبوت ہے کہ تمہارا اللہ ورسول اور اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا۔چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر بعض آئمہ نے اس جیسی احادیث کی وجہ سے نماز چھوڑنے والے کو کافر اور مرتد قرار دیا ہے حتیٰ کہ فرمایا کہ اس کو غسل بھی نہ دیا جائے اور اسکی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے،اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہ کیا جائے اور اسکے اوپر مرتد والے سب احکام جاری کئے جائیں۔جبکہ اکثر آئمہ کی رائے یہ ہے کہ نماز چھوڑنا اگرچہ کافرانہ عمل ہے جس

کی اسلام میں بالکل گنجائش نہیں مگر اس عمل کی وجہ سے ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہ ہوگا بلکہ حدیث میں جو نماز چھوڑنے کو کفر کہا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کافرانہ عمل ہے اور اس گناہ کی شدت وخباثت کو بیان کرنے کیلئے یہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔

③ حدیث کی تشریح واحناف کا مسلک:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے خصوصیت واہتمام کے ساتھ مجھے یہ ارشاد فرمایا کہ کسی بھی حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا جائے کیونکہ سب سے بڑے خالق ومالک اور محسن کے ساتھ شرک کرنے سے بڑا بُرا عمل کیا ہوسکتا ہے۔ اسلئے خواہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں یا تمہیں آگ میں بھون دیا جائے تب بھی شرک نہ کرنا۔ نیز فرمایا کہ جان بوجھ کر کبھی نماز نہ چھوڑنا اسلئے کہ یہ صرف ایک گناہ ہی نہیں بلکہ ایک باغیانہ سرکشی ہے جس کی وجہ سے آدمی باری تعالیٰ کی عنایت کا مستحق نہیں رہتا اور رحمتِ خداوندی اُس سے بَری الذمہ ہوجاتی ہے اور کسی بھی حال میں کبھی بھی شراب نہ پینا اس لئے کہ شراب تمام برائیوں کی جڑ اور کنجی ہے، شراب پی لینے کے بعد انسان میں کسی جائز وناجائز، پاک وناپاک، حلال وحرام کی تمیز نہیں رہتی۔ حنفیہ کی رائے بھی جمہور والی ہی ہے کہ سستی کی وجہ سے نماز چھوڑنے والا کافر نہیں ہوگا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....درجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب تحریر کریں۔

① کیا ''باب الریان'' سے صرف روزہ دار جنت میں داخل ہوں گے؟ (ہاں)
② کیا اعتکاف مسنون رمضان کے پہلے اور دوسرے عشرے میں بھی کیا جاسکتا ہے؟ (نہیں)
③ کیا آپ ﷺ نے رمضان میں بیس دن کا بھی اعتکاف فرمایا تھا؟ (ہاں)
④ کیا لیلۃ القدر اور شب براءت ایک ہی رات کے دو مختلف نام ہیں؟ (نہیں)
⑤ کیا معتکف کے لئے میت کی نماز جنازہ یا مریض کی عیادت کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہے؟ (نہیں)
⑥ کیا اعتکاف مسنون کیلئے روزہ اور جماعت والی مسجد کا ہونا ضروری ہے؟ (ہاں)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب تحریر کریں۔

① کیا حالتِ احرام میں کرتا، قمیص اور عمامہ پہننا ممنوع ہیں؟ (ہاں)
② کیا احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا واجب ہے؟ (نہیں)
③ کیا عورت کے لئے حالت احرام میں نقاب استعمال کرنا جائز ہے؟ (نہیں)
④ کیا راجح قول کے مطابق حج کی فرضیت کا حکم سن ۹ ھ میں نازل ہوا تھا؟ (ہاں)
⑤ کیا عورت کے لئے حالتِ احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہننا جائز ہے؟ (ہاں)
⑥ کیا ملکِ یمن کی طرف سے آنے والوں کے لیے میقات ''ذوالحلیفہ'' ہے؟ (نہیں)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل..... عن ابی ذر قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ انی اری ما لاترون واسمع ما لاتسمعون اطت السماء وحق لها ان تاط والذی نفسی بیده ما فیها موضع اربع اصابع الا وملك واضع جبهته ساجدا للّٰہ واللّٰہ لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرًا۔

حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے تشریح کریں، عالمِ غیب کے امور وحقائق کو انسانوں سے مخفی رکھنے کی کیا حکمت ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دوامور مطلوب ہیں(۱)حدیث کامفہوم وتشریح(۲)عالمِ غیب کے امور وحقائق کوانسانوں سے مخفی رکھنے کی حکمت۔

جواب ..... ❶ حدیث کامفہوم وتشریح:۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کامفہوم یہ ہے کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں مَیں دیکھتا ہوں مگرتم نہیں دیکھ سکتے اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں میں سنتا ہوں اورتم نہیں سن سکتے۔پس اُس ذات کی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے آسمان میں چار انگلی کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ اللہ رب العزت کی عبادت اور بندگی میں مصروف نہ ہو،اگر وہ باتیں جومَیں جانتا ہوں تمہیں معلوم ہوجائیں تو تمہاری زندگی میں ہنسی مذاق کم ہوجائے اورآہ وبکاء کی کثرت ہوجائے اورتم اپنی عورتوں کے قریب بھی نہ جاؤاورتم پروردگار کے دربار میں آہ وبکاء کرتے ہوئے جنگلوں اور بیابانوں کی طرف نکل جاؤ۔

❷ عالمِ غیب کے امور وحقائق کوانسانوں سے مخفی رکھنے کی حکمت:۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے اپنی نیابت وخلافت کا کام لینا تھا اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب انسان اس دنیا میں اطمینان وسکون سے رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کیلئے بہت سی حقیقتیں و چیزیں عام انسانوں سے پردۂ غیب میں رکھیں کیونکہ ان کے انکشاف کے بعد آدمی دنیا میں سکون سے نہیں رہ سکتا مثلاً قبر ودوزخ کاعذاب اورقیامت کے ہولناک ولرزہ خیز مناظر اگرعام انسانوں پرمنکشف کردیئے جاتے تو پھر دنیا میں لوگ کوئی کام نہ کرسکتے بلکہ زیادہ دنوں تک زندہ بھی نہ رہ سکتے البتہ آپ ﷺ پر بہت سی چیزوں کومنکشف کردیا گیا تا کہ ایک درجہ میں آپ ﷺ اُن حقائق کا مشاہدہ بھی کرلیں تا کہ آپ میں عین الیقین اورحق الیقین پیدا ہوجائے جو کہ آپ کے منصبِ عالی کی ضرورت تھی،اس انکشاف کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلبِ اطہر کو وہ غیر معمولی طاقت بخشی کہ آپ اپنے تمام فرائضِ منصبی کو خوب اچھے انداز میں سرانجام دے سکیں۔

الشق الثانی ..... **عن عمران بن حطان قال اتیت ابا ذر فوجدته فی المسجد محتبأ بکساء اسود وحده فقلت یا ابا ذر ما هٰذه الوحدة؟ فقال سمعت رسول الله ﷺ یقول الوحدة خیر من جلیس السوء والجلیس الصالح خیر من الوحدة واملاء الخیر خیر من السکوت والسکوت خیر من املاء الشر.**

حدیث شریف کاترجمہ کریں،حدیث شریف کی تشریح کریں کہ خاموشی کب بہتر ہے اور کب نہیں؟ غیبت اور بہتان کی وضاحت کرتے ہوئے دونوں کافرق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں(۱)حدیث کاترجمہ(۲)حدیث کی تشریح(۳)غیبت اور بہتان کی وضاحت اوران میں فرق۔

جواب ..... ❶ حدیث کاترجمہ:۔ حضرت عمران بن حطانؒ سے مروی ہے کہ مَیں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تومَیں نے آپ کواس حالت میں دیکھا کہ آپ ایک کالی کملی لپیٹے ہوئے تنِ تنہا بیٹھے ہوئے تھے پس مَیں نے عرض کیا کہ اے ابوذر یہ تنہائی کیسی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کوارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بری مجلس وہم نشینوں سے تنہائی اختیار کرنا بہتر ہے اورتنہائی سے اچھی مجلس بہتر ہے اور خیر کا پھیلانا خاموشی کی بنسبت بہتر ہے اور خاموشی اختیار کرنا شر کو پھیلانے سے بہتر ہے۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے چار جامع ارشاد فرمائے جن کا حاصل یہ ہے کہ بری مجلس میں اور بری ہم نشینوں کے ساتھ بیٹھنے سے تنہائی اختیار کرنا افضل وبہتر ہے اوراگر اچھے ہم نشین واچھی مجلس میسر ہوتو پھر تنہائی اختیار کرنے کی بنسبت اُس مجلس کواختیار کرنا افضل وبہتر ہے۔اِسی طرح فرمایا کہ خیر ونیکی کا پھیلانا خاموشی اختیار کرنے سے بہتر ہے اور خاموشی اختیار کرنا شر وبدی کو پھیلانے سے افضل وبہتر ہے۔

❸ غیبت اور بہتان کی وضاحت اوران میں فرق:۔ غیبت کسی بھائی کی ایسی بات یا ایسے فعل وحال کا ذکر کرنا ہے کہ اگر وہ اُس کے سامنے کیا جائے تو اُس کو ناگواری واذیت ہواوراُس کی وجہ سے وہ شخص حقیر وذلیل یا مجرم سمجھا جائے۔

بہتان کسی مسلمان یاانسان کی طرف کسی ایسی برائی اور بداخلاقی کی نسبت کرنا ہے جس سے وہ بالکل بری اور پاک ہو،یہ بڑی

0313 6357013 maktabazakariyamultan@gmail.com

شقاوت اور بدبختی والا عمل ہے اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ اور بندوں کے نزدیک سخت ترین مجرم ہے۔

اس تشریح سے فرق بھی واضح ہوگیا کہ غیبت میں وہ نامناسب وغلط عمل اُس انسان میں موجود ہوتا ہے جبکہ بہتان میں وہ نامناسب وغلط عمل اس انسان میں موجود نہیں ہوتا اس کی طرف جھوٹی نسبت کی جاتی ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ..... **عن ابی ایوب قال : قال رسول اللہ ﷺ اربع من سنن المرسلین، الحیاء والتعطر، والسواك والنكاح۔**

حدیث کا ترجمہ کریں، ایک حدیث میں ہے **عشر من الفطرة**..... ان کی وضاحت لکھیں۔ فطرت کا معنیٰ بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں ① حدیث کا ترجمہ ② **عشر من الفطرة الخ** کی نشاندہی ③ فطرت کا معنیٰ۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں رسولوں کی سنت میں سے ہیں حیاء کرنا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔

② **عشر من الفطرة الخ** کی نشاندہی:۔ ① مونچھوں کو تراشنا ② داڑھی کو بڑھانا ③ مسواک کرنا ④ ناک میں پانی ڈال کر اس کی صفائی کرنا ⑤ ناخن تراشنا ⑥ انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا ⑦ بغل کے بال صاف کرنا ⑧ زیر ناف بال صاف کرنا ⑨ پانی سے استنجاء کرنا ⑩ کلی کرنا۔

③ فطرت کا معنیٰ:۔ ① انسان کی اصل فطرت و جبلت (فطری وطبعی امور) ② انبیاء علیہم السلام کی سنت وطریقہ ③ دینِ اسلام۔ حدیث کا مدعیٰ تینوں صورتوں میں ایک ہی ہے کہ یہ دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے اُس متفقہ طریقۂ زندگی اور اُس دین کے اجزاء واحکام میں سے ہیں جو دراصل انسان کی اصل فطرت وجبلت کا تقاضا ہے۔ (ح۳ص۴۷)

الشق الثانی ..... **عن ام حبیبة قالت : قال رسول اللہ ﷺ من صلی فی یوم ولیلة ثنتی عشرة رکعة بنی له بیت فی الجنة ۔ اربعا.....** حدیث کا ترجمہ کرکے سنن مؤکدہ کی تفصیل درج کریں، سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ میں کیا فرق ہے؟ فجر کی دوسنتوں کی اہمیت پر کوئی سی ایک حدیث یا مفہوم لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) سنن مؤکدہ کی تفصیل (۳) سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ میں فرق (۴) فجر کی سنتوں کی اہمیت۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعت نماز ادا کرے اُس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ اُن میں سے چار رکعت یہ ہیں.....

② سنن مؤکدہ کی تفصیل:۔ فجر کے فرائض سے پہلے دو رکعت، ظہر کے فرائض سے پہلے چار رکعت، ظہر کے فرائض کے بعد دو رکعت، مغرب کے فرائض کے بعد دو رکعت، عشاء کے فرائض کے بعد دو رکعت۔

③ سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ میں فرق:۔ سنن مؤکدہ اُن سنتوں کو کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عملاً اُن کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے اور بعض کے متعلق آپ ﷺ نے خاص تاکید بھی فرمائی جبکہ غیر مؤکدہ دیگر سنن ونوافل کو کہا جاتا ہے کہ جن کا آپ ﷺ نے زیادہ اہتمام نہیں فرمایا یا اُن کے متعلق خاص تاکید نہیں فرمائی۔

④ فجر کی سنتوں کی اہمیت:۔ آپ ﷺ نے فجر کی سنتوں کی بہت زیادہ فضیلت واہمیت بیان کی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعت سنن دنیا ومافیہا سے افضل وبہتر ہیں۔ دوسری جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعت سنن کسی صورت میں نہ چھوڑو اگرچہ تم گھوڑے پر سوار ہو تب بھی اِن کو ترک نہ کرو حتیٰ کہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس نے فجر کی سنتیں فرائض سے پہلے نہ پڑھی ہوں اس کو چاہیے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے۔ گویا فرض ووِتر کی طرح اِن کی بھی قضاء کا حکم دیا جارہا ہے۔

0313 6357913 maktabazakaria.multan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ..... **عن فاطمة بنت قیس قالت : قال رسول اللّٰہ ﷺ ان فی المال لحقا سوی الزکوٰۃ ثم تلا: لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب.....**

حدیث شریف کا دل نشین ترجمہ کریں، حدیث کی واضح تشریح کریں، لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی مذمت اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے حلال کھانے کی فضیلت کو احادیث کی روشنی میں واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی مذمت اور اپنے ہاتھ کی کمائی کی فضیلت۔

جواب ..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی **لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب**.....

❷ حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا منشاء یہ ہے کہ آدمی کے مال پر صرف زکوٰۃ کی ادائیگی ہی لازم نہیں ہے کہ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ کا کوئی حق باقی نہیں رہتا اور وہ مکمل طور پر اس سلسلہ کی تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوجاتا ہے بلکہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے ضرورت مند بندوں کی مدد کرنا دولت مندوں پر لازم ہے مثلاً زکوٰۃ کی ادائیگی کے باوجود پڑوسی یا قریبی رشتہ دار فاقے میں یا سخت محتاجی میں ہو یا دورانِ سفر کسی مسافر کو ایسی مصیبت پہنچ جائے کہ فوری امداد کی ضرورت ہو تو اِن صورتوں میں ضرورت و حاجت مندوں کی مدد کرنا لازم ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اس موقع پر مذکورہ آیت ارشاد فرمائی جس میں ایمان کے بعد یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں، حاجت مند وغیرہ طبقوں کی مالی مدد کا ذکر ہے۔

❸ لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی مذمت اور اپنے ہاتھ کی کمائی کی فضیلت:۔ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا اور بلا ضرورت سوال کرنا انتہائی برا و قبیح فعل ہے اور نصوص میں سختی کے ساتھ اس سے منع کیا گیا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ غنی اور تندرست و توانا آدمی کے لئے سوال کرنا اور ہاتھ پھیلانا جائز نہیں ہے البتہ اگر وہ نادار اور مفلس ہوجائے یا اُس پر قرض یا کسی تاوان وغیرہ کا بھاری بوجھ واقع ہوجائے تو اُس کے لئے سوال کرنا جائز ہے۔ اور فرمایا کہ جو لوگ مال میں اضافہ کے لئے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں قیامت کے دن اُن کا یہ سوال کرنا اور بھیک مانگنا ان کے چہرے پر ایک زخم اور گھاؤ کی شکل میں نمایاں نشان ہوگا اور جہنم کا گرم جلتا ہوا پتھر ہوگا جس کو وہ کھائے گا۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص بلاوجہ مال کی زیادتی کے لئے لوگوں سے بھیک مانگتا ہے وہ درحقیقت اپنے لئے آخرت کے انگارے مانگتے ہے اب جس کا دل چاہے اُن انگاروں میں کمی کرے یا زیادتی کرے۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ رزقِ حلال حاصل کرنے کی فکر اور کوشش کرنا بنیادی ارکان اور فرائض کے بعد ایک فرض ہے۔ کیونکہ بندہ اگر اس سے غفلت برتے گا اور کوتاہی کرے گا تو خطرہ ہے کہ کہیں حرام روزی سے پیٹ بھرنے کے نتیجے میں آخرت کے عذاب سے دوچار نہ ہو۔ پس معلوم ہوا کہ کسبِ حلال کی فکر اور کوشش اور اس میں مشغول ہونا عینِ دین و عبادت اور موجبِ اجر و ثواب ہے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کاروباری معاملات میں سچائی اور امانت و دیانت کا مظاہرہ کرنیوالا تاجر انجام کے اعتبار سے آخرت میں انبیاء علیہم السلام، صدیقین و شہداء کے ساتھ ہوگا۔ نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ کی محنت مزدوری سے کمائی حاصل کرنے والا شخص اللہ رب العزت کا دوست ہے۔ اِسی طرح فرمایا کہ سب سے اچھی کمائی وہ ہے جو خود اپنے دستِ بازو اور محنت سے ہو، اِسی طرح اُس تجارت کی کمائی بھی پاکیزہ ہے جو شریعت کے احکام کے مطابق اور دیانتداری کے ساتھ ہو۔

الشق الثانی ..... **عن ابی سعید الخدری قال نھٰی رسول اللّٰہ ﷺ عن صوم یوم الفطر.....**

حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں، سال کے کون کون سے دن ہیں جن میں روزہ رکھنا منع ہے؟ مسجد نبوی کی فضیلت اور روضہ نبویہ کی زیارت کی فضیلت احادیث کی روشنی میں واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) روزہ کے ممنوعہ ایام (۳) مسجد نبوی اور روضہ نبویہ کی زیارت کی فضیلت۔

جواب..... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے عیدالفطر کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

❷ روزہ کے ممنوعہ ایام:۔ عیدالفطر و عیدالاضحیٰ کے دو روز اور ایام تشریق کے تین روز (یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرھویں تاریخ) ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

❸ مسجد نبوی اور روضہ نبویہ کی زیارت کی فضیلت:۔ مسجد نبوی کی سب سے بڑی عظمت اور فضیلت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بذاتِ خود اسکی بنیاد و تعمیر میں حصہ لیا۔ آپ ﷺ نے عمر بھر اس میں نمازیں ادا کیں اور آپ ﷺ کی ساری دینی سرگرمیوں، تعلیم و تربیت، رُشد و ہدایت اور دعوت و جہاد کا مرکز رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اِسے اپنے مقدس گھر خانہ کعبہ اور مسجدِ حرام کے علاوہ دنیا جہان کے عبادت خانوں پر عظمت و فضیلت عطاء کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں ایک نماز ادا کرنا مسجدِ حرام کے علاوہ دیگر مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ہزار درجے بہتر ہے۔ نیز فرمایا کہ جس شخص نے مسجدِ نبوی میں چالیس نمازیں مسلسل پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اُس کیلئے نجات اور دوزخ و نفاق سے براءت لکھ دیں گے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوضِ کوثر پر ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کے علاوہ دنیا کی کسی بھی مسجد کی طرف عبادت کیلئے سفر کرنا ممنوع ہے۔ البتہ دیگر دینی و دنیاوی مقاصد کیلئے سفر ہوسکتا ہے۔

روضۂ رسول ﷺ و گنبدِ خضراء کی زیارت حج و عمرے کا کوئی رکن یا جزو نہیں ہے مگر امت کا تعامل چلا آرہا ہے کہ جب مسلمان حج یا عمرہ کیلئے جاتے ہیں تو روضۂ رسول ﷺ کی زیارت اور وہاں پر صلوٰۃ و سلام کی سعادت بھی ضرور حاصل کرتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اسکی بہت فضیلت بیان فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے حج ادا کیا اور پھر میرے روضہ کی زیارت کی تو زیارت کی سعادت حاصل کرنے میں یہ شخص انہی لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے زندگی میں ہی میری زیارت کی۔ اسی طرح ارشاد فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگی۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا کے کسی بھی حصہ میں مجھ پر درود و سلام بھیجتا ہے تو فرشتے مجھ تک اُس درود و سلام کو پہنچاتے ہیں اور مَیں اُسکا جواب دیتا ہوں اور جو شخص میرے روزہ پر آکر درود و سلام پڑھتا ہے مَیں خود اس کا درود و سلام سنتا ہوں اور اسے جواب دیتا ہوں۔

﴿الورقة الثانية : فی الحديث﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....**عن معاذ بن جبل قال لما بعثه رسول الله ﷺ الى اليمن خرج معه رسول الله ﷺ يوصيه ومعاذ راكب و رسول الله ﷺ يمشى تحت راحلته فلما فرغ قال يا معاذ! انك عسٰى ان لا تلقانى بعد عامى هذا ولعلك ان تمر بمسجدى هذا وقبرى فبكى معاذ جشعًا لفراق رسول الله ﷺ ثم التفت فاقبل بوجهه نحو المدينة فقال: ان اولى الناس بى المتقون من كانوا وحيث كانوا۔**

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حضور ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کیوں بھیجا تھا؟ حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے قرب کیلئے کس چیز کو معیار قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا رُخ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مدینہ کی طرف کیوں پھیر لیا تھا؟ (ص ۳۸:۲۔ دارالاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کی وجہ ③ قربِ رسول کیلئے معیار کی وضاحت ④ آپ ﷺ کی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے رُخ پھیرنے کی وجہ۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن کیلئے روانہ فرمایا (اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق روانہ ہونے لگے) تو (ان کو رخصت کرنے کیلئے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کو کچھ نصیحتیں اور وصیتیں فرماتے ہوئے ان کے ساتھ چلے، اس وقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے) اپنی سواری پر سوار تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی سواری کے نیچے پیدل چل رہے تھے۔ جب آپ ضروری نصیحتوں اور وصیتوں سے فارغ ہو چکے تو آخری بات یہ فرمائی کہ اے معاذ! شاید میری زندگی کے اس سال کے بعد میری تمہاری ملاقات اب نہ ہو۔ (گویا آپ نے ان کو اشارہ فرمایا کہ میری زندگی کا یہی آخری سال ہے اور میں عنقریب ہی اس دنیا سے دوسرے عالم کی طرف منتقل کیا جانے والا ہوں۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا) اور شاید ایسا ہو کہ (کبھی تم یمن سے واپس آؤ تو بجائے مجھ سے ملنے کے اس مدینہ میں) تم میری اس مسجد اور میری قبر پر گزرو۔ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تصور اور) آپ کے فراق کے صدمہ سے رونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف سے منہ پھیر کے اور مدینہ کی طرف رُخ کر کے فرمایا مجھ سے زیادہ قریب اور مجھ سے زیادہ تعلق رکھنے والے وہ بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں (تقوے والی زندگی گزارتے ہیں) وہ جو بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں۔

② حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کی وجہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا کر یا زکوٰۃ کی وصولی کیلئے عامل بنا کر یمن بھیجا تھا۔

③ قرب رسول کیلئے معیار کی وضاحت:۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل یہ ہے کہ اصل چیز روحانی تعلق اور قرب ہے اور میرے ساتھ تعلق وقرب کا دارومدار تقویٰ پر ہے اور میرے ساتھ تعلق والا کوئی بندہ جسمانی طور پر خواہ مجھ سے کتنا ہی دور یعنی یمن یا دنیا کے کسی اور علاقہ میں کیوں نہ ہو اگر اُس کو خوفِ خدا اور تقویٰ نصیب ہو تو وہ مجھ سے قریب ہی ہے۔ اور اس کے برعکس اگر کوئی ظاہری وجسمانی طور پر میرے قریب ہو مگر اُس کا دل تقویٰ کی دولت سے خالی ہو تو وہ حقیقت میں مجھ سے دور ہی ہے۔

④ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے رُخ پھیرنے کی وجہ:۔ غالباً حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے رونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود آبدیدہ ہو گئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے بہتے ہوئے آنسو دیکھ کر پریشان نہ ہو جائیں۔ نیز ممکن ہے کہ ایک سچے محبّ کا رونا دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھتا ہو۔ اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات کرتے وقت اپنا رُخ مدینہ کی طرف پھیر لیا۔

الشق الثانی ..... "عن ابن مسعود قال: تلا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ﴿ فمن يرد الله أن يهديه يشرح صدره للاسلام ﴾ فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم "ان النور اذا دخل الصدر انفسح، فقيل: يا رسول الله! هل لتلك من علم يعرف به؟ قال: "نعم، التجافي من دار الغرور والانابة الى دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزوله".

حدیث کا ترجمہ کریں۔ دل کے نورانی ہونے کی اس حدیث میں جو علامات بتائی گئی ہیں، وہ تحریر کریں۔ (ص ۶۷۔ ج ۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② دل کے نورانی ہونے کی علامات۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ "فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام" کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ جب نور سینہ میں داخل ہوتا ہے تو (عبدیت وفرمانبرداری والی زندگی کیلئے) اس کا سینہ کھل جاتا ہے، پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول اسکی کوئی علامت و پہچان بھی ہے جس سے اس کو پہچانا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں، دنیا جو دھوکہ وفریب کا گھر ہے اس سے دل کا اُچاٹ ہونا، ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع و میلان ہونا اور موت سے قبل موت کی تیاری کرنا۔

② دل کے نورانی ہونے کی علامات:۔ اس حدیث میں دل کے نورانی ہونے کی تین علامات ذکر کی گئی ہیں: ① دنیا سے دل و طبیعت کا اُچاٹ ہونا، دنیا سے بے رغبتی و بے رُخی یعنی دنیا میں دل نہ لگنا۔ ② آخرت کی طرف دل کا مائل ہونا، آخرت کی فکر کا لاحق ہونا، اللہ تعالیٰ کی ملاقات وجنت کا شوق پیدا ہونا۔ ③ موت سے پہلے ہی موت کی تیاری کا ذوق پیدا ہونا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....**"عن أبی هریرة ان النبی ﷺ قال لبلال عند صلاة الفجر: حدثنی بأرجی عمل عملته فی الاسلام فانی سمعت دف نعلیك بین یدی فی الجنة، قال ما عملت عملاً أرجی عندی انی لم اتطهر طهورًا فی ساعة لیل او نهار الا وصلیت بذلك الطهور ما کتب لی ان اصلی"۔**(ص۵۹۔ج۳۔دارالاشاعت)

حدیث کا ترجمہ کریں۔حدِیث مذکورہ سے کس عمل کی فضیلت معلوم ہوتی ہے؟ مسواک کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔باوضو ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو دوبارہ وضو اسراف کہلائے گا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① حدیث کا ترجمہ ② فضیلت والے عمل کی نشاندہی ③ مسواک کی اہمیت ④ نماز کے وقت دوبارہ وضو کے اسراف ہونے کی وضاحت۔

جواب.....① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے (ایک دن) فجر کی نماز کے بعد بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنے جس اسلامی عمل کی وجہ سے سب سے زیادہ پُر امید ہو مجھے وہ عمل بتلاؤ کیونکہ میں نے تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی ہے، بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے اپنے اعمال میں سے سب سے زیادہ امید اپنے اس عمل سے ہے کہ میں نے رات یا دن میں جب بھی وضو کیا ہے میں نے اس وضو سے نماز ضرور پڑھی ہے، جتنی نماز کی بھی اللہ نے مجھے توفیق دی ہے۔

② فضیلت والے عمل کی نشاندہی:۔ جب بھی آدمی وضو کرے اس وضو کے بعد کوئی فرض، سنت یا نفل نماز ضرور پڑھے۔

③ مسواک کی اہمیت:۔ طہارت ونظافت کے معاملہ میں آپ ﷺ نے جن چیزوں کی تاکید فرمائی ان میں سے ایک چیز مسواک ہے۔یہاں تک فرمایا کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کو لازم قرار دیتا۔مسواک کے بیشمار فوائد ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: معدہ درست رہتا ہے، جراثیم کی بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے، بینائی تیز ہوتی ہے، منہ کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے، نماز کا ثواب ستائیس گنا تک بڑھ جاتا ہے، موت کے وقت کلمۂ شہادت نصیب ہوتا ہے۔

④ نماز کے وقت دوبارہ وضو کے اسراف ہونے کی وضاحت:۔ باوضو ہونے کے باوجود نماز کے وقت دوبارہ وضو کرنے والے کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔یہ عمل ہرگز اسراف و بے فائدہ نہیں ہے، بشرطیکہ سابقہ وضو سے کوئی ایسی عبادت کی ہو جس کیلئے وضو ضروری ہے۔اگر سابقہ وضو سے کوئی بھی ایسی عبادت نہیں کی تو پھر نیا وضو نہیں کرنا چاہئے۔

الشق الثانی.....**عن معاذة العدویة أنها قالت: سألت عائشة أکان رسول اللهِ ﷺ یصوم مِن کلِ شهر ثلاثة أیام؟ قالت: نعم، فقلت لها: مِن أیِ أیامِ الشهرِ کان یصوم؟ قالت: لم یکن یبالی مِن أیِ أیامِ الشهرِ یصوم۔**

حدیث کا ترجمہ کریں۔مہینے کے تین روزوں کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا معمول تھا؟ ایام بیض کے روزے کون سے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① حدیث کا ترجمہ ② مہینے کے تین روزوں میں آپ ﷺ کا معمول ③ ایام بیض کے روزوں کی تعیین۔

جواب.....① حدیث کا ترجمہ:۔ معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! آپ ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے۔معاذہ نے پوچھا کہ: مہینے کے کن دنوں میں رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ: اس کی فکر نہیں فرماتے تھے کہ مہینہ کے کس حصے میں رکھیں۔

② آپ ﷺ کا مہینے کے تین روزوں میں معمول:۔ بعض روایات میں ہر مہینے کے شروع میں روزے رکھنے کا حضور ﷺ کا معمول ذکر کیا گیا ہے اور بعض روایات میں مہینہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کا، اور بعض روایات میں ہفتہ کے خاص خاص تین دنوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان سے معلوم ہوا ان میں سے کوئی بھی آپ کا دوامی معمول نہیں تھا۔ اسکی ایک وجہ تو یہ تھی کہ آپ ﷺ کو سفر اور اسکے علاوہ بھی دوسری چیزیں بکثرت پیش آتی رہتی تھیں جس کی وجہ سے آپ کیلئے خاص

0313 6357913 maktabazakariyasultan@gmail.com

تاریخوں یا دنوں کی پابندی مناسب نہیں تھی۔ دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کا خاص تاریخوں اور خاص دنوں میں ہمیشہ روزے رکھنا امت کے مختلف الحال لوگوں کیلئے باعثِ زحمت ہوتا اور اس سے یہ غلط فہمی بھی ہوسکتی تھی کہ یہ روزے واجبات میں سے ہیں۔ الغرض اس طرح کی مصلحتوں کی وجہ سے آپ ﷺ خود خاص تاریخوں اور دنوں کی پابندی نہیں فرماتے تھے، اور آپ کے حق میں یہی افضل اور اولی تھا، لیکن صحابہ کرامؓ کو آپ مہینے کے تین دن کے روزوں کے سلسلے میں اکثر ایامِ بیض (۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) کی ترغیب دیتے تھے۔

③ ایامِ بیض کے روزوں کی تعیین:۔ ایامِ بیض سے مراد مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....**عن عائشة قالت: كان رسول الله ﷺ يتحفظ من شعبان ما لا يتحفظ من غيره ثم يصوم لرؤية رمضان فان غمّ عليه عد ثلاثين يوما ثم صام۔** (۴:۳۶۱۔دارالاشاعت) حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث کی رو سے رمضان وشوال کے شروع ہونے کا مدار کس چیز پر ہے؟ صومِ وصال کسے کہتے ہیں؟ اعتکاف کی تعریف وفضیلت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② رمضان وشوال شروع ہونے کا مدار ③ صومِ وصال کی وضاحت ④ اعتکاف کی تعریف وفضیلت۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہِ شعبان کے دن وتاریخیں جتنی اہتمام سے یاد رکھتے تھے اتنے اہتمام سے کسی دوسرے مہینہ کی تاریخیں یاد نہ رکھتے تھے۔ پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزے رکھتے تھے پس اگر (انتیس شعبان کو) چاند دکھائی نہ دیتا تو تیس یوم پورے کرتے پھر روزہ رکھتے۔

② رمضان وشوال شروع ہونے کا مدار:۔ رمضان وشوال شروع ہونے کا مدار چاند کی رؤیت پر تھا، اگر انتیس کو چاند نظر آجاتا تو اگلا مہینہ شروع ہوجاتا، اگر چاند دکھائی نہ دیتا تو تیس یوم پورے کئے جاتے اور پھر اگلا مہینہ شروع کیا جاتا۔

③ صومِ وصال کی وضاحت:۔ صومِ وصال کا مطلب ہے کہ سحری وافطاری کے بغیر مسلسل روزے رکھے جائیں اور دن کی طرح رات کو بھی کچھ نہ کھایا پیا جائے۔ یہ روزے سخت مشقت وضعف کا سبب ہیں اور کمزوری کے باعث دیگر فرائض وعبادات میں کوتاہی کا اندیشہ ہے اسلئے آپ ﷺ نے صومِ وصال سے منع فرمایا ہے۔

④ اعتکاف کی تعریف وفضیلت:۔ اعتکاف کا لغوی معنی ٹھہرنا ہے اور اصطلاح میں اعتکاف عبادت وقُرب کی نیت کر کے مسجد میں روزہ کے ساتھ ٹھہرنے کو کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کا بہت زیادہ اہتمام کیا، حتی کہ ایک سال اعتکاف نہ کرسکے تو اگلے سال بیس یوم کا اعتکاف کیا۔ اعتکاف کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آدمی ساری دنیا کو چھوڑ کر ایک اللہ کے گھر کا فقیر بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ دوسری فضیلت یہ کہ آدمی مسجد میں آکر گناہوں سے بچ جاتا ہے اور عبادات میں مصروف رہتا ہے۔ تیسری فضیلت یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے جن نیکیوں سے رُکا رہا ان سب نیکیوں کا ثواب بغیر مشقت مل جاتا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی.....**عن حصين بن وحوح أن طلحة بن البراء مرض فأتاه النبي ﷺ يعود فقال: انى لا أرى طلحة الا قد حدث به الموت فآذنونى به وعجلوا فانه لا ينبغى لجيفة مسلم ان تحبس بين ظهرانى أهله۔**

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث سے ثابت ہونے والے حکم کی وضاحت کریں۔ میت پر نوحہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث سے ثابت شدہ حکم ③ میت پر نوحہ کرنے کا حکم۔ (۳:۲۷۲۔دارالاشاعت)

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کیلئے تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے کیال میں ان کی موت کا وقت آچکا ہے (اگر موت واقع ہوجائے) تو مجھے اطلاع کرنا اور (تجہیز وتکفین میں) جلدی کرنا، اسلئے کہ کسی مسلمان کی میت کے مناسب نہیں کہ وہ دیر تک گھر والوں میں رہے۔

② حدیث سے ثابت شدہ حکم:۔ موت کے بعد تجہیز و تکفین اور تدفین میں جلدی کرنی چاہئے۔

③ میت پر نوحہ کرنے کا حکم:۔ کسی عزیز کی موت پر رنجیدہ و غمگین ہونا، اسکے نتیجہ میں رونا اور بے اختیار آنسو کا جاری ہونا ایک فطری عمل ہے جو دل میں محبت و دردمندی کا جذبہ موجود ہونے کی علامت ونشانی ہے، یہ انسانیت کا پسندیدہ عنصر ہے، اس پر کوئی پابندی بھی نہیں ہے۔ مگر نوحہ و ماتم کرنا جان بوجھ کر رونا و پیٹنا، شور وشغب کرنا ممنوع و ناپسندیدہ اور جاہلانہ فعل ہے۔ یہ مقامِ عبدیت ورضا بالقضاء کے بالکل خلاف ہے۔ عقل وفہم جیسی قیمتی وبیش بہا نعمت کی ناشکری ہے۔ رنج وغم میں اضافہ کا سبب ہے۔ میت کیلئے بھی تکلیف کا باعث ہے۔

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....**عن أبی ذر: عنِ النبیِ ﷺ قال: الزهادة فِی الدنیا لیست بِتحرِیم الحلالِ ولا باضَاعةِ المالِ ولکِن الزهادة فِی الدنیا أن لا تکون بِما فِی یدیك أوثق مِما فِی یدِ اللهِ وأن تکون فِی ثوابِ المصِیبةِ، اذا أنت أصبت بِها أرغب فِیها لو أنها أبقِیت لك.**

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث میں زہد کی کیا علامات بتلائی گئی ہیں؟ کسی مصیبت کی دعا یا تمنا کرنا جائز ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② زہد کی علامات ③ مصیبت کی دعا یا تمنا کا حکم۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: دنیا کے بارے میں زہد حلال کو اپنے اوپر حرام کرنے اور اپنے مال کو برباد کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ دنیا کے بارے میں زہد کا اصل معیار یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہو اس پر اس سے زیادہ اعتماد نہ ہو جو اللہ کے پاس ہے، اور یہ کہ جب تم کو کوئی تکلیف پیش آئے تو اس کے اخروی ثواب کی چاہت اور رغبت تمہارے دل میں زیادہ ہو بہ نسبت اس خواہش کے کہ وہ تکلیف اور ناگواری کی بات تم کو پیش ہی نہ آتی۔

② زہد کی علامات:۔ اس حدیث مبارک میں آنحضرت ﷺ نے زہد کی دو علامتیں بیان فرمائی ہیں: ① جو کچھ اللہ رب العزت کے پاس ہے انسان کو اس پر زیادہ بھروسہ ہونا چاہیے بنسبت اس چیز کے جو انسان کے اپنے قبضے میں ہے، کیوں کہ جو کچھ انسان کے اپنے قبضے میں ہے وہ فانی ہے اور جو اللہ رب العزت کے ہاں سے ملنے والا ہے وہ باقی ہے۔ ② اگر کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر ملنے والا اخروی ثواب زیادہ پسندیدہ ہو بنسبت اس خواہش کے کہ کاش مجھے یہ مصیبت ہی نہ پہنچتی، کیوں یہ تکلیف تو کچھ وقت میں ختم ہونے والی ہے لیکن جو ثواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملنے والا ہے وہ کبھی نہ ختم ہونے والا ہے۔

③ مصیبت کی دعا یا تمنا کا حکم:۔ اس حدیث سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ بندوں کو اس دنیا میں عافیت اور راحت کے بجائے تکلیف اور مصیبت کی تمنا اور اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کرنی چاہئے۔ دوسری حدیثوں میں اس سے صریح ممانعت آئی ہے اور صحیح روایات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہمیشہ تاکید فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت اور خیریت ہی کی دعا اور استدعا کیا کرو۔ اور خود آپ کا معمول و دستور بھی یہی تھا، پس حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے کہ بندہ اس دنیا میں مصائب اور تکالیف کی دعا یا تمنا کرے، بلکہ اس کا مطلب و مدعا صرف یہ ہے کہ جب اللہ کے حکم سے کوئی مصیبت یا تکلیف بندہ کو پہنچ جائے تو پھر مومن کا مقام اور زہد کا تقاضا یہ ہے کہ اس مصیبت یا تکلیف کا جو اجر وثواب آخرت میں ملنے ولا ہے وہ اس کو اس کے نہ پہنچنے سے زیادہ محبوب ومرغوب ہو ان دونوں باتوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔

الشق الثانی.....**عنِ ابنِ عباس، أن النبِی ﷺ قال لأشج عبدِ القیسِ: ان فِیك لخصلتینِ یحِبهما اللهُ: الحِلم والأناة.** حدیث کا ترجمہ اور تشریح کریں۔ اشج عبد القیس کون تھے؟ ان کا نام کیا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات کس موقع پر ارشاد فرمائی؟ غصہ قابو کرنے کے لیے احادیث میں کیا عمل بتلائے گئے ہیں؟

0313 6357913, maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ اشج عبدالقیس کا تعارف اور اس حدیث کا محل ④ غصہ قابو کرنے کے عمل۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کے سردار اشج سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں: ① بردباری اور ② جلد بازی نہ کرنا۔

② حدیث کی تشریح:۔ قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے مدینہ طیبہ آیا، اس وفد کے سارے لوگ اپنی سواریوں سے کود کود کر جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے، لیکن رئیس وفد جن کا نام منذر اور عرف اشج تھا، انہوں نے یہ جلد بازی نہیں کی، بلکہ اتر کے پہلے سارے سامان کو یکجا اور محفوظ کیا، پھر غسل کیا اور کپڑے تبدیل کئے، اسکے بعد متانت اور وقار کے ساتھ خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس رویہ کو پسند فرمایا، اور اسی موقع پر یہ ارشاد فرمایا کہ: تم میں یہ دو خصلتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری اور محبوب ہیں، ایک حلم و بردباری، یعنی غصہ سے مغلوب نہ ہونا اور غصہ کے وقت اعتدال پر قائم رہنا، دوسری اناۃ یعنی کاموں میں جلد بازی اور بے صبری نہ کرنا، بلکہ ہر کام کو متانت اور وقار کے ساتھ اطمینان سے انجام دینا۔

③ اشج عبدالقیس کا تعارف اور حدیث کا محل:۔ تشریح کے ضمن میں گزر چکا۔

④ غصہ قابو کرنے کے عمل:۔ غصے پر قابو پانے کے جو طریقے احادیث میں مذکور ہیں ان میں سے ایک ''تعوذ'' پڑھنا ہے۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو غصہ آئے وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ ایک حدیث میں پانی پینے کا بھی تذکرہ ملتا ہے کہ جس شخص کو غصہ آئے اسے چاہیے کہ پانی پی لے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....**عن ابی هريرة قال : قال رسول اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : حق على كلِّ مسلِم أن يغتسِل فِي كلِ سبعةِ ايام يوما ، يغسِل فيه رأسه وجسده.**

حدیث کا ترجمہ کریں۔ کیا جمعہ کے دن غسل لازم ہے؟ احادیث کی روشنی میں بتلائیں کہ غسلِ جمعہ کے حکم کی ابتدا کیسے ہوئی؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② غسلِ جمعہ کی حیثیت اور حکم کی ابتدا۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ ہفتہ کے سات دنوں میں سے ایک دن (جمعہ کے دن) غسل کرے اس میں اپنے سر کے بال اور سارے جسم کو اچھی طرح دھوئے۔

② غسلِ جمعہ کی حیثیت اور اس کی ابتدا:۔ اس حدیث میں اور دیگر متعدد احادیث میں جمعہ کے غسل کا تاکیدی حکم ہے اور صحیحین ہی کی ایک حدیث جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں غسلِ جمعہ کیلئے واجب کا لفظ بھی آیا ہے لیکن امت کے اکثر ائمہ اور علماء شریعت کے نزدیک اس سے اصطلاحی وجوب مراد نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد بھی تاکید ہی ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اس مسئلہ کی پوری وضاحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک ارشاد سے ہوتی ہے جو انہوں نے بعض اہل عراق کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا۔ سنن ابی داود میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مشہور شاگرد عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس سوال و جواب کی پوری تفصیل اس طرح مروی ہے کہ عراق کے بعض لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے سوال کیا کہ آپ کے خیال میں جمعہ کے دن کا غسل واجب ہے؟ انہوں نے فرمایا میرے نزدیک واجب تو نہیں ہے لیکن اس میں بڑی طہارت و پاکیزگی ہے اور بڑی خیر ہے اس کے لئے جو اس دن غسل کرے اور جو کسی وجہ سے ان دن غسل نہ کر سکے تو وہ گنہگار نہیں ہوگا کیوں کہ یہ غسل اس پر واجب نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ غسلِ جمعہ کے حکم کی شروعات کیسے ہوئی؟ واقعہ یوں ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان لوگ غریب اور محنت کش تھے، صوف یعنی اونٹ، بھیڑ وغیرہ کے بالوں سے بنے ہوئے بہت موٹے کپڑے پہنتے تھے اور محنت مزدوری میں اپنی پیٹھوں پر بوجھ لادتے تھے اور ان کی مسجد (مسجد نبوی) بھی

بہت تنگ تھی اور اس کی چھت بہت نیچی تھی اور ساری مسجد بس ایک چھپر کا سائبان تھا اس کی وجہ سے اس میں انتہائی گرمی اور گھٹن رہتی تھی پس رسول اللہ ﷺ ایک جمعہ کو جب کہ سخت گرمی کا دن تھا گھر سے مسجد تشریف لائے اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ صوف کے موٹے موٹے کپڑوں میں ان کو پسینے چھوٹ رہے تھے اور ان سب چیزوں نے مل ملا کر مسجد کی فضا میں بدبو پیدا کر دی تھی جس سے سب کو تکلیف اور اذیت ہو رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے جب یہ بدبو محسوس کی تو فرمایا کہ: **یٰاَیّھا الناس اِذا کان ھذا الیوم فاغتسِلوا ولیمس أحدکم أفضل ما یجِد مِن دھنِہٖ وطِیبِہٖ** (اے لوگو جب جمعہ کا یہ دن ہوا کرے تو تم لوگ غسل کیا کرو اور جو اچھا خوشبودار تیل اور جو بہتر خوشبو جس کو دستیاب ہو وہ لگا لیا کرے)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے بعد خدا کے فضل سے فقر و فاقہ کا وہ دور ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خوشحالی اور وسعت نصیب فرمائی، پھر صوف کے وہ کپڑے بھی نہیں رہے جن سے بدبو پیدا ہوتی تھی اور وہ محنت و مشقت بھی نہیں رہی اور مسجد کی وہ تنگی بھی ختم ہو گئی اور اس کو وسیع کر لیا گیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمعہ کے دن لوگوں کے پسینہ وغیرہ سے جو بدبو مسجد کی فضا میں پیدا ہو جاتی تھی وہ بات نہیں رہی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ اسلام کے ابتدائی دور میں ایک خاص حالت کی وجہ سے غسلِ جمعہ مسلمانوں کیلئے ضروری قرار دیا گیا تھا، اس کے بعد جب وہ حالت نہیں رہی تو اس حکم کا وہ درجہ تو نہیں رہا، لیکن بہر حال اس میں پاکیزگی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اب بھی اس میں خیر اور ثواب ہے۔ یعنی اب وہ مسنون اور مستحب ہے۔

﴿الورقة الثانية : فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....**عن عمرؓ قال و ھو علی المنبر: یا ایّھا الناسُ! تَوَاضَعُوْا فانّی سمعتُ رسولَ اللّٰہِ ﷺ یقولُ مَنْ تواضعَ لِلّٰہِ رفعہُ اللّٰہُ فَھُوَ فی نفسِہٖ صغیرٌ و فی اَعْیُنِ الناسِ عظیمٌ، و مَنْ تَکَبَّرَ وضعہُ اللّٰہُ فَھُوَ فی اَعْیُنِ الناسِ صغیرٌ و فِی نفسِہٖ کبیرٌ حتّی لھو اھون علیھم من کلبٍ او خنزیرٍ۔** (حدیث۲۲۰:۲)

حدیث کا ترجمہ کریں اور مفہوم بیان کریں۔ اسلام میں تواضع و تکبر سے کیا مراد ہے؟ مختصراً واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کا مفہوم ③ تواضع و تکبر کی مراد۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ منبر پر ارشاد فرمایا: اے لوگو! عاجزی و خاکساری اختیار کرو، اسلئے کہ میں نے آپ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کیلئے عاجزی اختیار کی اللہ تعالیٰ اسکو بلند کرے گا پس وہ اپنے خیال میں چھوٹا ہوگا اور لوگوں کی نظر میں اونچا ہوگا، اور جو شخص تکبر کرے گا پس وہ لوگوں کی نظر میں حقیر ہوگا اور اپنے خیال میں بڑا ہوگا، حتی کہ وہ لوگوں کی نظر میں کتوں اور خنزیروں سے بھی زیادہ بے وقعت ہوگا۔

② حدیث کا مفہوم:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ: اے لوگو! عاجزی و انکساری اختیار کرو تکبر و بڑائی والا رویہ اختیار نہ کرو اسلئے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کا حکم سمجھ کر اسکی رضاء کے حصول کیلئے عاجزی اختیار کی اور لوگوں کے مقابلہ میں خود کو بڑا سمجھنے کی بجائے چھوٹا و نیچا رکھنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ اسکو بلند کرے گا، جس کا نتیجہ و فائدہ یہ ہوگا کہ وہ شخص اپنے خیال اور نگاہ میں چھوٹا ہوگا مگر لوگوں کی نظر میں اس کا مقام و مرتبہ اونچا ہوگا، اور اسکے برعکس جو شخص تکبر کرے گا اور خود کو چھوٹا سمجھنے کی بجائے بڑا و اونچا رکھنے کی کوشش کرے گا وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل و حقیر ہو جائے گا اگرچہ اپنے خیال میں وہ بڑا ہوگا، حتی کہ وہ لوگوں کی نظر میں کتوں اور خنزیروں سے بھی زیادہ ذلیل و بے وقعت ہو جائے گا۔

③ تواضع و تکبر کی مراد:۔ تواضع کا مطلب عاجزی، فروتنی، خاکساری و انکساری اور خود کو چھوٹا و حقیر سمجھنا ہے۔ یہ وصف نیاز مندی، بندگی اور عبدیت کا مظہر ہے۔ اسکے برعکس تکبر میں غرور ہوتا ہے، خود کو کُل فی الکل، تیس مار خان اور لوگوں کے مقابلہ میں اونچا و بڑا سمجھا جاتا ہے۔ تکبر کبریائی و بڑائی کا مظہر ہے، یہ عبدیت و شانِ بندگی کے خلاف اور وحدہ لاشریک ذات کے شایانِ شان و مناسب ہے۔

0213 6357013 makabahaqkarimultan@gmail.com

الشق الثانی.....عن عبد اللّٰہ بن مسعود قال قال رسول اللّٰہ ﷺ استحیوا من اللّٰہ حق الحیاء، قال قلنا یا رسول اللّٰہ! انّا نستحیی و الحمد للّٰہ قال لیس ذاک ولٰکنّ الاستحیاء من اللّٰہ حقّ الحیاء ان تحفظ الرأس و ما وعی و البطن و ما حوی و لتذکر الموت و البلٰی و من اراد الآخرۃ ترک زینۃ الدنیا فمن فعل ذٰلک فقد استحیی من اللّٰہ حقّ الحیاء۔ (حدیث۲:۲۳۰)

حدیث کا ترجمہ کریں اور مختصر تشریح کریں۔خط کشیدہ الفاظ کا معنی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ خط کشیدہ الفاظ کا معنی۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی سے ایسے حیا کرو جیسے اس سے حیا کرنے کا حق ہے، راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: الحمدللہ ہم اللہ تعالی سے حیا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالی سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر کی، سر میں موجود خیالات کی، پیٹ کی اور جو کچھ پیٹ میں بھرا ہوا ہے اس سب کی نگہداشت کرو، موت کو اور موت کے بعد قبر کی حالت کو یاد کرو۔ جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنالے وہ دنیا کی زیب و زینت کو چھوڑ دیتا ہے اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے۔ پس جس نے یہ سب کچھ کیا اس نے اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا کیا۔

② حدیث کی تشریح:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی سے ایسے حیا کرو جیسے اس سے حیا کرنے کا حق ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: الحمدللہ ہم اللہ تعالی سے حیا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: حیا کا مفہوم اتنا محدود و سادہ نہیں ہے جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو۔ بلکہ اللہ تعالی سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر یعنی دماغ میں موجود بُرے خیالات سے دماغ کی اور حرام و ناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کی جائے، موت اور موت کے بعد قبر کی حالت کو یاد کیا جائے، آخرت کو مقصد بنایا جائے۔ جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنالے وہ دنیا کی زیب و زینت، آرائش و عشرت کو چھوڑ دیتا ہے اور آخرت کو دنیا کی فانی و محدود زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔ جو شخص یہ سب کام کرتا ہے اس نے اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا کیا۔

③ خط کشیدہ الفاظ کا معنی:۔ **وعٰی**: یہ وَعْیًا مصدر سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی جمع کرنا۔ مراد یہ ہے کہ جو کچھ دماغ میں جمع ہے۔

حَوٰی: یہ حَیًّا حَوَایَۃً مصدر سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی جمع کرنا۔ مراد یہ ہے کہ جو کچھ پیٹ میں جمع ہے۔

تَرَکَ: یہ تَرْکًا مصدر سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی چھوڑنا و ترک کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....عن عامر الرام قال ذکر رسولُ اللّٰہِ ﷺ الاَسْقَامَ فقال اِنّ المؤمنَ اِذا اصابہ السَّقْمُ ثمّ عَافاہ اللّٰہ منہ کان کفّارۃً لما مضی من ذنوبہ و موعظۃً لہ فیما یَسْتَقْبِلُ و انّ المنافق اذا مَرِضَ ثمّ اُعْفِیَ کان کالبعیرِ عَقَلَہٗ اھلُہ ثمّ ارسلوہ فَلَمْ یَدْرِ لِمَ عَقَلُوہ و لَمْ یَدْرِ لِمَ اَرْسَلُوْہُ۔ (حدیث۳:۲۹۸)

حدیث کا ترجمہ کریں اور مختصر تشریح کریں۔خط کشیدہ الفاظ کا معنی لکھیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ خط کشیدہ الفاظ کا معنی۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عامر رامی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جب مؤمن آدمی بیمار ہوتا ہے پھر اللہ تعالی اسکو صحت و عافیت دیتے ہیں تو یہ بیماری اسکے سابقہ گناہوں کیلئے کفارہ اور مستقبل کیلئے نصیحت و تنبیہ ہوجاتی ہے، اور منافق آدمی جب بیمار ہوتا ہے پھر وہ تندرست ہوتا ہے تو اسکی مثال اس اونٹ کی مثل ہے جس کو اسکے مالک نے باندھ دیا اور پھر کھول دیا مگر اُسے معلوم نہیں کہ اس کو کیوں باندھا اور کیوں کھولا ہے؟

② حدیث کی تشریح:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مؤمن آدمی کو بیمار ہو کر صحت و عافیت ملتی ہے تو یہ بیماری و تکلیف اسکے سابقہ گناہوں کی تطہیر و صفائی کا سبب ہوتی ہے اور مستقبل کے اعتبار سے یہ بیماری و تکلیف نصیحت و تنبیہ کا کام دیتی ہے، گویا یہ بیماری اسکے تعلق مع اللہ اور ترقی درجات کا سبب ہوتی ہے۔ اور منافق آدمی جب بیمار ہو کر تندرست ہوتا ہے تو اس کا حال اونٹ کی مثل ہے

جسے اسکے مالک نے پہلے باندھا ہوا اور پھر کھول دیا ہو، اُسے معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے مالک نے اس کو کیوں باندھا ہے اور کیوں کھولا ہے؟ اسی طرح منافق بھی اپنی بیماری سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتا، اسکو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ میرے مالک نے مجھے بیماری دے کر دوبارہ صحت کیوں دی ہے؟

③ خط کشیدہ الفاظ کا معنی:۔ اَلْاَسْقَامُ: یہ جمع ہے اس کا مفرد سَقَمٌ سُقْمٌ ہے بمعنی بیماری۔
اُعْفِیَ: یہ اِعْفَاءٌ مصدر سے فعل ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی عافیت دینا۔
عَقَلَهٗ: یہ عَقْلًا مصدر سے فعل ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی باندھنا۔

الشق الثانی.....عن ابی بردۃَ قال اغمی علٰی ابی موسٰی فَاَقْبَلَتْ امرأتُهٗ امُّ عبدِ اللّٰهِ تصیحُ برنة ثمّ افاق فقال اَلَمْ تَعْلَمِیْ و کان یحدِّثُها انّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قال انا بریئٌ ممّن حَلَقَ و صَلَقَ وَخَرَقَ۔ (حدیث۳۱۷:۳)

حدیث کا ترجمہ کریں اور مختصر تشریح کریں۔ اسلام میں میت پر رونے اور ماتم کرنے کا حکم واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ میت پر رونے اور ماتم کرنے کا حکم۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو بردہؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ (ان کے والد) ابوموسی اشعریؓ پر غشی کی کیفیت طاری ہوئی تو ان کی زوجہ ام عبداللہ بلند آواز کے ساتھ رونے و چیخنے لگیں، پھر ابوموسیٰؓ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی سر مُنڈائے یا چیخے وچلّائے یا کپڑے پھاڑے تو میں اس سے بری ہوں۔

② حدیث کی تشریح:۔ ابوموسی اشعریؓ ایک مرتبہ بیمار ہوئے اور اپر غشی کی کیفیت طاری ہوئی تو ان کی زوجہ ام عبداللہ نے بلند آواز کے ساتھ رونا اور چیخنا وچلّانا شروع کر دیا، جب حضرت ابوموسیٰؓ اشعری کو افاقہ ہوا اور ان کی کچھ طبیعت سنبھل گئی تو انہوں نے اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد معلوم نہیں کہ آپ نیفر مایا: جو کوئی کسی موت و پریشانی کے وقت سر کے بال مُنڈائے یا چیخے وچلّائے یا کپڑے وگریبان پھاڑے یعنی جاہلیت والے کسی بھی طریقہ سے غم کا اظہار کرے تو میں اس سے بری ہوں، میرا ایسے شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

③ میت پر رونے اور ماتم کرنے کا حکم:۔ کسی کی موت پر یا کسی پریشانی پر رنجیدہ وغمگین ہونا اور اسکے نتیجہ میں بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہونا فطری عمل ہے۔ شریعت میں اس پر پابندی نہیں ہے، بلکہ اسکی تحسین وقدر افزائی کی گئی ہے۔ البتہ نوحہ کرنا اور میت کی عمدہ خصلتوں کو رو رو کر بیان کرنا نیز چلّا کر رونا، رخساروں کو پیٹنا، ماتم کرنا، گریبان پھاڑنا، بالوں کو بکھیرنا، مونڈنا اور نوچنا، منہ کالا کرنا، سر پر مٹی ڈالنا اور ایسی تمام چیزیں جو بے صبری پر دلالت کریں یہ حرام ہیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس میت کیلئے نوحہ کیا جاتا ہے اسے قیامت کے دن نوحہ کئے جانے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ اگر میت اس گناہ کا خود سبب ہوگا یعنی وہ اگر مرنے سے پہلے یہ وصیت کر جائے کہ میری میت پر نوحہ کیا جائے چلّا چلّا کر رویا جائے یا یہ کہ وہ وصیت تو نہ کر کے جائے مگر ان امور سے خوش وراضی ہوتا ہو تو اس صورت میں حدیث میں مذکورہ عذاب اپنے حقیقی معنی پر محمول ہوگا بایں طور کہ اگر میت پر اہلِ میت نوحہ وغیرہ کریں گے تو اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور اگر یہ صورت نہ ہو یعنی نہ تو میت نے وصیت کی ہو اور نہ وہ ان باتوں کو پسند کرتا ہو تو اس صورت میں عذاب اپنے حقیقی معنی پر محمول نہیں ہوگا بلکہ رنج اٹھانے پر محمول ہوگا خواہ یہ رنج اٹھانا حالتِ نزع میں ہو یا موت کے بعد، نیز خواہ کافر ہو خواہ مسلمان اس بارہ میں سب برابر ہیں۔ (مشکوۃ مترجم)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....عن ابی هریرۃَ قال قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ لیسَ المسکینُ الذی یطوفُ علی النّاس تَرُدُّهُ اللُّقمةُ و اللقمتانِ و التمرةُ و التمرتانِ و لٰکنّ المسکینَ الذی لا یَجِدُ غنی یُغنیه و لا یُفْطِنُ به فَیُتَصَدَّقُ علیه و لا یَقومُ فَیَسْأَلُ الناسَ۔ (حدیث۱۳:۴)

0213 6537 7 maktabazakariyamultan@gmail.com

حدیث کا ترجمہ کریں اور مختصر تشریح کریں۔خط کشیدہ الفاظ کا معنی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ خط کشیدہ الفاظ کا معنی۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اصلی مسکین وہ شخص نہیں ہے جو لوگوں کے پاس آتا جاتا ہے، لوگ اُسے ایک لقمہ یا دو لقمے اور ایک کھجور یا دو کھجوریں دیتے ہیں بلکہ مسکین شخص وہ ہے جو اتنا بھی مال نہیں رکھتا کہ وہ اس کی وجہ سے مستغنی ہو اور اس کے ظاہر حالات کی وجہ سے لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ محتاج وضروت مند ہے اسے صدقہ دیا جائے اور وہ لوگوں کے آگے دستِ سوال دراز کرنے کیلئے گھر سے بھی نہیں نکلتا۔

② حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آیتِ مصرفِ زکوٰۃ میں جن مسکینوں کا ذکر کیا گیا ہے ان سے وہ مسکین مراد نہیں ہیں جو عرفِ عام میں مسکین کہلاتے ہیں اور جو مانگنے کیلئے ہر در پر مارے مارے پھرتے ہیں جس دروازے پر پہنچ جاتے ہیں روٹی کا ایک آدھ ٹکڑا یا آٹے کی ایک آدھ چٹکی اپنی جھولی میں ڈلوا کر رخصت کر دیئے جاتے ہیں، بلکہ حقیقی مسکین تو وہ لوگ ہیں جنہیں نان جویں بھی میسر نہیں ہوتی مگر ان کی شرافت وخودداری کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ان کی بغل میں رہنے والا ہمسایہ بھی ان کی اصل حقیقت نہیں جانتا وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے، اپنے احتیاج وضرورت کی جھولی پھیلا کر گھر گھر نہیں پھرتے بلکہ وہ اپنے اللہ پر اعتماد و بھروسہ کئے ہوئے اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔(مشکوۃ مترجم)

③ خط کشیدہ الفاظ کا معنی:۔ **لا یُفْطِنُ**: یہ فَطِنًا فُطْنًا فُطُنًا سے منفی مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی سمجھنا وادراک کرنا۔

اَلتَّمْرَتَان: یہ تَمْرَۃٌ کا تثنیہ ہے بمعنی کھجور۔ **غَنِیٌّ**: اسکی جمع اَغْنِیَاءٌ ہے بمعنی مالدار وتوانگر۔ بے نیاز۔

الشق الثانی.....**عن ابن عمر قال جاء رجلٌ الی النبیِّ ﷺ فقال یا رسولَ اللّٰہِ! ما یوجب الحجَّ؟ قال الزّادُ و الرّاحلۃُ۔** (حدیث ۴:۱۴۷)

حدیث کا ترجمہ کریں اور مفہوم بیان کریں۔حج کب فرض ہوتا ہے؟ واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کا مفہوم ③ حج کی فرضیت۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حج کو واجب کرنے والی کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: زادِ راہ اور سواری۔

② حدیث کا مفہوم:۔ حدیث کا مفہوم وحاصل یہ ہے کہ جس شخص کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ وہ سفرِ حج میں جانے اور آنے کے اخراجات کیلئے کافی بھی ہو جائے اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس قدر دے جائے جو اس کی واپسی تک ان کی ضروریات زندگی کو پورا کر سکے، نیز اس کے پاس ایسی سواری ہو جو بیت اللہ تک پہنچا سکے، چاہے وہ اپنی ہو یا کرایہ کی ہو ایسے شخص پر حج فرض ہے۔(مشکوٰۃ)

③ حج کی فرضیت:۔ حج کی فرضیت کی شرائط خلاصہ کے طور پر تین اقسام میں منقسم ہیں، جب یہ تمام شرائط پائی جائیں گی اس وقت حج فرض ہوگا: ① شرائطِ وجوب ② شرائطِ ادا ③ شرائطِ صحت۔

① شرائطِ وجوب یہ ہیں: آزاد ہو لہٰذا غلام پر حج واجب نہیں۔مسلمان ہو کافر پر حج نہیں۔بالغ ہو لہٰذا نابالغ پر حج واجب نہیں۔عاقل ہو لہٰذا بیوقوف پر حج واجب نہیں۔وقت، زادوراحلہ پر قدرت ہو، علم ہو اور حنفیہ کے نزدیک راستہ بھی پُرامن ہو۔

② شرائطِ ادا یہ ہیں: تندرست ہو، عورت حالتِ عدت میں نہ ہو، اگر سفر شرعی مسافت سے زائد ہو تو عورت کیساتھ اسکا شوہر یا محرم ہو۔

③ شرائطِ صحت یہ ہیں: حج کا احرام باندھنا، اشہرِ حج کا ہونا، مخصوص مقام کا ہونا۔(التکمیل الضروری ۱:۱۸۵)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ربّ اغفر و ارحم انّك انت الاعزّ الاكرم

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّدرسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	۰٤
دوسرا پرچہ	حدیث	۷٤
تیسرا پرچہ	عقائد و فقہ	۱۰۳
چوتھا پرچہ	صرف و نحو	۱۲۳
پانچواں پرچہ	ادب	۱۵۲
چھٹا پرچہ	سیرت	۱۸۳

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه

﴿الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل..... تصویر والی جگہ نماز پڑھنا کب مکروہ ہے اور کب مکروہ نہیں؟ دوران نماز رکعتوں کی تعداد میں شک ہو جائے تو کیا کرے؟ کسی آدمی کی موت کا وقت قریب آنے پر کیا احکام ہیں؟

جواب..... ❶ تصویر والی جگہ نماز کا حکم:۔ اگر تصویر سر کے اوپر ہو، سامنے ہو، دائیں جانب ہو یا بائیں جانب ہو تو نماز مکروہ ہے، اگر پاؤں کے نیچے ہو تو مکروہ نہیں۔ ہاں اگر تصویر اس قدر چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھنے سے کھڑے ہو کر دکھائی نہ دے، یا تصویر مکمل نہ ہو بلکہ سر مٹا ہو تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں۔

❷ نماز کی رکعتوں میں شک کی صورت میں حکم:۔ اگر شک اتفاقاً ہوا ہے اس کی عادت نہیں ہے تو نماز دہرا لے۔ اگر اکثر شک ہوتا رہتا ہے تو ظن غالب پر عمل کر لے، سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ اگر ظن غالب قائم نہ ہو پائے تو کم تعداد سمجھ کر ایک رکعت بڑھا لے اور سجدہ سہو بھی کرے۔

❸ قریب الموت شخص کے احکام:۔ جب کسی شخص کی موت کا وقت قریب ہو تو درج ذیل کام کرنے چاہییں: ① اسے سیدھا لٹا کر پاؤں قبلے کی جانب کر کے سر اونچا کر دیا جائے تاکہ منہ قبلے کی جانب ہو جائے۔ ② اس کے سامنے زور زور سے کلمہ پڑھا جائے تاکہ سن کر وہ بھی پڑھنے لگ جائے۔ ③ جب ایک مرتبہ پڑھ لے تو بار بار مزید تلقین نہ کی جائے۔ ④ جب سانس اکھڑنے لگے تو زور زور سے کلمہ پڑھا جائے۔ ⑤ اس کے سرہانے سورۂ یاسین کی تلاوت کی جائے کہ اس سے موت کی سختی کم ہوتی ہے۔ ⑥ اس کے سامنے ایسی بات نہ کی جائے جس سے اس کا دل دنیا کی جانب مائل ہو۔ ⑦ اگر اس کے منہ سے کوئی کفریہ کلمہ نکل جائے تو اس کا چرچا نہ کیا جائے کیوں کہ کبھی موت کی سختی سے عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور عقل نہ ہونے کی صورت میں جو بھی بات کی جائے وہ معاف ہے۔

الشق الثانی..... حضرت محمد ﷺ کہاں پیدا ہوئے اور تمام عمر کہاں گزاری؟ حضرت محمد ﷺ کے والد و دادا کا نام کیا تھا؟ یہ کیسے معلوم ہوا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے؟ نماز کسے کہتے ہیں اور اسکا طریقہ کیا ہے؟ (ح ا۔ص ۶ و ۹)

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا حل چار امور ہیں: (۱) حضرت محمد ﷺ کی جائے پیدائش و سکونت (۲) حضرت محمد ﷺ کے والد و دادا کا نام (۳) حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہونے کا علم (۴) نماز کی مراد اور اسکا طریقہ۔

جواب..... ❶ حضرت محمد ﷺ کی جائے پیدائش و سکونت:۔ آپ ﷺ عرب کے شہر مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور اپنی عمر کے ۵۳ سال اسی شہر میں گزارے۔ اُسکے بعد عرب کے شہر مدینہ منورہ میں دس سال گزارے اور ۶۳ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

❷ حضرت محمد ﷺ کے والد و دادا کا نام:۔ آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالمطلب تھا۔

❸ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہونے کا علم:۔ آپ ﷺ نے ایسے اچھے کام کئے اور ایسی باتیں دکھائیں اور بتائیں جو پیغمبروں کے علاوہ نہ کوئی دوسرا شخص دکھا سکتا ہے اور نہ بتا سکتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلام (قرآن مجید) اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سردار جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے میرے اوپر نازل کی ہے۔

❹ نماز کی مراد اور اس کا طریقہ:۔ نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور رسول اللہ ﷺ نے احادیث کے اندر مسلمانوں کو سکھایا ہے۔ نماز کا طریقہ یہ ہے کہ گھر یا مسجد میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی تعریف اس کی بزرگی اور تعظیم کی جاتی

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ہے اُس کے سامنے جھک کر زمین پر سر رکھ کر اُس کی بڑائی اور اپنی عاجزی وذلت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل..... پانچوں نمازوں کے اوقات تحریر کریں، نیز صرف ظہر وعصر کا مستحب وقت بتائیں۔(ح۳۔ص۵۲)

جواب..... ❶ پانچوں نمازوں کے اوقات:۔ نمازِ فجر: اس کے وقت کی ابتدا طلوعِ فجر کے وقت (یعنی جب صبح کے وقت مشرق کی طرف چوڑائی میں سفیدی نظر آئے) ہوتی ہے اور انتہا سورج کے طلوع ہونے کے وقت ہوتی ہے۔

نمازِ ظہر: اس کے وقت کی ابتدا سورج ڈھلنے کے وقت ہوتی ہے اور اس کی انتہا ہر چیز کے سایہ اصلی کے علاوہ اس کا سایہ دو مثل (دوگنا) ہونے کے وقت ہوتی ہے۔ نمازِ عصر: ظہر کے وقت کی انتہا کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج کے غروب ہونے تک اس کا وقت باقی رہتا ہے، البتہ سورج کے زرد ہونے کے بعد وقتِ مکروہ شروع ہو جاتا ہے۔

نمازِ مغرب: سورج کے غروب ہونے کے فوراً بعد اس کا وقت شروع ہوتا ہے اور آسمان کے کنارے پر مغرب کی جانب سرخی کے زائل ہونے تک اس کا وقت باقی رہتا ہے۔ نمازِ عشاء: مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی کے زائل ہونے کے بعد اس کے وقت کی ابتداء ہوتی ہے اور صبح ہونے تک اس کا وقت باقی رہتا ہے، البتہ آدھی رات کے بعد وقتِ مکروہ شروع ہو جاتا ہے۔

❷ ظہر وعصر کا مستحب وقت:۔ ظہر کی نماز گرمی میں تاخیر سے اور سردی میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے اور عصر کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے کہ عصر کا وقت شروع ہونے کے بعد نوافل پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے۔

الشق الثانی..... مذکورہ سوالات کے جوابات تحریر کریں۔ ① رمضان کے روزے کی نیت کس وقت کرنا ضروری ہے ② کیا زبان سے نیت کرنا ضروری ہے ③ قضاء روزے کی نیت کس وقت کرنا ضروری ہے ④ نفل روزہ کی نیت کس وقت تک درست ہے ⑤ نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اس پر قضاء واجب ہے یا نہیں ⑥ اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا تو اس کے لئے عید کرنا درست ہے یا نہیں؟ ⑦ رمضان کے مہینے میں نفل روزہ کی نیت کی تو یہ رمضان کا روزہ ہوگا یا نفل کا۔(ح۴۔ص۷۰)

جواب..... مذکورہ سوالات کے جوابات:۔

① رمضان کے روزے کی نیت کا وقت: دن کے وقت کچھ کھائے پیئے بغیر دوپہر تک رمضان کے روزہ کی نیت ہو سکتی ہے۔

② نیت کی کیفیت: زبان کے ساتھ روزہ کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے محض دل سے نیت وقصد کر لینا ہی کافی ہے۔

③ قضاء روزے کی نیت کا وقت: قضاء روزے کیلئے رات سے نیت کرنا ضروری ہے، صبح ہو جانے کے بعد نیت کرنے سے نفلی روزہ ہو جائیگا۔

④ نفلی روزہ کی نیت کا وقت: رمضان کے روزہ کی طرح نفلی روزہ کی نیت بھی دوپہر تک ہو سکتی ہے۔

⑤ نفلی روزہ کی قضاء کا حکم: نفلی روزہ شروع کرنے سے واجب ہو جاتا ہے لہٰذا اگر کسی نے نفلی روزہ کی نیت کر لی اور پھر اس کے بعد روزہ توڑ دیا تو اس کی قضاء ضروری ہے۔ ⑥ عید کا چاند اکیلے دیکھنے والے کا حکم: اگر کسی شخص نے اکیلے عید کا چاند دیکھا تو اسکی گواہی معتبر نہیں ہے لہٰذا وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ اگلے دن کا روزہ رکھے گا۔

⑦ رمضان میں نفلی روزہ کی نیت کا حکم: اگر کسی نے رمضان کے مہینے میں نفلی روزہ کی نیت کر لی تب بھی رمضان کا روزہ ہوگا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل..... درج ذیل سوالات کے ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① غسل کی تین سنتیں اور پانچ فرائض ہیں۔ (نہیں)

② حرام جانوروں کا پیشاب، آدمی وجانور کا بہتا ہوا خون نجاستِ غلیظہ ہے۔ (ہاں)

③ نجاستِ غلیظہ چوتھائی کپڑے یا چوتھائی عضو سے کم معاف ہے۔ (نہیں)

④ گائے، بکری، کبوتر، فاختہ وگھوڑے کا جھوٹا پانی پاک ہے۔ (ہاں)

⑤ مچھلی، مینڈک، مکھی، مچھر، چھپکلی وچیونٹی کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ (ہاں)

⑥ ندی ودریا کا بہتا ہوا پانی، بڑے تالاب وحوض کا ٹھہرا ہوا پانی نجاست گرنے سے ناپاک ہوجاتا ہے۔(نہیں)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....درج ذیل سوالات میں صحیح وغلط کی نشاندہی کریں۔

① روزہ دار نے بھول کر کھاپی لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (صحیح)

② روزہ یاد تھا اور کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (غلط)

③ دانتوں میں سے گوشت کا ٹکڑا نکال کر کھالیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (صحیح)

④ نفلی روزہ رکھ کر قصداً توڑ دیا تو قضاء لازم نہیں ہے۔ (غلط)

⑤ شوہر کے ڈر سے عورت نے سالن کا نمک چکھا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (غلط)

⑥ منہ سے خون نکلا اور وہ تھوک سے کم تھا، اس کو نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (غلط)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....ناپاک کنویں کو پاک کرنے کا طریقہ تحریر کریں نیز مرا ہوا جانور کنویں میں گر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ زندہ جانور کنویں میں گر کر باہر نکل آئے تو اس کا حکم تحریر کریں۔(ح۲۔ص۳۲)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں:(۱) ناپاک کنویں کو پاک کرنے کا طریقہ (۲) مرا ہوا جانور کنویں میں گر جانے کا حکم (۳) زندہ جانور کنویں میں گر کر باہر نکل آئے تو اس کا حکم۔

جواب..... ① ناپاک کنویں کو پاک کرنے کا طریقہ:۔ کنویں کو پاک کرنے کے پانچ طریقے ہیں:① جب کنویں میں نجاست گر جائے تو تمام پانی نکالنے سے پاک ہوجائے گا۔② جب آدمی یا سؤر یا کتا یا بکری یا دو بلیاں یا اتنا یا اس سے بڑا کوئی اور جانور گر کر مر جائے تو سارا پانی نکالنا پڑے گا③ اور جب کوئی بہتے ہوئے خون والا جانور کنویں میں گر کر پھول گیا یا پھٹ گیا تو سارا پانی نکالنا ہوگا خواہ وہ جانور چھوٹا ہو یا بڑا۔④ جب کبوتر یا مرغی یا بلی یا اتنا ہی بڑا کوئی جانور گر کر مر گیا لیکن پھولا نہیں تو چالیس ڈول نکالنے پڑیں گے۔⑤ اگر چوہا، چڑیا یا اتنا ہی بڑا کوئی اور جانور گر کر مر گیا تو بیس ڈول نکالنے پڑیں گے۔ بیس کی جگہ تیس اور چالیس کی جگہ ساٹھ ڈول نکالنا مستحب ہے۔

② مرا ہوا جانور کنویں میں گر جانے کا حکم:۔ اگر کنویں میں سے مرا ہوا جانور نکلے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کب گرا ہے تو جس وقت جانور کو دیکھا گیا ہے اُسی وقت سے کنواں ناپاک سمجھا جائے گا۔

③ زندہ جانور کنویں میں گر کر باہر نکل آئے تو اس کا حکم:۔ اگر کنویں میں کوئی جانور گر کر زندہ باہر نکل آیا تو اگر وہ ایسا جانور ہے جس کا جوٹھا ناپاک ہے یا اُس جانور کے جسم پر نجاست لگی ہوئی تھی تو کنواں ناپاک ہوجائے گا۔ اور وہ جانور جن کا جوٹھا ناپاک نہیں اور اُن کے بدن پر کوئی نجاست بھی نہ ہو اگر وہ جانور کنویں میں گر کر زندہ باہر نکل آئیں اور ان کے کنواں میں پیشاب یا پاخانہ نہ کرنے کا یقین ہو تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

الشق الثانی.....توراۃ، انجیل وزبور کا آسمانی کتابیں ہونا کیسے معلوم ہوا؟ اگر کوئی شخص ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ کی کتابیں نہ مانے تو اس کا کیا حکم ہے؟ قرآن کریم کی پہلی کتب پر فضیلت کی وجہ کیا ہے؟(ح۳۔ص۸)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔(۱) توراۃ، انجیل وزبور کا آسمانی کتابیں ہونے کا علم (۲) ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ کی کتابیں نہ ماننے والے کا حکم (۳) قرآن کریم کی پہلی کتب پر فضیلت کی وجہ۔

جواب..... ① توراۃ، انجیل وزبور کا آسمانی کتابیں ہونے کا علم:۔ توراۃ، انجیل وزبور کا آسمانی کتابیں ہونا قرآن کریم سے ثابت

0313 6357913 maktabazakariyasultan@gmail.com

ہے۔توراۃ کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے **انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدًی ونورٌ** ۔زبور کے بارے میں ارشادی باری تعالیٰ ہے **واٰتینا داوٗد زبورًا**۔انجیل کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے **وقفّینا بعیسی ابن مریم واٰتینا ہ الانجیل**۔

❷ ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ کی کتابیں نہ ماننے والے کا حکم:۔ اگر کوئی شخص ان کتابوں کو اللہ تعالیٰ کی کتابیں نہ مانے تو وہ گویا قرآن کریم کی ان آیات کا انکار کررہا ہے اور جو قرآن کریم کی آیات کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

❸ قرآن کریم کی پہلی کتب پر فضیلت کی وجہ:۔ قرآن کریم کو سابقہ کتب پر متعدد وجوہ سے فضیلت حاصل ہے۔① قرآن کریم کا ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ محفوظ ہے اس میں نقطہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہوسکے گی جبکہ سابقہ کتابوں میں تحریف کردی گئی۔② قرآن کریم کی عبارت والفاظ معجز ہیں یعنی ایسے اونچا درجہ کی عبارت ہے کہ قرآن مجید کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مثل بھی کوئی شخص لانے پر قادر نہیں ہے۔③ قرآن مجید میں آخری شریعت کے احکام ہیں تو گویا اس کے ذریعے سابقہ شریعتوں کے بہت سے احکام منسوخ کردیئے گئے۔④ پہلی کتابیں یکبارگی نازل ہوئیں اور قرآن کریم ضرورتوں کے مطابق تیئیس (۲۳) برس تک تھوڑا تھوڑا نازل ہوا اور ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اترتا گیا اور لوگ اس کے احکام کو قبول کرکے مسلمان ہوتے گئے۔⑤ قرآن مجید لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں محفوظ ہے اور یہ حفاظت رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے چلی آرہی ہے اور قیامت تک چلتی رہے گی۔⑥ قرآن کریم کے احکام ایسے معتدل ہیں کہ ہر زمانے اور ہر قوم کے مناسب ہیں، دنیا کی کوئی قوم اس کے احکام پر عمل کرنے سے عاجز نہیں۔اسی لئے قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد کسی دوسری شریعت اور کسی دوسری آسمانی کتاب کی ضرورت باقی نہ رہی اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور شریعت تمام دنیا کے لئے عام کردی گئی۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل .....عورت کو کفنانے کیلئے کتنے کپڑے مسنون ہیں اور انکے نام کیا ہیں، مسنون مقدار کے کپڑے میسر نہ ہوں تو کتنے کپڑوں پر اکتفا جائز ہے، کفنانے کا مکمل طریقہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) عورت کو کفنانے والے کپڑوں کی تعداد واسماء (۲) عورت کے کفنِ کفایہ کے کپڑوں کی تعداد (۳) عورت کو کفنانے کا مکمل طریقہ۔

جواب ..... ❶ عورت کو کفنانے والے کپڑوں کی تعداد واسماء:۔ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا مسنون ہے ① کرتہ ② ازار ③ سربند ④ چادر ⑤ سینہ بند، جن کی تفصیل یہ ہے کہ ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہو اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو اور کرتہ گلے سے لے کر پاؤں تک ہو مگر اس میں کلی، آستین نہ ہو اور سربند تین ہاتھ لمبا ہو اور سینہ بند چھاتیوں سے لے کر رانوں تک چوڑا ہو اور اس قدر لمبا ہو کہ بندھ جائے۔

❷ عورت کے کفنِ کفایہ کے کپڑوں کی تعداد:۔ اگر مسنون کفن میسر نہ ہو تو عورت کو تین کپڑوں میں کفنانا بھی کفایت کرجائے گا ① ازار ② چادر ③ سربند۔اس سے کم میں کفنانا بلاضرورت ومجبوری مکروہ ہے۔

❸ عورت کو کفنانے کا مکمل طریقہ:۔ سب سے پہلے چادر بچھائی جائے، پھر ازار پھر کرتہ بچھایا جائے اس کے بعد میت کو اس کے اوپر لٹا کر پہلے کرتا پہنایا جائے اور سر کے بال دو حصے کرکے دائیں بائیں جانب سینہ پر ڈال دیئے جائیں، پھر سربند کو سر اور بالوں پر ڈال دیا جائے، نہ باندھا جائے اور نہ لپیٹا جائے اس کے بعد ازار کو پہلے بائیں جانب پھر دائیں جانب سے لپیٹ دو، پھر سینہ بند باندھا جائے اس کے بعد چادر پہلے بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے لپیٹی جائے پھر کسی معمولی کپڑے یا رسی سے کمر کے پاس بھی باندھ دو، تاکہ راستہ میں کہیں کھل نہ جائے۔

الشق الثانی ..... قربانی کس پر واجب ہے، قربانی کتنے دنوں تک جائز ہے، اور کس دن کرنا افضل ہے، قربانی کس وقت کرنی چاہئے، کیا قربانی کے ایام میں رات کو قربانی کرنا جائز ہے، کون کونسے جانور کی قربانی درست ہے، وضاحت کریں۔(ص ۱۶۲ :امدادیہ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں(۱) قربانی کا وجوب(۲) قربانی کے ایام(۳) قربانی کا افضل دن (۴) قربانی کا وقت(۵) رات کو قربانی کا حکم(۶) قربانی والے جانور۔

جواب ..... ❶ قربانی کا وجوب:۔ قربانی ہر اس شخص پر واجب ہے جو ضروریات سے زائد مال بقدرِ نصاب کا مالک ہو خواہ اس پر سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو۔

❷ قربانی کے ایام:۔ قربانی کے تین یوم دس گیارہ بارہ ذوالحجہ ہیں، دس کے طلوعِ فجر سے بارہ کی شام تک۔

❸ قربانی کا افضل دن:۔ قربانی کا سب سے افضل دن دس ذوالحجہ پھر گیارہ، پھر بارہ ذوالحجہ ہے۔

❹ قربانی کا وقت:۔ ان ایام میں کسی بھی وقت قربانی کی جاسکتی ہے البتہ اہلِ شہر نمازِ عید کی ادائیگی کے بعد قربانی کریں۔

❺ رات کو قربانی کا حکم:۔ ان ایام قربانی میں رات کو بھی قربانی کرنا درست ہے مگر دن کو قربانی کرنا بہتر ہے۔

❻ قربانی والے جانور:۔ گائے، بھینس، بیل، بکری، بکرا، اونٹ، اونٹنی، بھیڑ و دنبہ کی جنس میں سے جو بھی جانور ہو خواہ نر ہو یا مادہ اسکی قربانی کرنا درست ہے۔ بکری وغیرہ کی عمر ایک سال، گائے بیل بھینس وغیرہ کی عمر دو سال اور اونٹ کی عمر پانچ سال ہونا ضروری ہے۔ البتہ دنبہ یا بھیڑ چھ ماہ سے زائد ہوں مگر ایسے صحت مند ہوں کہ سال کے معلوم ہوتے ہوں تو پھر ان کی قربانی درست ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل .....صحیح وغلط کی نشاندہی کریں۔ ① وضو میں بسم اللہ پڑھنا اور نیت کرنا واجب ہے۔(غلط)

② وضو میں اعضائے وضو کو تین مرتبہ دھونا فرض ہے۔ (غلط) ③ تیمّم کی مدت مقیم و مسافر کیلئے ایک دن ہے۔(غلط)

④ موزوں پر مسح کی مدت کی ابتداء وضو ٹوٹنے کے وقت سے ہوگی۔ (صحیح)

⑤ آپ ﷺ پر پہلی وحی پچاس سال کی عمر میں نازل ہوئی۔ (غلط)

⑥ صحابی وہ شخص ہے جس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہو۔ (غلط)

جواب .....کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی .....ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔ ① کیا بچہ پیدا ہونے کے بعد نکلنے والے خون کو نفاس کہتے ہیں؟ (ہاں)

② کیا نماز میں خوشخبری سننے پر الحمدللہ سے نماز فاسد ہوتی ہے؟ (ہاں)

③ کیا فرض روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے؟ (نہیں)

④ کیا نماز میں الحمدللہ کے ساتھ سورت ملانا فرض ہے؟ (نہیں)

⑤ کیا نمازِ وتر سنت ہے۔ (نہیں) ⑥ کیا مسافر پر قربانی واجب ہے؟(نہیں)

جواب .....کمامرّ فی السوال آنفا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل .....شرائطِ نماز و ارکانِ نماز کسے کہتے ہیں اور ان کی تعداد و اسماء ذکر کریں۔ واجباتِ نماز سے کیا مراد ہے؟ واجبات کی نشاندہی بھی کریں۔(ح۲۔ص۱۶)(ح۳۔ص۶۶)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں۔(۱) شرائطِ نماز و ارکانِ نماز کی تعداد و اسماء (۲) واجباتِ نماز کی مراد و نشاندہی۔

جواب ..... ❶ شرائطِ نماز و ارکانِ نماز کی تعداد و اسماء:۔ شرائطِ نماز وہ اعمال ہیں جو نماز سے پہلے نمازی کیلئے ضروری ہیں، ان کی تعداد سات ہے:① جسم پاک ہو ② کپڑے پاک ہوں ③ جگہ پاک ہو ④ ستر چھپا ہوا ہو ⑤ نماز کا وقت ہو ⑥ استقبالِ قبلہ ہو(منہ قبلہ کی طرف ہو) ⑦ نماز کی نیت کرے۔ ارکانِ نماز سے مراد وہ اعمال ہیں جو نماز کے اندر فرض و ضروری ہیں، ان کو

فرائضِ نماز بھی کہتے ہیں۔ان کی تعداد چھ ہے: ① تکبیر تحریمہ کہنا ② قیام (کھڑا ہونا) ③ قراءت (قرآن کریم کی تلاوت کرنا) ④ رکوع کرنا ⑤ سجدہ کرنا ⑥ قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا۔

② واجباتِ نماز کی مراد ونشاندہی:۔ واجباتِ نماز وہ اعمال ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی عمل بھول کر چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست ہوجائے گی اور اگر سجدۂ سہو نہ کیا یا جان بوجھ کر ان میں سے کوئی عمل چھوڑ دیا تو نماز کو لوٹانا لازم ہے۔

واجباتِ نماز چودہ ہیں: ① فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قراءت کیلئے مقرر کرنا۔ ② فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا۔ ③ فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں، واجب سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی چھوٹی سورۃ یا بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیات پڑھنا۔ ④ سورۂ فاتحہ کے بعد سورت پڑھنا۔ ⑤ قراءت، رکوع اور سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا۔ ⑥ قومہ کرنا (رکوع سے اُٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا)۔ ⑦ جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا)۔ ⑧ تعدیلِ ارکان (رکوع، سجدہ وغیرہ ارکان نماز کو اطمینان سے ادا کرنا)۔ ⑨ قعدۂ اولیٰ (تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعت کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا)۔ ⑩ دونوں قعدوں میں تشہید پڑھنا۔ ⑪ امام کا نمازِ فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کے وِتروں میں بلند آواز سے قراءت کرنا۔ ظہر وعصر وغیرہ میں آہستہ قراءت کرنا۔ ⑫ لفظِ سلام کے ساتھ نماز کو ختم کرنا۔ ⑬ نمازِ وِتر میں قنوت کیلئے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔ ⑭ دونوں عیدوں کی نماز میں زائد تکبیریں کہنا۔

الشق الثانی.....واجب الوجود، صفتِ وحدت، صفتِ علم وصفتِ کلام کا معنیٰ اور مفہوم بیان کریں۔ نیز قرآن کریم کی موجودہ ترتیب نزول والی ہی ہے یا فرق ہے؟ اگر فرق ہے تو موجودہ ترتیب آپ ﷺ کی ذاتی رائے سے ہے یا حکمِ خداوندی سے ہے؟ (ح۴۔ص۸،۳)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔(۱) واجب الوجود، صفتِ وحدت، صفتِ علم وصفتِ کلام کا معنیٰ ومفہوم (۲) قرآن کریم کی موجودہ ترتیب کی تفصیل۔

جواب ..... ① واجب الوجود، صفتِ وحدت، صفتِ علم وصفتِ کلام کا معنیٰ ومفہوم:۔

واجب الوجود: ایسی ہستی یا ایسی موجود چیز جس کا وجود (موجود ہونا) واجب یعنی ضروری ہو اور اس کا عدم محال ہو جو واجب الوجود ہوگا وہ ہمیشہ سے ہوگا اور ہمیشہ رہے گا، نہ اسکی ابتداء ہوگی اور نہ انتہاء ہوگی۔ پس اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی چیز واجب الوجود نہیں ہے۔

صفتِ وحدت: وحدت کا معنیٰ ایک ہونا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ وہ اپنی ذات اور صفات میں تنِ تنہا و یکتا ہے اور توحید کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھنا یا اس کے ایک ہونے کا یقین واقرار کرنا ہے۔ صفتِ کلام: کلام کا معنیٰ بولنا و بات کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کیلئے یہ صفت ثابت ہے مگر مخلوق کی طرح نہیں کہ مخلوق بغیر زبان کے کلام نہیں کرسکتی اور مخلوق اپنے تمام کاموں میں اسباب وآلات کی محتاج ہے اور باری تعالیٰ اپنے کسی کام میں کسی اسباب وآلات کے محتاج نہیں اور وہ کلام کرنے میں بھی زبان کے محتاج نہیں۔

صفتِ علم: علم کا معنیٰ جاننا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کے عالم (جاننے والے) ہیں، اُسکے علم سے کوئی چھوٹی بڑی چیز خارج نہیں ہے، کائنات کے ذرے ذرے کا اُسے علم ہے، ہر چیز کو اُسکے وجود سے پہلے اور معدوم ہونے کے بعد بھی وہ جانتا ہے۔ حتیٰ کہ انسان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں وہ بھی اُسکے علم میں ہیں۔

② قرآن کریم کی موجودہ ترتیب کی تفصیل:۔ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب نزول والی ترتیب نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید کا نزول ضرورت اور موقع کی مناسبت سے ہوتا تھا جب بھی کوئی سورۃ یا آیت نازل ہوتیں تو آپ ﷺ بتادیتے کہ اس سورۃ یا آیت کو فلاں جگہ، فلاں سورۃ سے پہلے اور فلاں سورۃ کے بعد لکھ لو اور موجودہ ترتیب یعنی سورتوں کی تعداد، اُن کی ابتداء وانتہاء، ہر سورۃ کی آیات کی تعداد اور ہر آیت کی ابتداء وانتہاء یہ سب امور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتلائے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اُن کی تعلیم دی۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....حائضہ کیلئے مسجد میں جانا، قرآن مجید کو چھونا، دعاء قنوت کا پڑھنا، درود شریف کا پڑھنا کیسا ہے؟ آدھی آیت

کا پڑھنا کیسا ہے؟ مستحاضہ کے بارے میں نماز روزے کا کیا حکم ہے؟ (ص ۷۷ :امدادیہ)

جواب.....مذکورہ سوالات کے جوابات:۔ ① حائضہ کے لئے مسجد میں جانا درست نہیں۔

② حائضہ کے لئے قرآن مجید کو چھونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر قرآن مجید جزدان یا کپڑے میں لپٹا ہوا نہ ہو جدا ہو تو قرآن کا چھونا بھی جائز نہیں۔ لیکن اگر قرآن کریم جزدان یا کپڑے میں لپٹا ہوا ہو، اس پر کپڑے کا گوز چڑھا ہوا ہو کہ اتارے سے اتر سکے تو اس حال میں قرآن کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ ③ دعائے قنوت اور درود شریف پڑھنا درست ہے۔

④ حائضہ کے لئے آدھی آیت اس وقت درست ہے جب کہ وہ آدھی آیت اس قدر بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی آیت کے برابر ہو جائے۔ اگر وہ آدھی آیت اس قدر ہو کہ ایک چھوٹی آیت کے برابر ہو جائے تو اس کے پڑھنے کی بھی اجازت نہیں ہوگی۔

⑤ مستحاضہ نماز بھی پڑھے گی اور روزے بھی رکھے گی، ہر ہر نماز کے لئے وضو کرے گی اور اس وضو سے جو چاہے نماز ادا کرے، وقت کے جانے سے وضو بھی جاتا رہے گا، اگلی نماز کے لئے دوبارہ وضو کرے گی۔

الشق الثانی.....جب پیشاب پاخانہ کو جاوے تو بیت الخلاء میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت اور اندر جا کر کن کن آداب کی رعایت کرنی چاہیے؟ نیز داخل ہونے سے پہلے اور باہر نکلنے کے بعد کون سی دعائیں پڑھنی چاہئیں؟ تحریر کریں۔ پانی سے استنجاء کرنے کے آداب کیا ہیں؟ شکی مزاج آدمی کے لئے کیا حکم ہے۔ اگر کسی کو پانی سے استنجاء کرنے کے واسطے تنہائی کا موقع نہ ملے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔ (ص ۸۹ :امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) بیت الخلاء میں داخل ہونے، نکلنے اور بیٹھنے کے آداب (۲) بیت الخلاء میں داخل ہونے و نکلنے کی دعا (۳) پانی سے استنجاء کے آداب اور شکی مزاج کا حکم (۴) پانی سے استنجاء کیلئے تنہائی کا موقع نہ ملنے کا حکم۔

جواب..... ① بیت الخلاء میں داخل ہونے، نکلنے اور بیٹھنے کے آداب:۔ جب بیت الخلاء کو جاوے تو دروازہ سے باہر یہ دعا پڑھے **بسم اللہ اللھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث** اور ننگے سر نہ جاوے اور اگر کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا نام ہو تو اس کو اتار ڈالے اور پہلے بایاں پاؤں رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لے، اگر چھینک آئے تو فقط دل ہی دل میں الحمدللہ کہے زبان سے کچھ نہ کہے، نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے، پھر جب نکلے تو داہنا پاؤں پہلے نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دعا پڑھے **غفرانك الحمدللہ الذی اذھب عنی الاذٰی وعافانی** اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کے یا مٹی سے مل کر دھوئے۔

② بیت الخلاء میں داخل ہونے و نکلنے کی دعا:۔ ابھی آداب کے ضمن میں دعا گزر چکی ہے۔

③ پانی سے استنجاء کے آداب اور شکی مزاج کا حکم:۔ پانی سے استنجاء کرے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھولے، پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا، البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو کہ پانی بہت پھینکتا ہے پھر بھی دل اچھی طرح صاف نہیں ہوتا تو اس کو یہ حکم ہے کہ تین دفعہ یا سات دفعہ دھولے، بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔

④ پانی سے استنجاء کیلئے تنہائی کا موقع نہ ملنے کا حکم:۔ اگر پانی سے استنجاء کیلئے تنہائی کا موقع نہ ملے تو استنجاء کیلئے کسی کے سامنے ستر کھولنا درست نہیں ہے، ایسے وقت میں پانی سے استنجاء نہ کرے (متبادل استنجاء کر کے) نماز پڑھ لے کیونکہ بدن کا کھولنا بڑا گناہ ہے۔

0313 6307913 makkahzakariyya@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....درج ذیل سوالات میں صحیح و غلط کی نشاندہی کریں۔

① گناہوں میں سب سے بڑا گناہ غیبت کرنا ہے۔ (غلط) ② پختہ قبریں بنانا اور اُن پر گنبد بنانا سنت ہے۔ (غلط)

③ فجر کے فرضوں سے قبل دو رکعت نماز واجب ہے۔ (غلط) ④ عیدین کی نماز واجب ہے۔ (صحیح)

⑤ توبہ کے ذریعے تمام گناہ حتیٰ کہ دوسروں کے حقوق بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ (غلط)

⑥ جو شخص امام کے ساتھ مکمل نماز پڑھے اُس کو مدرک کہتے ہیں۔ (صحیح)

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے؟ (ہاں) ② کیا تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ (نہیں)

③ کیا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا منع ہے؟ (ہاں)

④ کیا بیوی کے مرجانے کے بعد شوہر کا اسکے بدن کو چھونا درست ہے؟ (نہیں)

⑤ کیا موسم گرما میں ظہر کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے؟ (نہیں)

⑥ کیا کعبہ شریف کے اندر فرض اور نفل نماز پڑھنا درست ہے۔ (ہاں)

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....① پانی کی کن کن اقسام سے وضو کرنا جائز اور کن سے ناجائز ہے؟ ② کن پانیوں سے وضو کرنا جائز نہیں ہے ③ جس پانی سے وضو یا غسل کیا گیا ہو اسے فقہی اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؟ ④ کن جانوروں کا جھوٹا پانی پاک ہے۔(ح۲۔ص۲۸)

جواب..... ① بارش کے پانی، چشمے اور کنویں کے پانی، ندی یا سمندر کے پانی، پگھلی ہوئی برف یا اولوں کے پانی، بڑے تالاب یا حوض کے پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔

② پھل اور درخت کا نچوڑا ہوا پانی، شوربہ، وہ پانی جس کا رنگ بو مزہ کسی پاک چیز کے ملنے کی وجہ سے بدل گیا ہو اور پانی گاڑھا ہو گیا ہو، ایسا پانی جو تھوڑا ہو اور اُس میں کوئی ناپاک چیز گر گئی ہو یا کوئی جانور گر کر مر گیا ہو، وہ پانی جس سے وضو یا غسل کیا گیا ہو، وہ پانی جس پر نجاست کا اثر غالب ہو گیا ہو، حرام جانوروں کا جوٹھا پانی، سونف، گلاب یا کسی اور چیز کے عرق وغیرہ سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

③ جس پانی سے وضو یا غسل کیا گیا ہو اُسے ماءِ مستعمل کہتے ہیں، یہ خود تو پاک ہے مگر اس سے وضو یا غسل کرنا جائز نہیں ہے۔

④ کتے، خنزیر، شکاری چوپائے، اسی طرح وہ بلی جو چوہا یا کوئی اور جانور کھا کر فوراً پانی پی لے ان سب کا جوٹھا ناپاک ہے۔

الشق الثانی.....① معجزہ کسے کہتے ہیں؟ نیز آپ ﷺ کے کم از کم چار معجزات کو وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔ ② کرامت کی تعریف کر کے معجزہ، کرامت، استدراج میں فرق تحریر کریں۔ ③ کیا کسی اللہ والے کے ہاتھ پر کرامت کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔(ح۳۔ص۱۹)

جواب..... ① معجزہ: اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے کبھی خلافِ عادت کچھ امور ظاہر کرواتے ہیں جن کے کرنے سے دنیا کے عام لوگ عاجز ہوتے ہیں تاکہ لوگ اُس عمل کو دیکھ کر اُس نبی کے سچا ہونے کا یقین کر لیں۔ آپ ﷺ کو بے شمار معجزات عطاء کئے گئے جن میں سے چار یہ ہیں: ① قرآن کریم ② معراج ③ شقِ قمر ④ چند آدمیوں کا کھانا سینکڑوں لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔

② کرامت: اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی توقیر بڑھانے کیلئے اُن سے ایسے کام ظاہر کرواتے ہیں جو خلافِ عادت اور مشکل ہوں۔

فرق: جس شخص نے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو اُس سے اگر کوئی خلافِ عادت کام ظاہر ہو تو اُسے معجزہ کہتے ہیں اور اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہو مگر وہ متقی اور پرہیزگار اور شریعت کا پابند ہو اور اسکے ہاتھ پر کوئی خلافِ عادت عمل ظاہر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی خلافِ شرع یا بے دین آدمی کے ہاتھ پر کوئی خلافِ عادت کام ظاہر ہو تو اُسے استدراج کہتے ہیں۔

③ اولیاء اللہ کے ہاتھ پر کرامات کا ظاہر ہونا کوئی ضروری نہیں ہے کیونکہ بہت سے اللہ والے ایسے ہوتے ہیں کہ عمر بھر اُن سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوتی۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....① نماز استخارہ کے بعد پڑھی جانے والی دعا تحریر کریں۔ ② استخارہ کا معنی لکھ کر اس کا مسنون طریقہ تحریر

0313 6357913, maktabahazakiryamultan@gmail.com

کریں۔ ③ اگر ایک دفعہ استخارہ کرنے کے باوجود دل میں تردد باقی رہے تو کیا دوبارہ یا سہ بارہ بھی استخارہ کر سکتے ہیں ④ سفرِ حج پر جانے کیلئے استخارہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ (ص ۱۱۱۔ حصہ دوم۔ امدادیہ)

جواب..... ① **اللھم انی استخیرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسئلك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم ان كنت تعلم ان هٰذا الامر خير لی فی دينی ومعاشی وعاقبة امری فاقدره ويسره لی ثم بارك لی فيه وان كنت تعلم ان هٰذا الامر شرلی فی دينی ومعاشی وعاقبة امری فاصرفه عنی واصرفنی عنه واقدر لی الخير حيث كان ثم ارضنی به۔**

② استخارے کا معنیٰ خیر کو طلب کرنا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے مشورہ لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔

استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً دو رکعت نمازِ نفل پڑھے، اُس کے بعد خوب دل سے اوپر والی مذکورہ دعا پڑھے اور جب **هٰذاالامر** کے الفاظ پر پہنچے تو جس کام کے متعلق مشورہ مطلوب ہو اُس کی طرف دھیان کرے۔ اُس کے بعد پاک وصاف بستر پر قبلہ رُخ ہو کر سو جائے جب سو کر اٹھے تو جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اس کو کر لینا چاہیے۔

③ اگر ایک مرتبہ اس عمل سے کچھ معلوم نہ ہو اور دل میں خلجان و تردد باقی ہو تو دوسرے دن، پھر اسی طرح تیسرے و چوتھے دن، سات دن تک یہی عمل کیا جائے۔

④ اگر حج کیلئے جانے کا ارادہ ہو تو جانے یا نہ جانے کے متعلق استخارہ نہ کیا جائے بلکہ جانے کے دن کے متعلق استخارہ کیا جائے کہ فلاں دن جاؤں یا نہ جاؤں۔

الشق الثانی..... ① فرض، نفل اور حرام روزے کون کون سے ہیں ② رمضان کے روزے کن لوگوں پر فرض اور کن پر فرض نہیں ہیں۔ ③ ماہِ رمضان کے روزے کی نیت کب تک کرنے کی اجازت ہے، ④ اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں نفل روزے کی نیت کرے تو کیا نفل روزہ ادا ہوگا یا رمضان کا۔ ⑤ اگر روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا ⑥ اگر غلطی سے پانی حلق سے اتر گیا جب کہ روزہ یاد تھا تو کیا حکم ہے؟

جواب..... ① سال بھر میں رمضان المبارک کے ایک مہینہ کے روزے فرض ہیں۔ عیدالفطر و عیدالاضحیٰ کے دو روز اور ایامِ تشریق کے تین روز (یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرھویں تاریخ) ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

فرض، واجب، سنت اور ممنوعہ ایام کے روزوں کے علاوہ بقیہ تمام روزے نفل ہیں۔

② رمضان کے روزے ہر مسلمان، عاقل، بالغ، مرد و عورت پر فرض ہیں۔ اگرچہ نابالغ پر فرض نہیں ہیں لیکن عادت ڈالنے کیلئے بلوغ سے پہلے ہی روزہ رکھوانے کا حکم ہے۔

③ دن کے وقت کچھ کھائے پیئے بغیر دوپہر تک رمضان کے روزہ کی نیت ہو سکتی ہے۔

④ اگر کسی نے رمضان کے مہینے میں نفلی روزہ کی نیت کر لی تب بھی رمضان کا روزہ ہوگا۔

⑤ روزے کی حالت میں بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

⑥ روزہ یاد ہو اور غلطی سے پانی حلق میں اتر جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل..... مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیجئے۔

① کیا اپنی بیوی کو طلاق کہنے سے بھی طلاق واقع ہوتی ہے۔ (ہاں) ② کیا تین طلاق دینے کے بعد بھی آدمی رجوع کر سکتا ہے۔ (نہیں)

③ سوئے ہوئے آدمی کے منہ سے نکلا ''تجھے طلاق ہے'' یا ''میری بیوی کو طلاق ہے'' تو طلاق واقع ہوگی؟ (نہیں)

④ کیا یہ درست ہے کہ طلاق رجعی میں تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (ہاں)

⑤ کسی آدمی نے اپنی بیوی سے کہا ''میں تجھے طلاق دوں گا'' کیا اس سے طلاق واقع ہوگی۔ (نہیں)

⑥ شوہر کے علاوہ کسی اور نے شوہر کے حکم سے طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ (ہاں)

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیجئے۔

① فرض اور واجب نمازیں کھڑے ہونے پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ (نہیں)

② اگر فجر، مغرب اور عشاء کی نمازیں اکیلے پڑھے تو کیا جب بھی جہر کرنا واجب ہے۔ (نہیں)

③ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔ (ہاں)

④ کیا کسی فرض نماز میں کوئی خاص سورت اس طرح بھی مقرر ہے کہ اس کے علاوہ دوسری سورت پڑھنا جائز نہ ہو۔(نہیں)

⑤ کیا قرآن مجید کے چھبسویں پارہ کی سورہ حجرات سے سورہ بروج تک کی سورتوں کو ''طوال مفصل'' کہتے ہیں۔(ہاں)

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....① خلیفہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ② ولی کسے کہتے ہیں اور ولی کی پہچان کیا ہے؟

جواب..... ① خلیفہ کا معنیٰ قائم مقام اور نائب ہے، رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد دین کا کام سنبھالنے اور جو انتظامات رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے انہیں قائم رکھنے میں جو شخص آپ ﷺ کا قائم مقام ہوا اسے خلیفہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تمام مسلمانوں کے اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ بنے۔ ان چاروں کو خلفائے راشدین اور خلفائے اربعہ کہتے ہیں۔

② جو مسلمان اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی پابندی کرے، کثرت سے عبادت کرے، گناہوں سے اجتناب کرے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو دنیا و مافیہا کی تمام چیزوں سے زیادہ مقدم رکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب اور پیارا ہوتا ہے اُسکو ولی کہتے ہیں۔

ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ مسلمان، متقی، پرہیزگار ہو، کثرت سے عبادت کرتا ہو، اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس پر غالب ہو، دنیا کی حرص نہ ہو، ہر وقت آخرت کا خیال پیش نظر رکھے۔

الشق الثانی..... کفر اور شرک کسے کہتے ہیں؟ نجاست حکمیہ کسے کہتے ہیں؟ غسل کی سنتیں لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① کفر اور شرک کی تعریف ② نجاست حکمیہ کی تعریف ③ غسل کی سنتیں۔

0312 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب..... ① کفر اور شرک کی تعریف:۔ اللہ تعالیٰ کو نہ ماننا کفر ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسری چیزوں کی پوجا کرنا شرک ہے۔

② نجاست حکمیہ کی تعریف:۔ نجاست حکمیہ ایسی نجاست کو کہا جاتا ہے جو بظاہر دیکھنے میں نہ آئے لیکن شریعت کا حکم ہونے کی وجہ سے اسے ناپاکی مان کر اس سے طہارت حاصل کی جائے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ① حدث اصغر یعنی جن چیزوں سے وضو لازم ہوتا ہے۔ ② حدث اکبر یعنی جن چیزوں سے غسل لازم ہوتا ہے۔

③ غسل کی سنتیں:۔ غسل میں پانچ سنتیں ہیں: ① دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔ ② استنجا کرنا اور بدن پر لگی نجاست کو دھونا۔ ③ ناپاکی دور کرنے کی نیت کرنا۔ ④ پہلے وضو کر لینا۔ ⑤ تمام بدن پر تین بار پانی بہانا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل..... کن اوقات میں نماز پڑھنا جائز نہیں؟ قضا نمازیں پڑھتے وقت کیسے نیت کی جائے؟ جماعت کے واجب

ہونے کی شرطیں لکھیں۔ کن صورتوں میں میت کو غسل نہیں دیا جائے گا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① نماز کے ممنوعہ اوقات ② قضا نماز پڑھنے کی نیت ③ وجوبِ جماعت کی شرائط ④ میت کو غسل نہ دینے کی صورتیں۔

جواب ..... ① نماز کے ممنوعہ اوقات:۔ سورج نکلتے وقت، عین دوپہر کے وقت اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز صحیح نہیں۔ البتہ اگر عصر کی نماز ابھی تک نہیں پڑھی تو سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ ان اوقات میں سجدہ تلاوت بھی مکروہ ہے۔

② قضا نماز کی نیت:۔ قضا نماز کی نیت ایسے کی جائے کہ میں فلاں دن کی فلاں نماز کی قضا پڑھتا ہوں۔ صرف یہ نیت کر لینا کہ فلاں نماز کی قضا پڑھتا ہوں کافی نہیں ہے۔

③ وجوبِ جماعت کی شرائط:۔ جماعت کے واجب ہونے کی پانچ شرطیں ہیں: ① مرد ہونا ② بالغ ہونا ③ آزاد ہونا ④ عاقل ہونا ⑤ ترکِ جماعت کے عذروں سے خالی ہونا۔

④ میت کو غسل نہ دینے کی صورتیں:۔ ① شہید کو غسل نہ دیا جائے۔ ② باغی یا ڈاکہ زن عین لڑائی میں مارے جائیں تو ان کی میت کو غسل نہ دیا جائے۔ ③ مرتد کو غسل نہ دیا جائے۔ ④ پانی نہ ہونے کی صورت میں، البتہ اس صورت میں میت کو تیمّم کروادیا جائے۔

الشق الثانی ..... ① سونے چاندی اور اموالِ تجارت کی کتنی مقدار پر زکوٰۃ فرض ہے؟ ② نیز فرض ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟ ③ وضاحت کے ساتھ بتائیں کہ کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز اور کن کو دینا ناجائز ہے؟ ④ زکوٰۃ، عُشر اور صدقۃ الفطر میں کیا فرق ہے؟ واضح کریں۔

جواب ..... ① جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر کرنسی یا مالِ تجارت ہو اور ایک سال تک باقی رہے تو اس پر زکوٰۃ لازم ہے۔

② اگر کسی شخص پر زکوٰۃ لازم ہو اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو ایسا شخص فاسق و فاجر اور گناہگار ہے۔

③ جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان کی مالیت کے بقدر سوداگری کے اسباب ہوں ایسے شخص کو شریعت میں مالدار کہتے ہیں، ایسے شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی مالیت کا مال ہو جو ضرورت سے زائد ہو وہ بھی مالدار ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ اسی طرح سید، علوی اور حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل بن ابی طالب، حضرت حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

اور جس شخص کے پاس اتنا مال نہیں یا بالکل مال نہیں، ایسے شخص کو غریب کہتے ہیں اُس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

④ زکوٰۃ: وہ ادائیگی جو ساڑھے باون تولہ چاندی، ساڑھے سات تولہ سونا یا ان کی بقدر مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد مال کی وجہ سے لازم ہو۔ عُشر: وہ ادائیگی جو زمین کی پیداوار پر کی جائے۔

صدقۂ فطر: وہ ادائیگی جو ہر صاحبِ حیثیت اپنے زیرِ کفالت تمام افراد کی طرف سے عید الفطر کے موقع پر کرتا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل .....درجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① سوتے ہوئے آدمی کے منہ سے نکلا کہ تجھے طلاق ہے یا میری بیوی کو طلاق ہے تو اس سے بھی طلاق واقع ہوگئی؟ (نہیں)

② زبردستی کسی سے طلاق دلوانے کیلئے اسے مارا یا دھمکایا اور اس مجبوری سے اس نے طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوگئی۔ (ہاں)

③ کیا اپنی بیوی کو طلاقن کہنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؟ (ہاں)

④ کیا یہ درست ہے کہ تین طلاق دینے کے باوجود بھی شوہر رجوع کر سکتا ہے؟ (نہیں)

⑤ شوہر نے طلاق دے کر ساتھ ہی ان شاء اللہ بھی کہہ دیا تو کیا طلاق واقع ہوگی؟ (نہیں)

⑥ کیا شراب کے نشہ یا غصہ کی حالت میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؟ (ہاں)

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....درجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا مفسدات روزہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ (ہاں)

② کیا قے آنے اور قصداً لوٹانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ (ہاں)

③ کیا زبان سے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے؟ (نہیں)

④ کیا غیبت، جھوٹ یا گالی گلوچ سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے؟ (ہاں)

⑤ کیا رمضان کے علاوہ کوئی اور روزہ توڑنے سے بھی کفارہ واجب ہوتا ہے؟ (نہیں)

⑥ کیا قضاء روزے لگاتار رکھنا ضروری ہیں؟ (نہیں)

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثالثة: فی العقائد والفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤٤۰ھ

الشق الاوّل.....خدا تعالیٰ کے ساتھ مسلمانوں کو کیا عقیدے رکھنے چاہئیں؟ کم از کم دس عقیدے لکھیں۔ قرآن مجید کی کن آیات سے توحید ثابت ہوتی ہے؟ چند آیات لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) خدا تعالیٰ کے ساتھ مسلمانوں کے عقیدے (۲) قرآنی آیات سے توحید کا ثبوت۔

جواب..... ❶ خدا تعالیٰ کے ساتھ مسلمانوں کے عقیدے:۔ ① اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے ② وہی عبادت اور بندگی کے لائق ہے ③ اُسکا کوئی شریک نہیں ④ وہ ہر چیز کو جانتا ہے کوئی چیز اُس سے مخفی نہیں ⑤ زمین و آسمان، سورج، چاند، ستارے، فرشتے، انسان و جنات غرض تمام دنیا کا خالق اور مالک وہی ہے ⑥ تمام مخلوق کو زندگی عطاء کرنیوالا اور موت دینے والا وہی ہے ⑦ تمام مخلوق کو روزی، رزق دینے والا وہی ہے ⑧ وہ کھانے پینے اور سونے سے پاک ہے ⑨ وہ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا ⑩ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اُسکی آگے کوئی اولاد ہے ⑪ سب اُسکے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ⑫ وہ تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے۔

❷ قرآنی آیات سے توحید کا ثبوت:۔ قرآن مجید میں توحید کی تعلیم کامل اور اعلیٰ درجے پر دی گئی ہے بلکہ آج کل دنیا میں صرف قرآن مجید ہی ایسی کتاب ہے جو خالص توحید کی تعلیم دیتی ہے اگرچہ سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی توحید کی تعلیم تھی مگر اُن تمام کتابوں میں لوگوں نے ردّوبدل کرڈالا اور اُن میں توحید کے خلاف باتیں داخل کردیں۔

قرآن مجید میں اوّل سے آخر تک توحید کی تعلیم ہے جن میں سے چند آیات یہ ہیں: ① **والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الّا ھو الرحمٰن الرحیم** (بقرہ) ② **شھد اللّٰہ انہ لا الٰہ الّا ھو والملئکۃ واولوا العلم قآئمًا بالقسط لا الٰہ الّا ھو العزیز الحکیم** (اٰل عمران) ③ **قل ھو اللّٰہ احد** (اخلاص)۔

0313 6357915 maktabazakaria@gmail.com

الشق الثانی.....موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ اور اسکی مدت کیا ہے؟ اور یہ مسح کن کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟۔ شفاعت سے کیا مراد ہے؟ اور یہ کس قسم کے گناہوں کی معافی کیلئے ہوگی۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) موزوں پر مسح کا طریقہ، مدت اور ٹوٹنے کی وجوہات (۲) شفاعت کی مراد اور اس سے معافی کے مستحق گناہوں کی نشاندہی۔

جواب..... ❶ موزوں پر مسح کا طریقہ، مدت اور ٹوٹنے کی وجوہات:۔ موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں پانی سے بھگو کر پاؤں کے پنجے پر رکھ کر اوپر کی طرف کھینچیں اور انگلیاں مکمل رکھیں صرف انکے سرے نہ رکھیں۔ تلوؤں کی طرف یا

ایڑی کی طرف مسح کرنے سے مسح نہیں ہوتا۔ ایک دفعہ پہنے ہوئے موزوں پر اگر آدمی اپنے گھر میں یا رہنے کی جگہ میں ہو تو ایک دن اور ایک رات تک مسح کرسکتا ہے اور اگر سفر میں ہو تو تین دن اور تین رات تک مسح کرسکتا ہے۔

جن چیزوں سے وضوء ٹوٹتا ہے اُن سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے، ان کے علاوہ مسح کی مدت گزر جانے سے، موزے اتار دینے سے یا تین انگلیوں کے برابر موزے پھٹ جانے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔

❷ شفاعت کی مراد اور اس سے معافی کے مستحق گناہوں کی نشاندہی:۔ شفاعت سفارش کو کہتے ہیں، قیامت کے دن آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سامنے گناہگار بندوں کی سفارش کریں گے اور یہ فضیلت آپ ﷺ کو عطاء ہو چکی ہے مگر اُس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے جلال اور جبروت کے ادب سے آپ ﷺ بھی شفاعت کی اجازت مانگیں گے جب وہ اجازت ملے گی تو پھر شفاعت فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام، اولیاءؒ و شہداء بھی شفاعت کریں گے لیکن ہر شخص اجازت سے ہی شفاعت کرسکے گا۔

کفر اور شرک کے علاوہ بقیہ تمام گناہوں کی معافی کے لئے شفاعت ہوسکتی ہے اور ہوگی اور کبیرہ گناہوں والے مؤمنین شفاعت کے زیادہ محتاج ہوں گے کیونکہ صغیرہ گناہ تو دنیا میں بھی عبادات کے ذریعے معاف ہوتے رہتے ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....سجدۂ سہو کا مطلب لکھیں اور یہ کب واجب ہوتا ہے؟ اور طریقہ بھی درج کریں۔ نماز سے پہلے یا بعد کی سنتوں میں سب سے اہم سنتیں کون سی ہیں؟ دلیل سے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) سجدۂ سہو کا مطلب، وجوب اور طریقہ (۲) نماز کی اہم سنتوں کی نشاندہی مع دلیل۔

جواب..... ❶ سجدۂ سہو کا مطلب، طریقہ اور وجوب:۔ سہو کا معنی بھول جانا ہے، بسا اوقات نماز میں بھول کر کمی زیادتی سے نقصان ہو جاتا ہے اور بعض نقصان ایسے ہیں کہ اُن کو دور کرنے کیلئے نماز کے آخری قعدہ میں دو سجدے کئے جاتے ہیں اُن کو سجدۂ سہو کہتے ہیں۔ سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد ایک طرف سلام پھیر کر تکبیر کہیں اور معمول کے مطابق دو سجدے کریں پھر آخر میں بیٹھ کر دوبارہ التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔

نماز میں کسی واجب کے چھوٹ جانے سے یا واجب میں تاخیر ہو جانے سے یا کسی فرض میں تاخیر ہو جانے سے یا کسی فرض کو مقدم کر دینے سے یا کسی فرض کو مکرر کر دینے سے یا کسی واجب کی کیفیت بدل دینے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص قصداً ان افعال میں سے کوئی فعل کرے تو سجدۂ سہو سے یہ نقصان ختم نہ ہوگا بلکہ نماز کو لوٹانا واجب ہے۔

مثلاً بھول کر دو مرتبہ رکوع کرنے سے یا تین سجدے کرنے سے یا قعدہ اولیٰ یا اخیرہ میں تشہد چھوٹ جانے سے یا قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد **اللھم صلی علی محمدٍ** پڑھنے سے یا اتنی ہی دیر خاموش بیٹھے رہنے سے یا امام کے جہری نماز میں آہستہ تلاوت کرنے سے یا امام کے سِری نماز میں جہر کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

0312 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ نماز کی اہم سنتوں کی نشاندہی مع دلیل:۔ ویسے تو مجموعی طور پر بارہ رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں مگر اُن میں سے فجر کی نماز کے وقت فرضوں سے پہلے دو رکعت سنت کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے کہ اس کو کبھی نہ چھوڑا جائے اور اگر کسی دن دیر ہو جائے اور نماز کا وقت بالکل ختم ہونے کے قریب ہو تو ایسی مجبوری میں صرف فرض پڑھ لئے جائیں اور سورج نکلنے کے بعد ان سنتوں کی قضاء کی جائے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعت سنن دنیا و مافیہا سے افضل و بہتر ہیں۔ دوسری جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعت سنن کسی صورت میں نہ چھوڑو اگرچہ تم گھوڑے پر سوار ہو تب بھی ان کو ترک نہ کرو

الشق الثانی.....زکوٰۃ کا مطلب لکھئے اور اس کی عدم ادائیگی پر جو وعیدیں وارد ہیں وہ کیا ہیں؟ زکوٰۃ یکبارگی دینا ضروری ہے یا آہستہ آہستہ بھی دے سکتے ہیں؟

جواب..... ❶ زکوٰۃ کا مطلب اور عدم ادائیگی پر وعیدیں:۔ زکوٰۃ مال کے اُس خاص حصے کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے

مطابق فقیرمحتاج وغیرہ لوگوں کو دے کر انہیں مالک بنایا جائے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اس کیلئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی اور ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اسکی دونوں کروٹیں، پیشانی اور پیٹھ داغی جائیگی جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی پھر گرم کی جائینگی۔ اسی طرح ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی قیامت کے دن اس کا مال زہریلے اور گنجے سانپ کی صورت میں اس کی گردن میں لپٹ جائیگا اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا کہ مَیں ہی تیرا مال اور خزانہ ہوں۔

❷ ادائیگی زکوٰۃ کی وضاحت:۔ زکوٰۃ کو یکبارگی ادا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ حسبِ ضرورت اور بوقتِ ضرورت آہستہ آہستہ بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اگر چاہے تو ایک ہی مستحق کو پوری زکوٰۃ دے دے اور اگر چاہے تو تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ کئی غریبوں کو آہستہ آہستہ دیتے رہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....مہر کس کو کہتے ہیں؟ اس کی کم از کم مقدار کیا ہے؟ اس کا حکم بھی بیان کریں۔ مہر مثل کا کیا مطلب ہوتا ہے اور اس میں کس چیز کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ کافر لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جو نکاح کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) مہر کی مراد، مقدار اور حکم (۲) مہرِ مثل کا مطلب (۳) کافر لوگوں کے نکاح کا حکم۔

جواب..... ❶ مہر کی مراد، مقدار اور حکم:۔ مرد و عورت کے درمیان انعقادِ نکاح کے نتیجہ میں مرد پر جو مال لازم ہوتا ہے اسکو مہر کہتے ہیں۔ کم سے کم مہر کی مقدار تقریباً پونے تین درہم چاندی ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں جتنا مرضی مقرر کرے مگر بہت زیادہ مقرر کرنا بھی اچھا نہیں ہے۔ اگر کسی نے اس مقدار سے کم مہر مقرر کیا تو اس صورت میں نکاح صحیح ہوگا مگر کم سے کم یہی مقدار لازم ہوگی اس سے کم مہر نہیں ہوسکتا۔

❷ مہرِ مثل کا مطلب:۔ عورت کے والد کے گھرانے میں سے کوئی دوسری عورت جو عمر میں، خوبصورتی میں، کنوارے پن میں، مالدار ہونے میں، دیس و وطن میں، دین دار، ہوشیار، سلیقہ دار و پڑھی لکھی ہونے میں اس عورت کی مثل ہو تو جو مہر اُس عورت کا مقرر ہوا تھا وہی اس عورت کا مہرِ مثل ہے۔

❸ کافر لوگوں کے نکاح کا حکم:۔ کافر لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طرح نکاح کریں شریعت اُس کو معتبر سمجھتی ہے، لہٰذا اگر وہ دونوں اکٹھے مسلمان ہو جائیں تو دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے سابقہ نکاح باقی ہے اور اگر ان دونوں میں سے ایک مسلمان ہوا دوسرا مسلمان نہیں ہوا تو پھر نکاح ختم ہو جائے گا۔ اور اگر عورت مسلمان ہوئی اور مرد مسلمان نہیں ہوا تو جب تک اُس کی پوری عدت نہ گزر جائے تب تک وہ دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔

الشق الثانی.....میاں بیوی میں جدائی ہوگئی اور گود میں بچہ ہے تو پرورش کا حق کس کا ہے؟ اگر ماں نہ ہو تو بچے کی پرورش کون کرے گا؟

03135557913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) میاں بیوی میں جدائی کے بعد بچہ کی پرورش کے حق دار کی نشاندہی (۲) اگر ماں نہ ہو تو بچے کی پرورش کے ذمے دار کی نشاندہی۔

جواب..... ❶ میاں بیوی میں جدائی کے بعد بچہ کی پرورش کے حق دار کی نشاندہی:۔ اگر زوجین میں جدائی ہو جائے اور عورت کی گود میں بچہ ہو تو اُسکی پرورش کا حق اسی ماں کو ہی ہے، باپ اُس بچہ کو نہیں چھین سکتا البتہ اُس بچے کا سارا خرچ باپ ہی ادا کرے گا۔ اور اگر ماں خود پرورش نہ کرے اور بچہ باپ کے حوالے کردے تو باپ کو بچہ لینا پڑے گا وہ زبردستی اپنا بچہ عورت کو نہیں دے سکتا۔

❷ اگر ماں نہ ہو تو بچے کی پرورش کے ذمے دار کی نشاندہی:۔ اگر بچہ کی ماں نہ ہو یا ماں ہو مگر وہ بچہ کو اپنی پرورش میں لینے سے انکار کرے تو پھر پرورش کا حق نانی اور پرنانی کو ہے، اس کے بعد دادی اور پردادی کا حق ہے، اگر یہ بھی نہ ہوں تو پھر حقیقی بہن اپنے بھائی کی پرورش کرے گی، اگر حقیقی بہنیں نہ ہوں تو پھر سوتیلی بہنیں پرورش کریں گی، پھر خالہ اور پھر پھوپھی کو پرورش کا حق ہے۔ گویا

پرورش کے حق میں ماں کی نسبت والی رشتہ دار عورت باپ کی نسبت والی رشتہ دار عورت سے مقدّم ہوگی۔

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... کیا مشرک کی مغفرت ہوگی؟ وضوء کے فرائض، سنن، مستحبات ومکروہات تحریر کریں۔ صحابی کسے کہتے ہیں؟ ان کی تعداد ذکر کریں۔ مدرک، مسبوق ولاحق کسے کہتے ہیں؟

جواب ..... ❶ مشرک کی مغفرت کی وضاحت:۔ مشرکوں کی بخشش ومعافی نہیں ہوگی، وہ ہمیشہ ہی تکلیف وعذاب میں رہیں گے۔

❷ وضوء کے فرائض، سنن، مستحبات ومکروہات:۔ فرائض: وضوء میں چار فرض ہیں: ① پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک منہ دھونا ② دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا ③ چوتھائی سر کا مسح کرنا ④ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ سنن: وضو میں تیرہ سنت ہیں: ① نیت کرنا ② بسم اللہ پڑھنا ③ تین بار دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا ④ مسواک کرنا ⑤ تین بار کلی کرنا ⑥ تین بار ناک میں پانی ڈالنا ⑦ داڑھی کا خلال کرنا ⑧ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا ⑨ ہر عضو کو تین بار دھونا ⑩ پورے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا ⑪ دونوں کانوں کا مسح کرنا ⑫ ترتیب سے وضوء کرنا ⑬ پے در پے وضوء کرنا یعنی ایک عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھونا۔ مکروہات: وضو میں چار چیزیں مکروہ ہیں ① ناپاک جگہ پر وضو کرنا ② سیدھے ہاتھ سے ناک صاف کرنا ③ وضو کے دوران دنیاوی باتیں کرنا ④ سنت کے خلاف وضو کرنا۔ مستحبات: وضو میں پانچ چیزیں مستحب ہیں: ① دائیں طرف سے وضوء شروع کرنا (بعض علماء نے اِسے سنت کہا ہے اور یہی قوی ہے) ② گردن کا مسح کرنا ③ وضوء از خود کرنا کسی سے مدد نہ لینا ④ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا ⑤ پاک اور اونچی جگہ پر بیٹھ کر وضوء کرنا۔

❸ صحابی کا تعارف وتعداد:۔ صحابی وہ شخص ہے جس نے ایمان کی حالت میں آپ ﷺ کو دیکھا ہو یا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہو اور ایمان کی حالت میں ہی اُس کی وفات ہوئی ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ہزاروں میں ہے (حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ شرکت کرنیوالے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ بیان کی گئی ہے)

❹ مدرک، مسبوق ولاحق کی تعریف:۔ مدرک: وہ شخص جس کو امام کے ساتھ پوری نماز ملی ہو یعنی پہلی رکعت سے امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہوا اور آخر تک امام کے ساتھ رہے۔ لاحق: وہ شخص جس کی امام کے ساتھ شریک ہونے کے بعد کوئی رکعت رہ جائے مثلاً کوئی شخص امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوا مگر سجدہ میں یا قعدہ میں سو گیا اور اتنی دیر سویا رہا کہ امام نے مزید کوئی رکعت پڑھ لی۔ مسبوق: وہ شخص جو شروع سے امام کے ساتھ شریک نہ ہوا ہو بلکہ ایک یا زائد رکعتیں اس کی جماعت سے رہ گئی ہوں۔

الشق الثانی ..... درج ذیل صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟ ① غلطی سے ایک ہی رکعت میں دو رکوع کر لیے ② سورۃ فاتحہ پڑھنا بھول گئے ③ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء کی جگہ دعاءِ قنوت پڑھ لی۔

0313 6357913 makkibazakariyamultan@gmail.com

کس قسم کے موزوں پر مسح کی اجازت ہے؟ کیا کان کے مسح کیلئے نیا پانی لینا چاہئے؟

جواب ..... ❶ پہلی دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔ تیسری صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

❷ مسح جائز ہونے والے موزے:۔ تین قسم کے موزوں پر مسح کی اجازت ہے: ① چمڑے کے موزے جن سے پاؤں ٹخنوں تک چُھپ جائیں۔ ② وہ اُونی وسوتی موزے جن میں چمڑے کا تلا لگا ہوا ہو۔ ③ وہ اُونی وسوتی موزے جو اس قدر موٹے ہوں کہ خالی موزے پہن کر تین چار میل پیدل چلنے سے نہ پھٹیں۔

❸ کان کے مسح کا پانی:۔ کان کے مسح کیلئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے، سر کے مسح کیلئے جو پانی لیا تھا وہی پانی کافی ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... نکاح میں کتنے گواہ ہوتے ہیں؟ اور کیا عورتیں گواہ بن سکتی ہیں؟ کن صورتوں میں عورت کو مکمل مہر ملے گا؟

عدت کے دوران سوگ منانے کا کیا مطلب ہے؟ کیا جھوٹی قسم کھانے پر بھی کفارہ ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① نکاح میں گواہوں کی تعداد اور عورت کی گواہی کا حکم ② عورت کو مکمل مہر ملنے کی صورتیں ③ دوران عدت سوگ منانے کا مطلب ④ جھوٹی قسم کھانے پر کفارے کا حکم۔

جواب..... ① نکاح میں گواہوں کی تعداد اور عورت کی گواہی:۔ نکاح کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے۔ صرف عورتوں کی گواہی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا خواہ کتنی ہی زیادہ ہوں۔

② عورت کو مکمل مہر ملنے کی صورتیں:۔ ① اگر مرد اور عورت کو ایسی تنہائی میسر آ گئی جس میں ان دونوں کو صحبت سے کوئی چیز مانع نہیں تھی تو مکمل مہر لازم ہو گیا۔ ② اگر ایسی تنہائی میسر آنے سے پہلے کوئی ایک مر گیا تب بھی مکمل مہر لازم ہے۔

③ دوران عدت سوگ منانے کا مطلب:۔ سوگ منانے کا مطلب یہ ہے کہ عورت خوشبو نہ لگائے، کپڑے بسانا، زیورات پہننا، پھول پہننا، سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا، اچھے کپڑے پہننا۔

④ جھوٹی قسم کھانے پر کفارہ کا حکم:۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانے کا بہت گناہ ہے لیکن اس پر کفارہ نہیں۔

الشق الثانی.....مریض نماز کیسے پڑھے گا؟ آدمی مسافر کب بنتا ہے اور سفر کی نماز کیسے ادا کی جائے گی؟ سفر کی حالت میں اگر کوئی پوری نماز پڑھے تو کیا یہ درست ہے؟

جواب..... ① مریض کی نماز کا طریقہ:۔ اگر مریض میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو چت لیٹ کر اس طرح نماز پڑھے کہ اسکے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں، مگر پاؤں پھیلائے نہیں بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے، سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کر لے اور رکوع و سجدہ کیلئے سر جھکا کر اشارے سے نماز پڑھے، یہ صورت افضل ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ شمال کی جانب سر کر کے دائیں کروٹ پر یا جنوب کی جانب سر کر کے بائیں کروٹ پر لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔ ان میں دائیں کروٹ پر لیٹنا افضل ہے۔ اگر اشارہ سے بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو پھر نماز چھوڑ دے۔

② :۔ کوئی شخص اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ سفر کی نیت سے سفر شروع کرے تو یہ شخص مسافر بن جاتا ہے۔ ایسا شخص چار رکعت والی فرض نماز دو دو رکعت پڑھے گا۔ اگر سفر کی جلدی ہو تو فجر کے علاوہ باقی سنتیں چھوڑ دے، وگرنہ سنتوں کی رکعتوں میں تخفیف نہیں ہے وہ پوری ہی پڑھی جائیں گی۔

③ :۔ سفر میں پوری چار رکعت نماز پڑھنا گناہ ہے جیسا کہ اقامت میں چھ رکعت نماز پڑھنا گناہ ہے۔ اگر کسی شخص نے بھول کر چار رکعت پڑھ لیں تو اگر اس نے دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہے تب تو اسکی دو رکعتیں فرض اور دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی، اور اگر اس نے دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات نہیں پڑھی تو اسکی چاروں رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔ فرائض دوبارہ پڑھے گا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....کن صورتوں میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے؟ ایک بچہ یکم شوال کو فجر کے بعد پیدا ہوا تو کیا اسکی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا؟ روزہ توڑنے کا کیا کفارہ ہے؟ اعتکاف کی اقسام لکھنے کے بعد بتائیں کہ اعتکاف کیلئے کیا چیزیں ضروری ہیں؟

جواب..... ① روزہ چھوڑنے کے عذر:۔ ① سفر یعنی مسافر آدمی کیلئے حالتِ سفر میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے لیکن اگر سفر میں مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔ ② مرض یعنی ایسی بیماری جس میں روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہ ہو یا روزہ رکھنے کی وجہ سے بیماری کے بڑھنے کا اندیشہ ہو۔ ③ بہت زیادہ بوڑھا و ضعیف ہونا۔ ④ حاملہ ہونا جبکہ عورت کو یا حمل یعنی پیٹ میں موجود بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ و غالب گمان ہو۔ ⑤ دودھ پلانا جبکہ دودھ پلانے والی کو یا بچے کو نقصان کا اندیشہ ہو۔ ⑥ روزہ سے اس قدر بھوک یا پیاس کا غالب ہونا کہ جان نکلنے کا اندیشہ ہو۔ (⑦ حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا بالکل جائز نہیں ہے)

② یکم شوال فجر کے بعد پیدا ہونے والے بچہ کے صدقۂ فطر کا حکم:۔ صدقۂ فطر کا وجوب یوم الفطر میں طلوعِ شمس کے ساتھ متعلق

ہے یعنی جو شخص یکم شوال کو طلوعِ شمس کے وقت موجود ہے اور اس میں شرائطِ وجوب موجود ہیں تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ لہٰذا جو شخص طلوعِ شمس سے قبل مر گیا یا جو طلوعِ شمس کے بعد اسلام لایا یا طلوعِ شمس کے بعد بچہ پیدا ہوا ان پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے اس لئے کہ وقتِ وجوب کی ان میں شرط نہیں پائی جاتی۔ (قدوری)

③ روزہ توڑنے کا کفارہ:۔ ساٹھ دن لگاتار روزے رکھے، اگر روزے رکھنے کی طاقت نہیں تو ساٹھ مسکینوں کو صبح وشام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا اس کی قیمت دے۔

④ اعتکاف کی قسمیں اور ضروری چیزیں:۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: ① واجب: جیسے نذر کا اعتکاف۔ ② سنت مؤکدہ: رمضان کے آخری دس دن کا اعتکاف۔ ③ مستحب: واجب اور سنت مؤکدہ کے علاوہ ہر اعتکاف مستحب ہے۔

اعتکاف کے لیے درج ذیل چیزیں ضروری ہیں: ① مسلمان ہونا ② حدث اکبر اور حیض ونفاس سے پاک ہونا ③ عاقل ہونا ④ نیت کرنا ⑤ مسجدِ جماعت میں اعتکاف کرنا ⑥ اعتکافِ واجب کے لیے روزہ بھی شرط ہے۔

الشق الثانی.....کیا طلاق شدہ عورت سوگ منائے گی؟ عدتِ وفات کی مدت لکھیں۔ شادی شدہ عورت کا نفقہ کس کے ذمّے ہے؟ نکاح ہو گیا مگر رخصتی نہیں ہوئی تو کیا اس کا خرچہ بھی شوہر کے ذمہ ہے؟

جواب..... ① طلاق شدہ عورت بھی سوگ منائے گی۔

② غیر حاملہ عورت کی عدت وفات چار ماہ دس دن ہے۔ اگر وہ عورت حاملہ ہے تو اسکی عدت وضعِ حمل ہے۔

③ شادی شدہ عورت کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے۔

④ نکاح ہو گیا مگر رخصتی نہیں ہوئی تب بھی عورت شوہر سے نان ونفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ البتہ اگر مرد نے رخصتی کا مطالبہ کیا مگر رخصتی نہ ہوئی تو پھر نان ونفقہ کی مستحق نہیں ہے۔

﴿الورقة الثالثة: فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....ایک مسلمان کو کتنی چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے؟ ولی کسے کہتے ہیں اور اس کی پہچان کیا ہے؟ کتنی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ کیا پھٹے ہوئے موزے پر مسح کرنا جائز ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① کن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ② ولی کی تعریف اور پہچان ③ نواقض وضو ④ پھٹے ہوئے موزے پر مسح کا حکم۔

جواب..... ① کن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے؟ ایک مسلمان کے لیے اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن، اچھی بری تقدیر اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے۔

② ولی کی تعریف اور پہچان:۔ **کما مر فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۹ھ**

③ نواقض وضو:۔ نواقض وضو آٹھ ہیں: ① پیشاب، پاخانہ یا ان دو راستوں سے کسی اور چیز کا نکلنا۔ ② ریح یعنی ہوا کا پیچھے سے نکلنا۔ ③ بدن سے خون یا پیپ کا نکل کر بہہ جانا۔ ④ منہ بھر کر قے کرنا۔ ⑤ لیٹ کر یا سہارا لے کر سو جانا۔ ⑥ بے ہوش ہو جانا۔ ⑦ مجنوں یعنی دیوانہ ہو جانا۔ ⑧ نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔

④ پھٹے ہوئے موزے پر مسح کا حکم:۔ اگر موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹ جائے تو اس پر مسح کرنا جائز نہیں، اس سے کم پر جائز ہے۔

0313 6397913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل..... ① نجاست غلیظہ اور خفیفہ کسے کہتے ہیں اور کون سی چیزیں نجاست غلیظہ اور کون سی خفیفہ ہیں؟ ② نماز کے حق میں نجاست غلیظہ اور خفیفہ کی کتنی مقدار معاف ہے؟ ③ حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے یا نجس؟ ④ مچھلی، مکھی، کھٹمل اور مچھر کے خون کا کیا حکم ہے؟ ⑤ چٹائی، زیور، مٹی یا چینی کے برتن اور جوتے اگر نجس ہو جائیں تو صاف کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب..... ① نجاست حقیقیہ کی دو قسمیں ہیں: ① نجاست غلیظہ: (یعنی جس کی نجاست سخت ہے، معمولی مقدار بھی کہیں لگ جائے تو دھونے کا حکم ہے) خون، آدمی کا پاخانہ، پیشاب، منی، شراب، بلی و کتا کا پیشاب و پاخانہ، سور کا گوشت، بال، ہڈی اور دیگر تمام اعضاء، تمام جانوروں کا پاخانہ اور مرغی، بطخ، مرغابی کی بیٹ، گدھا، خچر اور تمام حرام جانوروں کا پیشاب اور دودھ پیتے بچہ کا پیشاب و پاخانہ، یہ تمام چیزیں نجاست غلیظہ میں شامل ہیں۔ ② نجاست خفیفہ: (یعنی جسکی نجاست ذرا کم اور ہلکی ہے) حرام پرندوں کی بیٹ، حلال جانوروں کا پیشاب نجاست خفیفہ ہیں۔

② نجاست غلیظہ اگر پتلی اور بہنے والی ہے مثلاً پیشاب وغیرہ تو پھیلاؤ میں ایک درھم کی مقدار یا اس سے کم ہو تو معاف ہے اگر زائد ہو تو معاف نہیں ہے، اور اگر نجاست غلیظہ گاڑھی ہے تو ساڑھے چار ماشے یا اس سے کم وزن ہو تو معاف ہے، اگر ساڑھے چار ماشے سے زائد ہو تو معاف نہیں ہے اور نجاست خفیفہ جسم یا کپڑے کے جس حصہ پر لگی ہے اگر اس حصہ کی چوتھائی مقدار سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر چوتھائی حصہ کے برابر یا زائد ہے تو پھر معاف نہیں ہے۔

③ مرغی، بطخ اور مرغابی کے علاوہ تمام حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر، چڑیا وغیرہ۔

④ مچھلی، مکھی، کھٹمل اور مچھر کا خون نجس نہیں ہے لہٰذا اگر یہ جسم یا کپڑے پر لگ جائے تو کچھ حرج نہیں۔

⑤ چٹائی، زیور، مٹی یا چینی کے برتن اسی طرح وہ اشیاء جن کو نچوڑا نہ جا سکتا ہو، اگر ایسی اشیاء پر نجاست لگ جائے تو اُس کا پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھہر جائیں جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے پھر دھوئے اسی طرح تیسری دفعہ دھویا جائے۔

جوتے اور چمڑے کے موزے میں اگر نجاست لگ کر خشک ہو جائے جیسے گوبر، پاخانہ، خون، منی وغیرہ تو ان اشیاء کو زمین پر خوب رگڑنے سے یا کھرچ ڈالنے سے یہ اشیاء پاک ہو جاتی ہیں اور اگر نجاست خشک نہ ہوئی تب بھی اگر ان اشیاء کو اتنا رگڑا کہ نجاست کا نام و نشان باقی نہ رہا تو یہ اشیاء پاک ہو جائیں گی۔

الشق الثانی..... قیامت کب آئیگی؟ قیامت کی کچھ نشانیاں ذکر کریں۔ تقدیر کسے کہتے ہیں اور مرنے کے بعد زندہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ چار آسمانی کتابوں کے نام اور جن پیغمبروں پر نازل ہوئیں انکے نام تحریر کریں۔ رسول کی تعریف اور نبی و رسول میں فرق واضح کریں۔ اللہ تعالیٰ نے کتنے رسول اور نبی مبعوث فرمائے؟ (ح ۲۔ ص ۸، ۹، ۱۲)

0313 6357913 makabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں: ① قیامت کا وقوع اور اسکی نشانیاں ② تقدیر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کی مراد ③ آسمانی کتب اور ان کے پیغمبروں کے نام ④ رسول کی تعریف اور نبی و رسول میں فرق ⑤ رسول و نبیوں کی تعداد۔

جواب..... ① <u>قیامت کا وقوع اور اسکی نشانیاں:۔</u> قیامت کے وقوع کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے بس اتنا معلوم ہے کہ جمعہ کا دن اور محرم الحرام کی دس تاریخ ہوگی۔ البتہ قیامت کی کچھ نشانیاں درج ذیل ہیں: جب دنیا میں گناہ زیادہ ہوں گے، لوگ اپنے ماں باپ کی نافرمانیاں کریں گے اور اُن پر سختیاں کریں گے، امانت میں خیانت کی جائے گی، ناچ گانا کی زیادتی ہوگی، بعد والے لوگ اپنے پہلے بزرگوں کو بُرا کہیں گے، بے علم اور کم علم لوگ مقتداء و پیشوا بن جائیں گے، چرواہے وغیرہ کم درجے کے لوگ اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے، نا قابل لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوں گے۔ جب ان علامات کا ظہور ہو تو سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے۔

② <u>تقدیر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کی مراد:۔</u> ہر بات اور ہر اچھی بری چیز کے لئے اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک اندازہ مقرر ہے اور

ہر چیز کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اسی علم اور اندازے کو تقدیر کہتے ہیں۔

قیامت میں سب چیزیں فنا ہو جائیں گی، پھر اسرافیل علیہ السلام دوبارہ صور پھونکیں گے تو سب چیزیں دوبارہ موجود ہو جائیں گی، آدمی بھی زندہ ہو جائیں گے، میدان حشر میں خدا تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوگی حساب لیا جائیگا اور اچھے برے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا جس روز یہ کام ہوں گے اس دن کو **یوم الحشر** (جمع کئے جانے کا دن) **یوم الجزاء** اور **یوم الدین** (بدلہ دینے کا دن) اور **یوم الحساب** (حساب کا دن) کہتے ہیں۔

③ آسمانی کتب اور ان کے پیغمبروں کے نام:۔ ① تورات، یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ ② زبور، یہ حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ ③ انجیل، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ ④ قرآن مجید، یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

④ رسول کی تعریف اور نبی و رسول میں فرق:۔ رسول اللہ تعالیٰ کے بندے اور انسان ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے بندوں پر اپنے احکام پہنچانے کیلئے مقرر فرماتے ہیں، یہ سچے ہوتے ہیں، کبھی جھوٹ نہیں بولتے، گناہ بھی نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے معجزے دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیغام و احکام کو بغیر کسی کمی و بیشی کے انسانوں تک پہنچاتے ہیں۔

رسول وہ پیغمبر جس کو نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو اور نبی ہر پیغمبر کو کہتے ہیں خواہ اسے نئی شریعت و کتاب دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو۔

⑤ رسول و نبیوں کی تعداد:۔ دنیا میں بے شمار نبی و رسول آئے مگر اُن کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، ہمیں صرف اس بات پر ایمان لانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی رسول اور نبی بھیجے وہ سب کے سب برحق ہیں، ہم ان کو نبی و رسول مانتے ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل..... کسی آدمی کی موت کا وقت قریب ہو تو دوسرے لوگوں پر کیا شرعی احکام ہیں؟ وضاحت کریں۔ کیا میت کے بالوں میں کنگھی کرنا یا بال کاٹنا یا ناخن کاٹنا درست ہے؟ اگر کوئی بچہ ماں کے پیٹ سے مرا ہوا پیدا ہو تو اسکے غسل، کفن و نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

جواب..... ① قریب الموت شخص کے شرعی احکام:۔ **کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۵ھ۔**

② میت کے بالوں میں کنگھی کرنے، بال کاٹنے یا ناخن کاٹنے کا حکم:۔ میت کے بالوں میں کنگھی کرنا، میت کے بال کاٹنا یا ناخن کاٹنا جائز نہیں ہے۔ ان سب چیزوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

③ ماں کے پیٹ سے مردہ پیدا ہونے والے بچہ کے غسل، کفن و نماز جنازہ کا حکم:۔ جو بچہ زندگی کی کوئی علامت ظاہر ہونے کے بعد مر گیا تو اس کا نام رکھا جائے گا، غسل دیا جائے گا اور اسکی نماز جنازہ بھی ہوگی اور اگر زندگی کی کوئی علامت نہ پائی گئی تو غسل دے کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر نماز جنازہ کے بغیر ہی دفن کر دیں گے۔

الشق الثانی..... رمضان کا روزہ قضاء ہونے کی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ متعین دن روزہ رکھنے کی نذر مانی ہو یا دن متعین کئے بغیر نذر مانی ہو دونوں میں روزہ رکھتے وقت نیت کے اعتبار سے کیا فرق ہے؟ رمضان کا روزہ قضاء کرتے وقت نیت کب سے کرنا ضروری ہے؟

0343 6357912 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب..... ① رمضان کا روزہ قضاء ہونے کی صورت میں شرعی حکم:۔ رمضان کے روزے کسی وجہ سے قضاء ہو جائیں تو رمضان کے بعد جہاں تک جلد ہو سکے ان روزوں کی قضاء کرے، بلا وجہ قضاء رکھنے میں دیر کرنا گناہ ہے۔

② متعین دن روزہ رکھنے کی نذر مانی یا دن متعین کئے بغیر نذر مانی تو دونوں میں روزہ رکھتے وقت نیت کا فرق:۔ پہلی صورت میں جب دن و تاریخ مقرر کر کے نذر مانی کہ یا اللہ اگر آج فلاں کام ہو جائے تو کل روزہ رکھوں گا یا یوں کہا کہ یا اللہ میری فلاں مراد پوری ہو جائے تو پرسوں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گا، اس نذر میں اگر رات سے روزہ کی نیت کی تو بھی درست ہے۔ اگر رات سے نیت نہ کی دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے نیت کر لی تب بھی درست ہے نذر ادا ہو جائے گی۔ دوسری صورت میں جب دن و تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی بس اتنا ہی کہا یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو ایک روزہ رکھوں گا یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہہ دیا کہ پانچ روزے رکھوں گا، اس نذر میں رات سے نیت کرنا شرط ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو نذر کا روزہ نہ ہوگا بلکہ وہ روزہ نفل ہوگا۔

③ رمضان کا روزہ قضاء کرتے وقت نیت کا وقت:۔ رمضان کے قضاء روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضاء صحیح نہ ہوگی بلکہ وہ روزہ نفل ہو جائے گا قضاء کا روزہ پھر سے رکھے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل .....صدقۂ فطر وقربانی کس شخص پر شرعاً واجب ہے؟ اگر صدقۂ فطر عید سے پہلے رمضان میں ادا کر دیا تو کیا یہ ادائیگی شرعاً درست ہو جائے گی؟ ایک آدمی کا صدقۂ فطر کئی آدمیوں کو دینا یا کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک آدمی کو دینا شرعاً کیسا ہے؟ صدقۂ فطر لینے کا مستحق کون شخص ہے؟

جواب ..... ① صدقۂ فطر وقربانی کا وجوب:۔ جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوۃ واجب ہو یا اس پر زکوۃ تو واجب نہیں لیکن ضروریاتِ زندگی سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوۃ واجب ہو تو اس پر عید کے دن صدقۂ فطر دینا واجب ہے، چاہے وہ کاروباری سامان ہو یا نہ ہو۔ جس پر صدقۂ فطر واجب ہے اس پر بقرہ عید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے۔

② صدقۂ فطر عید سے پہلے رمضان میں ادا کرنے کا حکم:۔ اگر کسی نے عید کے دن سے پہلے ہی رمضان میں صدقۂ فطر ادا کر دیا تو یہ بھی ادا ہو جائے گا، دوبارہ ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

③ ایک آدمی کا صدقۂ فطر کئی آدمیوں کو دینا یا کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک آدمی کو دینے کا حکم:۔ ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دیدینا یا تھوڑا تھوڑا کئی فقیروں کو دینا بھی جائز ہے۔ اسی طرح کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک فقیر کو بھی دینا جائز ہے۔

④ صدقۂ فطر لینے کا مستحق کون؟:۔ جن لوگوں کو زکوۃ دینا جائز ہے انہیں صدقۂ فطر دینا بھی جائز ہے اور جن لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے انہیں صدقۂ فطر دینا بھی جائز نہیں ہے۔

الشق الثانی .....طلاق بائن، مغلظہ ورجعی کی وضاحت کریں۔ اگر رخصتی سے پہلے شوہر طلاق دیدے تو یہ رجعی ہوگی یا بائن؟ اور عورت پر عدت ہوگی یا نہیں؟ رخصتی سے قبل طلاق کی صورت میں کتنا مہر واجب ہوگا؟

جواب ..... ① طلاق بائن، مغلظہ ورجعی کی وضاحت:۔ طلاق کی تین اقسام ہیں: ① ایسی طلاق جس میں نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور بغیر نکاحِ جدید اس مرد کے پاس رہنا جائز نہیں، اگر پھر اس کے پاس رہنا چاہے اور مرد بھی اس کو رکھنے پر راضی ہو تو دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا ایسی طلاق کو بائن طلاق کہتے ہیں ② ایسی طلاق جس میں نکاح ایسا ٹوٹا کہ دوبارہ نکاح بھی کرنا چاہیں تو عدت کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا پڑے گا اور جب وہاں سے طلاق ہو جائے تب عدت کے بعد پہلے شوہر سے نکاح ہو سکے گا، ایسی طلاق کو مغلظہ کہتے ہیں ③ وہ طلاق جس میں نکاح ابھی نہیں ٹوٹا صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاق دینے کے بعد اگر مرد پشیمان ہوا تو پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں، نیا نکاح کئے بغیر بھی اس کو رکھ سکتا ہے البتہ اگر مرد طلاق دے کر اس پر قائم رہا اور اس سے نہیں پھرا تو جب طلاق کی مدت گزر جائے گی تب نکاح ٹوٹ جائے گا اور عورت جدا ہو جائے گی اور جب تک عدت نہ گزرے تب تک رکھنے نہ رکھنے دونوں باتوں کا اختیار ہے، ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں، البتہ اگر تین طلاقیں دیدیں تو اب اختیار نہیں۔

② رخصتی سے پہلے شوہر طلاق دیدے تو یہ رجعی ہوگی یا بائن؟ اور عورت پر عدت کا حکم:۔ اگر رخصتی سے قبل ہی مرد نے طلاق دیدی یا رخصتی تو ہوگئی لیکن ابھی میاں بیوی میں ویسی تنہائی نہیں ہوئی جو شرع میں معتبر ہے تو طلاق بائن واقع ہوگی، چاہے صاف لفظوں سے دی ہو یا گول لفظوں میں، ایسی عورت کو جب طلاق دی جائے تو بائن طلاق ہی ہوتی ہے اور ایسی عورت کیلئے طلاق کی عدت بھی نہیں ہے۔

③ رخصتی سے قبل طلاق کی صورت میں مہر کی مقدار:۔ اگر زوجین میں نکاح ہوا اور رخصتی نہیں ہوئی یا رخصتی بھی ہوگئی مگر خلوتِ صحیحہ نہیں ہوئی تو اس صورت میں اس عورت کو نصف مہر ملے گا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم﴾

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّدرسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	۰٤
دوسرا پرچہ	حدیث	۷٤
تیسرا پرچہ	عقائد و فقہ	۱۰۳
چوتھا پرچہ	صرف و نحو	۱۲۳
پانچواں پرچہ	ادب	۱۵۲
چھٹا پرچہ	سیرت	۱۸۳

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ کے ابواب بالتفصیل لکھیں۔(ص ۳۸ تا ۴۷ :امدادیہ)

جواب.....مذکورہ اقسام کے ابواب کی تفصیل:۔ ثلاثی مجرد کے کل چھ ابواب ہیں جن کی وضاحت یہ ہے ①فَعَلَ یَفْعُلُ جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ ②فَعَلَ یَفْعِلُ جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ ③فَعِلَ یَفْعَلُ جیسے سَمِعَ یَسْمَعُ ④فَعَلَ یَفْعَلُ جیسے فَتَحَ یَفْتَحُ ⑤فَعِلَ یَفْعِلُ جیسے حَسِبَ یَحْسِبُ ⑥فَعُلَ یَفْعُلُ جیسے کَرُمَ یَکْرُمُ۔

ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں: ① بے ہمزۂ وصل ② باہمزۂ وصل۔

ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کے پانچ ابواب ہیں ①اِفْعَالٌ جیسے اِکْرَامٌ ②تَفْعِیْلٌ جیسے تَخْرِیْجٌ ③مُفَاعَلَۃٌ جیسے مُکَالَمَۃٌ ④تَفَعُّلٌ جیسے تَصَرُّفٌ ⑤تَفَاعُلٌ جیسے تَقَابُلٌ۔

ثلاثی مزید فیہ باہمزہ وصل کے سات باب ہیں ①اِفْتِعَالٌ جیسے اجتناب ②اِسْتِفْعَالٌ جیسے استخراج ③اِنْفِعَالٌ جیسے انفطار ④اِفْعِلَالٌ جیسے احمرار ⑤اِفْعِیْلَالٌ جیسے ادھیمام ⑥اِفْعِیْعَالٌ جیسے اخشیشان ⑦اِفْعِوَّالٌ جیسے اِجْلِوَّاذٌ۔

رباعی مجرد: اس کا فقط ایک ہی باب آتا ہے فَعْلَلَۃٌ جیسے بعثرۃ۔

رباعی مزید فیہ: اس کی بھی دو قسمیں ہیں باہمزہ وصل، بے ہمزہ وصل۔

رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل کے دو باب ہیں ①اِفْعِنْلَالٌ جیسے ابرنشاق ②اِفْعِلَّالٌ جیسے اقشعرار۔

رباعی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کا صرف ایک باب ہے تَفَعْلُلٌ جیسے تسربل۔

الشق الثانی.....العبادۃ، البعد، الاسلام، المبارکۃ سے صرفِ صغیر تحریر کریں۔(ص ۳۸ تا ۴۵ :امدادیہ)

جواب.....مذکورہ مصادر سے صرفِ صغیر:۔ اَلْعِبَادَۃُ:(نصر، صحیح) بمعنی بندگی وعبادت کرنا۔عَبَدَ یَعْبُدُ عَبْدًا وَعِبَادَۃً فهو عَابِدٌ وَعُبِدَ یُعْبَدُ عَبْدًا وَعِبَادَۃً فذاك مَعْبُوْدٌ مَاعَبَدَ مَاعُبِدَ لَمْ یَعْبُدْ لَمْ یُعْبَدْ لَایَعْبُدُ لَایُعْبَدُ لَنْ یَّعْبُدَ لَنْ یُّعْبَدَ لَیَعْبُدَنَّ لَیُعْبَدَنَّ لَیَعْبُدَنْ لَیُعْبَدَنْ الامرمنه اُعْبُدْ لِتُعْبَدْ لِیَعْبُدْ لِیُعْبَدْ اُعْبُدَنَّ لِتُعْبَدَنَّ لِیَعْبُدَنَّ لِیُعْبَدَنَّ اُعْبُدَنْ لِتُعْبَدَنْ لِیَعْبُدَنْ لِیُعْبَدَنْ والنهی عنه لَاتَعْبُدْ لَاتُعْبَدْ لَایَعْبُدْ لَایُعْبَدْ لَاتَعْبُدَنَّ لَاتُعْبَدَنَّ لَایَعْبُدَنَّ لَایُعْبَدَنَّ لَاتَعْبُدَنْ لَاتُعْبَدَنْ لَایَعْبُدَنْ لَایُعْبَدَنْ الظرف منه مَعْبَدٌ مَعْبَدَانِ مَعَابِدُ ومُعَیْبِدٌ والالة منه مِعْبَدٌ مِعْبَدَانِ مَعَابِدُ وَمُعَیْبِدٌ مِعْبَدَۃٌ مِعْبَدَتَانِ مَعَابِدُ وَمُعَیْبِدَۃٌ مِعْبَادٌ مِعْبَادَانِ مَعَابِیْدُ وَمُعَیْبِیْدٌ افعل التفضیل المذکر منه اَعْبَدُ اَعْبَدَانِ اَعْبَدُوْنَ اَعَابِدُ وَاُعَیْبِدٌ والمؤنث منه عُبْدٰی عُبْدَیَانِ عُبْدَیَاتٌ عُبَدٌ وَعُبَیْدٰی۔

اَلْبُعْدُ:(کرم، صحیح) بمعنی دور ہونا۔ بَعُدَ یَبْعُدُ بُعْدًا فهو بَاعِدٌ وبُعِدَ یُبْعَدُ بُعْدًا فذاك مَبْعُوْدٌ مَابَعَدَ مَابُعِدَ لَمْ یَبْعُدْ لَمْ یُبْعَدْ لَایَبْعُدُ لَایُبْعَدُ لَنْ یَّبْعُدَ لَنْ یُّبْعَدَ لَیَبْعُدُنَّ لَیُبْعَدُنَّ لَیَبْعُدُنْ لَیُبْعَدُنْ الامرمنه اُبْعُدْ لِتُبْعَدْ لِیَبْعُدْ لِیُبْعَدْ، اُبْعُدَنَّ لِتُبْعَدَنَّ لِیَبْعُدَنَّ لِیُبْعَدَنَّ، اُبْعُدَنْ لِتُبْعَدَنْ لِیَبْعُدَنْ لِیُبْعَدَنْ والنهی عنه لَاتَبْعُدْ لَاتُبْعَدْ لَایَبْعُدْ لَایُبْعَدْ، لَاتَبْعُدَنَّ لَاتُبْعَدَنَّ لَایَبْعُدَنَّ لَایُبْعَدَنَّ لَاتَبْعُدَنْ لَاتُبْعَدَنْ لَایَبْعُدَنْ لَایُبْعَدَنْ الظرف منه مَبْعَدٌ مَبْعَدَانِ مَبَاعِدُ وَمُبَیْعِدٌ والآلة منه مِبْعَدٌ مِبْعَدَانِ مَبَاعِدُ وَمُبَیْعِدٌ، مِبْعَدَۃٌ مِبْعَدَتَانِ مَبَاعِدُ ومُبَیْعِدَۃٌ مِبْعَادٌ مِبْعَادَانِ مَبَاعِیْدُ و مُبَیْعِیْدٌ افعل التفضیل المذکر منه اَبْعَدُ اَبْعَدَانِ اَبْعَدُوْنَ اَبَاعِدُ وَاُبَیْعِدٌ والمؤنث منه بُعْدٰی بُعْدَیَانِ بُعْدَیَاتٌ بُعَدٌ وبُعَیْدٰی۔

0313 6357913 makabazakariyamurad@gmail.com

اَلْاِسْلَامُ: (افعال، صحیح) بمعنی اسلام لانا۔ اَسْلَمَ یُسْلِمُ اِسْلَامًا فهو مُسْلِمٌ واُسْلِمَ یُسْلَمُ اِسْلَامًا فذاك مُسْلَمٌ مَااَسْلَمَ مَا اُسْلِمَ لَمْ یُسْلِمْ لَمْ یُسْلَمْ لَایُسْلِمْ لَایُسْلَمْ لَنْ یُّسْلِمَ لَنْ یُّسْلَمَ لَیُسْلِمَنَّ لَیُسْلَمَنَّ لَیُسْلِمَنْ لَیُسْلَمَنْ الامر منه اَسْلِمْ لِتُسْلَمْ لِیُسْلِمْ لِیُسْلَمْ، اَسْلِمَنَّ لِتُسْلَمَنَّ لِیُسْلِمَنَّ لِیُسْلَمَنَّ، اَسْلِمَنْ لِتُسْلَمَنْ لِیُسْلِمَنْ لِیُسْلَمَنْ والنهی عنه لَاتُسْلِمْ لَاتُسْلَمْ لَایُسْلِمْ لَایُسْلَمْ، لَاتُسْلِمَنَّ لَاتُسْلَمَنَّ لَایُسْلِمَنَّ لَایُسْلَمَنَّ، لَاتُسْلِمَنْ لَاتُسْلَمَنْ لَایُسْلِمَنْ لَایُسْلَمَنْ الظرف منه مُسْلَمٌ مُسْلَمَانِ مُسْلَمَاتٌ۔

المبارکة: (مفاعلة، صحیح) بمعنی برکت دینا۔ بَارَكَ یُبَارِكُ مُبَارَكَةً فهو مُبَارِكٌ وبُوْرِكَ یُبَارَكُ مُبَارَكَةً فذاك مُبَارَكٌ مَابَارَكَ مَابُوْرِكَ لَمْ یُبَارِكْ لَمْ یُبَارَكْ لَایُبَارِكْ لَایُبَارَكْ لَنْ یُّبَارِكَ لَنْ یُّبَارَكَ، لَیُبَارِكَنَّ لَیُبَارَكَنَّ لَیُبَارِكَنْ لَیُبَارَكَنْ الامر منه بَارِكْ لِتُبَارَكْ لِیُبَارِكْ لِیُبَارَكْ، بَارِكَنَّ لِتُبَارَكَنَّ لِیُبَارِكَنَّ لِیُبَارَكَنَّ، بَارِكَنْ لِتُبَارَكَنْ لِیُبَارِكَنْ لِیُبَارَكَنْ والنهی عنه لَاتُبَارِكْ لَاتُبَارَكْ لَایُبَارِكْ لَایُبَارَكْ، لَاتُبَارِكَنَّ لَاتُبَارَكَنَّ لَایُبَارِكَنَّ لَایُبَارَكَنَّ، لَاتُبَارِكَنْ لَاتُبَارَكَنْ لَایُبَارِكَنْ لَایُبَارَكَنْ الظرف منه مُبَارَكٌ مُبَارَكَانِ مُبَارَكَاتٌ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل..... ملحق کے کیا معنی ہیں، ملحق برباعی کی کتنی قسمیں ہیں اور اس کے کتنے ابواب ہیں، نام لکھیں۔ (ص ۴۷: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) ملحق کا معنی (۲) ملحق برباعی کی اقسام و ابواب کی تعداد و نشاندہی۔

جواب..... ❶ ملحق کا معنی:۔ الحاق یہ ہے کہ کلمہ میں ایک حرف زیادہ کر کے دوسرے کلمہ کے ہم وزن کر لیں، پس ملحق برباعی وہ ثلاثی مزید فیہ ہوگا جو رباعی کے ہم وزن ہو، اور الحاق کی شرط یہ ہے کہ ملحق اور ملحق بہ کا مصدر باہم مطابق ہو پس اکرم اگرچہ دحرج کے وزن پر ہے مگر یہ رباعی نہیں ہے اس لئے کہ انکے مصدر اکرام اور دحرجة آپس میں ایک دوسرے کے مطابق نہیں ہیں۔

❷ ملحق برباعی کی اقسام و ابواب کی نشاندہی:۔ ملحق برباعی کی دو قسمیں ہیں: ① ملحق برباعی مجرد ② ملحق برباعی مزید فیہ۔

ملحق برباعی مجرد کے سات ابواب ہیں: ① فَعْلَلَةٌ جیسے جَلْبَبَةٌ (چادر پہنانا)۔ جَلْبَبَ یُجَلْبِبُ جَلْبَبَةً فهو مُجَلْبِبٌ وجُلْبِبَ یُجَلْبَبُ جَلْبَبَةً فذاك مُجَلْبَبٌ الأمر منه جَلْبِبْ والنهی عنه لَاتُجَلْبِبْ۔

② فَعْنَلَةٌ جیسے قَلْنَسَةٌ (ٹوپی پہنانا)۔ قَلْنَسَ یُقَلْنِسُ قَلْنَسَةً فهو مُقَلْنِسٌ وقُلْنِسَ یُقَلْنَسُ قَلْنَسَةً فذاك مُقَلْنَسٌ الأمر منه قَلْنِسْ والنهی عنه لَاتُقَلْنِسْ۔ ③ فَوْعَلَةٌ جیسے جَوْرَبَةٌ (جراب پہنانا)۔ جَوْرَبَ یُجَوْرِبُ جَوْرَبَةً فهو مُجَوْرِبٌ وجُوْرِبَ یُجَوْرَبُ جَوْرَبَةً فذاك مُجَوْرَبٌ الأمر منه جَوْرِبْ والنهی عنه لَاتُجَوْرِبْ۔

④ فَعْوَلَةٌ جیسے سَرْوَلَةٌ (شلوار پہنانا)۔ سَرْوَلَ یُسَرْوِلُ سَرْوَلَةً فهو مُسَرْوِلٌ وسُرْوِلَ یُسَرْوَلُ سَرْوَلَةً فذاك مُسَرْوَلٌ الأمر منه سَرْوِلْ والنهی عنه لَاتُسَرْوِلْ۔ ⑤ فَیْعَلَةٌ جیسے خَیْعَلَةٌ (بے آستین کرتا پہنانا)۔ خَیْعَلَ یُخَیْعِلُ خَیْعَلَةً فهو مُخَیْعِلٌ و خُیْعَلَ یُخَیْعَلُ خَیْعَلَةً فذاك مُخَیْعَلٌ الأمر منه خَیْعِلْ والنهی عنه لَاتُخَیْعِلْ۔

⑥ فَعْیَلَةٌ جیسے شَرْیَفَةٌ (کھیتی کے بڑھے ہوئے پتے کاٹنا)۔ شَرْیَفَ یُشَرْیِفُ شَرْیَفَةً فهو مُشَرْیِفٌ وشُرْیِفَ یُشَرْیَفُ شَرْیَفَةً فذاك مُشَرْیَفٌ الأمر منه شَرْیِفْ والنهی عنه لَاتُشَرْیِفْ۔

⑦ فَعْلَاةٌ جیسے قَلْسَاةٌ (ٹوپی پہننا)۔ قَلْسٰی یَقْلُسِیْ قَلْسَاةً فهو مُقَلْسٍ وقُلْسِیَ یُقَلْسٰی قَلْسَاةً فذاك مُقَلْسٍ الأمر منه قَلْسِ والنهی عنه لَاتُقَلْسِ۔

ملحق برباعی مزید فیہ کی دو اقسام ہیں: ملحق بہ تدحرج، ملحق بہ احرنجم۔

ملحق بہ تدحرج کے سات باب ہیں: ① تَفَعْلُلٌ جیسے تجلبب ② تَفَعْنُلٌ جیسے تَقَلنس ③ تَفَوْعُلٌ جیسے تجورب ④ تَفَعْوُلٌ جیسے تسرول ⑤ تَفَیْعُلٌ جیسے تَخَیْعُلٌ ⑥ تَفَعْیُلٌ جیسے تشریف ⑦ تَفَعْلٍ جیسے تَقَلْسٍ۔

0313 635 2913 muftaazalansamultan@gmail.com

ملحق بہ احرنجم کے دو باب ہیں۔ ① اِفْعِنْلَالٌ جیسے اِقْعِنْسَاسٌ ② اِفْعِنْلَاءٌ جیسے اِسْلِنْقَاءٌ۔

الشق الثانی.....کلمہ کی اقسامِ ثلاثہ کی تعریف مع امثلہ تحریر کریں نیز جملہ اسمیہ وفعلیہ کو مثالوں سے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں:(۱) کلمہ کی اقسامِ ثلاثہ کی تعریف مع امثلہ (۲) جملہ اسمیہ وفعلیہ کی وضاحت مع امثلہ۔

جواب..... ❶ کلمہ کی اقسامِ ثلاثہ کی تعریف مع امثلہ:۔ کلمہ کی تین اقسام ہیں: اسم، فعل، حرف۔

① اسم: وہ کلمہ ہے جس کے معنیٰ بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے معلوم ہو جائیں اور اس میں تینوں زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جائے جیسے رَجُلٌ، عِلْمٌ، مِفْتَاحٌ۔ اسم کی تین قسمیں ہیں: جامد، مصدر، مشتق۔

جامد: وہ اسم ہے کہ جو نہ خود کسی لفظ سے بنا ہو اور نہ اس سے اور کوئی لفظ بنا ہو، جیسے رَجُلٌ، فرس وغیرہ۔

مصدر: وہ اسم ہے کہ جو خود تو کسی لفظ سے نہیں بنتا مگر اس سے بہت لفظ بنتے ہیں، جیسے نَصْرٌ، ضَرْبٌ وغیرہ۔

مشتق: وہ اسم ہے جو مصدر سے بنا ہو جیسے ضَرْبٌ سے ضَارِبٌ، نَصْرٌ سے نَاصِرٌ۔

② فعل: وہ کلمہ جس کا معنیٰ دوسرے کلمہ کو ملائے بغیر معلوم ہو جائے اور اُس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ بھی پایا جائے جیسے ضَرَبَ، نَصَرَ وغیرہ۔ فعل کی چار قسمیں ہیں ماضی، مضارع، امر، نہی۔

③ حرف: وہ کلمہ جس کا معنیٰ دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر معلوم نہ ہو جیسے مِنْ، فِیْ جب تک ان کے ساتھ کوئی اسم یا فعل نہیں ملے گا اُس وقت تک ان کا معنیٰ سمجھ میں نہیں آئے گا۔

❷ جملہ اسمیہ وفعلیہ کی وضاحت مع امثلہ:۔ جملہ اسمیہ: وہ جملہ جس کا پہلا حصہ اسم ہو اور دوسرا حصہ خواہ اسم ہو یا فعل ہو جیسے زَیْدٌ عَلِمَ، زَیْدٌ عَالِمٌ۔ اس کا پہلا حصہ مسندالیہ ہوتا ہے جس کو مبتدا کہتے ہیں اور دوسرا حصہ مسند ہوتا ہے جسے خبر کہتے ہیں۔

جملہ فعلیہ: وہ جملہ جس کا پہلا حصہ فعل ہو اور دوسرا حصہ اسم ہو جیسے عَلِمَ زَیْدٌ، سَمِعَ بَکْرٌ، اس کے پہلے حصہ کو فعل کہتے ہیں اور دوسرا حصہ مسندالیہ ہوتا ہے اُسے فاعل کہتے ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....حروفِ ناصبہ للاسم کی مکمل تفصیل بیان کریں۔

جواب.....حروفِ ناصبہ کی تفصیل:۔ جو حروف اسم کو نصب دیتے ہیں ان کی تعداد سات بیان کی جاتی ہے ① واؤ بمعنی مع جیسے استوی الماء والخشبة برابر ہو گیا پانی لکڑی کے ② الا جو کہ استثناء کیلئے مستعمل ہے جیسے جاء نی القوم الا زیدا آئی میرے پاس قوم مگر زید نہیں آیا ③ یا جو کہ نداءِ قریب و بعید کیلئے مستعمل ہے جیسے یا عبداللّٰہ ④ و ⑤ ایا، هیا جو کہ نداءِ بعید کیلئے مستعمل ہیں جیسے ایا غلام زید، هیا شریف القوم ⑥ و ⑦ اَیْ والهمزة المفتوحة جو کہ نداءِ قریب کیلئے مستعمل ہیں جیسے اَیْ افضل القوم، اعبداللّٰہ آخر والے پانچ حروف جو کہ نداء کے لئے مستعمل ہیں یہ اپنے مابعد والے اسم کو اس وقت نصب دیتے ہیں جبکہ وہ اپنے مابعد کی طرف مضاف ہو جیسا کہ امثلہ سے ظاہر ہے اور اگر ان کا مدخول اپنے مابعد کی طرف مضاف نہ ہو تو پھر یہ اپنے مدخول کو رفع دیتے ہیں جیسے یا زید، یا رجل، ایا غلام، هیا شریف، ای افضل، ازید۔

الشق الثانی.....حروفِ جارہ کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ کیا عمل کرتے ہیں؟ افعالِ مدح وذم کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں مثالوں سے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) حروفِ جارہ کی تعداد ونشاندہی وعمل (۲) افعال مدح وذم کی تعداد ونشاندہی۔

جواب..... ❶ حروفِ جارہ کی تعداد ونشاندہی:۔ حروفِ جارہ کی تعداد سترہ ہے جن کو شاعر نے اس شعر میں ذکر کیا ہے۔

باء وتاء و کاف ولام وواؤ، منذ، مذ، خلا رب، حاشا، من، عدا، فی، عن، علٰی، حتی، الٰی

جیسے زیدٌ فی الدّار، عمروٌ کَالاسدِ، کتبتُ بالقلم۔ ان تینوں مثالوں میں حروف جارہ اپنے مابعد والے اسم کو جر دے رہے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

یہ حروف جس اسم پر داخل ہوتے ہیں اس کو جر دیتے ہیں جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

② افعالِ مدح وذم کی تعداد ونشاندہی مع امثلہ:۔ افعالِ مدح وذم چار ہیں۔ان میں سے دو فعل مدح ہیں۔ ①نعم ②حب اور دو فعل ذم ہیں ①بئس ②ساء اور ان کے مابعد والا اسم ان کا فاعل ہوتا ہے اور مرفوع ہوتا ہے اور اسے مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں جیسے "نعم الرجل زید، حبذا زید، بئس الرجل عمرو، ساء الرجل زید"۔

﴿الورقة الرابعة:فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل .....ثلاثی مجرد کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ اس کے کتنے باب ہیں اور کون کون سے ہیں نیز العلم مصدر سے صرفِ صغیر اور الفهم مصدر سے ماضی معروف ومجہول کی گردان تحریر کریں۔(ص ۳۹:امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں سائل تین امور کا طالب ہے(۱) ثلاثی مجرد کی تعریف (۲)العلم سے صرفِ صغیر(۳)الفهم سے ماضی معروف ومجہول کی گردان۔

جواب ..... ① ثلاثی مجرد کی تعریف:۔ ثلاثی مجرد وہ کلمہ ہے جس میں تین حروف اصلی ہوں اور کوئی حرف زائد نہ ہو جیسے نَصَرَ، فَرَسٌ۔

② العلم سے صرفِ صغیر:۔ اَلْعِلْمُ (سمع،صحیح) بمعنی جاننا۔عَلِمَ یَعْلَمُ عِلْمًا فَهُوَعَالِمٌ وَعُلِمَ یُعْلَمُ عِلْمًا فهو مَعْلُوْمٌ مَاعَلِمَ مَاعْلِمَ لَمْ یَعْلَمْ لَمْ یُعْلَمْ لَایَعْلَمْ لَایُعْلَمْ لَنْ یَّعْلَمَ لَنْ یُّعْلَمَ لَیَعْلَمَنَّ لَیُعْلَمَنَّ لَیَعْلَمَنْ لَیُعْلَمَنْ الامر منه اِعْلَمْ لِتُعْلَمْ لِیَعْلَمْ لِیُعْلَمْ اِعْلَمَنَّ لِتُعْلَمَنَّ لِیَعْلَمَنَّ لِیُعْلَمَنَّ اِعْلَمَنْ لِتُعْلَمَنْ لِیَعْلَمَنْ لِیُعْلَمَنْ والنهی عنه لَاتَعْلَمْ لَاتُعْلَمْ لَایَعْلَمْ لَایُعْلَمْ لَاتَعْلَمَنَّ لَاتُعْلَمَنَّ لَایَعْلَمَنَّ لَایُعْلَمَنَّ لَاتَعْلَمَنْ لَاتُعْلَمَنْ لَایَعْلَمَنْ لَایُعْلَمَنْ الظرف منه مَعْلَمٌ مَعْلَمَانِ مَعَالِمُ و مُعَیْلِمٌ والآلة منه مِعْلَمٌ مِعْلَمَانِ مَعَالِمُ ومُعَیْلِمٌ، مِعْلَمَةٌ مِعْلَمَتَانِ مَعَالِمُ وَمُعَیْلِمَةٌ، مِعْلَامٌ مِعْلَامَانِ مَعَالِیْمُ وَمُعَیْلِیْمٌ افعل التفضیل المذکر منه اَعْلَمُ اَعْلَمَانِ اَعْلَمُوْنَ اَعَالِمُ وَاُعَیْلِمٌ والمؤنث منه عُلْمٰی عُلْمَیَانِ عُلْمَیَاتٌ عُلَمٌ وَعُلَیْمٰی۔

③ الفهم سے ماضی معروف ومجہول کی گردان:۔ ماضی معروف: فَهِمَ فَهِمَا فَهِمُوْا فَهِمَتْ فَهِمَتَا فَهِمْنَ فَهِمْتَ فَهِمْتُمَا فَهِمْتُمْ فَهِمْتِ فَهِمْتُمَا فَهِمْتُنَّ فَهِمْتُ فَهِمْنَا۔

ماضی مجہول: فُهِمَ فُهِمَا فُهِمُوْا فُهِمَتْ فُهِمَتَا فُهِمْنَ فُهِمْتَ فُهِمْتُمَا فُهِمْتُمْ فُهِمْتِ فُهِمْتُمَا فُهِمْتُنَّ فُهِمْتُ فُهِمْنَا۔

الشق الثانی .....مجرد اور مزید فیہ کی تعریف کر کے مثالوں سے واضح کیجئے۔نیز الشهادة مصدر سے مکمل صرفِ صغیر لکھئے اور یہ بتائیے کہ اسکا تعلق کس باب سے ہے۔(ص ۳۷،۳۹:امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں(۱) مجرد اور مزید فیہ کی تعریف مع امثلہ (۲)الشهادة مصدر سے صرفِ صغیر۔

جواب ..... ① مجرد اور مزید فیہ کی تعریف مع امثلہ:۔ مجرد: وہ فعل ہے کہ جسکی ماضی میں کوئی حرف زائد نہ ہو۔اگر تین حرف اصلی ہوں تو ثلاثی مجرد ہے جیسے ضَرَبَ، نَصَرَ، اور اگر صرف چار حرف اصلی ہوں تو رباعی مجرد ہے جیسے دَحْرَجَ، بَعْثَرَ۔

مزید فیہ:۔ وہ فعل ہے کہ جس کی ماضی میں کوئی حرف زائد ہو۔جیسے اَکْرَمَ، اِسْتَنْصَرَ، تَسَرْبَلَ، تَزَنْدَقَ۔

② الشهادة مصدر سے صرفِ صغیر:۔ الشهادة: (سمع،صحیح) بمعنی گواہی دینا۔شَهِدَ یَشْهَدُ شَهَادَة فهو شَاهِدٌ وَشُهِدَ یُشْهَدُ شَهَادَةً فذاك مَشْهُوْدٌ لَمْ یَشْهَدْ لَمْ یُشْهَدْ لَایَشْهَدْ لَا یُشْهَدْ لَنْ یَشْهَدَ لَنْ یُشْهَدَ لَیَشْهَدَنَّ لَیُشْهَدَنَّ لَیَشْهَدَنْ لَیُشْهَدَنْ الامر منه اِشْهَدْ لِتُشْهَدْ لِیَشْهَدْ لِیُشْهَدْ اِشْهَدَنَّ لِتُشْهَدَنَّ لِیَشْهَدَنَّ لِیُشْهَدَنَّ اِشْهَدَنْ لِتُشْهَدَنْ لِیَشْهَدَنْ لِیُشْهَدَنْ والنهی عنه لَاتَشْهَدْ لَاتُشْهَدْ لَایَشْهَدْ لَایُشْهَدْ لَاتَشْهَدَنَّ لَاتُشْهَدَنَّ لَایَشْهَدَنَّ لَایُشْهَدَنَّ لَاتَشْهَدَنْ لَاتُشْهَدَنْ لَایَشْهَدَنْ لَایُشْهَدَنْ الظرف منه مَشْهَدٌ مَشْهَدَانِ مَشَاهِدُ وَمُشَیْهِدٌ والآلة منه مِشْهَدٌ مِشْهَدَانِ مَشَاهِدُ وَمُشَیْهِدٌ مِشْهَدَةٌ مِشْهَدَتَانِ مَشَاهِدُ وَمُشَیْهِدَةٌ مِشْهَادٌ مِشْهَادَانِ مَشَاهِیْدُ وَمُشَیْهِیْدٌ افعل التفضیل المذکر منه اَشْهَدُ

اَشْهَدَانِ اَشْهَدُوْنَ اَشَاهِدُ وَاُشَيْهِدُ والمؤنث منه شُهْدٰى شُهْدَيَانِ شُهْدَيَاتٌ شُهَدٌ وَشُهَيْدٰى۔
اس مصدر کا تعلق باب سَمِعَ يَسْمَعُ بروزن فَعِلَ يَفْعَلُ سے ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل.....رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کی تعریف کر کے مثالوں کے ذریعہ واضح کیجئے، رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل کے کتنے باب ہیں؟ ابواب کے نام اور ہر ایک سے صرفِ صغیر لکھئے۔ (ص ۴۶: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کی تعریف مع امثلہ (۲) رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل کے ابواب اور صرفِ صغیر۔

جواب..... ❶ رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کی تعریف مع امثلہ:۔

رباعی مجرد: وہ فعل ہے کہ جس کی ماضی میں چار حرف اصلی ہوں کوئی حرف زائد نہ ہو جیسے دَحْرَجَ، بَعْثَرَ وغیرہ۔

رباعی مزید فیہ: وہ فعل ہے کہ جس کی ماضی میں چار حرف اصلی سے کوئی اور حرف زائد بھی ہو جیسے تَدَحْرَجَ وغیرہ۔

❷ رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل کے ابواب اور صرفِ صغیر:۔

رباعی مزید فیہ باہمزہ وصل کے دو باب ہیں ① اِفْعِنْلَالٌ ② اِفْعِلَّالٌ۔

اِفْعِنْلَالٌ کی گردان: اِحْرِنْجَامٌ (اِفعنلال، صحیح) بمعنی جمع ہونا۔ اِحْرَنْجَمَ يَحْرَنْجِمُ اِحْرِنْجَامًا فهو مُحْرَنْجِمٌ واُحْرُنْجِمَ يُحْرَنْجَمُ اِحْرِنْجَامًا فذاك مُحْرَنْجَمٌ مَا احْرَنْجَمَ مَا احْرُنْجِمَ لَمْ يَحْرَنْجِمْ لَمْ يُحْرَنْجَمْ لَا يَحْرَنْجِمُ لَا يُحْرَنْجَمُ لَنْ يَحْرَنْجِمَ لَنْ يُحْرَنْجَمَ لَيَحْرَنْجِمَنَّ لَيُحْرَنْجَمَنَّ لَيَحْرَنْجِمَنْ لَيُحْرَنْجَمَنْ الامر منه اِحْرَنْجِمْ لِتُحْرَنْجَمْ لِيَحْرَنْجِمْ لِيُحْرَنْجَمْ اِحْرَنْجِمَنَّ لِتُحْرَنْجَمَنَّ لِيَحْرَنْجِمَنَّ لِيُحْرَنْجَمَنَّ اِحْرَنْجِمَنْ لِتُحْرَنْجَمَنْ لِيَحْرَنْجِمَنْ لِيُحْرَنْجَمَنْ والنهی عنه لَاتَحْرَنْجِمْ لَاتُحْرَنْجَمْ لَايَحْرَنْجِمْ لَايُحْرَنْجَمْ لَاتَحْرَنْجِمَنَّ لَاتُحْرَنْجَمَنَّ لَايَحْرَنْجِمَنَّ لَايُحْرَنْجَمَنَّ لَاتَحْرَنْجِمَنْ لَاتُحْرَنْجَمَنْ لَايَحْرَنْجِمَنْ لَايُحْرَنْجَمَنْ الظرف منه مُحْرَنْجَمٌ مُحْرَنْجَمَانِ مُحْرَنْجَمَاةٌ۔

اِفْعِلَّالٌ کی گردان: اِقْشِعْرَارٌ (اِفْعِلَّالٌ، صحیح) بمعنی بدن پر بال اٹھنا۔ اِقْشَعَرَّ يَقْشَعِرُّ اِقْشِعْرَارًا فهو مُقْشَعِرٌّ واُقْشُعِرَّ يُقْشَعَرُّ اِقْشِعْرَارًا فذاك مُقْشَعَرٌّ مَا اقْشَعَرَّ مَا اقْشُعِرَّ لَمْ يَقْشَعِرَّ لَمْ يَقْشَعِرْ لَمْ يُقْشَعَرَّ لَمْ يُقْشَعَرْ لَمْ يُقْشَعَرَّ لَمْ يُقْشَعَرْ لَا يَقْشَعِرُّ لَا يُقْشَعَرُّ لَنْ يَقْشَعِرَّ لَنْ يُقْشَعَرَّ لَيَقْشَعِرَّنَّ لَيُقْشَعَرَّنَّ لَيَقْشَعِرَّنْ لَيُقْشَعَرَّنْ الامر منه اِقْشَعِرَّ اِقْشَعِرْ اِقْشَعْرِرْ لِتُقْشَعَرَّ لِتُقْشَعَرْ لِيَقْشَعِرَّ لِيُقْشَعَرَّ لِيَقْشَعِرْ لِيُقْشَعَرْ اِقْشَعِرَّنَّ اِقْشَعِرَّنْ لِتُقْشَعَرَّنَّ لِيَقْشَعِرَّنَّ لِيُقْشَعَرَّنَّ اِقْشَعِرَّنْ لِتُقْشَعَرَّنْ لِيُقْشَعَرَّنْ والنهی عنه لَاتَقْشَعِرَّ لَاتَقْشَعِرْ لَاتُقْشَعَرَّ لَاتُقْشَعَرْ لَايَقْشَعِرَّ لَايَقْشَعِرْ لَايُقْشَعَرَّ لَايُقْشَعَرْ لَاتَقْشَعِرَّنَّ لَاتَقْشَعِرَّنْ لَاتُقْشَعَرَّنَّ لَاتُقْشَعَرَّنْ لَايَقْشَعِرَّنَّ لَايَقْشَعِرَّنْ لَايُقْشَعَرَّنَّ لَايُقْشَعَرَّنْ الظرف منه مُقْشَعَرٌّ مُقْشَعَرَّانِ مُقْشَعَرَّاتٌ۔

رباعی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کا صرف ایک باب ہے تَفَعْلُلٌ۔

اَلتَّدَحْرُجُ (تفعلل، صحیح) بمعنی لڑھکنا۔ تَدَحْرَجَ يَتَدَحْرَجُ تَدَحْرُجًا فهو مُتَدَحْرِجٌ وتُدُحْرِجَ يُتَدَحْرَجُ تَدَحْرُجًا فذاك مُتَدَحْرَجٌ مَاتَدَحْرَجَ مَاتُدُحْرِجَ لَمْ يَتَدَحْرَجْ لَمْ يُتَدَحْرَجْ لَا يَتَدَحْرَجُ لَا يُتَدَحْرَجُ لَنْ يَتَدَحْرَجَ لَنْ يُتَدَحْرَجَ لَيَتَدَحْرَجَنَّ لَيُتَدَحْرَجَنَّ لَيَتَدَحْرَجَنْ لَيُتَدَحْرَجَنْ الامر منه تَدَحْرَجْ لِتُتَدَحْرَجْ لِيَتَدَحْرَجْ لِيُتَدَحْرَجْ تَدَحْرَجَنَّ لِتُتَدَحْرَجَنَّ لِيَتَدَحْرَجَنَّ لِيُتَدَحْرَجَنَّ تَدَحْرَجَنْ لِتُتَدَحْرَجَنْ لِيَتَدَحْرَجَنْ لِيُتَدَحْرَجَنْ والنهی عنه لَاتَتَدَحْرَجْ لَاتُتَدَحْرَجْ لَايَتَدَحْرَجْ لَايُتَدَحْرَجْ لَاتَتَدَحْرَجَنَّ لَاتُتَدَحْرَجَنَّ لَايَتَدَحْرَجَنَّ لَايُتَدَحْرَجَنَّ لَاتَتَدَحْرَجَنْ لَاتُتَدَحْرَجَنْ لَايَتَدَحْرَجَنْ لَايُتَدَحْرَجَنْ الظرف منه مُتَدَحْرَجٌ مُتَدَحْرَجَانِ مُتَدَحْرَجَاتٌ۔

الشق الثانی.....مرکب، مرکب مفید وغیر مفید کی تعریف مع امثلہ ذکر کریں نیز مرکب غیر مفید کی اقسام ثلاثہ کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں: (۱) مرکب، مرکب مفید وغیر مفید کی تعریف مع امثلہ (۲) مرکب غیر مفید کی اقسام ثلاثہ کی وضاحت۔

جواب..... ❶ مرکب، مرکب مفید وغیر مفید کی تعریف مع امثلہ:۔

مرکب: وہ لفظ جو دو یا زیادہ کلموں کو جوڑ کر بنایا جائے، اس کی دو قسمیں ہیں: مفید و غیر مفید۔

مرکب مفید: وہ کلام کہ جب کہنے والا وہ کہہ چکے تو سننے والے کو اُس سے کسی واقعے کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم ہو جیسے **ذھب زیدٌ** (زید گیا) **ایْتِ بالماء** (پانی لاؤ)۔ مرکب مفید کو جملہ و کلام بھی کہتے ہیں۔

مرکب غیر مفید: وہ کلام کہ جب کہنے والا بات کہہ چکے تو سننے والے کو اُس سے کوئی فائدہ، خبر یا طلب حاصل نہ ہو جیسے **غلامُ زیدٍ**۔

❷ مرکب غیر مفید کی اقسام ثلاثہ کی وضاحت:۔ ① مرکب اضافی: جس میں کسی اسم کی اضافت دوسرے اسم کی طرف ہو، جس کی اضافت ہو اس کو مضاف اور جس کی طرف ہو اُس کو مضاف الیہ کہتے ہیں جیسے **غلام زیدٍ** اس میں غلام کی اضافت زید کی طرف ہو رہی ہے تو غلام مضاف اور زید مضاف الیہ ہوا۔ ② مرکب بنائی: جس میں دو اسم کو ایک کر لیا گیا ہو اور ان دونوں میں کوئی نسبتِ اضافی یا اسنادی نہ ہو نیز پہلے اسم کو دوسرے کے ساتھ ربط دینے والا کوئی حرف ہو جیسے **احد عشر** سے **تسعة عشر** تک کہ اصل میں **احدٌ و عشرٌ، تسعةٌ و عشرٌ** تھا۔ واؤ کو حذف کر کے دونوں اسموں کو ایک کر لیا ہے۔

③ مرکب منع صرف: وہ ہے کہ دو اسموں کو ایک کر لیں اور دونوں اسموں کو ربط دینے والا کوئی حرف نہ ہو جیسے **بَعْلَبَكَّ** کہ ایک شہر کا نام ہے جو **بَعْلَ** اور **بَكَّ** سے مرکب ہے۔ **بَعْلَ** ایک بت کا نام ہے اور **بَكَّ** بانی شہر بادشاہ کا نام ہے۔

مرکب منع صرف کا پہلا حصہ ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور دوسرا حصہ بدلتا رہتا ہے۔ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کا ایک حصہ ہوتا ہے، پورا جملہ نہیں ہوتا جیسے **غلام زید حاضر، جآء احد عشر رجلا، ابراھیم ساکن بعلبك**۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل.....اسماءِ افعال کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں اور کیا عمل کرتے ہیں۔

جواب.....اسماء افعال کی تعداد و نشاندہی اور عمل:۔ اسماء افعال کل نو ہیں۔ ان میں سے چھ امر حاضر کے معنی میں ہوتے ہیں اور ان کا فاعل ان کے اندر ضمیر مستتر ہوتی ہے اور یہ مابعد والے اسم کو مفعول ہونے کی بناء پر نصب دیتے ہیں اور وہ چھ اسماء یہ ہیں۔

① **رُوَیْدَ** بمعنی **اَمْھِلْ** جیسے **روید زیدًا ای امھل زیدًا** (زید کو مہلت دو) ② **بَلْهَ** بمعنی **دع** جیسے **بله زیدًا ای دع زیدًا** (زید کو چھوڑ دو) ③ **دونك** بمعنی **خذ** جیسے **دونك زیدًا ای خذ زیدًا** (زید کو پکڑو) ④ **علیك** بمعنی **الزم** جیسے **علیك زیدا ای الزم زیدًا** (زید کو لازم پکڑو) ⑤ **حیھل** بمعنی **ایت** جیسے **حیھل الصلٰوۃ ای ایت الصلٰوۃ** (نماز کی طرف آؤ) ⑥ **ھا** بمعنی **خذ** جیسے **ھازیدًا ای خذ زیدًا** (زید کو پکڑو)۔

اور بقیہ تین اسماء فعل ماضی کیلئے موضوع ہیں اور اپنے مابعد کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیتے ہیں اور وہ تین اسماء یہ ہیں ① **ھیھات** بمعنی **بَعُدَ** جیسے **ھیھات زید ای بعد زید** (زید دور ہوا) ② **سرعان** بمعنی **سرع** جیسے **سرعان زید ای سرع زید** (زید نے جلدی کی) ③ **شتان** بمعنی **افترق** جیسے **شتان زید و عمرو ای افترق زید و عمرو** (زید و عمرو جدا ہو گئے)

الشق الثانی.....منصوبات کل کتنے ہیں سب کے نام اور مثال تحریر کریں، فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف کون کون سے ہیں نیز یہ بتائیں کہ اُن ناصبہ کتنی جگہوں پر مقدر ہوتا ہے، مثالوں کے ساتھ لکھیں۔ "**جاء نی زید اخوك، اشتریت فرسا حمارًا، ماالحسنة واحسن به**" کی ترکیب کریں۔ (ص ۲۷، ۴۴۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) منصوبات کی تعداد و نام مع امثلہ (۲) حروفِ ناصبہ للمضارع کی

0313 6357913 maktabahzakariyamultan@gmail.com

نشاندہی (۳) اَنْ ناصبہ کے مقدر ہونے کے مقامات مع امثلہ (۴) جملوں کی ترکیب۔

جواب..... ❶ منصوبات کی تعداد و نام مع امثلہ:۔ منصوبات بارہ ہیں: ① مفعول بہ: جیسے **اَکَلَ زَیْدٌ طَعَامًا** اس میں **طعاما** مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ② مفعول فیہ: جیسے **صُمْتُ دَھرًا** (زمانِ مبہم) **سَافَرْتُ شَھْرًا** (زمانِ محدود) **جَلَسْتُ خَلْفَکَ** (مکانِ مبہم) **صَلَّیْتُ المسجد** (مکانِ محدود) ③ مفعول معہ: جیسے **جِئْتُ وَزَیْدًا** اس میں **زیدًا** مفعول معہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ④ مفعول لہٗ: جیسے **ضَرَبْتُہٗ تَادِیْبًا** اس میں **تَادِیْبًا** منصوب لہٗ ہونے کیوجہ سے منصوب ہے ⑤ مفعول مطلق: جیسے **قُمْتُ قِیَامًا** اس میں **قِیَامًا** مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ⑥ حال: جیسے **جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا** اسمیں **رَاکِبًا** حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ⑦ تمیز: جیسے **اِشْتَرَیْتُ رِطْلًا زَیْتًا** اس میں **زَیْتًا** تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ⑧ مستثنیٰ: جیسے **جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا** اس میں **زَیْدًا** مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ⑨ **اِنَّ** اور اسکے نظائر کا اسم: جیسے **اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ** اسمیں لفظِ **اللّٰہ** اِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ⑩ **کان** اور اسکے نظائر کی خبر: جیسے **کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا** اس میں **قَائِمًا** کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

⑪ لائے نفی جنس کا اسم: جیسے **لَا رَجُلَ ظَرِیْفٌ** اس میں **رَجُلَ** لائے نفیِ جنس کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ⑫ **ما و لا مشابہ بلیس** کی خبر: جیسے **لَا رَجُلٌ ظَرِیْفًا** اس میں **ظَرِیْفًا** لا مشابہ بلیس کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

❷ حروفِ ناصبہ للمضارع کی نشاندہی:۔ وہ حروف جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہوئے اس کو نصب دیتے ہیں وہ چار ہیں: **اَنْ، لَنْ، کَیْ، اِذَنْ**۔ پس لفظ **اَنْ** اپنے مدخول کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے، اگر ماضی پر داخل ہو تو اس کو بھی مستقبل کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔ جیسے **اسلمت ان ادخل الجنۃ** اور **اسلمت ان دخلت الجنۃ** کہ اسلام لایا میں تاکہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں، ان دونوں مثالوں میں **اَنْ** نے مضارع اور ماضی کو مستقبل کے معنیٰ کے ساتھ خاص کر دیا ہے اور اس **اَنْ** کو **اَنْ** ناصبہ مصدریہ کہتے ہیں، اسلئے کہ یہ فعل مضارع کو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے اور اس کو نصب بھی دیتا ہے اور لفظ **لَنْ** زمانہ مستقبل میں نفی کی تاکید کیلئے آتا ہے جیسے **لن ترانی** کہ تو ہرگز مجھے زمانہ مستقبل میں نہیں دیکھ سکے گا۔

کی سببیت کیلئے آتا ہے یعنی اس کا ماقبل مابعد کیلئے سبب ہوتا ہے جیسے **اسلمت کی ادخل الجنۃ** میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں گویا دخولِ جنت کا سبب اسلام لانا ہے۔ **اذن** کا معنیٰ جب اور اس وقت ہے یہ کسی دوسری کلام کے جواب میں اور شرط کی جزاء میں واقع ہوتا ہے جیسے کوئی شخص کہے **اسلمت** تو اس کے جواب میں کہا جائے **اذن تدخل الجنۃ** اس کی شرط محذوف ہے **ان اسلمت**، تو اصل عبارت یہ ہوئی **اسلمت، اِن اسلمت اذن تدخل الجنۃ** کہ اسلام لایا میں تو جواب دیا کہ اگر تو اسلام لایا ہے تو اس وقت تو جنت میں داخل ہوگا۔

❸ اَنْ ناصبہ کے مقدر ہونے کے مقامات مع امثلہ:۔ اَنْ ناصبہ سات جگہ مقدر ہو کر فعل کو نصب دیتا ہے ① حتی کے بعد جیسے **اسلمت حتی ادخل الجنۃ** ② اس لام کے بعد جو لام **کَیْ** کے معنیٰ میں ہو جیسے **قام زید لیذھب** ③ لامِ جحد کے بعد یعنی جو لام کان منفیہ کے بعد ہو جیسے **ماکان اللّٰہ لیعذبھم** ④ جو فا امر، نہی، نفی، تمنی، عرض، استفہام کے بعد واقع ہو اس فا کے بعد بھی اَنْ مقدر ہوتا ہے۔ امر کی مثال **اسلم فتسلم**۔ نہی کی مثال **لا تعص فتعذب**۔ نفی کی مثال **ماتزورنا فنکرمک**۔ تمنی کی مثال **لیت لی مالا فانفقہ**۔ عرض کی مثال **الاتنزل بنافتصیب خیرا**۔ استفہام کی مثال **ھل تعلم فتنجو** ⑤ جو واؤ مذکورہ چھ چیزوں کے بعد واقع ہو اس واؤ کے بعد بھی اَنْ مقدر ہوتا ہے۔ اسکی امثلہ بھی یہی ہیں۔ صرف فا کی جگہ پر واؤ کو ذکر کر دیا جائے ⑥ اس واؤ کے بعد جو **اِلّا اَن** یا **اِلٰی اَن** کے معنیٰ میں ہو جیسے **لاحبسنّک اوتعطینی حقّی** ⑦ واؤ عاطفہ کے بعد بشرطیکہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے **اعجبنی قیامک وتخرج**۔

❹ جملوں کی ترکیب:۔ "**جاء نی زید اخوک**" **جاء** فعل **ن** وقایہ **ی** ضمیر مفعول بہ **زید** مبدل منہ **اخوک** مضاف و مضاف الیہ ملکر بدل، مبدل منہ و بدل کر فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

0315-6357915 maktabazakariyamultan@gmail.com

"اِشْتَرَیْتُ فَرَسًا حِمَارًا" اشتریت فعل وفاعل فرسا مبدل منہ حمارا بدل، مبدل منہ وبدل ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ "مَااَحْسَنَهٗ" مَا بمعنیٰ ایّ شیئ مضاف ومضاف الیہ ملکر مبتدا احسن فعل وفاعل ہٗ ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

"اَحْسِنْ بِهٖ" احسن فعل امر بمعنی احسن فعل ماضی با زائدہ "ہٖ" ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ، کی تعریف کر کے مثال کے ساتھ وضاحت کریں۔ السمع مصدر سے صرف صغیر تحریر کریں۔ (ص ۳۷، ۳۹: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں ① ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ کی تعریف ② السمع سے صرفِ صغیر۔

جواب..... ① ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ کی تعریف:۔

ثلاثی مجرد: وہ ہے کہ جس کی ماضی میں تین حرف اصلی ہوں کوئی حرف زائد نہ ہو جیسے "ضَرَبَ، نَصَرَ" وغیرہ۔

ثلاثی مزید فیہ: وہ ہے کہ جس کی ماضی میں تین حرف اصلی سے کوئی حرف زائد بھی ہو جیسے اَکْرَمَ، اِجْتَنَبَ وغیرہ۔

رباعی مجرد: وہ ہے کہ جس کی ماضی میں چار حرف اصلی ہوں کوئی حرف زائد نہ ہو جیسے دَحْرَجَ، بَعْثَرَ وغیرہ۔

رباعی مزید فیہ: وہ ہے کہ جس کی ماضی میں چار حرف اصلی سے کوئی حرف زائد بھی ہو جیسے تَدَحْرَجَ وغیرہ۔

② السمع سے صرفِ صغیر:۔ السمع (سمع، صحیح) بمعنی سننا۔ سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعًا فهو سَامِعٌ وسُمِعَ یُسْمَعُ سَمْعًا فذاك مَسْمُوْعٌ مَاسَمِعَ مَاسُمِعَ لَمْ یَسْمَعْ لَمْ یُسْمَعْ لَایَسْمَعُ لَایُسْمَعُ لَنْ یَسْمَعَ لَنْ یُسْمَعَ لَیَسْمَعَنَّ لَیُسْمَعَنَّ لَیَسْمَعَنْ لَیُسْمَعَنْ الامر منه اِسْمَعْ لِتُسْمَعْ لِیَسْمَعْ لِیُسْمَعْ اِسْمَعَنَّ لِتُسْمَعَنَّ لِیَسْمَعَنَّ لِیُسْمَعَنَّ اِسْمَعَنْ لِتُسْمَعَنْ لِیَسْمَعَنْ لِیُسْمَعَنْ والنهی عنه لَاتَسْمَعْ لَاتُسْمَعْ لَایَسْمَعْ لَایُسْمَعْ لَاتَسْمَعَنَّ لَاتُسْمَعَنَّ لَایَسْمَعَنَّ لَایُسْمَعَنَّ لَاتَسْمَعَنْ لَاتُسْمَعَنْ لَایَسْمَعَنْ لَایُسْمَعَنْ الظرف منه مَسْمَعٌ مَسْمَعَانِ مَسَامِعُ وَمُسَیْمِعٌ والآلة منه مِسْمَعٌ مِسْمَعَانِ مَسَامِعُ وَمُسَیْمِعٌ مِسْمَعَةٌ مِسْمَعَتَانِ مَسَامِعُ وَمُسَیْمِعَةٌ مِسْمَاعٌ مِسْمَاعَانِ مَسَامِیْعُ وَمُسَیْمِیْعٌ افعل التفضیل المذکر منه اَسْمَعُ اَسْمَعَانِ اَسْمَعُوْنَ اَسَامِعُ وَاُسَیْمِع والمؤنث منه سُمْعٰی سُمْعَیَانِ سُمَعُ سَمْعَیَاتٌ سُمَعُ وَسُمَیْعٰی۔

الشق الثانی.....الاجلوّاذ مصدر سے صرفِ صغیر، ترجمہ، باب اور ہفت اقسام بھی لکھیں۔ (ص ۴۳: امدادیہ)

جواب.....الاجلوّاذ سے صرفِ صغیر مع ترجمہ باب وہفت اقسام:۔ "اَلْاِجْلِوَّاذُ" (افعوّال، صحیح) بمعنی گھوڑے کا دوڑنا۔ اِجْلَوَّذَ یَجْلَوِّذُ اِجْلِوَّاذًا فهو مُجْلَوِّذٌ وَاُجْلُوِّذَ یُجْلَوَّذُ اِجْلِوَّاذًا فهو مُجْلَوَّذٌ مَا اِجْلَوَّذَ مَا اُجْلُوِّذَ لَمْ یَجْلَوِّذْ لَمْ یُجْلَوَّذْ لَایَجْلَوِّذُ لَایُجْلَوَّذُ لَنْ یَجْلَوِّذَ لَنْ یُجْلَوَّذَ لَیَجْلَوِّذَنَّ لَیُجْلَوَّذَنَّ لَیَجْلَوِّذَنْ لَیُجْلَوَّذَنْ الامر منه اِجْلَوِّذْ لِتُجْلَوَّذْ لِیَجْلَوِّذْ لِیُجْلَوَّذْ اِجْلَوِّذَنَّ لِتُجْلَوَّذَنَّ لِیَجْلَوِّذَنَّ لِیُجْلَوَّذَنَّ اِجْلَوِّذَنْ لِتُجْلَوَّذَنْ لِیَجْلَوِّذَنْ لِیُجْلَوَّذَنْ والنهی عنه لَاتَجْلَوِّذْ لَاتُجْلَوَّذْ لَایَجْلَوِّذْ لَایُجْلَوَّذْ لَاتَجْلَوِّذَنَّ لَاتُجْلَوَّذَنَّ لَایَجْلَوِّذَنَّ لَایُجْلَوَّذَنَّ لَاتَجْلَوِّذَنْ لَاتُجْلَوَّذَنْ لَایَجْلَوِّذَنْ لَایُجْلَوَّذَنْ الظرف منه مُجْلَوَّذٌ مُجْلَوَّذَانِ مُجْلَوَّذَاتٌ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....حروفِ اصلیہ کے اعتبار سے فعل اور اسم کی کتنی قسمیں ہیں؟ "اَلْبُعْدُ" مصدر سے صرفِ صغیر لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) حروفِ اصلیہ کے اعتبار سے فعل اور اسم کی اقسام (۲) "اَلْبُعْدُ" سے صرفِ صغیر۔

جواب..... ① حروفِ اصلیہ کے اعتبار سے فعل اور اسم کی اقسام:۔ حروفِ اصلیہ کے اعتبار سے فعل اور اسم کی دو قسمیں

ہیں: ① ثلاثی: وہ اسم یا فعل جس میں تین حرف اصلی ہوں، اگر کوئی حرف زائد نہ ہو تو اُسے ثلاثی مجرد اور اگر کوئی حرف زائد ہو تو اسے ثلاثی مزید فیہ کہتے ہیں جیسے نَصَرَ ثلاثی مجرد اور اِجْتَنَبَ ثلاثی مزید فیہ ہے۔

② رباعی: وہ اسم یا فعل جس میں چار حرف اصلی ہوں، اگر سب حروف اصلی ہوں تو رباعی مجرد اور اگر کوئی حرف زائد بھی ہو تو اُسے رباعی مزید فیہ کہتے ہیں جیسے بَعْثَرَ رباعی مجرد اور تَسَرْبَلَ رباعی مزید فیہ ہے۔

② اَلْبُعْدُ سے صرفِ صغیر:۔ اَلْبُعْدُ: (کرم، ضیح) بمعنی دور ہونا۔ بَعُدَ یَبْعُدُ بُعْدًا فهو بَاعِدٌ وبُعِدَ یُبْعَدُ بُعْدًا فذاك مَبْعُوْدٌ مَابْعَدَ مَابُعِدَ لَمْ یَبْعُدْ لَمْ یُبْعَدْ لَایَبْعُدُ لَایُبْعَدُ لَنْ یَّبْعُدَ لَنْ یُّبْعَدَ لَیَبْعُدَنَّ لَیُبْعَدَنَّ لَیَبْعُدَنْ لَیُبْعَدَنْ الامرمنه اُبْعُدْ لِتُبْعَدْ لِیَبْعُدْ لِیُبْعَدْ، اُبْعُدَنَّ لِتُبْعَدَنَّ لِیَبْعُدَنَّ لِیُبْعَدَنَّ، اُبْعُدَنْ لِتُبْعَدَنْ لِیَبْعُدَنْ لِیُبْعَدَنْ والنهی عنه لَاتَبْعُدْ لَاتُبْعَدْ لَایَبْعُدْ لَایُبْعَدْ، لَاتَبْعُدَنَّ لَاتُبْعَدَنَّ لَایَبْعُدَنَّ لَایُبْعَدَنَّ لَاتَبْعُدَنْ لَاتُبْعَدَنْ لَایَبْعُدَنْ لَایُبْعَدَنْ الظرف منه مَبْعَدٌ مَبْعَدَانِ مَبَاعِدُ وَمُبَیْعِدٌ والآلة منه مِبْعَدٌ مِبْعَدَانِ مَبَاعِدُ وَمُبَیْعِدٌ، مِبْعَدَةٌ مِبْعَدَتَانِ مَبَاعِدُ ومُبَیْعِدَةٌ مِبْعَادٌ مِبْعَادَانِ مَبَاعِیْدُ و مُبَیْعِیْدٌ افعل التفضیل المذکر منه اَبْعَدُ اَبْعَدَانِ اَبْعَدُوْنَ اَبَاعِدُ وَاُبَیْعِدٌ والمؤنث منه بُعْدٰی بُعْدَیَانِ بُعْدَیَاتٌ بُعَدٌ وبُعَیْدٰی۔

الشق الثانی.....معرفہ اور نکرہ کی تعریف مثالوں کیساتھ تحریر کریں، مرفوعات کل کتنے ہیں؟ صرف نام لکھیں۔ زید ابوہ عالم، اللّٰہ یعصمك، العالم ان جاء کم فاکرموہ ، اللّٰہ معکم کی ترکیب کریں۔ (ص ۱۸، ۲۴۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) معرفہ ونکرہ کی تعریف (۲) مرفوعات کی تعداد واسماء (۳) امثلہ کی ترکیب۔

جواب..... ① معرفہ ونکرہ کی تعریف:۔ معرفہ: وہ اسم جو کسی معین چیز وذات کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے زید یہ معین فرد کے لئے موضوع ہے۔ نکرہ: وہ اسم جو کسی غیر معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے رجل کسی خاص فرد کے لئے موضوع نہیں ہے، ہر آدمی کو رجل کہتے ہیں اسی طرح فرس کسی خاص گھوڑے کے لئے موضوع نہیں ہے بلکہ ہر گھوڑے کو فرس کہتے ہیں۔

② مرفوعات کی تعداد واسماء:۔ مرفوعات کی کل آٹھ اقسام ہیں ① فاعل جیسے ضَرَبَ زیدٌ ② مفعول مالم یسم فاعلہٗ جیسے ضُرِبَ زیدٌ ③ مبتداء ④ خبر جیسے زید قائمٌ ⑤ اِنَّ اور اسکے اخوات کی خبر جیسے اِنَّ زیدًا قائمٌ ⑥ کان اور اسکے اخوات کا اسم جیسے کان زیدٌ قائمًا ⑦ ماولامشابہ بلیس کا اسم جیسے مازیدٌ افضل منك ⑧ لائے نفی جنس کی خبر جیسے لارجلَ ظَرِیْفٌ فی الدار۔

③ امثلہ کی ترکیب:۔ "زیدابوہ عالم" زید مبتدا ابوہ مضاف ومضاف الیہ ملکر مبتدا عالم خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ "اللّٰہ معکم" اللّٰہ مبتدا معکم مضاف ومضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا ثابت اسم فاعل کا، اسم فاعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"اللّٰہ یعصمك" اللّٰہ مبتدا یعصمك فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"العالم ان جاء کم فاکرموہ" العالم مبتدا اِنْ شرطیہ جاء کم فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط فا جزائیہ اکرموہ فعل فاعل ومفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا، شرط وجزا ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....حروف مشبہ بالفعل کیا عمل کرتے ہیں؟ مجرورات کون کون سے ہیں؟ لفظِ غیر کے بعد جو مستثنیٰ آئے اس پر کیا اعراب پڑھا جائے گا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① حروف مشبہ بالفعل کا عمل ② مجرورات کی تعیین ③ غیر کے بعد مستثنیٰ کا اعراب

جواب..... ① حروف مشبہ بالفعل کا عمل:۔ یہ حروف مبتدا وخبر پر داخل ہوتے ہیں اور مبتداء کو نصب، خبر کو رفع دیتے ہیں اور مبتداء کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے۔ جیسے ان اللّٰہَ غفورٌ، کان زیدًا اسدٌ۔

② مجرورات کی تعیین:۔ کلام عرب میں مجرورات فقط دو ہیں: ① مضاف الیہ ② مجرور بحرف الجار یعنی حرفِ جر کا مدخول۔

③ غَیْرَ کے بعد مستثنیٰ کا اعراب:۔ جو مستثنیٰ لفظِ غیر کے بعد آئے وہ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا، کیوں کہ غیر ہمیشہ کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ۔

الشق الثانی..... فعل معروف ومجہول کا عمل بیان کریں نیز فعل متعدی کی اقسامِ ثلاثہ کی امثلہ ذکر کریں۔ افعالِ قلوب میں سے شک والے افعال کون کونسے ہیں مثالوں کے ساتھ ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں دو امر توجہ طلب ہیں (۱) فعل معروف ومجہول کا عمل (۲) فعل متعدی کی اقسامِ ثلاثہ کی امثلہ (۳) شک والے افعالِ قلوب کی نشاندہی مع امثلہ۔

جواب..... ① فعل معروف ومجہول کا عمل:۔ عمل کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں۔ معروف ومجہول۔

پھر فعل معروف کی بھی دو قسمیں ہیں لازمی ومتعدی۔ فعل معروف خواہ لازمی ہو یا متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے جیسے قَامَ زَیْدٌ، ضَرَبَ بَکْرٌ۔ اور فعل متعدی فاعل کو رفع دینے کے ساتھ ساتھ اسموں کو نصب بھی دیتا ہے۔ ① مفعول بہٖ ② مفعول مطلق ③ مفعول فیہ ④ مفعول معہ ⑤ مفعول لہٗ ⑥ حال ⑦ تمیز۔ فعل مجہول فاعل کی بجائے مفعول بہٖ کو رفع دیتا ہے اور باقی مفعولات کو نصب ہی دیتا ہے جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْبًا شَدِیْدًا فِیْ دَارِہٖ تَادِیْبًا۔

فعل مجہول کو فعل مالم یسم فاعلہ اور اس کے مرفوع معمول (مفعول بہٖ) کو مفعول مالم یسم فاعلہ کہا جاتا ہے۔

② فعل متعدی کی اقسامِ ثلاثہ کی امثلہ:۔ ① فعل متعدی کبھی متعدی بیک مفعول ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ بَکْرًا۔

② فعل متعدی کبھی متعدی بدو مفعول ہوتا ہے اور اس میں سے ایک مفعول کے ذکر پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہوتا ہے جیسے اَعْطٰی اور اس کے ہم معنیٰ الفاظ۔ جیسے اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَمًا یہاں صرف اَعْطَیْتُ زَیْدًا کہنا بھی جائز ہے۔

فعل متعدی کبھی متعدی بدو مفعول ہوتا ہے مگر اس میں سے ایک مفعول کے ذکر پر اکتفاء کرنا جائز نہیں ہوتا اور یہ افعالِ قلوب ہیں جن کی تعداد سات ہے رأیتُ، وَجدتُ، علمتُ، زعمتُ، حسبتُ، خِلْتُ، ظَنَنْتُ۔

③ فعل متعدی کبھی متعدی بسہ مفعول ہوتا ہے اور وہ افعال درج ذیل ہیں۔ اَعْلَمَ، اَرٰی، اَنْبَأَ، اَخْبَرَ، خَبَّرَ، نَبَّأَ، حَدَّثَ۔

③ شک والے افعالِ قلوب کی نشاندہی مع امثلہ:۔ افعالِ قلوب میں سے تین فعل شک کیلئے آتے ہیں، یقین کا فائدہ نہیں دیتے۔

① حسبت جیسے حسبت زیدًا فاضلاً میں نے زید کو فاضل گمان کیا۔

② ظننت جیسے ظننت بکرا نائما میں نے بکر کو سونے والا گمان کیا۔

③ خلت جیسے خلت خالدا قائما میں نے خالد کو کھڑا ہونے والا خیال کیا۔

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل..... الصَّبْغُ، اَلرَّمْلُ سے صرفِ صغیر لکھئے، مصدر کا ترجمہ، باب، ہفت اقسام بھی متعین کیجئے۔ (ص ۳۹، ۴۳: امدادیہ)

جواب..... مذکورہ مصادر سے صرفِ صغیر مع ترجمہ، باب وہفت اقسام:۔ الصَّبْغُ: (فتح، صحیح) بمعنی رنگنا۔ صَبَغَ یَصْبُغُ صَبْغًا فھو صَابِغٌ وَصُبِغَ یُصْبَغُ صَبْغًا فذاك مَصْبُوْغٌ مَاصَبَغَ مَاصُبِغَ لَمْ یَصْبُغْ لَمْ یُصْبَغْ لَا یَصْبُغُ لَا یُصْبَغُ لَنْ یَصْبُغَ لَنْ یُصْبَغَ لَیَصْبُغَنَّ لَیُصْبَغَنَّ لَیَصْبُغَنْ لَیُصْبَغَنْ الامر منه اِصْبُغْ لِتُصْبَغْ لِیَصْبُغْ لِیُصْبَغْ اِصْبُغَنَّ لِتُصْبَغَنَّ لِیَصْبُغَنَّ لِیُصْبَغَنَّ اِصْبُغَنْ لِتُصْبَغَنْ لِیَصْبُغَنْ لِیُصْبَغَنْ والنهی عنه لَاتَصْبُغْ لَاتُصْبَغْ لَایَصْبُغْ لَایُصْبَغْ لَاتَصْبُغَنَّ لَاتُصْبَغَنَّ لَایَصْبُغَنَّ لَایُصْبَغَنَّ لَاتَصْبُغَنْ لَاتُصْبَغَنْ لَایَصْبُغَنْ لَایُصْبَغَنْ الظرف منه مَصْبُغٌ مَصْبَغَانِ مَصَابِغُ وَمُصَیْبِغٌ والآلة منه مِصْبَغٌ مِصْبَغَانِ مَصَابِغُ وَمُصَیْبِغٌ مِصْبَغَةٌ مِصْبَغَتَانِ مَصَابِغُ وَمُصَیْبِغَةٌ مِصْبَاغٌ مِصْبَاغَانِ مَصَابِیْغُ وَمُصَیْبِیْغٌ افعل التفضیل المذکر منه اَصْبَغُ اَصْبَغَانِ اَصْبَغُوْنَ

اَصَابِغُ وَاُصَيْبِغٌ والمؤنث منه صُبْغٰى صُبْغَيَانِ صُبْغَيَاتٌ صُبَغٌ وَصُبَيْغٰى۔

اَلْاِرْمَلُ: (اِفْعَلٌ، صحیح) بمعنی کپڑا اوڑھنا۔ اِرْمَلَ يَرْمَلُ اِرْمَلًا فهو مُرْمِلٌ وَاُرْمِلَ يُرْمَلُ اِرْمَلًا فذاك مُرْمَلٌ مَااَرْمَلَ مَا اُرْمِلَ لَمْ يَرْمَلْ لَمْ يُرْمَلْ لَا يَرْمَلُ لَا يُرْمَلُ لَنْ يَرْمَلَ لَنْ يُرْمَلَ لَيَرْمَلَنَّ لَيُرْمَلَنَّ لَيَرْمَلَنْ لَيُرْمَلَنْ الامر منه اِرْمَلْ لِتُرْمَلْ لِيَرْمَلْ لِيُرْمَلْ اِرْمَلْنَ لِتُرْمَلَنَّ لِيَرْمَلَنَّ لِيُرْمَلَنَّ اِرْمَلَنْ لِتُرْمَلَنْ لِيَرْمَلَنْ لِيُرْمَلَنْ والنهى عنه لَاتَرْمَلْ لَاتُرْمَلْ لَايَرْمَلْ لَايُرْمَلْ لَاتَرْمَلَنَّ لَاتُرْمَلَنَّ لَايَرْمَلَنَّ لَايُرْمَلَنَّ لَاتَرْمَلَنْ لَاتُرْمَلَنْ لَايَرْمَلَنْ لَايُرْمَلَنْ الظرف منه مُرْمَلٌ مُرْمَلَانِ مُرْمَلَاتٌ۔

الشق الثانی.....فعل مضارع بنانے کا قاعدہ تحریر کریں۔اسم فاعل کسے کہتے ہیں؟ بنانے کا طریقہ اور گردان لکھیں۔ اسم ظرف کسے کہتے ہیں؟ بنانے کا طریقہ اور گردان لکھیں۔(ص۱۰،۲۹،۳۴:امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) فعل مضارع بنانے کا قاعدہ (۲) اسم فاعل کی تعریف، بنانے کا طریقہ وگردان (۳) اسم ظرف کی تعریف، بنانے کا طریقہ وگردان۔

جواب..... ❶ فعل مضارع بنانے کا قاعدہ:۔ ماضی کے شروع میں ایک حرف چار حرفوں میں سے لگا دو وہ چار حرف یہ ہیں **الف، تا، یا، ن** کہ مجموعہ ان کا **اَتَيْنَ** ہے۔ان چار حرفوں کو مضارع کی علامت کہتے ہیں "**الف**" صرف ایک صیغہ واحد مذکر ومؤنث متکلم کے شروع میں آتا ہے اور "**تا**" آٹھ صیغوں میں یعنی تین مذکر حاضر، تین مؤنث حاضر، دو مؤنث غائب اور "**یا**" مذکر غائب کے تین صیغوں اور جمع مؤنث غائب میں اور "**نون**" تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم کے شروع میں لگا دو۔

مضارع کے آخر میں پانچ صیغوں (واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، تثنیہ وجمع متکلم) میں پیش لگا دو۔

سات صیغوں میں نون اعرابی لگا دو، وہ سات صیغے یہ ہیں۔ چار تثنیہ کہ ان میں نون اعرابی مکسور ہوتا ہے اور دو جمع مذکر غائب وجمع مذکر حاضر، ایک واحد مؤنث حاضر کہ ان میں نون اعرابی مفتوح ہوتا ہے اور نون جمع مؤنث جیسا کہ ماضی میں آتا ہے مضارع میں بھی آتا ہے۔

❷ اسم فاعل کی تعریف، بنانے کا طریقہ وگردان:۔: جو اسم کسی کام کرنے والے پر دلالت کرے اس کو اسم فاعل کہتے ہیں جیسے **ضَارِبٌ** (مارنے والا مرد) **نَاصِرَةٌ** (مدد کرنے والی عورت)۔

بنانے کا طریقہ: جب ماضی تین حرف کی ہو تو اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر **فَاعِلٌ** کے وزن پر آئے گا جیسے **نَصَرَ** سے **نَاصِرٌ**، **ضَرَبَ** سے **ضَارِبٌ**، **سَمِعَ** سے **سَامِعٌ** اور اگر ماضی کا پہلا صیغہ تین حرف سے زیادہ ہو تو اسم فاعل مضارع معروف سے اس طرح بناؤ کہ علامتِ مضارع کو دور کر کے اس کی جگہ میم مضموم لگاؤ اور آخر سے پہلے حرف کو زیر دیدو اگر زیر نہ ہو، اور آخر حرف پر تنوین لگا دو جیسے **يُكْرِمُ** سے **مُكْرِمٌ** اور **يَجْتَنِبُ** سے **مُجْتَنِبٌ**، **يَتَقَبَّلُ** سے **مُتَقَبِّلٌ**۔

گردان: **فَاعِلٌ فَاعِلَانِ فَاعِلُوْنَ فَاعِلَةٌ فَاعِلَتَانِ فَاعِلَاتٌ**۔

❸ اسم ظرف کی تعریف، بنانے کا طریقہ وگردان:۔ تعریف: وہ اسم جو فعل کے صادر ہونے کی جگہ پر یا فعل کے صادر ہونے کے وقت پر دلالت کرے اسکو اسم ظرف کہتے ہیں اور اس کی گردان یہ ہے **مَضْرِبٌ، مَضْرِبَانِ، مَضْرِبَيْنِ، مَضَارِبُ**۔

بنانے کا طریقہ: ثلاثی مجرد سے اسم ظرف بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع کے صیغہ واحد مذکر حاضر سے علامتِ مضارع کو دور کر کے اسکی جگہ میم مفتوح لگا دو اور عین کلمہ اگر مضموم ہے تو اس کو زبر دیدو ورنہ اپنی حالت پر چھوڑ دو اور آخری حرف پر تنوین کا اضافہ کر دو جیسے **يَنْصُرُ** سے **مَنْصَرٌ** اور **يَضْرِبُ** سے **مَضْرِبٌ** اور **يَسْمَعُ** سے **مَسْمَعٌ** اور ثلاثی مجرد کے علاوہ سے اسم ظرف اس باب کے اسم مفعول کے وزن پر ہی آتا ہے جیسے **اِجْتِنَابٌ** سے اسم مفعول واسم ظرف **مُجْتَنَبٌ** اور **اِكْرَامٌ** سے **مُكْرَمٌ** آتے ہیں۔

گردان: **مَسْجِدٌ مَسْجِدَانِ مَسَاجِدُ**۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....ذیل کے اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں (ہم ضرور ضرور لکھیں گے۔ وہ دو مرد ضرور ضرور روکیں گے۔ تم

سب عورتیں ضرور ضرور پرہیز کروگی۔ وہ ایک عورت ضرور ضرور چھوڑی جائیگی۔ میں ایک مرد ضرور ضرور سنوں گا)۔

نیز اسمیرار مصدر سے مکمل صرفِ صغیر تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ (۲) اسمیرار سے صرفِ صغیر۔

جواب ..... ❶ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ لَنَكْتُبَنَّ، لَيَمْنَعَانِّ ، لَتَجْتَنِبْنَانِّ ، لَتُتْرَكَنَّ ، لَاَسْمَعَنَّ ۔

❷ اسمیرار سے صرفِ صغیر:۔ اَلْاِسْمِيْرَارُ (افعیلال، صحیح) بمعنی گندم گوں ہونا۔ اِسْمَارَّ يَسْمَارُّ اِسْمِيْرَارًا فَهُوَ مُسْمَارٌّ وَاسْمُوْرَّ يُسْمَارُّ اِسْمِيْرَارًا فَذَاكَ مُسْمَارٌّ مَااسْمَارَّ مَااسْمُوْرَّ لَمْ يَسْمَارَّ لَمْ يَسْمَارِرْ لَمْ يَسْمَارِّ لَمْ يُسْمَارَّ لَمْ يُسْمَارِّ لَمْ يُسْمَارِرْ لَايَسْمَارُّ لَنْ يَسْمَارَّ لَنْ يُسْمَارَّ لَيَسْمَارَّنَّ لَيُسْمَارَّنَّ لَيَسْمَارَّنَّ لَيُسْمَارَّنَّ الامر منه اِسْمَارَّ اِسْمَارِّ اِسْمَارِرْ لِتُسْمَارَّ لِتُسْمَارِّ لِتُسْمَارِرْ لِيَسْمَارَّ لِيَسْمَارِّ لِيَسْمَارِرْ لِيُسْمَارَّ لِيُسْمَارِّ لِيُسْمَارِرْ اِسْمَارَّنَّ لِتُسْمَارَّنَّ لِيَسْمَارَّنَّ لِيُسْمَارَّنَّ اِسْمَارَّنَّ لِتُسْمَارَّنَّ لِيَسْمَارَّنَّ لِيُسْمَارَّنَّ والنهى عنه لَاتَسْمَارَّ لَاتَسْمَارِّ لَاتَسْمَارِرْ لَاتُسْمَارَّ لَاتُسْمَارِّ لَاتُسْمَارِرْ لَايَسْمَارَّ لَايَسْمَارِّ لَايَسْمَارِرْ لَايُسْمَارَّ لَايُسْمَارِّ لَايُسْمَارِرْ لَاتَسْمَارَّنَّ لَاتُسْمَارَّنَّ لَايَسْمَارَّنَّ لَايُسْمَارَّنَّ لَاتَسْمَارَّنَّ لَاتُسْمَارَّنَّ لَايَسْمَارَّنَّ لَايُسْمَارَّنَّ الظرف منه مُسْمَارٌّ مُسْمَارَّانِ مُسْمَارَّاتٌ ۔

الشق الثانی.....اسم و فعل کی علامات مثالوں کے ساتھ لکھیں۔ صفت کے اعتبار سے جملہ کی تمام اقسام وضاحت سے لکھیں۔ (ص ۷، ۹۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) اسم و فعل کی علامات مع امثلہ (۲) صفت کے اعتبار سے جملہ کی اقسام۔

جواب ..... ❶ اسم و فعل کی علامات مع امثلہ:۔ اسم کی علامات: اسم کی مشہور علامات دس ہیں۔ ① اس کے متعلق خبر دینا صحیح ہو: یعنی اس میں اس بات کی صلاحیت ہو کہ وہ محکوم علیہ اور مسند الیہ بن سکے جیسے زَيْدٌ کا لفظ زَيْدٌ قَائِمٌ کے جملہ میں محکوم علیہ و مسند الیہ ہے ② مضاف ہونا: یعنی ایک اسم کا دوسرے کی طرف حرفِ جر کی تقدیر کے ساتھ مضاف ہونا جیسے غُلَامُ زَيْدٍ اصل میں غُلَامٌ لِزَيْدٍ تھا تو غلام کا مضاف ہونا اسم ہونے کی علامت ہے ③ لامِ تعریف کا داخل ہونا: لامِ تعریف کا داخل ہونا بھی اسم کی علامت ہے جیسے اَلرَّجُلُ میں رَجُلٌ پر لامِ تعریف کا داخل ہونا اسکے اسم ہونے کی علامت ہے ④ جر کا داخل ہونا: یعنی کسی کلمہ کا مجرور ہونا اسکے اسم ہونے کی علامت ہے جیسے بِزَيْدٍ ⑤ تنوین کا داخل ہونا: یعنی کلمہ کے آخر میں دو زبر دو زیر دو پیش کا آنا یا بالفاظِ دیگر تنوینِ تمکن (نون ساکن) کا آنا بھی اسم ہونے کی علامت ہے جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ ⑥ تثنیہ ہونا: بھی اسم ہونے کی علامت ہے جیسے رجلان، عالمان، مسلمان وغیرہ اور فعل میں فاعل تثنیہ و جمع ہوتا ہے، نہ کہ فعل ⑦ جمع ہونا: بھی اسم کی علامت ہے جیسے رجال کُتُبٌ وغیرہ ⑧ صفت ہونا: بھی اسم کی علامت ہے جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ اور جہاں فعل صفت واقع ہوتا ہے وہ بتاویلِ مفرد ہوتا ہے ⑨ مصغّر ہونا: یعنی یاءِ تصغیر کا کلمہ میں ہونا اسم کی علامت ہے کیونکہ یہ حقارت یا محبت اور پیار پر دلالت کرتی ہے اور فعل و حرف اس قابل نہیں، لہٰذا مصغّر ہونا بھی اسم کی علامت ہے جیسے رُجَيْلٌ ⑩ منادیٰ ہونا: یعنی کسی کلمہ پر حرفِ نداء کا داخل ہونا بھی اسم کی علامت ہے کیونکہ حرفِ نداء ادواتِ تعریف میں سے ہے اور معرفہ اسم ہوتا ہے نہ کہ فعل جیسے يَا زَيْدُ، يَارَجُلُ ۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

فعل کی علامات: ① اس کا اخبار بہ بننا صحیح ہو اور اخبار عنہ بننا صحیح نہ ہو جیسے زَيْدٌ ضَرَبَ ، زَيْدٌ جَاءَ۔

② حرفِ "قَدْ" کا داخل ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے قَدْ جَاءَ زَيْدٌ۔

③ "سین" کا داخل ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے سَيَضْرِبُ۔

④ "سَوْفَ" کا داخل ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے سَوْفَ يَعُوْدُ ۔

⑤ جزم کا داخل ہونا یا کلمہ کا آخر سے مجزوم ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ، لَمْ يَضْرِبْ۔

⑥ کلمہ کا ماضی و مضارع ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے ضَرَبَ ، يَضْرِبُ ۔

⑦ کلمہ کا امر و نہی ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے اِضْرِبْ ، لَاتَضْرِبْ ۔

⑧ ضمائرِ بارزہ مرفوعہ کا متصل ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے کَتَبْتُ ، نَصَرْتُ ۔
⑨ تاءِ تانیث ساکنہ کا آخر میں متصل ہونا بھی فعل کی علامت ہے جیسے ضَرَبَتْ ، اَکَلَتْ ۔
⑩ تاکید کے دونوں یعنی نون ثقیلہ وخفیفہ کا کلمہ کے آخر میں متصل ہونا جیسے اُنْصُرَنَّ ، اُنْصُرَنْ ۔

❷ صفت کے اعتبار سے جملہ کی اقسام:۔ صفت کے اعتبار سے جملہ کی چھ اقسام ہیں:
① مبینہ: جو پہلے کو کھول کر بیان کردے جیسے اَلْکَلِمَةُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ، اِسْمٌ وَ فِعْلٌ وَحَرْفٌ ،اس مثال میں پہلے جملہ کا مطلب صاف نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کون سی تین قسمیں ہیں، دوسرے جملہ نے اس کو بیان کردیا کہ وہ اسم وفعل وحرف ہیں۔
② مُعلِّلہ: جو پہلے جملہ کی علت بیان کردے جیسا حدیث شریف میں ہے لَاتَصُوْمُوْا فِیْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ فَاِنَّهَا اَیَّامُ اَکْلٍ وَّ شُرْبٍ وَّ بِعَالٍ تم روزہ نہ رکھو ان پانچ دنوں میں (عیدین وایامِ تشریق) اس لئے کہ وہ کھانے پینے اور جماع کے دن ہیں۔ اس حدیث کے پہلے جملہ میں پانچ دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور اس کی علت دوسرے جملے میں بیان فرمائی ہے کہ وہ کھانے پینے اور جماع کے دن ہیں۔ ③ معترضہ: جو دو جملوں کے درمیان بے جوڑ واقع ہو جیسے قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَلنِّیَّةُ فِی الْوَضُوْءِ لَیْسَتْ بِشَرْطٍ اس مثال میں رَحِمَهُ اللّٰهُ جملہ معترضہ ہے کہ پہلے اور بعد کے کلام سے اس کو کچھ تعلق نہیں۔
④ مستانفہ: وہ جملہ ہے جس سے نیا کلام شروع کیا جائے جیسے اَلْکَلِمَةُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ اس کو جملہ ابتدائیہ بھی کہتے ہیں۔
⑤ حالیہ: وہ جملہ ہے جو حال واقع ہو جیسے جَآءَنِیْ زَیْدٌ وَّهُوَ رَاکِبٌ۔
⑥ معطوفہ: وہ جملہ ہے جو پہلے جملہ پر عطف کیا جائے جیسے جَآءَنِیْ زَیْدٌ وَّذَهَبَ عَمْرٌو۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل .....اسم تصغیر کی تعریف کرکے اس کے ضروری قاعدے مثالوں کے ساتھ لکھیں۔ اسم غیر متمکن کی اقسام کون کون سی ہیں تحریر کریں، معرفہ کی سات قسموں کو مثالوں کے ساتھ لکھیں۔ (ص ۱۷،۱۱،۱۸۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) اسمِ تصغیر کی تعریف وضروری قواعد (۲) اسم غیر متمکن کی اقسام (۳) معرفہ کی سات اقسام مع امثلہ۔

جواب ..... ❶ اسم تصغیر کی تعریف وضروری قواعد:۔ جس اسم میں چھوٹائی یا حقارت کا معنی پایا جائے اسے اسم تصغیر کہتے ہیں۔
اسکے پانچ ضروری قواعد ہیں: ① تین حرفی اسم کی تصغیر فُعَیْلٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے رَجُلٌ سے رُجَیْلٌ اور عَبْدٌ سے عُبَیْدٌ۔
② چار حرفی اسم کی تصغیر فُعَیْعِلٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے جَعْفَرٌ سے جُعَیْفِرٌ۔
③ پانچ حرفی اسم کی تصغیر فُعَیْعِیْلٌ کے وزن پر آتی ہے بشرطیکہ اس کا چوتھا حرف مدّ ولین ہو جیسے قِرْطَاسٌ سے قُرَیْطِیْسٌ اور اگر چوتھا حرف مدّ ولین نہ ہو تو اس کا پانچواں حرف حذف کرکے تصغیر بھی فُعَیْعِلٌ کے وزن پر کرتے ہیں جیسے سَفَرْجَلٌ سے سُفَیْرِجٌ۔
④ مؤنث سماعی کی تاء تصغیر میں ظاہر ہوجاتی ہے جیسے اَرْضٌ سے اُرَیْضَةٌ اور شَمْسٌ سے شُمَیْسَةٌ۔
⑤ جس کا آخری حرف حذف ہوگیا ہو وہ تصغیر میں واپس آجاتا ہے جیسے اِبْنٌ، بُنَیٌّ، اِبْنٌ اصل میں بَنْوٌ تھا۔

❷ اسم غیر متمکن کی اقسام:۔ اسم غیر متمکن مبنی کی آٹھ اقسام ہیں ① ضمائر جیسے هو، انت، انا ② اسماءِ موصولہ جیسے اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ ③ اسماءِ اشارہ جیسے هٰذا، ذٰلك، هٰؤلاءِ ④ اسماءِ افعال جیسے رُوَیْدَ ، بَلْهَ ، دُوْنَكَ ⑤ اسماءِ اصوات جیسے اُحْ اُحْ (کھانسی کی آواز) اُفْ (درد کی آواز) ⑥ اسماءِ ظروف جیسے اِذَا، مَتٰی، کَیْفَ ⑦ اسماءِ کنایات جیسے کَمْ، کَذَا یہ عدد سے کنایہ ہیں اور کَیْتَ ، ذَیْتَ بات سے کنایہ ہیں ⑧ مرکب بنائی جیسے اَحَدَ عَشَرَ۔

❸ معرفہ کی سات اقسام مع امثلہ:۔ اسم معرفہ کی سات قسمیں ہیں ① عَلَمْ جیسے زید، دهلی، زمزم ② اسمائے موصولہ جیسے الذی ،التی ③ اسمائے اشارہ جیسے هٰذا، ذلك ④ ضمائر جیسے هو، هما، هم ⑤ معرف باللام جیسے الرجل ⑥ وہ اسم جو ان

پانچ قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو ⑦ معرفہ بہ نداء جیسے یارجل۔

الشق الثانی.....جو حروف فعلِ مضارع کو جزم دیتے ہیں، ان کی تفصیل ذکر کریں۔

جواب.....فعلِ مضارع کو جزم دینے والے حروف کی تفصیل:۔ ① فعل مضارع کو جزم دینے والوں میں سے ایک لامِ امر ہے یہ وہ لام ہے جو لفظاً اور معناً مضارع میں عمل کرتا ہے، لفظی عمل تو یہ کرتا ہے کہ مضارع کو مجزوم کر دیتا ہے اور معنوی عمل یہ کرتا ہے کہ مضارع کا معنی حال واستقبال سے تبدیل کر کے اس میں طلب کا معنی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے لِیَضْرِبْ یہ اصل میں یَضْرِبُ تھا، لام امر نے داخل ہو کر اسے جزم دے دیا لِیَضْرِبْ ہو گیا، مضارع میں اس کا معنی ''چاہیے کہ وہ مارے'' ہے۔

② مضارع کو جزم دینے والے حروف میں سے ایک لاءِ نہی ہے یہ لاء بھی لامِ اَمر کی طرح دو کام کرتا ہے۔

ایک تو یہ کہ مضارع کو مجزوم کر دیتا ہے اور دوسرا یہ کہ مضارع میں فعل کو چھوڑ دینے کی طلب کا معنی پیدا کر دیتا ہے مثلاً لایضربْ یہ یضربْ تھا، لاءِ نہی نے داخل ہو کر اسے مجزوم کر دیا اور معنی ''چاہیے کہ وہ نہ مارے'' ہو گیا۔

③ حروفِ جازمہ میں سے تیسرا اِن شرطیہ ہے۔ اِن شرطیہ اور لامِ اَمر و لاءِ نہی میں تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ کہ لامِ امر اور لاءِ نہی فقط ایک جملہ پر داخل ہوتے ہیں لیکن اِن شرطیہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے اور دونوں کو مجزوم کر دیتا ہے، اصطلاحِ نحو میں پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے جملہ کو جزاء کہا جاتا ہے جیسے اِنْ تضربْ اَضربْ ''اگر تم مارو گے تو میں بھی ماروں گا''۔

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....امر حاضر معروف بنانے کا قاعدہ تحریر کریں۔ اسم تفضیل کی تعریف، گردان اور وزن لکھیں۔ (۲۳، ۳۲: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) امر حاضر معروف بنانے کا قاعدہ (۲) اسم تفضیل کی تعریف، گردان اور وزن۔

جواب..... ① امر حاضر معروف بنانے کا قاعدہ:۔ امر حاضر معروف مضارع کے صیغہ واحد مذکر حاضر سے بنتا ہے۔ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع حاضر معروف سے علامتِ مضارع تا کو حذف کر دیں، پھر اگر تا کا مابعد متحرک ہو تو مضارع کے آخری حرف کو ساکن کر دو بشرطیکہ آخر میں حرفِ علت نہ ہو جیسے تَعِدُ سے عِدْ اور اگر علامتِ مضارع کا مابعد ساکن ہو تو عین کلمہ کو دیکھو، اگر عین کلمہ مضموم ہو تو شروع میں ہمزہ مضموم لے آؤ جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ اور اگر عین کلمہ مفتوح یا مکسور ہو تو ہمزہ مکسور شروع میں لے آؤ جیسے تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور تَفْتَحُ سے اِفْتَحْ۔ اور اگر مضارع کا آخری حرف حرفِ عِلت ہو تو وہ حذف ہو جاتا ہے جیسے تَدْعُوْ سے اُدْعُ اور تَرْمِیْ سے اِرْمِ۔

② اسم تفضیل کی تعریف، گردان اور وزن:۔ اسم تفضیل وہ اسم ہے جو دوسرے کی بنسبت معنی فاعلیت یا معنی مفعولیت کی زیادتی پر دلالت کرے جیسے زَیْدٌ اَنْصَرُ الْقَوْمِ (زید قوم سے زیادہ مدد کرنے والا ہے) بَکْرٌ اَشْهَرُ الْقَوْمِ (بکر قوم سے زیادہ مشہور ہے)۔

گردان: اَنْصَرُ اَنْصَرَانِ اَنْصَرُوْنَ اَنَاصِرُ نُصْرٰی نُصْرَیَانِ نُصْرَیَاتٌ نُصَرٌ۔

وزن: اسم تفضیل کے یہی دو اوزان ہی: اَفْعَلُ (واحد مذکر کے لئے) فُعْلٰی (واحد مؤنث کیلئے)۔

الشق الثانی.....باب نصر سے مکمل صرفِ صغیر تحریر کریں۔ سمع یسمع سے فعل مضارع معروف نفی تاکید بلن کی مکمل گردان تحریر کریں۔ مندرجہ ذیل جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں: (میں ہرگز نہیں لکھوں گا، وہ ایک عورت ہرگز نہیں سنے گی، ہم نے نہیں لکھا)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) باب نصر سے صرفِ صغیر (۲) سمع یسمع سے فعل مضارع معروف نفی تاکید بلن کی گردان (۳) جملوں کا عربی میں ترجمہ۔

جواب..... ① باب نصر سے صرفِ صغیر:۔ اَلنَّصْرُ (نصر، صحیح) بمعنی مدد کرنا۔ نَصَرَ یَنْصُرُ نَصْرًا فهو نَاصِرٌ وَنُصِرَ یُنْصَرُ نَصْرًا فذاك مَنْصُوْرٌ مَانَصَرَ مَانُصِرَ لَمْ یَنْصُرْ لَمْ یُنْصَرْ لَایَنْصُرُ لَایُنْصَرُ لَنْ یَّنْصُرَ لَنْ یُّنْصَرَ لَیَنْصُرَنَّ لَیُنْصَرَنَّ لَیَنْصُرُنَّ لَیُنْصَرُنَّ الامر منه اُنْصُرْ لِتُنْصَرْ لِیَنْصُرْ لِیُنْصَرْ اُنْصُرُنَّ لِتُنْصَرُنَّ لِیَنْصُرُنَّ لِیُنْصَرُنَّ

0313 6357913 maktabazaariqurani@gmail.com

لِيُنْصَرَنَّ اُنْصُرَنْ لِتُنْصَرَنْ لِيَنْصُرَنْ لِيُنْصَرَنْ والنهی عنه لَاتَنْصُرْ لَاتُنْصَرْ لَايَنْصُرْ لَايُنْصَرْ لَاتَنْصُرَنَّ لَاتُنْصَرَنَّ لَايَنْصُرَنَّ لَايُنْصَرَنَّ لَاتَنْصُرَنْ لَاتُنْصَرَنْ لَايَنْصُرَنْ لَايُنْصَرَنْ الظرف منه مَنْصَرٌ مَنْصَرَانِ مَنَاصِرُ وَمُنَيْصِرٌ والآلة منه مِنْصَرٌ مِنْصَرَانِ مَنَاصِرُ وَمُنَيْصِرٌ مِنْصَرَةٌ مِنْصَرَتَانِ مَنَاصِرُ وَ مُنَيْصِرَةٌ مِنْصَارٌ مِنْصَارَانِ مَنَاصِيْرُ ومُنَيْصِيْرٌ افعل التفضيل المذكر منه اَنْصَرُ اَنْصَرَانِ اَنْصَرُوْنَ اَنَاصِرُ وَاُنَيْصِرٌ والمؤنث منه نُصْرٰى نُصْرَيَانِ نُصْرَيَاتٌ نُصَرٌ وَنُصَيْرٰى فعل التعجب منه مَااَنْصَرَهٗ وَاَنْصِرْبِهٖ ۔

❷ سمع یسمع سے فعل مضارع معروف نفی تاکید بلن کی گردان:۔ لَنْ یسمعَ، لَنْ یسمعَا، لَنْ یَسْمَعُوْا، لَنْ تَسْمَعَ، لَنْ تَسْمَعَا، لَنْ یَسْمَعْنَ، لَنْ تَسْمَعَ، لَنْ تَسْمَعَا، لَنْ تَسْمَعُوْا، لَنْ تَسْمَعِیْ، لَنْ تَسْمَعَا، لَنْ تَسْمَعْنَ، لَنْ اَسْمَعَ، لَنْ نَسْمَعَ۔

❸ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ لَنْ اَکْتُبَ، لَنْ تَسْمَعَ، لَمْ نَکْتُبْ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....ذیل کے اردو جملوں کا عربی ترجمہ کریں (ہم لکھتے ہیں، وہ سب مرد جانتے ہیں، ہم روکتے ہیں، میں ایک عورت سنوں گی)۔ لَنْ اور لَمْ فعل مضارع پر داخل ہو کر لفظاً و معنیً کیا عمل کرتے ہیں؟ اَلدَّحْرَجَةُ مصدر سے صرف صغیر لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں: (۱) اردو جملوں کا ترجمہ (۲) لَنْ اور لَمْ کا فعل مضارع میں لفظوی و معنوی عمل (۳) اَلدَّحْرَجَةُ سے صرفِ صغیر۔

جواب..... ❶ اردو جملوں کا ترجمہ:۔ نَکْتُبُ، یَعْلَمُوْنَ، نَمْنَعُ، اَسْمَعُ۔

❷ لَنْ اور لَمْ کا فعل مضارع میں لفظوی و معنوی عمل:۔ لَنْ : فعل مضارع کے واحد کے چار صیغے اور جمع متکلم کے صیغوں میں آخر کو مفتوح کر دیتا ہے اور سات صیغوں سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے جیسے لَنْ یَضْرِبَ ، لَنْ یَضْرِبَا ، لَنْ یَضْرِبُوْا ۔(لَنْ معنوی طور پر فعل مضارع کو منفی مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لَنْ یَضرِبَ وہ ہرگز نہیں مارے گا)۔

لَمْ : فعل مضارع کے مذکورہ پانچ صیغوں میں آخر کو مجزوم کر دیتا ہے بشرطیکہ آخر میں حرفِ علت نہ ہو اور سات صیغوں سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے جیسے لَمْ یَضْرِبْ، لَمْ یَضْرِبَا، لَمْ یَضْرِبُوْا۔ اگر فعل مضارع کے آخر میں حرفِ علت ہو تو اس کو گرا دیتا ہے جیسے لَمْ یَدْعُ ، لَمْ یَرْمِ، لَمْ یَخْشَ ۔(لَمْ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لَمْ یضربْ اس نے نہیں مارا)۔

❸ اَلدَّحْرَجَةُ سے صرفِ صغیر:۔ اَلدَّحْرَجَةُ: (فعللۃ، صحیح) بمعنی لڑھکانا۔ دَحْرَجَ یُدَحْرِجُ دَحْرَجَةً فهو مُدَحْرِجٌ ودُحْرِجَ یُدَحْرَجُ دَحْرَجَةً فهو مُدَحْرَجٌ مَادَحْرَجَ مَادُحْرِجَ لَمْ یُدَحْرِجْ لَمْ یُدَحْرَجْ لَا یُدَحْرِجُ لَایُدَحْرَجُ لَنْ یُدَحْرِجَ لَنْ یُدَحْرَجَ لَیُدَحْرِجَنَّ لَیُدَحْرَجَنَّ لَیُدَحْرِجَنْ لَیُدَحْرَجَنْ الامر منه دَحْرِجْ لِتُدَحْرَجْ لِیُدَحْرِجْ لِیُدَحْرَجْ دَحْرِجَنَّ لِتُدَحْرَجَنَّ لِیُدَحْرِجَنَّ لِیُدَحْرَجَنَّ دَحْرِجَنْ لِتُدَحْرَجَنْ لِیُدَحْرِجَنْ لِیُدَحْرَجَنْ والنهی عنه لَاتُدَحْرِجْ لَاتُدَحْرَجْ لَایُدَحْرِجْ لَایُدَحْرَجْ لَاتُدَحْرِجَنَّ لَاتُدَحْرَجَنَّ لَایُدَحْرِجَنَّ لَایُدَحْرَجَنَّ لَاتُدَحْرِجَنْ لَاتُدَحْرَجَنْ لَایُدَحْرِجَنْ لَایُدَحْرَجَنْ الظرف منه مُدَحْرَجٌ مُدَحْرَجَانِ مُدَحْرَجَاتٌ ۔

الشق الثانی.....افعالِ ناقصہ کتنے اور کون کونسے ہیں اور کیا عمل کرتے ہیں، ان کو افعالِ ناقصہ کہنے کی وجہ بھی تحریر کریں۔

جواب.....افعالِ ناقصہ کی تعداد و نشاندہی، عمل اور وجہ تسمیہ:۔ افعالِ ناقصہ کی تعداد تیرہ ہے ① کان ② صار ③ اصبح ④ اضحی ⑤ امسٰی ⑥ ظل ⑦ بات ⑧ مادام ⑨ مازال ⑩ مابرح ⑪ ماانفك ⑫ مافتی ⑬ لیس۔

افعال ناقصہ کا عمل: یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اسکے جزء اول (مبتداء) کو رفع اور جزء ثانی (خبر) کو نصب دیتے ہیں جیسے کان اللّٰہ علیمًا حکیمًا، صار زیدٌ قائمًا، ما دام زیدٌ قاریًا ۔

وجہ تسمیہ: یہ افعال لازمی ہونے کے باوجود تنہاء فاعل سے تمام نہیں ہوتے بلکہ خبر کے بھی محتاج ہوتے ہیں اس وجہ سے انکو افعالِ ناقصہ کہتے ہیں۔

0343 6535913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....علم صرف ونحو کی تعریف کریں اوران کا فائدہ لکھیں۔توابع کی اقسام کے نام لکھیں۔مسندالیہ کی تعریف کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① علم صرف ونحو کی تعریف اور فائدہ ② توابع کی اقسام کے نام ③ مسندالیہ کی تعریف۔

جواب..... ① علم صرف ونحو کی تعریف اور فائدہ:۔ (علم صرف کی تعریف) علم صرف وہ علم ہے کہ جس سے صیغوں کی پہچان حاصل ہوتی ہے اور لفظوں کو گردانے کا طریقہ اور ایک صیغے سے دوسرا صیغہ بنانے کا قاعدہ معلوم ہوتا ہے۔

(فائدہ) علم صرف کا فائدہ یہ ہے کہ الفاظ کو صحیح طور پر پڑھنا آجاتا ہے۔

(علم نحو کی تعریف) عربی میں علم نحو وہ علم ہے جس میں اسم، فعل اور حرف کو جوڑ کر جملہ بنانے کی ترکیب اور کلمے کے آخری حرف کی حالت معلوم ہو۔ (فائدہ) علم نحو کا فائدہ یہ ہے کہ انسان عربی زبان لکھنے اور بولنے میں ہر قسم کی غلطی سے محفوظ رہتا ہے۔

② توابع کی اقسام:۔ کل پانچ تابع ہیں: نعت، عطف بالحروف، تاکید، بدل، عطف بیان۔

③ مسندالیہ کی تعریف:۔ جملے کا وہ حصہ جو کلام میں بالذات مقصود ہو اور اس کی طرف کسی فعل یا اسم کا اسناد (نسبت) کیا جائے۔ جیسے جملہ فعلیہ میں فاعل اور جملہ اسمیہ میں مبتدا۔

الشق الثانی.....درست اور غلط کی نشاندہی کریں۔

افعال مقاربہ کا عمل دو طرح کا ہوتا ہے۔(درست) افعال قلوب کی تعداد سات ہے۔(درست)

افعال قلوب میں سے پانچ یقین کے لئے آتے ہیں۔ (غلط) عوامل قیاسیہ کل سات ہیں۔(درست)

عوامل معنویہ تین ہیں۔(غلط) "بئس" فعل مدح ہے۔(غلط) "حبذا" نعم کا مرداف ہے۔(درست)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....بحث لام تاکید بانون ثقیلہ بنانے کا قاعدہ تحریر کریں نیز درج ذیل جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔

(تم سب عورتیں ضرور ضرور پرہیز کروگی، وہ سب مرد ضرور ضرور جائیں گے، میں ایک عورت ضرور ماروں گی، تم سب مرد ضرور ضرور سنے جاؤ گے)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ دو امور ہیں: (۱) بحث لام تاکید بانون ثقیلہ بنانے کا قاعدہ (۲) جملوں کا عربی میں ترجمہ۔

جواب..... ① بحث لام تاکید بانون ثقیلہ بنانے کا قاعدہ:۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ مضارع مثبت کے شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون ثقیلہ (مشدّد) لگادیں۔سات صیغوں کے آخر سے نونِ اعرابی اور جمع مذکر غائب وجمع مذکر حاضر کے صیغوں سے واؤ اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ سے یاء کو گرادیں۔جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر میں نون ثقیلہ سے پہلے الف بڑھادیں تاکہ جمع مؤنث اور ثقیلہ کے دونوں جمع ہونے سے ثقل لازم نہ آئے۔اس الف کو الفِ فاصل کہتے ہیں کیونکہ یہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید کو جدا کردیتا ہے۔

نون ثقیلہ سے پہلے چھ صیغوں (تثنیہ کے چار صیغے، جمع مؤنث غائب وجمع مؤنث حاضر) میں الف ہوتا ہے اور جمع مذکر غائب وجمع مذکر حاضر میں نون ثقیلہ سے پہلے پیش ہوتا ہے اور واحد مؤنث حاضر میں نون ثقیلہ سے پہلے زیر ہوتا ہے، باقی پانچ صیغوں (واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم) میں نون ثقیلہ سے پہلے زبر ہوتا ہے۔

الف کے بعد نون ثقیلہ مکسور ہوتا ہے اور بقیہ تمام صیغوں میں مفتوح ہوتا ہے۔

نوٹ: نون خفیفہ کا بھی یہی قاعدہ ہے جو نون ثقیلہ کا ہے صرف ساکن اور مشدّد کا فرق ہے۔نیز نون ثقیلہ تمام صیغوں میں آتا ہے اور نون خفیفہ صرف آٹھ صیغوں میں آتا ہے بقیہ چھ صیغے جن میں نون ثقیلہ سے پہلے الف ہوتا ہے اُن میں نون خفیفہ نہیں آتا۔نیز

0313 6357913 makhzanbazakariyamultan@gmail.com

لام تاکید ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔

❷ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ **لتجتنبنانّ، ليذهبُنَّ، لَاَضْرِبَنْ، لَتُسْمَعُنَّ۔**

الشق الثانی.....مجرد اور مزید فیہ میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے مثالوں سے واضح کریں، ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کے کل کتنے ابواب ہیں، سب کے نام مثالوں کے ساتھ لکھیں۔ **التقديم** مصدر سے صرف صغیر تحریر کریں۔ (ص۴۴: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ دو امور ہیں (۱) مجرد و مزید فیہ کی تعریف مع امثلہ (۲) **التقديم** سے صرفِ صغیر۔

جواب..... ❶ مجرد و مزید فیہ کی تعریف مع امثلہ:۔ مجرد: وہ ہے کہ جسکی ماضی میں کوئی حرف زائد نہ ہو۔ اگر صرف تین حرف اصلی ہوں تو ثلاثی مجرد ہے جیسے **ضَرَبَ، نَصَرَ**، اور اگر صرف چار حرف اصلی ہوں تو رباعی مجرد ہے جیسے **دَحْرَجَ، بَعْثَرَ۔**

مزید فیہ: وہ ہے کہ جس کی ماضی میں کوئی حرف زائد ہو۔ جیسے **اَكْرَمَ، اِسْتَنْصَرَ، تَسَرْبَلَ، تَزَنْدَقَ۔**

❷ **التقديم** سے صرفِ صغیر:۔ **اَلتَّقْدِيْمُ** (تفعیل، صحیح) بمعنی آگے ہونا، آگے کرنا۔ **قَدَّمَ يُقَدِّمُ تَقْدِيْمًا فهو مُقَدِّمٌ وَقُدِّمَ يُقَدَّمُ تَقْدِيْمًا فذاك مُقَدَّمٌ مَاقَدَّمَ مَاقُدِّمَ لَمْ يُقَدِّمْ لَمْ يُقَدَّمْ لَايُقَدِّمُ لَايُقَدَّمُ لَنْ يُقَدِّمَ لَنْ يُقَدَّمَ لَيُقَدِّمَنَّ لَيُقَدَّمَنَّ لَيُقَدِّمَنْ لَيُقَدَّمَنْ الامر منه قَدِّمْ لِتُقَدَّمْ لِيُقَدِّمْ لِيُقَدَّمْ قَدِّمَنَّ لِتُقَدَّمَنَّ لِيُقَدِّمَنَّ لِيُقَدَّمَنَّ قَدِّمَنْ لِتُقَدَّمَنْ لِيُقَدِّمَنْ لِيُقَدَّمَنْ والنهى عنه لَاتُقَدِّمْ لَاتُقَدَّمْ لَايُقَدِّمْ لَايُقَدَّمْ لَاتُقَدِّمَنَّ لَاتُقَدَّمَنَّ لَايُقَدِّمَنَّ لَايُقَدَّمَنَّ لَاتُقَدِّمَنْ لَاتُقَدَّمَنْ لَايُقَدِّمَنْ لَايُقَدَّمَنْ الظرف منه مُقَدَّمٌ مُقَدَّمَانِ مُقَدَّمَاتٌ۔**

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....فعل امر و نہی، حرفِ اصلی و زائد، مثبت و منفی کو واضح کیجئے اور ایک ایک مثال بھی دیجئے۔ "**النصر**" مصدر سے ماضی مثبت معروف کی گردان لکھئے۔ درج ذیل صیغوں کو پہچانئے: **اُكْرِمَ، لِيَضْرِبَنَّ، اِجْلِسْنَ، لا تَظْلِمَنَّ، عُظْمٰى۔**

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) فعل امر و نہی، حرفِ اصلی و زائد، مثبت و منفی کی وضاحت مع مثال (۲) "**النصر**" سے ماضی مثبت معروف کی گردان (۳) صیغوں کی وضاحت۔

جواب..... ❶ فعل امر و نہی، حرفِ اصلی و زائد، مثبت و منفی کی وضاحت مع مثال:۔

امر: وہ فعل جس میں کسی کام کرنے کا حکم دیا جائے جیسے **اِضْرِبْ** (تُو مار)۔

نہی: وہ فعل جس میں کسی کام سے روکا جائے جیسے **لَاتَضْرِبْ** (تُو مت مار)۔

حرفِ اصلی: وہ حرف جو وزن کرنے میں فا، عین یا لام کی جگہ ہو چنانچہ جو فا کی جگہ ہو اس کو فا کلمہ اور جو عین کی جگہ ہو اس کو عین کلمہ اور جو لام کی جگہ ہو اس کو لام کلمہ کہتے ہیں جیسے **اِجْتَنَبَ** یہ **افتعل** کے وزن پر ہے اس میں جیم، نون، با یہ تینوں حروف فا، عین، لام کی جگہ ہونے کی وجہ سے حروفِ اصلی ہیں اور الف و تاء زائد ہیں۔

0313 6357943 maktabazakariyamultan@gmail.com

حرفِ زائد: وہ حرف جو فا، عین، لام میں سے کسی کی جگہ پر نہ ہو جیسا کہ مذکورہ مثال سے واضح ہے۔

مثبت: کسی فعل کے ہونے کو کہتے ہیں جیسے **اَكَلَ** (اس نے کھایا)، **نَصَرَ** (اس نے مدد کی)۔

منفی: کسی فعل کے نہ ہونے کو کہتے ہیں جیسے **مَااَكَلَ** (اس نے نہیں کھایا)، **مَانَصَرَ** (اس نے مدد نہیں کی)۔

❷ "**النصر**" سے ماضی مثبت معروف کی گردان:۔ **نَصَرَ، نَصَرَا، نَصَرُوْا، نَصَرَتْ، نَصَرَتَا، نَصَرْنَ، نَصَرْتَ، نَصَرْتُمَا، نَصَرْتُمْ، نَصَرْتِ، نَصَرْتُمَا، نَصَرْتُنَّ، نَصَرْتُ، نَصَرْنَا۔**

❸ صیغوں کی وضاحت:۔ "**لَيَضْرِبَنَّ**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث لام تاکید بانون ثقیلہ معروف۔

"**اُكْرِمَ**" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول۔ "**اِجْلِسْنَ**" صیغہ جمع مؤنث حاضر فعل امر حاضر معروف۔

"**عُظْمٰى**" صیغہ واحد مؤنث بحث اسم تفضیل۔ "**لا تَظْلِمَنَّ**" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث نہی غائب بانون ثقیلہ معروف۔

الشق الثانی.....مستثنیٰ کی تعریف کرکے اس کے اعراب کی تمام اقسام لکھیں۔(ص ۳۱ تا ۳۴۔امدادیہ)

جواب.....① مستثنیٰ کی تعریف:۔ مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو اِلّا اور اُس کے اخوات کے بعد ذکر کیا جائے تا کہ معلوم ہو کہ جو حکم اس کے ماقبل کی طرف منسوب ہے یہ اُس حکم سے خارج ہے وہ حکم اس کی طرف منسوب نہیں ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔

① **مستثنیٰ متصل**: وہ اسم جو اِلّا اور اس کے اخوات کے ذریعہ مستثنیٰ منہ سے نکالا گیا ہو اور استثناء سے پہلے وہ مستثنیٰ منہ میں داخل ہو جیسے **جاء نی القومُ اِلّا زیدًا** پہلے زید قوم میں داخل تھا پھر اِلّا کے ذریعہ اسے نکال دیا گیا۔

② **مستثنیٰ منقطع**: وہ اسم جو اِلّا اور اسکے اخوات کے بعد مذکور ہو مگر مستثنیٰ منہ میں داخل نہ ہو جیسے **جاء نی القومُ اِلّا حمارًا** اس میں **حمارًا اِلّا** کے بعد واقع ہے مگر قوم میں داخل نہیں ہے۔

② مستثنیٰ کا اعراب:۔ مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے:① مستثنیٰ منصوب: یہ نو مقامات میں ہوتا ہے (۱) مستثنیٰ متصل اِلّا کے بعد کلامِ موجب میں واقع ہو جیسے **جاء نی القوم اِلّا زیدًا** (۲) مستثنیٰ منقطع اِلّا کے بعد واقع ہو جیسے **جاء نی القوم اِلّا حمارًا** (۳) مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے **ما جاء نی اِلّا زیدًا احدٌ** (۴) مستثنیٰ لفظ خلا کے بعد واقع ہو جیسے **جاء نی القوم خلا زیدًا** (۵) تا (۹) مستثنیٰ لفظِ عدا کے بعد، ما خلا کے بعد، ماعدا کے بعد، لیس کے بعد، لایکون کے بعد واقع ہو جیسے **جاء نی القوم عدا زیدًا، جاء نی القوم ما خلا زیدًا، جاء نی القوم ما عدا زیدًا، جاء نی القوم لیس زیدًا، جاء نی القوم لا یکون زیدًا۔**

② منصوب یا ماقبل سے بدل: یہ ایک مقام پر ہوتا ہے وہ یہ کہ مستثنیٰ اِلّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو جیسے **ماجاء نی احدٌ اِلّا زیدًا و زیدٌ۔** ③ عامل کے مطابق: یہ بھی ایک مقام میں ہوتا ہے وہ یہ کہ مستثنیٰ اِلّا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو جیسے **ما جاء نی اِلّا زیدٌ، مارأیت اِلّا زیدًا، ما مررت اِلّا بزیدٍ۔**

④ مجرور: یہ چار مقام میں ہوتا ہے (۱ تا ۴) مستثنیٰ **غیر، سواء، سوٰی، حاشا** کے بعد واقع ہو جیسے **جاء نی القوم غیر زیدٍ، سواء زیدٍ، سوٰی زیدٍ، حاشا زیدٍ۔**

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....حروف مصدریہ، حروفِ تحضیض، حروفِ تنبیہ اور حروفِ ایجاب کون کون سے ہیں؟ صرف نام لکھیں۔

جواب.....حروفِ مصدریہ، تحضیض، تنبیہ وایجاب کی نشاندہی:۔ حروفِ مصدریہ: (یہ جملہ پر داخل ہو کر اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں) تین ہیں ① **مَا** جیسے **ضاقت علیهم الارض بما رحبت** ② **اَنْ** جیسے **فما کان جواب قومه اِلّا اَنْ قالوا** ③ **اَنَّ** جیسے **علمت انك قائم۔**

حروفِ تحضیض: (یہ مضارع پر داخل ہوں تو فعل پر برانگیختہ کرتے ہیں اور اگر ماضی پر داخل ہوں تو فعل کے ترک پر ملامت کرتے ہیں) یہ چار ہیں ① **هَلَّا** جیسے **هَلَّا تَأْكُلُ** (تو کیوں نہیں کھاتا) **هَلَّا اَكَلَ** (اس نے کیوں نہیں کھایا) ② **اَلَّا** جیسے **اَلَّا تَضْرِبُ زَيْدًا** ③ **لَوْمَا** جیسے **لَوْمَا تَنْظُرُ** ④ **لَوْلَا** جیسے **لَوْلَا تَمْشِیْ۔**

حروفِ تنبیہ: (یہ مخاطب سے غفلت کو دور کرنے کے لئے اور خبردار کرنے کیلئے آتے ہیں) یہ تین ہیں ① **اَلَا** جیسے **اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ** ② **اَمَا** جیسے **اَمَا بَكْرٌ نَائِمٌ** ③ **هَا** جیسے **هٰؤُلَاءِ، هَا اَنَا حَاضِرٌ۔** ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ **اَلَا، اَمَا** دونوں صرف جملہ (اسمیہ وفعلیہ) پر داخل ہوتے ہیں جبکہ **هَا** مفرد اور جملہ (صرف اسمیہ) پر داخل ہوتا ہے۔

حروفِ ایجاب: حروفِ ایجاب چھ ہیں **نَعَمْ، بَلٰی، اِیْ، اَجَلْ، جَیْرِ، اِنَّ۔**

الشق الثانی.....درج ذیل جملوں میں صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں۔

① "لعل" حرف تمنی ہے۔(غلط)

② "کرب" افعال مدح میں سے ہے۔(غلط)

③ افعال مقاربہ چار ہیں۔(صحیح)

④ "لم" حروف جازمہ میں سے ہے۔(صحیح)

⑤ اسماء افعال کل نو ہیں۔(صحیح)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

⑥ افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء کرنا جائز ہے۔(غلط)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الرابعة:فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....فعل ماضی ومضارع کی تعریف کیجئے اور مثال بھی دیجئے۔**الجلوس**(ضرب)مصدر سے صرفِ صغیر لکھئے۔ درج ذیل الفاظ کے معانی اور صیغے بتائیں **مَاکَتَبُوْا، مَنَعْتُمْ، اِجْتَنَبْتُنَّ، مَاتَرَکَ**۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں(۱)فعل ماضی ومضارع کی تعریف مع مثال(۲)**الجلوس**(ضرب) سے صرفِ صغیر(۳)الفاظ کے معانی وصیغے۔

جواب..... ① فعل ماضی ومضارع کی تعریف مع مثال:۔

فعل ماضی: وہ فعل جو گزرا ہوا زمانہ بتلائے جیسے **نَصَرَ** (اُس ایک مرد نے گزرے ہوئے زمانے میں مدد کی)۔

فعل مضارع: وہ فعل جو موجودہ یا آئندہ زمانہ بتلائے جیسے **یَنْصُرُ** (مدد کرتا ہے یا مدد کرے گا وہ ایک مرد زمانہ موجودہ یا آئندہ میں)۔

② **الجلوس**(ضرب)مصدر سے صرفِ صغیر:۔**اَلْجُلُوْسُ** (ضرب،صحیح)بمعنی بیٹھنا۔

جَلَسَ یَجْلِسُ جُلُوْسًا فھو جَالِسٌ وَجُلِسَ یُجْلَسُ جُلُوْسًا فذاك مَجْلُوْسٌ مَاجَلَسَ مَاجُلِسَ لَمْ یَجْلِسْ لَمْ یُجْلَسْ لَایَجْلِسُ لَایُجْلَسُ لَنْ یَجْلِسَ لَنْ یُجْلَسَ لَیَجْلِسَنَّ لَیُجْلَسَنَّ لَیَجْلِسَنْ لَیُجْلَسَنْ الامر منه اِجْلِسْ لِتُجْلَسْ لِیَجْلِسْ لِیُجْلَسْ اِجْلِسَنَّ لِتُجْلَسَنَّ لِیَجْلِسَنَّ لِیُجْلَسَنَّ اِجْلِسَنْ لِتُجْلَسَنْ لِیَجْلِسَنْ لِیُجْلَسَنْ والنھی عنه لَاتَجْلِسْ لَاتُجْلَسْ لَایَجْلِسْ لَایُجْلَسْ لَاتَجْلِسَنَّ لَاتُجْلَسَنَّ لَایَجْلِسَنَّ لَایُجْلَسَنَّ لَاتَجْلِسَنْ لَاتُجْلَسَنْ لَایَجْلِسَنْ لَایُجْلَسَنْ الظرف منه مَجْلِسٌ مَجْلِسَانِ مَجَالِسُ وَمُجَیْلِسٌ والآلة منه مِجْلَسٌ مِجْلَسَانِ مَجَالِسُ وَ مُجَیْلِسٌ مِجْلَسَةٌ مِجْلَسَتَانِ مَجَالِسُ وَمُجَیْلِسَةٌ مِجْلَاسٌ مِجْلَاسَانِ مَجَالِیْسُ وَمُجَیْلِیْسٌ افعل التفضیل المذکر منه اَجْلَسُ اَجْلَسَانِ اَجْلَسُوْنَ اَجَالِسُ وَ اُجَیْلِسٌ والمؤنث منه جُلْسٰی جُلْسَیَانِ جُلْسَیَاتٌ جُلَسٌ وَجُلَیْسٰی۔

③ الفاظ کے معانی وصیغے:۔

الفاظ	معانی	صیغہ و بحث
ماکتَبُوا	نہیں لکھا اُن کئی مردوں نے	صیغہ جمع مذکر غائب، بحث ماضی منفی معلوم
مَنَعْتُمْ	روکا تم کئی مردوں نے	صیغہ جمع مذکر حاضر، بحث فعل ماضی معلوم
اِجْتَنَبْتُنَّ	پرہیز کیا تم کئی عورتوں نے	صیغہ جمع مؤنث حاضر، بحث فعل ماضی معلوم
مَاتَرَکَ	نہیں چھوڑا اُس ایک مرد نے	صیغہ واحد مذکر غائب، بحث ماضی منفی معلوم

0313-3579913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی.....فعل مضارع مجہول بنانے کا قاعدہ تفصیل سے لکھیں۔**التخافت** مصدر کا معنی وصرفِ صغیر تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں ① مضارع مجہول بنانے کا قاعدہ ② **التخافت** کا معنی وصرفِ صغیر۔(ص۴۵:امدادیہ)

جواب..... ① مضارع مجہول بنانے کا قاعدہ:۔ مضارع مجہول مضارع معروف سے ہی بنتا ہے بایں طور کہ علامتِ مضارع کو پیش دیدو اگر پیش نہ ہو اور آخر سے ماقبل والے حرف کو زبر دیدو اگر زبر نہ ہو جیسے **یَضْرِبُ** سے **یُضْرَبُ**، **یُکْرِمُ** سے **یُکْرَمُ**، **یَجْتَنِبُ** سے **یُجْتَنَبُ**۔

② **"التخافت"** کا معنی وصرفِ صغیر:۔ **"اَلتَّخَافُتُ"** (تفاعل،صحیح)بمعنی باہم پوشیدہ بات چیت کرنا۔

تَخَافَتَ یَتَخَافَتُ تَخَافُتًا فھو مُتَخَافِتٌ وَتُخُوْفِتَ یُتَخَافَتُ تَخَافُتًا فذاك مُتَخَافَتٌ مَاتَخَافَتَ مَاتُخُوْفِتَ لَمْ

يَتَخَافَتْ لَمْ يُتَخَافَتْ لَايَتَخَافَتْ لَا يُتَخَافَتْ لَنْ يَتَخَافَتْ لَنْ يُتَخَافَتْ لَيَتَخَافَتَنَّ لَيُتَخَافَتَنَّ لَيَتَخَافَتَنْ لَيُتَخَافَتَنْ الامر منه تَخَافَتْ لِتُتَخَافَتْ لِيَتَخَافَتْ لِيُتَخَافَتْ تَخَافَتَنَّ لِتُتَخَافَتَنَّ لِيَتَخَافَتَنَّ لِيُتَخَافَتَنَّ تَخَافَتَنْ لِتُتَخَافَتَنْ لِيَتَخَافَتَنْ لِيُتَخَافَتَنْ والنهي عنه لَاتَتَخَافَتْ لَاتُتَخَافَتْ لَايَتَخَافَتْ لَايُتَخَافَتْ لَاتَتَخَافَتَانِّ لَاتُتَخَافَتَنَّ لَايَتَخَافَتَنَّ لَايُتَخَافَتَنَّ لَاتَتَخَافَتَنَانِّ لَاتُتَخَافَتَنَّ لَايَتَخَافَتَنْ لَايُتَخَافَتَنْ الظرف منه مُتَخَافَتٌ مُتَخَافَتَانِ مُتَخَافَتَاتٌ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔ ① کیا أكرم کو ملحق برباعی کہہ سکتے ہیں؟(نہیں)

② کیا ادھیمام کا معنی سرخ ہونا ہے؟(نہیں) ③ کیا باب افعال کے امر حاضر کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے؟(نہیں)

④ کیا أَكْرَمَ اصل میں أَأكرم تھا؟(ہاں) ⑤ کیا رباعی مجرد کا صرف ایک ہی باب ہے؟(ہاں)

⑥ کیا ثلاثی مجرد کے علاوہ باقی ابواب سے اسم آلہ اور اسم تفضیل کے صیغے نہیں آتے؟(ہاں)

جواب ..... كما مرّ في السوال آنفا۔

الشق الثانی.....اسم متمکن کے اعراب کی تمام اقسام مع امثلہ تحریر کریں۔(ص۳۴۔امدادیہ)

جواب.....اسم متمکن کے اعراب کی تمام اقسام مع امثلہ:۔ ① اسم متمکن جب مفرد منصرف صحیح ہو جیسے زیدٌ یا اسم مفرد قائم مقام صحیح ہو جیسے دَلوٌ یا جمع مکسر منصرف ہو جیسے رِجالٌ۔اس کی حالتِ رفعی ضمہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسے جاء نی زیدٌ، هذا دلوٌ، هم رجالٌ۔حالتِ نصبی فتحہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسے رأيت زيدًا،دلوًا، رجالًا۔حالتِ جری کسرہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسے مررت بزيدٍ، جئت بدلوٍ، قلت لرجالٍ۔ ② جمع مؤنث سالم کی حالتِ رفعی ضمہ کے ساتھ حالتِ نصبی وجری کسرہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسے هن مسلماتٌ، رأيت مسلماتٍ، مررت بمسلماتٍ۔ ③ اسم غیر منصرف کی حالتِ رفعی ضمہ کے ساتھ اور حالتِ نصبی وجری فتحہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسے جاء عمرُ، رأيت عمرَ، مررت بعمرَ۔

④ اسمائے ستہ مکبرہ جو یائے متکلم کے علاوہ کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف ہوں ان کی حالتِ رفعی واؤ کے ساتھ، حالتِ نصبی الف کے ساتھ اور حالتِ جری یاء کے ساتھ ہوتی ہے جیسے جاء ابوك واخوك، رأيت اباك واخاك، مررت بابيك واخيك۔

⑤ مثنیٰ جیسے رجلانِ، كلا و كلتا جو ضمیر کی طرف مضاف ہوں اور اثنان و اثنتان، ان کی حالتِ رفعی الف کے ساتھ اور حالتِ نصبی وجری یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوتی ہے جیسے جاء رجلانِ، جاء كلاهما، جاء اثنان۔رأيت رجلينِ، رأيت كليهما، رأيت اثنين۔مررت برجلين، مررت بكليهما، مررت باثنين۔

⑥ جمع مذکر سالم جیسے مسلمونَ، أولو، عشرون تاتسعون۔ان کی حالتِ رفعی میں واؤ ماقبل مضموم اور حالتِ نصبی وجری میں یاء ماقبل مکسور ہوتی ہے جیسے جاء مسلمونَ، جاءَ أولو مالٍ، جاءَ عشرونَ رجُلًا۔رأيت مسلمينَ، رأيت اولى مالٍ، رأيت عشرين رجلًا۔مررت بمسلمين، مررت بأولى مالٍ،مررت بعشرين رجلًا۔

⑦ اسم مقصور جیسے موسیٰ اور جمع مذکر سالم کے علاوہ کوئی دوسرا اسم جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا جیسے جاء موسىٰ وغلامي، رأيت موسىٰ وغلامي، مررت بموسىٰ وغلامي۔

⑧ اسم منقوص جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے قاضی، اس کی حالتِ رفعی میں ضمہ تقدیری اور حالتِ جری میں کسرہ تقدیری اور حالتِ نصبی میں فتحہ لفظی ہوتا ہے جیسے جاء القاضيُ، رأيت القاضيَ، مررت بالقاضِيُ۔

⑨ جمع مذکر سالم جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو اس کی حالتِ رفعی واؤ تقدیری کے ساتھ اور حالتِ نصبی وجری یاء ماقبل مکسور کے ساتھ ہوتی ہے جیسے هؤلاء مسلميَّ، رأيت مسلميَّ، مررت بمسلميَّ۔

0313 6357713, maktabazariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....بدل کی تعریف کریں اور اس کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں۔(ص۴۰۔امدادیہ)

جواب.....بدل کی تعریف اور اس کی اقسام مع امثلہ:۔ بدل وہ تابع ہے جو نسبت سے خود مقصود ہو متبوع مقصود نہ ہو۔

اقسام: بدل کی کل چار اقسام ہیں۔① **بدل الکل من الکل** وہ تابع ہے کہ اس کا مدلول اور مبدل منہ کا مدلول بعینہ ایک ہی ہو جیسے **جاء نی زید اخوك** اس میں **زید** اور **اخوك** کا مدلول ایک ہی شخص ہے۔

② **بدل البعض من الکل** وہ تابع ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا عین نہ ہو بلکہ جز اور بعض ہو جیسے **ضربت زید ا رأسه** اس میں **راسه** کا مدلول زید کا کل نہیں بلکہ ایک جزء اور حصہ ہے۔

③ **بدل الاشتمال** وہ تابع ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا کل بھی نہ ہو اور جزء بھی نہ ہو بلکہ اس کا متعلق ہو جیسے **سُلِب زیدٌ ثوبه** اس میں **ثوبه** زید کا کل بھی نہیں ہے اور جز بھی نہیں ہے بلکہ محض اس کا متعلق ہے۔

④ **بدل الغلط** وہ تابع ہے جو غلطی کے بعد واقع ہو جیسے **جاء نی زیدٌ بکرٌ** اس میں متکلم **جاء نی بکرٌ** کہنا چاہتا تھا مگر متکلم نے پہلے غلطی سے **زید** کا لفظ بولا پھر فوراً اس کے تدارک کیلئے **بکر** کا لفظ ذکر کر دیا کہ **بکر** آیا ہے **زید** نہیں۔

الشق الثانی.....اسم منسوب کی تعریف کریں اور اسکے ضروری قواعد تحریر کریں۔منصرف اور غیر منصرف کی تعریف اور حکم لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) اسم منسوب کی تعریف وقواعد (۲) منصرف وغیر منصرف کی تعریف وحکم۔(ص۱۶،۲۲)

جواب.....① اسم منسوب کی تعریف وقواعد:۔ تعریف: اسم کے آخر میں نسبت کیلئے یاء مشدد اور اس سے پہلے کسرہ زیادہ کرنے سے جو اسم بنتا ہے اس کو اسم منسوب کہتے ہیں۔اس یاءِ نسبت لگانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کا تعلق ہے جیسے بغدادی (بغداد کا رہنے والا) ہندی (ہند کا رہنے والا) نحوی (علم نحو کا جاننے والا) صرفی (علم صرف کا جاننے والا)۔

قواعد: الف مقصورہ جب کلمہ میں تیسری یا چوتھی جگہ واقع ہو تو واؤ سے بدل جاتا ہے جیسے **عِیْسٰی** سے **عِیْسَوِیٌّ** اور **مَوْلٰی** سے **مَوْلَوِیٌّ** اور اگر الف مقصورہ پانچویں جگہ ہو تو گر جاتا ہے جیسے **مُصْطَفٰی** سے **مُصْطَفِیٌّ**۔

الف ممدودہ کا دوسرا الف واؤ سے بدل جاتا ہے جیسے **سَمَآءٌ** سے **سَمَاوِیٌّ** اور **بَیْضَآءُ** سے **بَیْضَاوِیٌّ**۔

جس اسم میں یائے مشدد پہلے ہی سے موجود ہو وہاں یائے نسبت لگانے کی ضرورت نہیں جیسے **شَافِعِیٌّ** ایک امام کا نام ہے اور **شَافِعِیٌّ** مذہب شافعی رکھنے والے کو بھی کہتے ہیں۔

جب اسم میں تائے تانیث ہو تو وہ نسبت کے وقت گر جاتی ہے جیسے **کُوْفَةٌ** سے **کُوْفِیٌّ** اور **مَکَّةٌ** سے **مَکِّیٌّ** ایسے ہی جو اسم **فَعِیْلَةٌ** اور **فُعَیْلَةٌ** کے وزن پر ہو اس کی تاء بھی گر جاتی ہے جیسے **مَدِیْنَةٌ** سے **مَدَنِیٌّ** اور **جُهَیْنَةٌ** سے **جُهَنِیٌّ**۔

جو اسم **فَعِیْلٌ** کے وزن پر ہو اس کے آخر میں یائے مشدد ہو تو پہلی "ی" کو دور کر کے واؤ سے بدلیں گے اور واؤ سے پہلے فتحہ دے کر آخر میں یائے نسبت لگا دیں گے جیسے **عَلِیٌّ** سے **عَلَوِیٌّ** اور **نَبِیٌّ** سے **نَبَوِیٌّ**۔

اگر "ی" چوتھی جگہ بعد کسرہ واقع ہو تو "ی" کو دور کرنا اور واؤ سے بدلنا دونوں جائز ہیں جیسے **دِهْلِیْ** سے **دِهْلِیٌّ** اور **دِهْلَوِیٌّ**۔

اگر کسی اسم کے آخر سے حرفِ اصلی حذف کر دیا گیا ہو تو نسبت کے وقت واپس آجاتا ہے جیسے **اَخٌ** سے **اَخَوِیٌّ** اور **اَبٌ** سے **اَبَوِیٌّ** اور **دَمٌ** سے **دَمَوِیٌّ**۔

بعض الفاظ کی نسبت خلافِ قیاس آتی ہے جیسے **نُوْرٌ** سے **نُوْرَانِیٌّ**، **حَقٌّ** سے **حَقَّانِیٌّ**، **رَیٌ** سے **رَازِیٌّ**، **بَادِیَةٌ** سے **بَدَوِیٌّ**۔

② منصرف وغیر منصرف کی تعریف وحکم:۔ اسم معرب کی دو قسمیں ہیں ① منصرف: وہ اسم جس میں اسبابِ منع صرف میں سے نہ ہی دو اسباب پائے جائیں اور نہ ایسا ایک سبب پایا جائے جو دو سبب کے قائمقام ہو جیسے **زیدٌ**۔

منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر تینوں حرکات یعنی زبر زیر پیش اور تنوین یعنی دو زبر دو زیر دو پیش آسکتے ہیں۔

0313 6357913 makkabazakariyamultan@gmail.com

② غیر منصرف: وہ اسم جس میں اسبابِ منع صرف میں سے دوسبب یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو اسباب کے قائمقام ہو جیسے عُمَر اس میں دوسبب عدل وعلم پائے جاتے ہیں اور حمراء میں ایک سبب تانیث بالالف الممدودہ ہے جو دو اسباب کے قائمقام ہے۔ غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوسکتے۔

﴿الورقة الرابعة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب سے دیگر صیغے بنانے کا طریقہ مثالوں کی روشنی میں واضح کریں۔

جواب.....ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب سے دیگر صیغے بنانے کا طریقہ مع امثلہ:۔ ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب کے آخر میں الف بڑھادینے سے تثنیہ مذکر غائب بن جاتا ہے جیسے نَصَرَ سے نَصَرَا۔ واؤ اور اُس سے پہلے پیش لگانے سے جمع مذکر غائب بن جاتا ہے جیسے نَصَرُوْا۔ تاء ساکن لگادینے سے واحد مؤنث غائب بن جاتا ہے جیسے نَصَرَتْ۔ تَا بڑھانے سے تثنیہ مؤنث غائب بن جاتا ہے جیسے نَصَرَتَا۔ آخری حرف کو ساکن کرکے نون مفتوح لگادینے سے جمع مؤنث غائب بن جاتا ہے نَصَرْنَ۔ اور تا مفتوح لگانے سے واحد مذکر حاضر بن جاتا ہے جیسے نَصَرْتَ۔ تُمَا لگانے سے تثنیہ مذکر ومؤنث حاضر بن جاتا ہے جیسے نَصَرْتُمَا۔ تُم لگانے سے جمع مذکر حاضر بن جاتا ہے جیسے نَصَرْتُمْ۔ تا مکسور لگانے سے واحد مؤنث حاضر بن جاتا ہے جیسے نَصَرْتِ۔ تُنَّ لگانے سے جمع مؤنث حاضر بن جاتا ہے جیسے نَصَرْتُنَّ۔ تا مضموم لگانے سے واحد متکلم بن جاتا ہے جیسے نَصَرْتُ۔ نَا لگانے سے جمع متکلم بن جاتا ہے جسے نَصَرْنَا۔ مجرد ومزید فیہ وغیرہ تمام ابواب میں ماضی کے صیغے بنانے کا یہی طریقہ ہے۔

الشق الثانی.....اسم مفعول کی تعریف، بنانے کا طریقہ مع امثلہ تحریر کریں۔ نیز درج ذیل اردو جملوں کی عربی بنائیں۔

ماری ہوئی سب عورتیں، مدد کئے ہوئے دو مرد، چھوڑی ہوئی سب عورتیں، سنا ہوا ایک مرد۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں: (۱) اسم مفعول کی تعریف اور بنانے کا طریقہ مع امثلہ (۲) اردو جملوں کی عربی۔

جواب..... ① اسم مفعول کی تعریف اور بنانے کا طریقہ مع امثلہ:۔ تعریف: جو لفظ اُس آدمی یا چیز کی نشاندہی کرے جس پر کام واقع ہو اُس کو اسم مفعول کہتے ہیں۔ بنانے کا طریقہ مع امثلہ: ثلاثی مجرد سے اسم مفعول واحد مذکر مفعولٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے نَصَرَ سے مَنْصُوْرٌ، ضَرَبَ سے مَضْرُوْبٌ۔ ثلاثی مجرد کے علاوہ بقیہ تمام ابواب سے اسم مفعول مضارع مجہول سے بنتا ہے اُس کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع مجہول سے علامتِ مضارع کو گرا کر اُس کی جگہ میم مضموم لگادیں اور آخر میں تنوین کا اضافہ کردیں جیسے یُکْرَمُ سے مُکْرَمٌ۔ یُجْتَنَبُ سے مُجْتَنَبٌ۔ یُقَاتَلُ سے مُقَاتَلٌ۔

② اردو جملوں کی عربی:۔ مَضْرُوْبَاتٌ، مَنْصُوْرَانِ، مَتْرُوْكَاتٌ، مَسْمُوْعٌ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....لَمْ يَكْتُبْ اور اِسْمَعْ سے گردان مکمل کریں۔ الاجتناب مصدر سے صرف صغیر لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① لَمْ يَكْتُبْ اور اِسْمَعْ سے گردان ② الاجتناب مصدر سے صرف صغیر۔

جواب..... ① لَمْ يَكْتُبْ اور اِسْمَعْ سے گردان:۔ لَمْ يَكْتُبْ، لَمْ يَكْتُبَا، لَمْ يَكْتُبُوْا، لَمْ تَكْتُبْ، لَمْ تَكْتُبَا، لَمْ يَكْتُبْنَ، لَمْ تَكْتُبْ، لَمْ تَكْتُبَا، لَمْ تَكْتُبُوْا، لَمْ تَكْتُبِيْ، لَمْ تَكْتُبَا، لَمْ تَكْتُبْنَ، لَمْ أَكْتُبْ، لَمْ نَكْتُبْ۔

اِسْمَعْ، اِسْمَعَا، اِسْمَعُوْا، اِسْمَعِيْ، اِسْمَعَا، اِسْمَعْنَ۔

② الاجتناب مصدر سے صرف صغیر:۔ اَلْاِجْتِنَابُ (افتعال، صحیح) بمعنی پرہیز کرنا (بچنا)۔

اِجْتَنَبَ يَجْتَنِبُ اِجْتِنَابًا فَهُوَ مُجْتَنِبٌ و اُجْتُنِبَ يُجْتَنَبُ اِجْتِنَابًا فذاك مُجْتَنَبٌ مَااجْتَنَبَ مَااجْتُنِبَ لَمْ يَجْتَنِبْ لَمْ يُجْتَنَبْ لَايَجْتَنِبُ لَايُجْتَنَبُ لَنْ يَّجْتَنِبَ لَنْ يُّجْتَنَبَ لَيَجْتَنِبَنَّ لَيُجْتَنَبَنَّ لَيَجْتَنِبَنْ لَيُجْتَنَبَنْ

الامر منه اِجْتَنِبْ لِتُجْتَنَبْ لِيَجْتَنِبْ لِيُجْتَنَبْ اِجْتَنِبَنَّ لِتُجْتَنَبَنَّ لِيَجْتَنِبَنَّ لِيُجْتَنَبَنَّ اِجْتَنِبَنْ لِتُجْتَنَبَنْ لِيَجْتَنِبَنْ لِيُجْتَنَبَنْ والنهی عنه لَاتَجْتَنِبْ لَاتُجْتَنَبْ لَايَجْتَنِبْ لَايُجْتَنَبْ لَاتَجْتَنِبَنَّ لَاتُجْتَنَبَنَّ لَايَجْتَنِبَنَّ لَايُجْتَنَبَنَّ لَاتَجْتَنِبَنْ لَاتُجْتَنَبَنْ لَايَجْتَنِبَنْ لَايُجْتَنَبَنْ والظرف منه مُجْتَنَبٌ مُجْتَنَبَانِ مُجْتَنَبَاتٌ۔

الشق الثانی.....تاکید کی تعریف اور اسکی اقسام مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔

جواب.....تاکید کی تعریف اور اقسام مع امثلہ:۔ تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کی نسبت کو یا شامل ہونے کو خوب ثابت کرے کہ سننے والے کا کوئی شک باقی نہ رہے جیسے جَاءَ زَيْدٌ زَيْدٌ اس میں دوسرے زید نے زید کے آنے کو پختہ کر دیا کہ زید ہی آیا ہے اُس کے آنے میں کچھ شک باقی نہیں ہے۔

تاکید کی دو قسمیں: لفظی و معنوی۔ تاکیدِ لفظی وہ تابع ہے جس میں لفظ کو مکرر ذکر کیا جائے جیسے جَاءَ زَيْدٌ زَيْدٌ۔

تاکیدِ معنوی آٹھ لفظوں کے ذریعے ہوتی ہے ①و②نفسٌ ،عَيْنٌ: یہ دونوں لفظ واحد تثنیہ جمع تینوں کی تاکید کیلئے آتے ہیں بشرطیکہ ان کے صیغے اور ضمیروں کو بدل دیا جائے جیسے جَآءَ زَيْدٌ نَفْسُهٗ، جَآءَ الزَّيْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ، جَآءَ زَيْدٌ عَيْنُهٗ۔

③كِلَا: یہ تثنیہ مذکر کی تاکید کے لئے آتا ہے جیسے جَآءَ الرَّجُلَانِ كِلَا هُمَا۔④كِلْتَا: یہ تثنیہ مؤنث کی تاکید کے لئے آتا ہے جیسے جَاءَتِ الْمَرْأَتَانِ كِلْتَاهُمَا۔⑤و⑥كُلٌّ، اَجْمَعُ: یہ دونوں واحد اور جمع کی تاکید کے لئے آتے ہیں جیسے قَرَءْتُ الْكِتَابَ كُلَّهٗ، جَآءَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، اِشْتَرَيْتُ الْفَرَسَ اَجْمَعَهٗ، جَآءَ النَّاسُ اَجْمَعُوْنَ۔⑦و⑧اَكْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ: یہ سب اَجْمَعُ کے تابع ہوتے ہیں یعنی اَجْمَعُ کے بغیر استعمال نہیں ہوتے اور نہ ہی اَجْمَعُ پر مقدم ہوتے ہیں جیسے جَآءَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ، اَكْتَعُوْنَ ، اَبْتَعُوْنَ، اَبْصَعُوْنَ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا ما و لا عمل کرنے میں لیس کے مشابہ ہیں۔(ہاں)

② کیا ضرب زید عمروا میں ضرب فعل لازم ہے۔(نہیں)

③ کیا حبذا زید میں زید فاعل ہے۔(نہیں)

④ کیا افعال ناقصہ مسند الیہ کو رفع اور مسند کو نصب دیتے ہیں۔(ہاں)

⑤ کیا منادیٰ ہر حال میں منصوب ہوتا ہے۔(نہیں)

⑥ کیا منادیٰ وہ اسم کہلاتا ہے جس پر حروفِ ندا میں سے کوئی داخل ہو۔(ہاں)

جواب.....كما مرّ في السوال آنفا۔

الشق الثانی.....صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں۔① جملہ خبریہ دو قسم پر ہے۔(صحیح) ② مجرورات کی تین قسمیں ہیں۔(غلط)

③ فعل مسند اور مسند الیہ دونوں ہو سکتا ہے۔(غلط) ④ حروفِ مشبہہ بالفعل کل پانچ ہیں۔(غلط)

⑤شميسة شمس کی تصغیر ہے۔(صحیح) ⑥لام جحد کے بعد أن مقدر ہوتا ہے۔(صحیح)

0313 6337913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب.....كمامرّ في السوال آنفا۔

﴿الورقة الرابعة: في الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....اَلْكُفْرُ سے فعل نہی حاضر معلوم کی گردان لکھیں۔

درج ذیل صیغوں کی وضاحت کریں:①مَنَعْتُمْ②نَعْلَمُ③لَمْ يُتْرَكْنَ④لَاَكْتُبَنَّ⑤لَنْ يَّسْمَعْنَ۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں:①اَلْكُفْرُ سے فعل نہی حاضر معلوم کی گردان ②مذکورہ صیغوں کی وضاحت۔

جواب.....① اَلْكُفْرُ سے فعل نہی حاضر معلوم کی گردان:۔ لَاتَكْفُرْ ، لَاتَكْفُرَا ، لَاتَكْفُرُوْا ، لَاتَكْفُرِيْ ، لَاتَكْفُرَا ، لَاتَكْفُرْنَ۔

② مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔

لفظ	وزن	مادہ	سہ اقسام	شش اقسام	ہفت اقسام	معنی	صیغہ	بحث	باب
مَنَعْتُمْ	فَعَلْتُمْ	منع	فعل	ثلاثی مجرد	صحیح	روکا تم سب مردوں نے	جمع مذکر حاضر	ماضی معلوم	فَعَلَ یَفْعَلُ
نَعْلَمُ	نَفْعَلُ	علم	فعل	ثلاثی مجرد	صحیح	جانتے ہیں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	تثنیہ وجمع متکلم	مضارع معلوم	فَعِلَ یَفْعَلُ
لَمْ یُتْرَکْنَ	لَمْ یُفْعَلْنَ	ترک	فعل	ثلاثی مجرد	صحیح	نہیں چھوڑی گئیں وہ سب عورتیں	جمع مؤنث غائب	جحد بلم مجہول	فَعَلَ یَفْعَلُ
لَاَکْتُبَنَّ	لَاَفْعَلَنَّ	کتب	فعل	ثلاثی مجرد	صحیح	چاہیے کہ ضرور لکھوں میں ایک مرد یا ایک عورت	واحد متکلم	امر معروف بانون ثقیلہ	فَعَلَ یَفْعُلُ
لَنْ یَّسْمَعْنَ	لَنْ یَّفْعَلْنَ	سمع	فعل	ثلاثی مجرد	صحیح	ہرگز نہیں سنیں گی وہ سب عورتیں	جمع مؤنث غائب	نفی بلن معروف	فَعِلَ یَفْعَلُ

الشق الثانی.....ضَرَبَ کے مادے سے اسم فاعل اور اسم مفعول کی گردانیں لکھیں۔عَلِمَ کے مادے سے اسم تفضیل کی پوری گردان لکھ کر بتائیں کہ کیا اسم تفضیل ثلاثی مزید سے بھی بنایا جاسکتا ہے۔اگر ماضی کے پہلے صیغے کے حروف تین سے زائد ہوں تو اس سے اسم فاعل اور اسم مفعول کس وزن پر بنائیں گے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں:(۱)ضَرَبَ سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان (۲)عَلِمَ سے اسم تفضیل کی گردان وثلاثی مزید سے اسم تفضیل کا حکم (۳) ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اسم فاعل واسم مفعول کا وزن۔

جواب..... ❶ ضَرَبَ سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان:۔ضَارِبٌ، ضَارِبَانِ، ضَارِبُوْنَ، ضَارِبَةٌ، ضَارِبَتَانِ، ضَارِبَاتٌ۔ مَضْرُوْبٌ، مَضْرُوْبَانِ، مَضْرُوْبُوْنَ، مَضْرُوْبَةٌ، مَضْرُوْبَتَانِ، مَضْرُوْبَاتٌ۔

❷ عَلِمَ سے اسم تفضیل کی گردان وثلاثی مزید سے اسم تفضیل کا حکم:۔اَعْلَمُ، اَعْلَمَانِ، اَعْلَمُوْنَ، اَعَالِمُ، عُلْمٰی، عُلْمَیَانِ، عُلْمَیَاتٌ، عُلَمٌ۔ حکم:ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اسم تفضیل نہیں آتا۔

❸ ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اسم فاعل واسم مفعول کا وزن:۔ ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اسم فاعل مضارع معروف کے وزن پر آئے گا بایں طور کہ علامت مضارع کو دور کر کے اس کی جگہ میم مضموم لگا دیں اور آخر سے پہلے حرف کو اگر زیر نہ ہو تو زیر دے دیں اور آخر میں تنوین لگا دیں جیسے یُکْرِمُ سے مُکْرِمٌ۔

0313 6357913 maktabazakariyasultan@gmail.com

ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اسم مفعول مضارع مجہول کے وزن پر آئے گا بایں طور کہ علامت مضارع کو دور کر کے اس کی جگہ میم مضموم لگا دیں اور آخر میں تنوین لگا دیں جیسے یُکْرَمُ سے مُکْرَمٌ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....مرفوعات میں سے فاعل اور مفعول مالم یسم فاعلہ کی تعریف، مثالیں اور دونوں کے درمیان فرق تحریر کریں۔ اسبابِ منع صرف کتنے ہیں؟ صرف نام اور ایک ایک مثال لکھیں۔ضمیر بارز اور ضمیر مستتر کسے کہتے ہیں؟ نیز بتائیں کہ **الرجال قاموا** کا فاعل کیا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں:(۱) فاعل اور مفعول مالم یسم فاعلہ کی تعریف، مثال اور فرق (۲) اسباب منع

صرف کی تعداد ونشاندہی (۳) ضمیر بارز اور ضمیر مستتر کی تعریف (۴) **الرجال قاموا** کے فاعل کی نشاندہی۔

جواب ..... ❶ فاعل اور مفعول مالم یسم فاعلہ کی تعریف، مثالیں اور فرق:۔ فاعل: وہ اسم ہے کہ جس کی طرف فعل کی نسبت اس طرح کی جائے کہ وہ فعل اُس اسم کے ساتھ قائم ہو جیسے **قام زیدٌ، اکل بکرٌ**۔ مفعول مالم یسم فاعلہ: وہ مفعول جس کی طرف فعل مجہول کی نسبت کی جائے اور فعل کے فاعل کو حذف کر کے اُسکی جگہ پر مفعول کو ذکر کر دیا جائے جیسے **ضُرِبَ زیدٌ**۔

فرق: فاعل حقیقتاً فعل کا فاعل ہی ہوتا ہے جبکہ مفعول مالم یسم فاعلہ حقیقت میں فعل کا فاعل نہیں ہوتا بلکہ مفعول ہوتا ہے البتہ فاعل کو حذف کر کے اُس کی جگہ پر مجازاً فعل کی نسبت اس کی طرف کر دی جاتی ہے۔

❷ اسباب منع صرف کی تعداد ونشاندہی:۔ اسباب منع صرف نو ہیں ① عدل جیسے **ثُلٰثَ، مَثْلَثَ، اُخَرُ، جُمَعُ** ② وصف جیسے **اَسْوَدُ، اَرْقَمُ** ③ تانیث جیسے **طَلْحَةُ، زَیْنَبُ، سَقَرُ، مَاهُ، جُوْرُ، حُبْلٰی، حَمْرَآءُ** ④ معرفہ جیسے اسمائے اشارات، اسمائے موصولہ ⑤ عجمہ جیسے **اِبْرَاهِیْمَ، شَتَرَ** ⑥ جمع جیسے **مَسَاجِدُ، دَوَآبُّ، مَصَابِیْحُ** ⑦ ترکیب جیسے **بَعْلَبَكَّ، مَعْدِیْكَرِبُ** ⑧ الف نون زائدتان جیسے **عِمْرَانُ، عُثْمَانُ** ⑨ وزنِ فعل جیسے **شَمَّرَ، ضُرِبَ**۔

❸ ضمیر بارز اور ضمیر مستتر کی تعریف:۔ ضمیر بارز: وہ ضمیر جو ظاہر ہو جیسے **ضَرَبتْ وضَربتُ** میں تْ، تُ ضمیر ظاہر ہے۔

ضمیر مستتر: وہ ضمیر وہ چھپی ہوئی ہو ظاہر نہ ہو جیسے **ضَرَبَ** میں ھو ضمیر مستتر ہے۔

❹ **الرجال قاموا** کے فاعل کی نشاندہی:۔ اس جملہ میں قام کا فاعل واؤ ہے جو کہ ضمیر ظاہر ہے۔

الشق الثانی ..... مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ لکھیں: (معرب، مبنی، محل اعراب، اسم تصغیر، جمع مکسر)۔

جملوں کی ترکیب کریں: (**ھولاء اخوة یوسف، شرب خالد ماءً، اشتریت رطلا زیتا، جاء نی رجل ابوہ عالم**)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) معرب، مبنی، محل اعراب، جمع مکسر کی تعریف مع امثلہ (۲) جملوں کی ترکیب۔

جواب ..... ❶ معرب، مبنی، محل اعراب، جمع مکسر کی تعریف مع امثلہ:۔ معرب: وہ کلمہ جس کا آخری حرف عامل کی تبدیلی کی وجہ سے اعراب کی تبدیلی کی صورت میں ہمیشہ بدلتا رہتا ہو پس جس کی وجہ سے یہ تبدیلی ہو اُسے عامل اور جو چیز تبدیل ہو اُسے اعراب کہتے ہیں جیسے **جاءَ زیدٌ، رأیتُ زیدًا، مررتُ بزیدٍ**۔ اس میں زید معرب ہے جس کا اعراب عامل کی تبدیلی سے تبدیل ہو رہا ہے۔

محلِ اعراب: معرب کا آخری حرف جس کی حرکت عامل کے بدلنے سے تبدیل ہوتی رہتی ہے اُسے محلِ اعراب کہتے ہیں جیسے معرب والی مثالوں میں **زیدٌ** کا دال محلِ اعراب ہے۔ جمع مکسر: وہ جمع جس میں واحد کا صیغہ سلامت نہ رہے جیسے **رجالٌ** اس میں واحد کا صیغہ **رجلٌ** سلامت نہیں ہے کیونکہ اسکے حرفوں کے درمیان الف آنے سے اُس کی ترتیب ٹوٹ گئی ہے۔

مبنی: وہ کلمہ جو اعراب کے اعتبار سے ہمیشہ ایک حال پر رہے یعنی عامل کے بدلنے سے اُسکے آخری حرف کی حرکت میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو جیسے **جاء ھٰذا، رأیتُ ھٰذا، مررتُ بھٰذا**۔ ان مثالوں میں **ھٰذا** مبنی ہے جو تینوں مثالوں میں ایک ہی حال پر ہے۔

0313 6367913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ جملوں کی ترکیب:۔ "**ھولاء اخوة یوسف**" **ھولاءِ** اسم اشارہ مبتداء **اخوة** مضاف **یوسف** مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"**اشتریت رطلا زیتا**" **اشتریت** فعل تْ ضمیر فاعل **رطلا** ممیّز **زیتا** تمیز، ممیّز تمیز ملکر مفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"**شرب خالد ماءً**" **شرب** فعل **خالد** فاعل **ماءً** مفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"**جاء نی رجل ابوہ عالم**"، **جاء** فعل **ن** وقایہ **ی** ضمیر مفعول بہٖ **رجلٌ** موصوف **ابوہ** مضاف ومضاف الیہ ملکر مبتداء **عالمٌ** خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... تمیز کسے کہتے ہیں؟ اسم تفضیل کا استعمال کس طرح ہوتا ہے؟ **اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا** کی

ترکیب کریں، نیز یہ بتلائیں کہ "الظالم" پر جر کیوں آیا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① تمیز کی تعریف ② اسم تفضیل کا استعمال ③ مذکورہ جملے کی ترکیب اور "الظالم" پر جر کی وجہ۔

جواب..... ① تمیز کی تعریف:۔ تمیز وہ اسم ہے جو عدد، وزن یا پیمانہ سے پوشیدگی کو دور کرے۔ عدد: جیسے **رأیت احد عشر کوکبًا**۔ وزن: جیسے **اشتریت رطلًا زیتًا**۔ پیمانہ: جیسے **بعت قفیزان برًا**۔

② اسم تفضیل کا استعمال:۔ اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں پر ہے: ① من کے ساتھ جیسے **زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو** ② الف لام کے ساتھ جیسے **زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ** ③ اضافت کے ساتھ جیسے **زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ**۔

③ مذکورہ جملے کی ترکیب:۔ **أخرج** فعل (امر حاضر معروف)، **أنت** ضمیر مرفوع مستتر فاعل، **نا** ضمیر منصوب مفعول بہ، **من** حرف جر، **هذه** اسم اشارہ، **القرية** موصوف، **الظالم** صیغہ اسم فاعل، **اهل** مضاف، **ها** ضمیر مجرور مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ مل کر صیغہ اسم فاعل کا فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر **القرية** کی صفت (بحال متعلق الموصوف)، موصوف وصفت مل کر مجرور، جار ومجرور مل کر متعلق بفعل **أخرج**۔ **أخرج** فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

الظَّالِمِ ، الْقَرْيَةِ کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے کیوں کہ صفت کا اعراب موصوف کے تابع ہوتا ہے۔

الشق الثانی.....مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔ ① کیا **کرمٰی** اسم آلہ کا صیغہ ہے۔ (نہیں)

② کیا ثلاثی مجرد کے کل ابواب کی تعداد آٹھ ہے۔ (نہیں) ③ کیا باب افعال کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے۔ (نہیں)

④ کیا **بعثر** اور **دحرج** رباعی مجرد کی مثالیں ہیں۔ (ہاں) ⑤ کیا منع باب فتح سے استعمال ہوتا ہے۔ (ہاں)

⑥ کیا حروف مشبہ بالفعل اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ (نہیں) ⑦ کیا حروف جارہ سترہ ہیں۔ (ہاں)

⑧ کیا **لمّا** بھی **لم** کی طرح فعل مضارع کو جزم دیتا ہے۔ (ہاں) ⑨ کیا منصوبات گیارہ ہیں۔ (نہیں)

⑩ کیا باب افعال بھی ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کے ابواب میں سے ہے۔ (ہاں)

❀ کیا **استوى الماء والخشبه** میں **واؤ** مع کے معنی میں ہے۔ (ہاں)

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الرابعة : فی الصرف و النحو﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....الاستغفار مصدر سے مکمل صرفِ صغیر تحریر کریں۔

درج ذیل صیغوں کی وضاحت کریں: (**كَتَبْتُمْ ، اِجْتَنَبْنَ ، فُصِّلَتْ ، اِسْتَغْفِرُوْا ، جَعَلْنَا**)۔

0313 6377933 maktabahazratzakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں: (۱) الاستغفار سے صرفِ صغیر (۲) صیغوں کی وضاحت۔

جواب..... ① الاستغفار سے صرفِ صغیر:۔ **اَلْاِسْتِغْفَارُ** (استفعال، صحیح) بمعنی بخشش طلب کرنا۔

اِسْتَغْفَرَ يَسْتَغْفِرُ اِسْتِغْفَارًا فَهُوَ مُسْتَغْفِرٌ و اُسْتُغْفِرَ يُسْتَغْفَرُ اِسْتِغْفَارًا فذاك مُسْتَغْفَرٌ مَااسْتَغْفَرَ مَااسْتُغْفِرَ لَمْ يَسْتَغْفِرْ لَمْ يُسْتَغْفَرْ لَايَسْتَغْفِرُ لَايُسْتَغْفَرُ لَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَنْ يُّسْتَغْفَرَ لَيَسْتَغْفِرَنَّ لَيُسْتَغْفَرَنَّ لَيَسْتَغْفِرَنْ لَيُسْتَغْفَرَنْ الامر منه اِسْتَغْفِرْ لِتُسْتَغْفَرْ لِيَسْتَغْفِرْ لِيُسْتَغْفَرْ اِسْتَغْفِرَنَّ لِتُسْتَغْفَرَنَّ لِيَسْتَغْفِرَنَّ لِيُسْتَغْفَرَنَّ اِسْتَغْفِرَنْ لِتُسْتَغْفَرَنْ لِيَسْتَغْفِرَنْ لِيُسْتَغْفَرَنْ والنهي عنه لَاتَسْتَغْفِرْ لَاتُسْتَغْفَرْ لَايَسْتَغْفِرْ لَايُسْتَغْفَرْ لَاتَسْتَغْفِرَنَّ لَاتُسْتَغْفَرَنَّ لَايَسْتَغْفِرَنَّ لَايُسْتَغْفَرَنَّ لَاتَسْتَغْفِرَنْ لَاتُسْتَغْفَرَنْ لَايَسْتَغْفِرَنْ لَايُسْتَغْفَرَنْ والظرف منه مُسْتَغْفَرٌ مُسْتَغْفَرَانِ مُسْتَغْفَرَاتٌ۔

② صیغوں کی وضاحت:۔ **كَتَبْتُمْ**: (لکھا تم کئی مردوں نے) صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل ماضی معلوم از باب نصر۔

اِجْتَنَبْنَ: (پرہیز کیا اُن کئی عورتوں نے) صیغہ جمع مؤنث غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب افتعال۔
فُصِّلَتْ: (جُدا کی گئی وہ ایک عورت) صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی مجہول از باب تفعیل۔
اِسْتَغْفِرُوْا: (استغفار کرو تم کئی مرد) صیغہ جمع مذکر حاضر بحث فعل امر حاضر معلوم از باب استفعال۔
جَعَلْنَا: (بنایا ہم دو یا کئی مرد و عورتوں نے) صیغہ جمع متکلم بحث فعل ماضی معلوم از باب فتح۔

الشق الثانی.....مرکب مفید کی تعریف اور اس کی اقسام لکھیں۔ جملہ خبریہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ تفصیل مع امثلہ قلم بند کریں۔ مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں (**هذا البيت قديم، جاء زيد راكبا، كان زيد قائما، رأيت احد عشر كوكبا**)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) مرکب مفید کی تعریف و اقسام (۲) جملہ خبریہ کی اقسام کی وضاحت مع امثلہ (۳) جملوں کی ترکیب۔

جواب..... ❶ مرکب مفید کی تعریف و اقسام:۔ تعریف: **كمامرّ في الشق الثاني من السوال الثاني ١٤٣٤ھ**۔

اقسام: مرکب مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں اور جملہ کی دو قسمیں ہیں ① خبریہ: وہ جملہ جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے **جَاءَ زَيْدٌ** ② انشائیہ: جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں جیسے **اُنْصُرْ**۔

❷ جملہ خبریہ کی اقسام کی وضاحت مع امثلہ:۔ جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں: ① جملہ اسمیہ: وہ جملہ جس کا پہلا حصہ اسم ہو اور دوسرا حصہ خواہ اسم ہو یا فعل ہو جیسے **زيدٌ عالمٌ** اور **زيدٌ عَلِمَ**۔ ② جملہ فعلیہ: وہ جملہ جس کا پہلا حصہ فعل ہو اور دوسرا حصہ اسم ہو جیسے **عَلِمَ زَيْدٌ**۔

❸ جملوں کی ترکیب:۔ **رأيت احد عشر كوكبا: رأيت** فعل **تْ** ضمیر فاعل **احد عشر** مرکب بنائی ممیّز **كوكبا** تمیز، ممیّز تمیز ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

هذا البيت قديم: هٰذا اسم اشارہ **البيت** مشارٌ الیہ، اشارہ مشارٌ الیہ ملکر مبتداء **قديم** خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
جاء زيد راكبا: جاء فعل **زيد** ذوالحال **راكبا** حال، ذوالحال حال ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
كان زيد قائما: كان ناقصہ **زيد** اُس کا اسم **قائما** خبر، کان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الرابعة : في الصرف و النحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....فعل معروف و مجہول اور فعل لازم و متعدی میں سے ہر ایک کی تعریف اور مثالیں لکھیں۔ **ضَرَبَ** کے مادے سے فعل مضارع معروف کی مکمل گردان اور ہر صیغے کا ترجمہ تحریر کریں۔ مثال دے کر فعل ماضی مجہول بنانے کا قاعدہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) فعل معروف و مجہول اور فعل لازم و متعدی کی تعریف مع امثلہ (۲) **ضَرَبَ** سے مضارع معروف کی گردان مع ترجمہ (۳) فعل ماضی مجہول بنانے کا قاعدہ۔

0313 6357913 maktabazakriyamuzaffar@gmail.com

جواب..... ❶ فعل معروف و مجہول اور فعل لازم و متعدی کی تعریف مع امثلہ:۔

فعل معروف: وہ فعل جس کا کرنے والا معلوم ہو اور اُس میں فعل کی نسبت فاعل کی طرف کی جائے جیسے **ضَرَبَ زَيْدٌ**۔
فعل مجہول: وہ فعل جس کا کرنیوالا معلوم نہ ہو اور اُس میں فعل کی نسبت فاعل کی بجائے مفعول کی طرف کی جائے جیسے **ضُرِبَ زَيْدٌ**۔
فعل لازم: وہ فعل جو فقط فاعل پر پورا ہو جائے، مفعول کی ضرورت نہ ہو جیسے **جَلَسَ زَيْدٌ**۔
فعل متعدی: وہ فعل جو فقط فاعل پر پورا نہ ہو بلکہ مفعول کی بھی ضرورت ہو جیسے **ضَرَبَ زَيْدٌ بَكْرًا**۔

❷ **ضَرَبَ** سے مضارع معروف کی گردان مع ترجمہ:۔ **يَضْرِبُ** (مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک شخص) **يَضْرِبَانِ** (مارتے ہیں یا ماریں گے وہ دو شخص) **يَضْرِبُوْنَ** (مارتے ہیں یا ماریں گے وہ کئی شخص) **تَضْرِبُ** (مارتی ہے یا مارے گی وہ ایک عورت) **تَضْرِبَانِ** (مارتی ہیں یا ماریں گی وہ دو عورتیں) **يَضْرِبْنَ** (مارتی ہیں یا ماریں گی وہ کئی عورتیں) **تَضْرِبُ** (مارتا ہے یا مارے گا تو

ایک شخص) تَضْرِبَانِ (مارتے ہو یا مارو گے تم دو شخص) تَضْرِبُوْنَ (مارتے ہو یا مارو گے تم کئی شخص) تَضْرِبِیْنَ (مارتی ہے یا مارے گی تو ایک عورت) تَضْرِبَانِ (مارتی ہو یا مارو گی تم دو عورتیں) تَضْرِبْنَ (مارتی ہو یا مارو گی تم کئی عورتیں) اَضْرِبُ (مارتا ہوں یا ماروں گا میں ایک شخص یا عورت) نَضْرِبُ (مارتے ہیں یا ماریں گے ہم دو یا کئی شخص، دو یا کئی عورتیں)۔

❸ فعل ماضی مجہول بنانے کا قاعدہ:۔ ماضی معروف کے صیغہ واحد مذکر غائب کے آخری حرف کو اُس کی حالت پر چھوڑ دو اور آخر کے ساتھ والے حرف کو اگر زبر نہ ہو تو زبر دے دو اور بقیہ تمام حروف کو پیش دے دو جیسے ضَرَبَ سے ضُرِبَ، اَکْرَمَ سے اُکْرِمَ، اِجْتَنَبَ سے اُجْتُنِبَ۔ بقیہ تمام صیغے بنانے کا طریقہ ماضی معروف والا ہی ہے۔

الشق الثانی.....حروفِ علت، فعل ماضی، اثبات، غائب، حاضر و متکلم کی تعریف کریں۔ عَلِمَ سے ماضی منفی معلوم کی گردان لکھیں۔ یَکْتُبُ سے مضارع منفی معلوم کی گردان لکھیں۔

جواب..... ❶ حروفِ علت، فعل ماضی، اثبات، غائب، حاضر و متکلم کی تعریف:۔ حروفِ علت: ثقیل حروف کو حروفِ علت کہتے ہیں اور یہ تین حروف ہیں: واؤ، الف، یا۔ ان میں سے سب سے زیادہ ثقیل واؤ، اس سے کم ثقیل یا اور سب سے کم ثقیل الف ہے۔

فعل ماضی: وہ فعل جو گزرے ہوئے زمانہ پر دلالت کرے، جیسے ضَرَبَ (مارا اُس ایک مرد نے گزرے ہوئے زمانہ میں)

اثبات و مثبت: جس میں کسی فعل کے ہونے کا ذکر ہو، جیسے اَکَلَ (اس نے کھایا۔ اس میں کھانے والے فعل کا اثبات ہے)

غائب: وہ جو بات کرتے وقت موجود نہ ہو اور جس سے بات نہ کی جائے۔

حاضر: وہ جو بات کرتے وقت موجود ہو اور جس سے بات کی جائے۔ متکلم: بات کرنے والے کو متکلم کہتے ہیں۔

❷ عَلِمَ سے ماضی منفی معلوم کی گردان:۔ مَاعَلِمَ مَاعَلِمَا مَاعَلِمُوْ مَاعَلِمَتْ مَاعَلِمَتَا مَاعَلِمْنَ مَاعَلِمْتَ مَاعَلِمْتُمَا مَاعَلِمْتُمْ مَاعَلِمْتِ مَاعَلِمْتُمَا مَاعَلِمْتُمْ مَاعَلِمْتُ مَاعَلِمْتُمَا مَاعَلِمْتُمْ مَاعَلِمْتُ مَاعَلِمْنَا۔

❸ یَکْتُبُ سے مضارع منفی معلوم کی گردان:۔ لَایَکْتُبُ لَایَکْتُبَانِ لَایَکْتُبُوْنَ لَاتَکْتُبُ لَاتَکْتُبَانِ لَایَکْتُبْنَ لَاتَکْتُبُ لَاتَکْتُبَانِ لَا تَکْتُبُوْنَ لَاتَکْتُبِیْنَ لَاتَکْتُبَانِ لَاتَکْتُبْنَ لَااَکْتُبُ لَانَکْتُبُ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....امر حاضر معروف کس فعل سے بنتا ہے، اسکے بنانے کا طریقہ تحریر کریں۔ لامِ تاکید و لامِ امر میں کیا فرق ہے؟ ہمزہ وصل کسے کہتے ہیں؟

جواب..... ❶ امر حاضر معروف بنانے کا طریقہ:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۷ھ۔

❷ لامِ تاکید و لامِ امر میں فرق:۔ لامِ تاکید مفتوح ہوتا ہے اور اس کا ترجمہ و معنیٰ ''ضرور و یقیناً'' ہے، جیسے لَیَکْتُبَنَّ (ضرور ضرور لکھے گا وہ ایک مرد)۔ جبکہ لامِ امر مکسور ہوتا ہے اور اس کا معنیٰ ''چاہئے کہ'' ہے، جیسے لِیَنْصُرْ (چاہئے کہ مدد کرے وہ ایک مرد)۔

❸ ہمزہ وصل کی تعریف:۔ وہ ہمزہ جو شروع کلام میں آنے کی صورت میں پڑھا جائے، درمیان کلام میں آنے کی صورت میں اپنے پہلے حرف سے مل جائے، پڑھنے میں نہ آئے مگر لکھنے میں باقی رہے۔ جیسے اِجْتَنَبَ، مَااجْتَنَبَ۔

الشق الثانی.....مفعول بہ، مفعول مطلق، مفعول معہ، مفعول لہ، مفعول فیہ میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے مثالوں سے واضح کریں۔

حمدت حمدًا حامدًا وحمیدًا.....رعایة شکره دهرا مدیدا شعر کا ترجمہ کر کے ترکیب کریں۔ (ص ۲۷۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) مفعول کی اقسام خمسہ کی تعریف مع امثلہ (۲) شعر کا ترجمہ (۳) شعر کی ترکیب۔

جواب..... ❶ مفعول کی اقسام خمسہ کی تعریف مع امثلہ:۔ مفعول بہ: وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے اَکَلَ زَیْدٌ طَعَامًا اس میں زید کا اَکْلُ والا فعل طعام پر واقع ہوا ہے تو طَعَامًا مفعول بہ ہے۔

مفعول مطلق: مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو فعل مذکور کے معنیٰ میں ہو۔ خواہ اس فعل کے مادہ سے ہو یا نہ ہو۔ فعل مذکور کے مادہ

0313 6357913 maktabazahariyamultan@gmail.com

سے ہو اس کی مثال **ضربت ضربا**۔ فعل مذکور کے مادہ سے نہ ہو فقط ہم معنی ہو اس کی مثال **قعدت جلوسا**۔

مفعول معہ: مفعول معہ وہ اسم ہے جو واؤ بمعنی مع کے بعد ذکر کیا جائے اور یہ اس بات کو ظاہر کرے کہ مفعول معہ فعل مذکور کے معمول کے ساتھ شریک ہے خواہ وہ معمول فاعل ہو یا مفعول بہ ہو جیسے **جئت انا وزیدًا** اس مثال میں **زیدًا** فعل کے معمول (فاعل) کے ساتھ آنے میں شریک ہے۔ **ضربت زیدًا وعمرًو** اس مثال میں **عمرًو** فعل کے معمول (مفعول بہ) کیساتھ مار کھانے میں شریک ہے۔

مفعول لہ: مفعول لہ وہ اسم ہے جس کی وجہ سے فعلِ مذکور (جو اس سے قبل موجود ہے) واقع ہوا ہو یعنی جو اسم فعلِ مذکور کا سبب بنا ہو جیسے **ضربتهٗ تادیبًا** اس میں **تادیبًا** مفعول لہ ہے کہ اس کی وجہ سے ضرب والا فعل واقع ہوا ہے۔

مفعول فیہ: مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فعلِ مذکور واقع ہوا ہو خواہ وہ زمان ہو یا مکان ہو، زمان کی مثال **صلّیتُ یوم الجمعة**۔ مکان کی مثال **صلّیتُ فی المسجد**۔

❷ شعر کا ترجمہ:۔ میں نے حامد کی حمید کے ساتھ تعریف کی اس کے شکر کا لحاظ کرتے ہوئے ایک زمانہ دراز تک۔

❸ شعر کی ترکیب:۔ **حمدتُ** فعل وفاعل **حمدًا** مفعول مطلق **حامدا** مفعول بہ **واؤ** بمعنی مع **حمیدًا** مفعول معہ **رعایة شکرہ** مضاف ومضاف الیہ ملکر مفعول لہ **دھرًا مدیدًا** موصوف صفت ملکر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل وتمام مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....جمع مکسر، اسم منقوص اور اسماءِ ستہ مکبرہ کی تعریف کر کے ان سب کا اعراب مثالوں کے ذریعہ واضح کریں۔

جواب..... ❶ جمع مکسر، اسم منقوص اور اسماءِ ستہ مکبرہ کی تعریف:۔ جمع مکسر وجمع تکسیر: وہ جمع جس میں واحد کا صیغہ سلامت نہ رہے، جیسے **رجالٌ** اس میں واحد کا صیغہ **رَجُلٌ** سلامت نہیں ہے بلکہ اسکے حروف کی ترتیب الف کے آنے کی وجہ سے ٹوٹ گئی ہے۔

اسم منقوص: وہ اسم جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو، خواہ وہ یاء اصلی ہو یا کسی سے تبدیل شدہ ہو۔ جیسے **قَاضِی، دَاعِی، رَامِی**۔

اسماءِ ستہ مکبرہ: وہ اسماء جو مکبّرہ استعمال ہوں (تصغیر کے ساتھ مستعمل نہ ہوں) یہ چھ اسماء ہیں: **اَبٌ، اَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ، ذُوْمَالٍ**۔

❷ جمع مکسر، اسم منقوص اور اسماءِ ستہ مکبرہ کا اعراب:۔ **کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۹ھ**

الشق الثانی.....باعتبار ذات جملہ کی چار اقسام کے نام مع امثلہ تحریر کریں۔ جملہ انشائیہ کی تعریف اور اسکی اقسام کے نام تحریر کریں۔

جواب..... ❶ باعتبار ذات جملہ کی چار اقسام کے نام مع امثلہ:۔ ① اسمیہ، جیسے **زیدٌ قائمٌ**۔ ② فعلیہ، جیسے **قَام زَیْدٌ**۔ ③ شرطیہ جیسے **اِنْ تُکْرِمْنِیْ اُکْرِمْكَ**۔ ④ ظرفیہ، جیسے **عندی مالٌ**۔

❷ جملہ انشائیہ کی تعریف واقسام کے نام:۔ جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں کیونکہ انشاء کا معنیٰ ہے کسی چیز کو پیدا کرنا، چونکہ یہ جملہ بھی کسی کام کے پیدا کرنے کو بتاتا ہے اس لئے سچ یا جھوٹ کو اس میں دخل نہیں ہوتا جیسے **اِضْرِبْ** (تو فعلِ ضرب کو پیدا کر)۔ جملہ انشائیہ کی متعدد اقسام ہیں ① امر جیسے **اِضْرِبْ** (تو مار) ② نہی جیسے **لَاتَضْرِبْ** (تو مت مار) ③ استفہام جیسے **هَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ** (کیا زید نے مارا؟) ④ تمنی جیسے **لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ** (اے کاش! زید حاضر ہوتا) ⑤ ترجّی جیسے **لَعَلَّ بَکْرًا غَائِبٌ** (امید ہے کہ بکر غائب ہووے) ⑥ عقود یعنی معاملات جیسے **بِعْتُ وَاشْتَرَیْتُ** (میں نے بیچا اور میں نے خریدا) ⑦ نداء جیسے **یَا اَللّٰه** (اے اللہ) ⑧ عرض جیسے **اَلَا تَأْتِیْنِیْ فَاُعْطِیَكَ دِیْنَارًا** (تو میرے پاس کیوں نہیں آتا کہ تجھے دینار دوں) ⑨ قسم جیسے **وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا** (اللہ کی قسم! میں زید کو ضرور ماروں گا) ⑩ تعجب جیسے **مَااَحْسَنَهٗ** (کس چیز نے اُسے حسین بنا دیا) **اَحْسِنْ بِهٖ** (وہ کس قدر حسین ہے)۔

0313 7357913 makkamakkariyamultan@gmail.com

۞لا اله الّا انت سبحانك انّی كنت من الظّالمین۞

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّدرسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	۰٤
دوسرا پرچہ	حدیث	۷٤
تیسرا پرچہ	عقائد و فقہ	۱۰۳
چوتھا پرچہ	صرف و نحو	۱۲۳
پانچواں پرچہ	ادب	۱۵۲
چھٹا پرچہ	سیرت	۱۸۳

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقة الخامسة: فی الادب

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل.....(۱) یہ دو درخت ہیں (۲) وہ لڑکیوں کا مدرسہ ہے (۳) کراچی کی سڑکیں کشادہ ہیں (۴) آپ استانیاں ہیں (۵) وہ دونوں طالب علم ہیں (۶) اور یہ ان کے والد ہیں۔

①الازهارفی الحدیقة ②هذه وردة ③ذلك طفل ④تلك حافلة ⑤هن صالحات ⑥ذانك تلمیذان مجتهدان.

مذکورہ اردو جملوں کا عربی میں اور عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔

جواب.....اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ **①هاتان شجرتان ②تلك مدرسة البنات ③شوارع كراتشی واسعة ④انتن معلمات ⑤هما طالبان ⑥وهذا والدهما۔**

عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ ① پھول باغیچہ میں ہیں ② یہ گلاب کا پھول ہے ③ وہ بچہ ہے ④ وہ بس ہے ⑤ وہ نیک عورتیں ہیں ⑥ وہ دونوں محنتی شاگرد ہیں۔

الشق الثانی.....(۱) یہ خوبصورت قلم ہے (۲) اس کا رنگ سبز ہے (۳) وہ لمبا درخت ہے (۴) تو سچا ہے (۵) وہ سب طالبات ہیں (۶) یہ مسلمان لڑکیاں ہیں (۷) تیری ٹوپی اور قمیض سفید ہیں (۸) سورج غروب ہوا اور چاند نکلا (۹) ان لڑکیوں نے رمضان کے روزے رکھے۔ مذکورہ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کرکے درج ذیل الفاظ کے معانی بتائیں۔

(۱)فلاح (۲)حصان (۳)ثور (٤)خروف (٥)قبیح (٦)نشیط (۷)عمیق (۸) منديل۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر توجہ طلب ہیں (۱) مذکورہ جملوں کا ترجمہ (۲) مذکورہ الفاظ کے معانی۔

جواب..... ❶ مذکورہ جملوں کا ترجمہ:۔ **①هذا قلم جمیل ②لونه اخضر ③تلك شجرة طویلة ④انت صادق ⑤كلهن طالبات ⑥هولاء بنات مسلمات ⑦قلنسوتك و قمیصك ابیضان ⑧غربت الشمس و طلع القمر ⑨هٰولاء البنات صمْنَ صوم رمضان۔**

❷ مذکورہ الفاظ کے معانی:۔ ① کسان ② گھوڑا ③ بیل ④ دنبہ ⑤ بدشکل ⑥ چست ⑦ گہرا ⑧ رومال۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل.....**(۱) اخذت سعیدة كراسة (۲) حفظت نعیمة الدرس (۳) فتحت شاهدة المحفظة (٤) یا فاطمة هل ذهبت الی جارتك وهل شربت الحلیب (٥) تقول التلمیذة للمعلمة انا فهمت الدرس و كتبته۔**

(۱) سمیرہ ایک چھوٹی بچی ہے (۲) وہ بستر سے اٹھی اور دروازہ کی طرف چلی (۳) پھر اس نے دروازہ کھولا (۴) اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

مذکورہ جملوں کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی میں ترجمہ کریں۔ (ص ۷۲۔ امدادیہ)

جواب.....عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ ① سعیدہ نے کاپی پکڑی ② نعیمہ نے سبق یاد کیا ③ شاہدہ نے بستہ کھولا ④ اے فاطمہ! کیا تو اپنی پڑوسن کی طرف گئی ہے اور کیا تو نے دودھ پیا ہے؟ ⑤ کہتی ہے شاگردہ اپنی معلّمہ سے کہ میں نے سبق سمجھ لیا ہے اور اُسے لکھ لیا ہے۔

اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ **① سمیرة طفلة صغیرة ②هی قامت من الفراش و مشت الی الباب ③ ثم فتحت الباب ④وخرجت من الغرفة۔**

الشق الثانی..... نَارٌ بَارِدَةٌ: اِجْتَمَعَ النَّاسُ وَقَالُوْا مَاذَا نَفْعَلُ؟ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَسَرَ الْاَصْنَامَ وَاَهَانَ الْاٰلِهَةَ وَسَأَلَ النَّاسُ مَا عِقَابُ اِبْرَاهِيْمَ؟ مَا جَزَاءُ اِبْرَاهِيْمَ ؟ كَانَ الْجَوَابُ حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ ۔ وَهٰكَذَا كَانَ اَوْقَدُوْا نَارًا وَاَلْقَوْا فِيْهَا اِبْرَاهِيْمَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ نَصَرَا اِبْرَاهِيْمَ وَقَالَ النَّارُ "يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ "۔(ص۲۱۔عثمانیہ) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔خط کشیدہ الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ (۳)الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ ٹھنڈی آگ: لوگ جمع ہوئے اور بولے کہ ہم کیا کریں؟ تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے توڑا ہے بتوں کو اور توہین کی ہے معبودوں کی، لوگوں نے پوچھا کہ ابراہیم علیہ السلام کی سزا کیا ہو؟ ابراہیم (کے اس فعل) کا بدلہ کیا ہو؟ جواب تھا کہ اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو، اور ایسا ہی ہوا انہوں نے آگ جلائی اور ابراہیم علیہ السلام کو اس میں پھینک دیا اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی مدد کی اور آگ سے فرمایا کہ اے آگ! ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "حَرِّقُوْا" صیغہ جمع مذکر حاضر امر حاضر معروف از مصدر تحریق (تفعیل) بمعنی جلانا۔

"اُنْصُرُوْا" صیغہ جمع مذکر حاضر امر حاضر معروف از مصدر النصر (نصر) بمعنی مدد کرنا۔

"اَوْقَدُوا" صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معروف از مصدر ایقاد (افعال) بمعنی روشن کرنا، جلانا۔

"اَلْقَوْا" صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معروف از مصدر القاء (افعال) بمعنی ڈالنا۔

"كُوْنِيْ" صیغہ واحد مؤنث حاضر امر حاضر معروف از افعال ناقصہ از مصدر کون (نصر) بمعنی ہونا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل.....وَلَمَّا كَانَ مَا اَرَادَهُ اللّٰهُ وَغَرِقَ الْكُفَّارُ اَمْسَكَتِ السَّمَاءُ وَ غَارَ الْمَاءُ وَ اسْتَوَتِ السَّفِيْنَةُ عَلٰى جَبَلِ الْجُوْدِيِّ ۔ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ وَقِيْلَ يَانُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ وَهَبَطَ نُوْحٌ وَاَصْحَابُ السَّفِيْنَةِ يَمْشُوْنَ عَلَى الْبَرِّ بِسَلَامٍ وَهَلَكَ الْكُفَّارُ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَبَارَكَ اللّٰهُ فِيْ ذُرِّيَّةِ نُوْحٍ فَانْتَشَرَتْ فِيْ الْاَرْضِ وَمَلَأَتِ الْاَرْضَ وَكَانَ فِيْهَا اُمَمٌ وَكَانَ فِيْهَا اَنْبِيَاءُ وَمُلُوْكٌ ، سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعَالَمِيْنَ۔(ص۱۱۰۔عثمانیہ) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱)عبارت پر اعراب(۲)عبارت کا ترجمہ(۳)خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہ ہو گیا اور کفار غرق ہو گئے تو آسمان تھم گیا اور پانی خشک ہو گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی اور کہا گیا پھٹکار ہو ظالموں پر، حضرت نوح علیہ السلام کو کہا گیا کہ اتریں سلامتی کے ساتھ، نوح علیہ السلام اور کشتی والے خشکی پر سلامتی کے ساتھ اتر کر چلنے لگے۔قوم نوح کے کافر ہلاک ہو گئے، نہ ان پر آسمان رویا اور نہ ہی زمین۔اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی اولاد میں برکت دی اور وہ زمین میں پھیل گئی۔اس نے زمین کو بھر دیا اور اس میں بہت سے انبیاء علیہم السلام اور بادشاہ ہوئے، سلام ہو نوح علیہ السلام پر جہانوں میں۔

❸ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔

"اَمْسَكَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث ماضی معلوم از مصدر اِمْسَاكٌ (افعال، صحیح) بمعنی تھمنا ورکنا۔

"غَارَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر غَوْرًا (نصر، اجوف) بمعنی نیچے اترنا۔

"اِسْتَوَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث ماضی معلوم از مصدر اِسْتِوَاءٌ (افتعال، لفیف) بمعنی ٹھہرنا، برابر ہونا۔

"بُعْدًا" بمعنی دوری، اس کے معنی اکثر ہلاکت، تباہی اور لعنت کے آتے ہیں۔مصدر سمع وکرم بمعنی دور ہونا و ہلاک ہونا۔

0315 6387943 maktabazakariyamultan@gmail.com

"اِهْبِطْ" صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم از مصدر هُبُوطًا (ضرب، صحیح) بمعنی نیچے اترنا۔
"بَكَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث ماضی معلوم از مصدر بُكَاءً (ضرب، ناقص) بمعنی رونا۔
"مَلَأَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث ماضی معلوم از مصدر مَلْأً (فتح، مہموز) بمعنی بھرنا۔

الشق الثانی..... **ناقة ثمود: ورثت ثمود عادًا كما ورثت عاد امة نوح، وكانت ثمود على اثر عاد كما كانت عاد علٰى اثر امة نوح، وكانت ارض ثمود ايضا ارضا جميلة خضراء فيها بساتين وعيون وجنات تجرى من تحتها الانهار وكانت ثمود كعادٍ فى العمارة والزراعة.** (ص۱۲۴۔عثمانیہ)

عبارت مذکورہ کا سلیس ترجمہ کریں، قوم عاد وثمود کی طرف مبعوث ہونے والے پیغمبر کے نام بتائیں، قومِ عاد وثمود میں مماثلت تو مصنف نے بیان کردی ہے، اگر ان میں کسی اعتبار سے فرق آپ کو یاد ہو تو اس کو بیان کریں، مندرجہ ذیل الفاظ میں جو واحد ہیں ان کی جمع اور جو جمع ہیں ان کا مفرد ذکر کریں (**ارض، جميلة، خضراء، بساتين، عيون، جنات، انهار**)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) قومِ عاد وثمود کے انبیاء کے نام (۳) قومِ عاد وثمود میں فرق (۴) مذکورہ الفاظ کے مفرد وجمع کی وضاحت۔

جواب..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ قومِ ثمود کی اونٹنی: وارث بنی قومِ ثمود قومِ عاد کی جیسا کہ وارث بنی تھی قومِ عاد قومِ نوح کی، اور قومِ ثمود قومِ عاد کے نقشِ قدم پر تھی جیسا کہ قومِ عاد نوح علیہ السلام کی امت کے نقشِ قدم پر تھی، ثمود کی زمین بھی خوبصورت سرسبز وشاداب تھی اس میں باغات اور چشمے اور ایسی بہشتیں تھیں جنکے نیچے نہریں جاری تھیں، اور قومِ ثمود عمارت وزراعت میں عاد کی طرح تھی۔

❷ قومِ عاد وثمود کے انبیاء کے نام:۔ قومِ عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام اور قومِ ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام مبعوث کئے گئے تھے "**كما قال الله تعالى والى عاد اخاهم هودا، والٰى ثمود اخاهم صالحًا**"۔

❸ قومِ عاد وثمود میں فرق:۔ ① قومِ ثمود قومِ عاد کی اولاد میں سے تھے، اسی وجہ سے قومِ عاد کو عادِ اولی اور قومِ ثمود کو عادِ ثانیہ کہا جاتا ہے ② قومِ عاد قوۃ اور طاقت میں مشہور تھے اور ان کا مقولہ ہے "مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً" اور قومِ ثمود پتھروں کو تراشنے اور پتھروں کے محالات بنانے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، **كماقال الله تعالى: وتختون من الجبال بيوتا فٰرهين**۔

❹ مذکورہ الفاظ کے مفرد وجمع کی وضاحت:۔ **ارض** کی جمع **ارضون** ہے۔ **جميلة** کی جمع **جميلات** ہے۔ **خضراء** کی جمع **خضروات** ہے۔ **بساتين** کا مفرد **بستان** ہے۔ **عيون** کا مفرد **عين** ہے۔ **جنات** کا مفرد **جنة** ہے۔ **انهار** کا مفرد **نهر** ہے۔

﴿الورقة الخامسة: فى الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل.....مندرجہ ذیل جملوں میں خالی جگہ پر کریں۔ (ص۱۰۲، ۱۱۱۔امدادیہ)

الطفل لعب فى الحديقة	الطفلان..... فى الحديقة	الاطفال..... فى الحديقة
الطفلة..... فى الحديقه	الطفلتان..... فى الحديقة	الطفلات..... فى الحديقة
الخادم ينظف الحجرة	الخادمان..... الحجرة	الخادمون..... الحجرة
الخادمة..... الحجرة	الخادمتان..... الحجرة	الخادمات..... الحجرة

جواب.....مذکورہ ناقص جملوں کی تکمیل:۔

الطفل لعب فى الحديقة	الطفلان لعبا فى الحديقة	الاطفال لعبوا فى الحديقة
الطفلة لعبت فى الحديقة	الطفلتان لعبتا فى الحديقة	الطفلات لعبن فى الحديقة

الخادم ینظف الحجرة	الخادمان ینظفان الحجرة	الخادمون ینظفون الحجرة
الخادمة تنظف الحجرة	الخادمتان تنظفان الحجرة	الخادمات ینظفن الحجرة

الشق الثانی.....مندرجہ ذیل عربی جملوں کا اردو میں اور اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔

(۱)جلس محمود تحت الاشجار(۲)الطلاب لعبوافی المیدان ثم رجعوا الی بیوتهم(۳) اخذت قلما و کتبت الرسالة (٤) صلینا الظهر فی المسجد. (۱) خالد نے اپنا سبق یاد کیا (۲) تم نے اپنا چہرہ دھویا (۳) بچہ سوگیا (۴) چڑیا اڑگئی (۵) عائشہ قرآن کریم کی تلاوت کررہی ہے (۶) یہ لڑکے اپنے مدرسہ جارہے ہیں۔(۹۲،۹۶۔امدادیہ)

جواب ..... ❶ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ ① محمود بیٹھا درختوں کے نیچے ② طلباء میدان میں کھیلے پھر لوٹ آئے اپنے گھروں کی طرف ③ میں نے قلم لیا اور لکھا میں نے خط ④ نماز پڑھی ہم نے ظہر کی مسجد میں۔

❷ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ **① حفظ خالد درسه ② غسلتُ وجهكَ ③نام الطفل ④طار العصفور ⑤عائشة تتلو القرآن الكريم ⑥هؤلاء الاولاد يذهبون الى مدرستهم .**

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل.....درج ذیل جملوں میں ہندسوں کو لفظوں میں تحریر کریں۔

(۱)فی المحفظة ۱۱ کتابا(۲) للمسجد ۱۲ بابا و ۲۰ شباکا(۳)فی المدرسة ۱۹ استاذا(٤)قیمة الظرف ۱۵ فلسا(۵)فی البیت ١٤ کرسیا . (ص۱۲۲۔امدادیہ)

جواب.....ہندسوں کا عربی ترجمہ:۔ **①فی المحفظة احد عشر کتابًا ②للمسجد اثنا عشر بابا و عشرون شباکا③فی المدرسة تسعة عشر استاذا④قیمة الظرف خمسة عشر فلسا⑤فی البیت اربعة عشر کرسیا.**

الشق الثانی..... **وعطش اسماعیل مرة وارادت امه ان تسقیه ماء ولکن این الماء ومکة لیس فیها بئر ومکة لیس فیها نهر وکانت هاجر تطلب الماء و تجری من الصفا الی المروة ومن المروة الی الصفا و نصر الله هاجر و نصر اسماعیل، فخلق لهما ماء وخرج الماء من الارض وشرب اسماعیل وشربت هاجر و بقی الماء فکان بئر زمزم.** (ص۳۱۔عثمانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔خط کشیدہ کلمات کی صرفی ولغوی تحقیق کریں۔زمزم کی وجہ تسمیہ بیان کریں۔خط کشیدہ عبارتوں کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل چار امور ہیں:(۱)عبارت کا ترجمہ(۲)الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۳)زمزم کی وجہ تسمیہ (۴)عبارتِ مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایک مرتبہ پیاس لگی، ان کی والدہ نے ان کو پانی پلانا چاہا لیکن پانی کہاں، مکہ میں کوئی کنواں نہ تھا اور مکہ میں کوئی نہر نہ تھی اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام پانی تلاش کرتی تھیں اور دوڑتی تھیں صفا سے مروہ کی طرف اور مروہ سے صفا کی طرف تو مدد فرمائی اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اور مدد فرمائی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی۔پس پیدا کیا ان کیلئے پانی اور نکلا پانی زمین سے اور پیا اسماعیل علیہ السلام نے اور پیا حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اور باقی رہا پانی،سو وہ زمزم کا کنواں بن گیا۔

❷ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "مَرَّةً" اسم بمعنی ایک مرتبہ اس کی جمع مِرَرٌ و مِرَارٌ و مَرَّاتٌ ہے۔

"عَطِشَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر عَطْشٌ (سمع) بمعنی پیاسا ہونا۔

"هَاجِرَة" یہ ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ اور اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے۔

❸ زمزم کی وجہ تسمیہ:۔ زمزم کا معنی ہے "رُک جا" چونکہ یہ لفظ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی زبان سے اس وقت نکلا تھا جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹا کر پانی تلاش کررہی تھیں اور کبھی صفا سے مروہ کی طرف جاتیں اور کبھی مروہ سے صفا کی

طرف آتیں لیکن پانی کا کوئی وجود نہ تھا۔اسی دوران حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑھیوں کی جگہ سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا اور بہنے لگا تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی زبان سے نکلا "زمزم" تو اسی وجہ سے اس کا نام زمزم رکھ دیا گیا۔

④ عبارتِ مخطوطہ کی ترکیب:۔ "عطش اسمٰعیل مرّة" عطش فعل اسمٰعیل فاعل مرة مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ "کانت هاجرة تطلب الماء" کانت فعل ناقص هاجرة اس کا اسم تطلب فعل وفاعل الماء مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، کانت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"نصر اسمٰعیل فخلق لهما ماءً" نصر فعل اس میں هو ضمیر اس کا فاعل اسمٰعیل مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ فا عاطفہ خلق فعل اس میں هو ضمیر اسکا فاعل لهما جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے ماء مفعول بہ، فعل اپنے فاعل متعلق ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ..... اُردو میں ترجمہ کریں: **و أراد ابراهيم أن يدعو والده أيضًا، فقال له: يا أبت لم تعبد ما لا يسمع و لا يبصر، و لم تعبد ما لا ينفع و لا يضر، يا أبت لا تعبد الشيطان، يا أبت اعبد الرحمان، و غضب والد ابراهيم، و قال: أنا أضربك فاتركني و لا تقل شيئًا، و كان ابراهيم حليمًا، فقال لوالده: سلام عليك.**

جواب ..... ① اردو میں ترجمہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ وہ اپنے والد کو بھی دعوت دیں، پس انہوں نے کہا: اے میرے ابا جان! آپ ان کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں؟ اور آپ ان کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ نفع دیتے ہیں نہ نقصان؟ اے ابا جان! شیطان کی پرستش نہ کیجیے، رحمان کی عبادت کیجیے۔اور ابراہیم علیہ السلام کے والد غصے ہوگئے اور انہوں نے کہا: میں تمہیں ماروں گا، پس مجھے چھوڑ دو اور مجھ سے کوئی بات نہ کرو۔اور ابراہیم علیہ السلام بردبار تھے، پس انہوں نے اپنے والد سے کہا: آپ پر سلامتی ہو۔

الشق الثانی ..... قصص النبیین کے مؤلف کے حالات لکھتے ہوئے بتائیں کہ کتاب میں کتنے انبیاء علیہم السلام کے قصے بیان کئے گئے ہیں، ان کے نام ذکر کریں۔

جواب ..... ① مؤلف کے حالات:۔ **(مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ)**

ولادت اور خاندان: آپ ۱۳۳۳ھ کو تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلی ہندوستان میں علامہ حکیم سید عبدالحی الحسنی کے گھر پیدا ہوئے، آپ کے جد امجد مولانا حکیم فخر الدین خبالی فارسی کے نامور مصنف اور شریعت وطریقت کے جامع بزرگ تھے۔

آپ کی والدہ خیر النساء قرآن کریم کی حافظہ معاشرت خانہ داری کے فن مین خداداد بصیرت اور طبعی ذوق رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں، آپ اپنی والدہ ماجدہ کے اکلوتے فرزند ہیں، آپ کی دو بہنیں ہیں دونوں آپ سے عمر میں بڑی ہیں۔

آپ ابھی نو سال کے تھے کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔آپ کی تربیت اور کفالت کی ذمہ داری آپ کے بڑے بھائی مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی کے سر آئی جو خود ان دنوں طالب علمی سے نئے نئے نکلے تھے۔اور ایک ٹریننگ لے رہے تھے لیکن انہوں نے اس خوش اسلوبی اور حوصلہ وعزم سے اس بار کو اٹھایا کہ شفقت پدری سے محروم ہونے کا احساس نہیں پیدا ہونے دیا۔

ابتدائی تعلیم: قرآن مجید اور فارسی کی کتابیں اپنے وطن رائے بریلی میں اپنے خاندان کے بزرگوں سے پڑھیں۔صرف ونحو ادب وریاست کی تعلیم شیخ خلیل بن محمد بن شیخ حسین الیمنی سے حاصل کی۔شیخ خلیل آپ کو عربی پڑھاتے عربی میں گفتگو کرتے اور ہمہ وقت تربیت میں مصروف رہتے۔آپ کے ذہن کا پہلا سانچہ شیخ صاحب نے خالص عربی انداز میں ڈھال دیا۔

۱۹۳۰ء میں آپ نے لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل حدیث کا امتحان دیا اور اس سے قبل فاضل ادب کا امتحان دیا۔دینیات کی تعلیم مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث کی تعلیم حضرت حیدر حسن خان رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، پھر دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ حدیث میں شرکت کی۔

0313 6357913 marfabazakariyamultan@gmail.com

واپسی پر ندوہ آکر علامہ شیخ محمد نقی الدین ہلالی مراکش سے ادب عربی کی اونچی کتابیں پڑھیں۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے شیخ حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری کی بیعت میں داخل کرادیا۔ اور خود تربیت کی ذمہ داری لی، بالآخر خلافت سے سرفراز کیا۔

تدریس: مولانا مسعود عالم ندوی کے بعد ۱۹۳۴ء میں آپ نے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں مسند تدریس کو سنبھالا اور ایک طویل عرصہ تک تفسیر، حدیث اور ادب کے اسباق پڑھاتے رہے۔

اسی دوران حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت ہوئے اور منازلِ سلوک طے کر کے چاروں سلسلوں میں خلافت حاصل کی۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انکی شفقتوں سے بہرہ مند ہوئے۔

تصنیفی خدمات: سیرت سید احمد شہید، قصص النبیین للاطفال، النبی الخاتم، تاریخ دعوت وعزیمت، حیات عبدالحئی، پیام انسانیت، سیرت محمدی کا پیغام، نشانِ راہ، مذہب یا تہذیب، ہندوستانی مسلمانوں پر ایک نظر، پرانے چراغ، محسنِ عالم، قادیانیت اور اس کے علاوہ سینکڑوں کتب ان کی تصنیفات ہیں۔ قصص النبیین انہوں نے اپنے بھتیجے محمد الحسنی کے لئے لکھی تھی، بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے یہ بہت مفید کتاب ہے۔

وفات: آپ کی وفات بروز جمعۃ المبارک ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ بمطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو ہوئی۔

❷ کتاب میں مذکور انبیاء علیہم السلام کی تعداد واسماء:۔ کتاب میں کل چودہ انبیاء علیہم السلام کے قصے اور واقعات ذکر کئے گئے ہیں جن کے اسماء یہ ہیں۔

① حضرت ابراہیم ② حضرت یوسف ③ حضرت نوح ④ حضرت ہود ⑤ حضرت صالح ⑥ حضرت موسیٰ ⑦ حضرت شعیب ⑧ حضرت داؤد ⑨ حضرت سلیمان ⑩ حضرت ایوب ⑪ حضرت یونس ⑫ حضرت زکریا ⑬ حضرت یحییٰ ⑭ حضرت عیسیٰ علیہم السلام۔

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....درج ذیل جملوں کی عربی بنائیں، نیز التاء المفتوحہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(۱) یہ خالد ہے (۲) وہ اپنی درسگاہ کے پاس ہے (۳) میرا گھر مدرسہ کے نزدیک ہے (۴) کتب خانہ دفتر کے قریب ہے (۵) تمہارا کمرہ مسجد میں ہے (۶) میرا گھر بازار سے دور ہے (۷) ہوائی اڈہ شہر کے قریب ہے۔ (ص ۵۲۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر توجہ طلب ہیں (۱) مذکورہ جملوں کی عربی (۲) التاء المفتوحہ کی تحقیق۔

جواب..... ❶ مذکورہ جملوں کی عربی:۔ ①هذا خالد ②هو عند فصله ③بيتى قريب من المدرسة ④المكتبة قريبة من المكتب ⑤غرفتك فى المسجد ⑥بيتى بعيد من السوق ⑦ المطار قريب من البلد۔

❷ التاء المفتوحه کی تحقیق:۔ تاءِ مفتوحہ (لمبی تاء): وہ تاء جو فعل کے آخر میں ہو اور اس کا ماقبل خواہ متحرک ہو یا ساکن ہو جیسے علمتُ، فهمتْ اور وہ تاء جو فعل کے آخر میں ہو اور اصلی ہو جیسے ثبتَ، يثبتُ اور وہ تاء جو مفرد کے آخر میں ہو اور اس کا ماقبل مفتوح نہ ہو جیسے زيت ثابت، تفاوت اور جمع مونث سالم کی تاء جیسے مسلمات ان تمام صورتوں میں تاء لمبی لکھی جاتی ہے۔

03 3 6157913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی.....درجہ ذیل عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔ فعل مضارع کا جمع مذکر غائب کا صیغہ بنانے کا کیا طریقہ ہے۔

(۱) اليوم الجمعة نحن لا نذهب اليوم المدرسة (۲) اليوم نغتسل و نلبس الثياب النظيفة (۳) ونذهب الى المسجد الجامع و نصلى الجمعة (٤) ثم نرجع الى البيت (٥) و نذهب الى زملائنا (٦) ونزورهم و نسلم عليهم (۷) ونجلس معاونتكلم ثم نرجع الى البيت۔ (ص ۸۸۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ (۲) مضارع کا جمع مذکر غائب بنانے کا طریقہ۔

جواب..... ❶ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ ① آج جمعہ کا دن ہے، ہم آج مدرسہ نہیں جائیں گے ② آج ہم نہائیں گے اور صاف ستھرے کپڑے پہنیں گے ③ اور ہم جامع مسجد میں جائیں گے اور نماز جمعہ ادا کریں گے ④ پھر ہم گھر کی طرف لوٹیں

گے ⑤اور ہم جائیں گے اپنے دوستوں کی طرف ⑥اور ہم ملاقات کریں گے ان سے اور ان کو سلام کریں گے ⑦اور بیٹھیں گے ہم اکٹھے اور بات چیت کریں گے پھر ہم گھر کی طرف لوٹ آئیں گے۔

② مضارع کے جمع مذکر غائب بنانے کا طریقہ:۔ مضارع کے واحد مذکر غائب کے صیغہ کے آخر میں واؤ اور نون بڑھانے سے صیغہ جمع مذکر غائب بن جاتا ہے جیسے یذھب سے یذھبون، یعلم سے یعلمون۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....درج ذیل جملوں کی عربی بنائیں نیز بتائیں کہ اکیس سے ننانوے تک تمیز کا اعراب کیا ہوگا۔

(۱) خالد کے پاس پچاس روپے ہیں (۲) اس سکول میں سو طالب علم ہیں (۳) کلاس میں پینتیس طالبات ہیں (۴) ٹوکری میں اسّی پھول ہیں (۵) الماری میں ایک ہزار کتابیں ہیں (۶) مسجد میں پچیس ستون ہیں (۷) ریل گاڑی میں پانچ سو آدمی ہیں۔(ص۱۲۸)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ (۲) اکیس سے ننانوے تک تمیز کا اعراب

جواب..... ① مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ①عند خالد خمسون روبية ②فی هذه المدرسة مائة طالب ③فی الفصل خمس و ثلاثون طالبة ④فی الزهرية ثمانون زهرة ⑤فی المسجد خمسة و عشرون عمودًا ⑥فی القطار خمس مائة رجل۔

② مذکورہ تمیز کا اعراب:۔ اکیس سے ننانوے تک عدد کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔

الشق الثانی..... ان يوسف كان كبير النفس ابيًّا ، ان يوسف كان كبير العقل ذكيًّا و خرج يوسف بريئًا واكرمه الملك، ان يوسف كان وحيدًا منذزمن طويل لايرىٰ احدًا من اهله، وقد ساق الله اليه بنيامين افلا يحبسه عنده يراه ويكلمه وهل من الظلم ان يقيم اخ عند اخيه ابدًا ابدًا وقال الاغنياء الذى يدعو اليه نوحٌ ليس بحق وليس بخير لانا رأينا ان الخير لايخطئنا ولا يجاوزنا فى المدينة ولو كان هٰذا الدِّين خيرًا لاتانا قبل هؤلاء المساكين۔ (ص۶۲۔عثمانیہ)

عبارت کا سلیس ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور حل طلب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ بیشک یوسف علیہ السلام بڑی عزت وعظمت والے نہایت خوددار تھے۔ بیشک یوسف علیہ السلام بڑی عقل والے نہایت ذہین تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام تہمت سے بری ہو کر جیل سے نکلے اور بادشاہ نے آپ کا اعزاز واکرام کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام مدتِ دراز سے اکیلے تھے، اپنے خاندان میں سے کسی کو نہیں دیکھا تھا، اللہ تعالیٰ حضرت بنیامین کو انکے پاس لے آئے تو کیا وہ ان کو اپنے پاس نہ روکیں کہ ان کو دیکھیں اور ان سے بات چیت کریں اور کیا یہ ظلم ہے کہ بھائی اپنے بھائی کے پاس ٹھہرے کبھی نہیں، کبھی نہیں اور مالدار (اغنیاء) لوگوں نے کہا کہ وہ چیز جس کی طرف نوح علیہ السلام بلاتے ہیں وہ نہ حق ہے اور نہ خیر ہے اسلئے کہ (ہمارا تجربہ اور مشاہدہ ہے) کہ شہر میں بھلائی ہم سے نہیں چوکتی اور ہم سے تجاوز نہیں کرتی، اگر یہ خیر ہوتا تو ان مسکینوں سے پہلے ہمارے پاس آتا۔

② الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "اَبِيًّا" صیغہ صفت از مصدر الاباء (فتح وضرب) بمعنی باز رہنا۔ خوددار ہونا۔

"بَرِيئًا" صیغہ صفت از براءَة (سمع) بمعنی خلاصی پانا، نجات پانا۔ "وَحِيْدًا" صیغہ صفت بمعنی اکیلا۔

"ساق" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر سَوْق (نصر) بمعنی چلانا۔

"يَحْبِسُهٗ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر الحبس (ضرب) بمعنی روکنا۔

"لايخطئنا" صیغہ واحد مذکر غائب نفی مضارع معروف از مصدر اخطاء (افعال) بمعنی خطاء کرنا، غلطی کرنا۔

"لايجاوز" صیغہ واحد مذکر غائب نفی مضارع معروف از مصدر مجاوزة (مفاعلة) بمعنی حد سے گزرنا، تجاوز کرنا۔

0343 5557913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل.....غَضَبُ اللّٰهِ : وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَى النَّاسِ غَضَبًا شَدِيْدًا وَلَعَنَهُمْ وَلِمَاذَا لَا يَغْضَبُ اللّٰهُ عَلَى النَّاسِ وَلَا يَلْعَنُهُمْ اَلِهٰذَا خَلَقَهُمْ اَلِهٰذَا يَرْزُقُهُمْ ؟ يَمْشُوْنَ عَلٰى اَرْضِ اللّٰهِ وَيَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَيَأْكُلُوْنَ رِزْقَ اللّٰهِ وَيُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّ هٰذَا لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَى النَّاسِ وَحَبَسَ الْمَطَرَ وَضَيَّقَ عَلَيْهِم ۔ وَقَلَّ الْحَرْثُ وَقَلَّ النَّسْلُ۔(ص۹۴۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی ولغوی تحقیق کریں، شرک کے ظلمِ عظیم ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۴) شرک کے ظلمِ عظیم ہونے کی وجہ۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کا غضب: اللہ تعالیٰ لوگوں پر بہت غضبناک ہوئے اور انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا اور اللہ تعالیٰ لوگوں پر کیوں غضبناک نہ ہوتے اور کیوں رحمت سے دور نہ کرتے ؟ کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں اس لئے پیدا کیا تھا؟ کیا اللہ تعالیٰ اس لئے ان کو رزق دیتے ہیں؟ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر چلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا رزق کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں، بے شک یہ البتہ ظلمِ عظیم ہے اللہ تعالیٰ لوگوں پر غضبناک ہوئے اور بارش روک لی اور ان پر سختی فرمائی، کھیتی اور نسل کم ہوگئی۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "حَبَسَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر حَبْسٌ (ضرب) بمعنی روکنا۔

"اَلْمَطَرُ" مصدر ہے (نصر) بمعنی بارش کا برسنا۔ "اَلْحَرْثُ" مصدر (نصر، ضرب) بمعنی کھیتی کرنا۔

"قَلَّ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر قِلَّتٌ (ضرب) بمعنی کم ہونا۔

"اَلنَّسْلُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اَنْسَالٌ ہے بمعنی اولاد، ذریت۔

❹ شرک کے ظلمِ عظیم ہونے کی وجہ:۔ ظلم کی حقیقت علماء نے یہ بیان کی ہے کہ کسی چیز کو بے محل استعمال کیا جاوے۔ اور یہ بات شرک میں سب سے زیادہ واضح ہے کہ خالق کی جگہ بتوں کی پرستش کی جائے اور رازق کے ساتھ شرک کیا جائے۔

الشق الثانی.....وَاَنَّكُمْ لَاَتَرَالُوْنَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰبِدًا ! اِنَّ ذٰلِكَ لَايَكُوْنُ ! اِنَّ ذٰلِكَ لَايَكُوْنُ فَلِمَاذَا مَاتَ آبَاؤُكُمْ يَااِخْوَانِيْ ! كَانَتْ لَهُمْ قُصُوْرٌ وَكَانَتْ لَهُمْ كَذٰلِكَ بَسَاتِيْنُ وَعُيُوْنٌ وَكَانَتْ لَهُمْ زُرُوْعٌ وَنَخِيْلٌ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَيَسْكُنُوْنَ فِيْهَا وَلٰكِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَايَنْفَعُهُمْ وَوَصَلَ اِلَيْهِمْ مَلَكُ الْمَوْتِ وَوَجَدَ اِلَيْهِمْ سَبِيْلًا ! وَكَذٰلِكَ تَمُوْتُوْنَ اَنْتُمْ اَيْضًا وَيَبْعَثُكُمُ اللّٰهُ وَيَسْأَلُكُمْ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ۔ (ص۱۳۱۔عثمانیہ)

03156359913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی تحقیق (۴) "ابدًا ابدًا" کی ترکیبی حیثیت۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ (کیا گمان کرتے ہو تم) یہ کہ تم ہمیشہ ہمیشہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے رہو گے؟ یقیناً یہ نہیں ہوگا، یقیناً یہ نہیں ہوگا، تو اے میرے بھائیو! تمہارے آباؤ اجداد کیوں مر گئے؟ ان کے لئے محلات تھے، اور ان کیلئے اسی طرح باغات اور چشمے تھے اور ان کے لئے کھیت اور کھجور کے باغات تھے اور وہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے اور ان میں رہائش کرتے تھے لیکن ان تمام چیزوں نے ان کو (بوقتِ موت) نفع نہ دیا اور موت کا فرشتہ ان کے پاس پہنچ گیا اور ان کی طرف راستہ پالیا، اسی طرح تم بھی مر جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ کریں گے اور تم سے ان نعمتوں کے بارے میں سوال کرینگے۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی تحقیق:۔ "تَنْحِتُوْنَ" صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع معروف از مصدر نَحْتًا (ضرب) بمعنی تراشنا۔
"قُصُوْرٌ" صیغہ جمع بحث اسم جامد اس کا مفرد قصر ہے بمعنی محل۔ "عُیُوْنٌ" یہ عین کی جمع ہے بمعنی چشمہ۔
"زُرُوْعٌ" یہ زَرْعٌ کی جمع ہے بمعنی کھیت۔

④ "ابدًا ابدًا" کی ترکیبی حیثیت:۔ پہلا اَبَدًا تنحتون سے ظرف ہے اور دوسرا "اَبَدًا" پہلے "اَبَدًا" کی تاکید ہے۔

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل.....درج ذیل نصائح پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں۔ آخری پانچ نصائح کو مکمل کریں۔

قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ(۲)قُلْ خَيْرًا وَاِلَّا فَاصْمُتْ(۳)خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ(٤)خَيْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ(٥)آفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ (٦)اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْاِيْمَانِ (٧)اَلْاِقْتِصَادُ مُفِيْدٌ۔

مکمل کریں(۱)کثرة المزاح.....(۲)الحیاء..... (۳)..... نصف العلم (٤)السر.....
(٥)الكلمة الطيبة .....۔(ص۱۶۴۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں(۱)نصائح پر اعراب(۲)نصائح کا ترجمہ(۳)نصائح کی تکمیل۔

جواب..... ① نصائح پر اعراب:۔ **كما مرّفی السوال آنفا۔**

② نصائح کا ترجمہ:۔ ① تو کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہ ② اچھی بات کہہ، ورنہ خاموش رہ ③ بہترین کلام وہ ہے جو مختصر ہو اور مطلب واضح کرے ④ لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہو ⑤ علم کی آفت بھولنا ہے ⑥ صفائی ایمان کا جزو ہے ⑦ میانہ روی فائدہ مند ہے۔

③ نصائح کی تکمیل:۔ ① **كثرة المزاح تجلب العداوة ② الحياء من الايمان ③ السوال نصف العلم ④السرامانة ⑤الكلمة الطيبة صدقة۔**

الشق الثانی.....عربی میں اپنی ناظمہ کے نام علالت کی بنا پر چھٹی کی درخواست لکھیں۔(ص۱۵۲۔امدادیہ)

جواب.....بیماری کی بناء پر چھٹی کی درخواست:۔

بسم الله الرحمن الرحيم

السيدة مديرة التعليم بتعليم النساء جامعة خيرالمدارس حفظهاالله

السلام عليكم ورحمة الله و بركاته

بعدالسلام، لقداصابنی مرض شديد وفی جسدی الم شديد ولا استطيع مع المرض الحضور الى المدرسة۔ فالرجاء التكرم باعطائی اجازةً للصحة وسوف اطالع الدروس التی تفوتنی ايام مرضی وتقبلوا منی غاية شكری۔ وارجوالدعاء عنكم للصحة۔ والسلام

مقدمته: سميه حامد
الطالبة بالصف الثانی

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل.....(۱)یہ لمبی دیوار ہے(۲)وہ لمبا درخت ہے(۳)یہ خالد کی گھڑی ہے(۴)اس کا رنگ سفید ہے(۵)یہ سرخ ٹوپی ہے(۶)ہاتھی بڑا جانور ہے(۷)ہرن تیز جانور ہے(۸)محمود، شاہد اور خالد کے درمیان ہے(۹)میرا مدرسہ مسجد کے سامنے ہے۔
مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں نیز درج ذیل الفاظ سے تثنیہ وجمع بنائیں۔(ص۳۰،۴۲،۴۶،۴۸،۵۰۔امدادیہ)
(۱)راس(۲)لسان(۳)صدر(٤)قلب(٥) عين(٦)قدم (۷)وجه۔

جواب ..... ❶ مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ①هذا جدار طويل ②تلك شجرة طويلة ③هٰذه ساعة خالد ④لونها ابيض ⑤هٰذه قلنسوة حمراء ⑥الفيل حيوان كبير ⑦الغزالة حيوان سريع ⑧محمود بين شاهد و خالد ⑨مدرستى امام المسجد۔

❷ مذکورہ الفاظ سے تثنیہ وجمع:۔ ①راس، راسان، رؤس ② لسان، لسانان، السنة ③ صدر، صدران، صدور ④ قلب، قلبان، قلوب ⑤عين، عينان، عيون ⑥ قدم، قدمان، اقدام ⑦ وجه، وجهان، وجوه۔

الشق الثانی ..... ورای ملك مصر رؤيا عجيبة راى فى المنام سبع بقرات سمان ويأكل هذه البقرات سبع بقرات عجاف ورای الملك سبع سنبلات خضر وسبع سنبلات يابسات ۔

عبارت کا ترجمہ کریں، شاہِ مصر کے اس خواب کی تعبیر بزبانِ حضرت یوسف علیہ السلام بتائیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے جو خواب دیکھا تھا وہ اور اس کی تعبیر قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) شاہِ مصر کے خواب کی تعبیر بزبان حضرت یوسف علیہ السلام (۳) حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب اور اس کی تعبیر۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور بادشاہِ مصر نے ایک عجیب خواب دیکھا، اُس نے نیند میں سات موٹی گائیں دیکھیں اور یہ سات موٹی گائیں سات کمزور گائیوں کو کھا جاتی ہیں اور بادشاہ نے سات سبز بالیاں دیکھیں اور سات خشک بالیاں دیکھیں۔

❷ شاہِ مصر کے خواب کی تعبیر بزبانِ حضرت یوسف علیہ السلام:۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہِ مصر کے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ سات سال خوب زراعت اور فصل ہوگی اور اسکے بعد سات سال انتہائی سختی اور قحط سالی کے ہوں گے۔ اس خواب کا حل یہ ہے کہ پہلے سات سالوں میں جب خوب زراعت و فصل ہو تو اُس میں غلہ اناج کو ذخیرہ کر لوتا کہ قحط سالی کے دنوں میں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

❸ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب اور اس کی تعبیر:۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں خواب دیکھا تھا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے مطالبے پر اپنے والدین کو لے کر مصر پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا، اُن کا اعزاز واکرام کیا اور اُسکے بعد والدین اور سب بھائی یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے۔ اس موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے ابا جان! جو مَیں نے بچپن میں خواب آپ کے سامنے بیان کیا تھا یہ اُس کی تعبیر ہے اور میرے اُس خواب کو پروردگار نے سچ کر دکھایا ہے۔ یہ واقعہ اُس خواب کی تعبیر ہے کہ اُس خواب میں سورج و چاند سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین تھے اور ستاروں سے مراد اُن کے گیارہ بھائی تھے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ..... سَفِيْنَةُ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: بَارَكَ اللّٰهُ فِىْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَ فِيْهَا رِجَالٌ كَثِيْرٌ وَنِسَاءٌ، وَانْتَشَرَتْ ذُرِّيَّةُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَثُرَتْ، فَلَوْ رَجَعَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَاٰى اَوْلَادَ لَمَا عَرَفَ، وَلَوْ قِيْلَ لَهٗ هٰذِهٖ ذُرِّيَّتُكَ يَا آدَمُ لَتَعَجَّبَ كَثِيْرًا، وَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ اَوْلَادِىْ۔ (ص ۸۷۔ عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مر فى السوال آنفًا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں برکت فرمائی تو ان میں بہت سے مرد اور خواتین ہوگئیں، حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد پھیل گئی اور زیادہ ہوگئی سو اگر حضرت آدم علیہ السلام لوٹ آتے اور اپنی اولاد کو دیکھتے تو (انہیں) پہچان نہ پاتے، اگر ان سے کہا جاتا کہ اے آدم! یہ آپ کی اولاد ہے تو وہ بہت تعجب کرتے اور فرماتے سبحان اللہ! یہ سب میری اولاد ہے؟

③ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:۔ "بَارَكَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر مبارکة (مفاعلۃ، صحیح) بمعنی برکت دینا۔
"وَانْتَشَرَتْ" صیغہ واحد مونث غائب ماضی معروف از مصدر انتشار (افتعال، صحیح) بمعنی پھیلنا۔
"كَثُرَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی معروف از مصدر كثرة (کَرُمَ، صحیح) بمعنی زیادہ ہونا۔
"رَجَعَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر رجوع (ضرب، صحیح) بمعنی لوٹنا۔
"رَأَى" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر رؤية (فتح، مہموز و ناقص) بمعنی دیکھنا۔
"لَمَا عَرَفَ" صیغہ واحد مذکر غائب نفی ماضی معروف از مصدر معرفة (ضرب، صحیح) بمعنی پہچاننا۔

الشق الثانی..... وَاَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَةَ نُوْحٍ وَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُّغْرِقَ قَوْمَهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُرِيْدُ كَذٰلِكَ اَنْ يَّنْجُوَ نُوْحٌ وَالْمُؤْمِنُوْنَ فَاَمَرَ نُوْحًا اَنْ يَّصْنَعَ سَفِيْنَةً كَبِيْرَةً وَ بَدَءَ نُوْحٌ يَصْنَعُ سَفِيْنَةً كَبِيْرَةً وَرَاَهُ قَوْمُهٗ فِيْ هٰذَا الشُّغْلِ فَوَجَدُوْا شُغْلًا وَصَارُوْا يَسْخَرُوْنَ مِنْهُ ۔(۱۰۵۔عثمانیہ) اعراب لگا کر ترجمہ کریں، خط کشیدہ جملوں کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) خط کشیدہ جملوں کی ترکیب۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ كما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور آپ کی قوم کو غرق کرنے کا ارادہ کیا اور لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی طرح چاہا کہ نوح علیہ السلام اور ایمان والے نجات پا جائیں (غرق ہونے سے بچ جائیں) پس حکم دیا اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ایک بڑی کشتی بنانے کا، اور شروع ہوئے نوح علیہ السلام کہ ایک بڑی کشتی بنانے لگے اور دیکھا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے اس شغل میں تو انہیں ایک مشغلہ مل گیا اور وہ آپ علیہ السلام سے مذاق کرنے لگے۔

③ خط کشیدہ جملوں کی ترکیب:۔ ارادالله ان یغرق قومه: "اراد" فعل "الله" فاعل "ان" ناصبہ مصدریہ "یغرق" فعل و فاعل "قومه" مضاف ومضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ مصدر کی تاویل میں ہوکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

صاروا یسخرون منه: "صار" فعل ناقص مع اسم "یسخرون" فعل وفاعل "منه" جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صار کی خبر، صار اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل.....(۱) فاطمہ یہاں سے اٹھو اور کرسی پر بیٹھ جاؤ (۲) زینب صبح اسکول جاتی ہے (۳) اور شام کو گھر لوٹ آتی ہے (۴) وہ نماز پڑھتی ہے (۵) اور قرآن کریم کی تلاوت کرتی ہے (۶) بچی اپنی ماں کی طرف چلتی ہے (۷) سعیدہ اپنی ماں کے پاس ادب سے بیٹھتی ہے۔ مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں، نیز درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔(ص ۶۲۔امدادیہ)

(۱) عمیق (۲) سریع (۳) ازرق (٤) نافذة (٥) میناء (٦) حمال (۷) جار۔

جواب..... ① مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ① یا فاطمة قومی هنا و اجلسی علی الکرسی ② زینب تذهب الی المدرسة صباحًا ③ و ترجع الی البیت مساءً ④ هی تصلی ⑤ وتتلو القرآن الکریم ⑥ الصبیة تمشی الٰی امها ⑦ سعیدة تجلس عند امها بادب۔

② مذکورہ الفاظ کے معانی:۔ ① گہرا ② تیز ③ نیلا ④ کھڑکی ⑤ بندرگاہ ⑥ قلی ⑦ پڑوسی۔

الشق الثانی.....(۱) فاطمہ اذان سنتی ہے اور نماز پڑھتی ہے (۲) سعیدہ گلاب کا پھول سونگھتی ہے اور کہتی ہے کہ گلاب کی خوشبو بہت اچھی ہے (۳) زینب ذہین لڑکی ہے پہلے سوچتی ہے پھر بولتی ہے (۴) استانی کے ساتھ ادب سے بات کرتی ہے۔

0313 5355 913 maktabazakariyamultan@gmail.com

(۱)لعبت الطفلة مع اختها فی حدیقة المنزل و فرحت(۲)جهزت الام الطعام و قد مته الی اولادها۔

مذکورہ اردو جملوں کا عربی میں اور عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔(ص۷۶۔امدادیہ)

جواب ..... ❶ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔① فاطمة تسمع الاذان و تصلی ②سعیدة تشم الوردة و تقول رائحتها طیبة جدًا③زینب بنت ذکیة اوّلا تتفکر ثم تتکلم④تتکلم مع معلمتها بادب۔

❷ عربی کا اردو میں ترجمہ:۔① بچی اپنی بہن کے ساتھ گھر کے باغیچہ میں کھیلی اور خوش ہوئی ② ماں نے کھانا تیار کیا اور اس نے کھانے کو اپنی اولاد کی طرف پیش کیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل .....(۱) البنت تلعب، البنتان .....البنات .....

(۲) الطالبة تفهم العربیة، الطالبتان.....الطالبات.....

(۳) المعلمة درست، المعلمتان.....المعلمات.....

(٤) انت تکتبین، انتما.....انتن.....

(٥) الفتاة صالحة، المرأتان.....النساء.....

درج بالا ناقص جملوں کو مکمل کریں۔(ص۱۰۲۔امدادیہ)

جواب .....ناقص جملوں کی تکمیل:۔① البنت تلعب، البنتان تلعبان، البنات یلعبن ② الطالبة تفهم العربیة، الطالبتان تفهمان العربیة، الطالبات یفهمن العربیة ③ المعلمة درست، المعلمتان درستا، المعلمات درسن④انت تکتبین، انتماتکتبان، انتن تکتبن⑤الفتاة صالحة، المرأتان صالحتان، النساء صالحات۔

الشق الثانی ..... واخذ ابراهیم اسمٰعیل معه واخذ سکینًا ولما بلغ ابراهیم منًی واراد ان یذبح اسمٰعیل و اضطجع اسمٰعیل علی الارض واراد ابراهیم ان یذبح فرضع السکین علی حلقوم اسمٰعیل ولٰکن الله یحب ان یرٰی هل یفعل خلیلة مایأمره ونجح ابراهیم فی الامتحان فارسل الله جبریل بکبش من الجنة وقال اذبح هٰذا ولا تذبح اسمٰعیل۔ (ص۳۳۔عثمانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنے ساتھ لیا اور چھری لی اور جب ابراہیم علیہ السلام منٰی میں پہنچے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہا تو لیٹ گئے اسماعیل علیہ السلام زمین پر اور ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کرنا چاہا پس چھری رکھی اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر اور لیکن اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس کے خلیل علیہ السلام (دوست) وہ کام کرتے ہیں جس کا (اللہ تعالیٰ) انہیں حکم فرماتے ہیں اور کامیاب ہوئے ابراہیم علیہ السلام امتحان میں، اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو جنت کا مینڈھا دیکر بھیجا اور فرمایا کہ اس کو ذبح کرو اور اسماعیل علیہ السلام کو ذبح نہ کرنا۔

❷ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **سَکِّیْنًا**: اسم ہے بمعنی چھری اس کی جمع **سکاکین** ہے۔

کَبَشٌ: اسم ہے بمعنی مینڈھا، اسکی جمع **کباش** اور **اکباش** ہے۔ **حُلْقُوْم**: اسم ہے بمعنی گلا، اسکی جمع **حلاقیم** ہے۔

اِضْطَجَع: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر **اضطجاع** (افتعال) بمعنی پہلو کے بل لیٹنا۔

نَجَحَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر **نَجْحًا** (فتح) بمعنی کامیاب ہونا۔

0313 0337913 maktabazaryamuraan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٣٥ھ

الشق الاوّل ..... (اَلرَّسُوْلُ) وَاَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یُّرْسِلَ اِلَیْھِمْ رَجُلًا مِنْھُمْ یُکَلِّمُھُمْ وَیَنْصَحُ لَھُمْ اَنَّ اللّٰہَ لَا یُکَلِّمُ وَاحِدًا وَاحِدًا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخَاطِبُ کُلَّ اَحَدٍ یَقُوْلُ لَہٗ اِفْعَلْ کَذَا اِفْعَلْ کَذَا اِنَّ الْمُلُوْکَ لَا یُکَلِّمُوْنَ وَاحِدًا وَاحِدًا اِنَّ الْمُلُوْکَ لَا یَذْھَبُوْنَ اِلٰی کُلِّ اَحَدٍ یَقُوْلُوْنَ لَہٗ اِفْعَلْ کَذَا اِفْعَلْ کَذَا وَالْمُلُوْکُ بَشَرٌ کَالْبَشَرِ یَقْدِرُ کُلُّ اَحَدٍ اَنْ یَرَاھُمْ وَیَسْمَعُ کَلَامَھُمْ وَلَا یَقْدِرُ اَحَدٌ اَنْ یَّرَی اللّٰہَ وَیَسْمَعُ کَلَامَہٗ۔(ص۹۵۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی اعتبار سے وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی طرف ان میں سے ایک آدمی بھیجیں جو ان سے کلام کرے اور انہیں نصیحت کرے، بے شک اللہ تعالیٰ ایک ایک سے کلام نہیں فرماتے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک کو خطاب نہیں فرماتے کہ اس سے فرمائیں: یوں کیجئے، یوں کیجئے، بے شک بادشاہ ایک ایک سے گفتگو نہیں کرتے، بے شک بادشاہ ہر ایک کے پاس نہیں جاتے کہ اس سے کہیں: یوں کیجئے، یوں کیجئے۔ بادشاہ انسانوں کی طرح انسان ہیں، ہر ایک طاقت رکھتا ہے کہ انہیں دیکھے اور ان کی گفتگو سنے اور کوئی طاقت نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے، اور اس کا کلام سنے۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔

"اَرَادَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر اِرَادَۃً (افعال، اجوف) بمعنی ارادہ کرنا۔

"یُّرْسِلَ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر اِرْسَالٌ (افعال، صحیح) بمعنی بھیجنا۔

"یُکَلِّمُھُمْ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر تَکْلِیْمًا (تفعیل، صحیح) بمعنی کلام کرنا۔

"یَنْصَحُ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر نَصْحًا، نُصْحًا، نَصَاحَۃً (فتح، صحیح) بمعنی نصیحت کرنا۔

"لَا یُخَاطِبُ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل نفی مضارع معروف از مصدر مُخَاطَبَۃً (مفاعلہ، صحیح) بمعنی خطاب کرنا، گفتگو کرنا۔

"یَقْدِرُ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر قَدْرًا، قُدْرَۃً (نصر وضرب، صحیح) بمعنی قدرت رکھنا، طاقت رکھنا۔

"یَرَی" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر رُؤْیَۃً (فتح، مہموز وناقص) بمعنی دیکھنا۔

الشق الثانی .....وَدَعَا نُوْحٌ قَوْمَہٗ وَاجْتَھَدَ فِی النَّصِیْحَۃِ قَالَ: یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ وَاَطِیْعُوْنِ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُؤَخِّرْکُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَاءَ لَا یُؤَخَّرُ لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَکَانَ اللّٰہُ حَبَسَ عَنْھُمُ الْمَطَرَ، وَغَضِبَ عَلَیْھِمْ وَقَلَّ الْحَرْثُ وَقَلَّ النَّسْلُ فَقَالَ نُوْحٌ: یٰقَوْمِ اِنْ اٰمَنْتُمْ رَضِیَ عَنْکُمُ اللّٰہُ وَزَالَ ھٰذَا الْعَذَابُ۔(ص۱۰۲۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی اور نصیحت کرنے میں خوب کوشش کی "فرمایا: اے میری قوم! میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا ہوں (اور کہتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو (یعنی توحید اختیار کرو) اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو تو وہ تمہارے گناہ بخش دیں گے اور تمہیں وقت مقرر تک (بلاعقوبت) مہلت دیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ کا (مقرر کردہ) وقت جب آئے گا تو ٹلے گا نہیں، کاش تم جان لیتے" اور اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش روک لی اور ان پر غضبناک

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ہوئے، کھیتی کم ہوگئی اور نسل (بھی) کم ہوگئی تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم! اگر تم ایمان لے آؤ تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوجائیں گے اور یہ عذاب ٹل جائے گا۔

③ مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی:۔ "اِجْتَهَدَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب افتعال بمعنی کوشش کرنا۔
"اَطِيْعُوْنِ" صیغہ جمع مذکر حاضر امر حاضر معروف از باب افعال بمعنی اطاعت کرنا، فرمانبرداری کرنا۔
"يَغْفِرْلَكُمْ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب ضرب بمعنی بخشنا، مغفرت کرنا۔
"يُؤَخِّرْكُمْ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب تفعیل بمعنی مؤخر کرنا۔
"حَبَسَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب ضرب بمعنی روکنا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....(۱) بس میں گیارہ سواریاں ہیں (۲) کمرے میں پندرہ لڑکے ہیں (۳) میدان میں بیس بچے ہیں (۴) یہ اٹھارہ کتابیں اور سولہ قلم ہیں (۵) اس شہر میں چودہ سڑکیں ہیں (۶) میں انیس دن کے بعد واپس آؤں گا (۷) خالد سترہ دن سے بیمار ہے۔
مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔ (ص ۱۲۲۔ امدادیہ)

جواب.....مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ①فی الحافلة احدی عشر راكبًا ②فی الغرفة خمسة عشر ولدًا ③فی الميدان عشرون طفلاً ④هذه ثمانية عشر كتابًا و ستة عشر قلمًا ⑤فی هذا البلد اربعة عشر شارعًا ⑥انا ارجع بعد تسعة عشر يومًا ⑦خالد مريض من سبعة عشر يومًا۔

الشق الثانی.....(۱) میں کہتی ہوں (۲) میں کاپی کھولتی ہوں (۳) فاطمہ جاتی ہے (۴) سعیدہ تم جاؤ (۵) نعیمہ پنکھا کھولو اور بیٹھ جاؤ۔
(۱) يا فاطمة اذهبی الی المدرسة ولا تلعبی فی الطريق (۲) سعيدة تدخل الفصل وتجلس بادب و تقرأ الكتاب.
مذکورہ عبارت کا اردو سے عربی اور عربی سے اردو میں ترجمہ کریں۔ (ص ۴۶، ۵۸، ۶۲۔ امدادیہ)
نیز درج ذیل الفاظ کے معانی بتائیں: (۱) لون (۲) اخضر (۳) ازرق (۴) منديل (۵) فلاح (۶) مزرعة۔
﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) اردو سے عربی ترجمہ (۲) عربی سے اردو ترجمہ (۳) مذکورہ الفاظ کے معانی۔

جواب..... ① اردو سے عربی ترجمہ:۔ ①انا اقول ②انا افتح الكراسة ③فاطمة تذهب ④يا سعيدة اذهبی ⑤يا نعيمة افتحی المروحة واجلسی۔
② عربی سے اردو ترجمہ:۔ ① اے فاطمہ تم جاؤ مدرسہ کی طرف، اور نہ کھیلو راستہ میں ② سعیدہ داخل ہوتی ہے درسگاہ میں اور بیٹھ جاتی ہے ادب کے ساتھ اور پڑھتی ہے کتاب۔
③ مذکورہ الفاظ کے معانی:۔ ① رنگ ② سبز ③ نیلا ④ رومال ⑤ کسان ⑥ کھیتی۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل.....(۱) یہ میرا بھائی ہے (۲) وہ طالب علم ہے (۳) یہ اس کی کتاب ہے (۴) یہ دو درخت ہیں (۵) یہ باغیچہ ہے (۶) وہ لڑکیوں کا مدرسہ ہے۔ مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں، نیز درج ذیل جملوں میں مفرد کی جمع بنائیں۔
(۱) انت طالب (۲) هو تاجر (۳) انا مجتهدة (٤) انت امرأة (٥) هی معلمة۔ (ص ۲۲، ۳۸۔ امدادیہ)

جواب..... ① اردو سے عربی ترجمہ:۔ ①هذا اخی ②ذلك طالب ③هذا كتابه ④هاتان شجرتان ⑤هذه حديقة ⑥تلك مدرسة البنات۔
② مفرد جملوں کی جمع:۔ ①انتم طلاب ②هم تجار ③نحن مجتهدون ④انتن نساء ⑤هن معلمات۔

الشق الثانی ..... **وبعد مدةٍ مات یعقوب علیه السلام فحزن علیه یوسف علیه السلام و حزن علیه اهل مصر و دفنوا الشیخ فی مصر وکانهم فقدوا أباهم وبعد مدةٍ مات یوسف علیه السلام ایضًا فکان یومًا علٰی اهل مصر شدید وحزن علیه اهل مصر حزنًا شدیدًا وبکوا علیه بکاءً طویلًا۔** (ص۱۴۳۔عثمانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔**بعد یوسف علیه السلام** کے عنوان کے تحت جو واقعہ ذکر ہوا ہے اس کا خلاصہ بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) **بعد یوسف علیه السلام** کے عنوان کے تحت جو واقعہ ذکر ہوا ہے اس کا خلاصہ۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام فوت ہو گئے۔حضرت یوسف علیہ السلام ان پر غمزہ ہوئے اور اہل مصر (بھی) ان پر غمگین ہوئے انہوں نے شیخ (یعقوب علیہ السلام) کو مصر میں دفن کیا گویا انہوں نے اپنے والد کو کھو دیا۔کچھ عرصہ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام بھی فوت ہو گئے وہ (دن) اہل مصر پر سخت دن تھا۔اہل مصر ان پر سخت غمزدہ ہوئے۔ان پر (عرصہ) دراز روتے رہے۔

❷ **بعد یوسف علیه السلام** کے عنوان کے تحت جو واقعہ ذکر ہوا ہے اس کا خلاصہ:۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام فوت ہو گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام اور اہلِ مصر ان پر غمگین ہوئے اور انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو مصر میں دفن کیا۔اس کے کچھ عرصہ کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام بھی فوت ہو گئے۔وہ دن اہلِ مصر پر بہت زیادہ سخت تھا۔اہلِ مصر بہت زیادہ غمگین ہوئے اور لمبا زمانہ اس پر روتے رہے۔لوگ اپنے غم بھول گئے گویا انہیں اس سے پہلے کوئی مصیبت نہیں پہنچی انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی دفن کیا۔پھر ان میں سے بعض نے بعض سے تعزیت کی کیونکہ وہ سب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں اور ان کے بیٹوں کے پاس چل کر آئے تعزیت کیلئے اور کہنے لگے اے سرداروں کی جماعت! آج تمہارا نقصان ہمارے نقصان سے زیادہ بڑا نہیں ہم نے آج ایک مہربان بھائی، رحم دل سربراہ اور منصف بادشاہ کو کھو دیا کہ جس نے بندوں کو راحت پہنچائی اور شہروں سے ظلم کو مٹا دیا جس نے بڑے کو چھوٹے پر ظلم کرنے سے روکا اور طاقت ور کو کمزور کو کھانے سے منع کیا جس نے مظلوم کی فریاد رسی کی خوفزدہ کو پناہ دی اور بھوکے کو کھانا کھلایا اور جس نے ہمیں حق کی ہدایت کی اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہم اس کے آنے سے پہلے چوپائے تھے ہم اللہ کو نہیں پہچانتے تھے اور آخرت کو نہیں جانتے تھے اس نے بھوک کے دنوں میں ہماری مدد کی۔سو ہم کھاتے اور سیر ہو جاتے اور لوگ دوسرے ملکوں میں (بھوکے) مر جاتے۔یقیناً ہم اپنے اس سخی بادشاہ کو کبھی نہیں بھولیں گے۔اے سرداروں کی جماعت! ہم نہیں بھولیں گے کہ تم ان کے بھائی اور ان کے اہل خانہ ہو ہمارے سردار (حضرت یوسف علیہ السلام) تمہاری مصر آمد کے دن کتنے خوش ہوئے اور ہم اپنے سردار کی خوشی پر کتنے خوش ہوئے۔پس یہ شہر تمہارے شہر ہیں اور اے سرداروں کی جماعت! ہم تمہارے لئے ویسے ہی ہوں گے جیسے اپنے آقا (حضرت یوسف علیہ السلام) کی زندگی میں تھے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ..... **وکان عاد لا یستعملون عقولهم الا فی الاکل والشرب واللهو واللعب وبناء البیوت وقد فسدت عقولهم لانهم لا یستعملونها فی الدین وکان عاد عقلاء فی الدنیا اغبیاء فی الدین۔**

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت بالا کا سلیس ترجمہ کریں، قومِ عاد کی طرف کس پیغمبر کو مبعوث کیا گیا تھا اور اس قوم پر کون سا عذاب آیا تھا؟ تفصیل لکھیں، قومِ ثمود کے پیغمبر کون تھے؟ اور ان کو بطور معجزہ کیا دیا گیا تھا اور اس قوم پر کون سا عذاب آیا تھا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) قومِ عاد کی طرف مبعوث پیغمبر کا نام اور اس قوم پر عذاب کی کیفیت (۳) قومِ ثمود کے پیغمبر کا نام، معجزہ اور اس قوم پر عذاب کی کیفیت۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور قومِ عاد ایسے لوگ تھے جو اپنی عقلوں کو کھانے پینے، کھیل کود اور گھر و محلات بنانے کے علاوہ میں استعمال نہیں کرتے تھے اور تحقیق اُن کی عقلیں فاسد و خراب ہو گئی تھیں اس لئے کہ وہ انہیں دین میں استعمال ہی نہیں کرتے تھے اور قومِ عاد کے لوگ دنیا کے معاملے میں تو عقل مند تھے مگر دین کے معاملے میں بیوقوف اور غبی تھے۔

❷ قوم عاد کی طرف مبعوث پیغمبر کا نام اور اس قوم پر عذاب کی کیفیت:۔ قوم عاد کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ھود علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ جب حضرت ھود علیہ السلام اُن کو مسلسل دعوت دیتے رہے تو انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم اُس عذاب کے منتظر ہیں اور اُسے دیکھنا چاہتے ہیں جس کا تُو ہمارے سامنے تذکرہ کرتا رہتا ہے۔ وہ لوگ بارش کا انتظار کرتے اور آسمان کی طرف دیکھتے تھے، انہیں بارش کی ضرورت وشوق تھا، ایک دن انہوں نے بادل دیکھے تو بہت خوش ہوئے، ھود علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ عذاب کے بادل ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ رحمت کے بادل نہیں ہیں بلکہ اس میں دردناک عذاب ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انتہائی تیز ہوا چلی کہ اُس جیسی ہوا نہ کبھی دیکھی تھی اور نہ کبھی سنی گئی تھی۔ بڑے بڑے درخت جڑوں سے نکالتی جاتی تھی اور گھروں کو گراتی جاتی تھی، صحرائی ریت ایسی اڑی کے دنیا تاریک ہوگئی، لوگوں کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا، لوگوں نے گھروں میں داخل ہوکر دروازے بند کرلئے اور بچوں نے رونا، عورتوں نے چیخنا چلانا اور مردوں نے مدد کیلئے پکارنا شروع کردیا، مگر کوئی مدد کرنے والا نہ تھا عذاب کا یہ سلسلہ سات رات اور آٹھ دن جاری رہا۔ حضرت ھود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے علاوہ باقی سارے لوگ اس عذاب سے ہلاک ہوگئے۔

❸ قوم ثمود کے پیغمبر کا نام، معجزہ اور اس قوم پر عذاب کی کیفیت:۔ قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ جس وقت حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کو توحید ورسالت کی تبلیغ کی تو قوم نے جواب دیا **ما انت الا بشر مثلنا فأت بآیة ان کنت من الصادقین** کہ اگر تو سچا نبی ہے تو فلاں معین پتھر سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی برآمد کر جو باہر نکل کر فوراً بچہ دے، چنانچہ صالح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اونٹنی برآمد ہوئی اور اس نے باہر نکلتے ہی بچہ دیا اور یہ اونٹنی تمام جانوروں کا پانی پی جاتی تھی اسلئے باری مقرر ہوئی کہ ایک دن صرف اونٹنی پانی پیا کرے گی اور دوسرے دن بقیہ تمام جانور پیا کریں گے کافروں کو یہ تقسیم ناگوار گزری اسلئے انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا تاکہ یہ پانی کی دقت ختم ہوجائے چنانچہ قوم کی ایک فاحشہ عورت جس کی ملک میں کافی جانور تھے اس نے اپنے آشنا بدکردار کو اونٹنی کے قتل پر آمادہ کرلیا اور اس عاشق نے اپنے ساتھ چند ساتھیوں کو ملا کر اونٹنی کے قتل کا عزم کرلیا جب یہ بات صالح علیہ السلام کو معلوم ہوئی تو آپ نے ان کو منع کیا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے اسے قتل مت کرو ورنہ تم پر سخت عذاب آجائے گا، مگر انہوں نے نہ مانی اور اونٹنی کو قتل کردیا، چنانچہ صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تم تین دن تک زندہ رہوگے اسکے بعد تم پر عذاب آئے گا کہ پہلے دن تمہارے چہرے زرد ہوجائیں گے دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ اور اسکے بعد تم ہلاک ہوجاؤ گے چنانچہ اسی طرح عذاب نازل ہوا اور وہ ہلاک ہوگئے۔

الشق الثانی.....**وَلَمَّا عَلِمَ صَالِحٌ اَنَّ النَّاقَةَ قَدْ نُحِرَتْ تَأَسَّفَ وَحَزِنَ جِدًّا وَقَالَ لِلنَّاسِ: "تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَکْذُوْبٍ" وَکَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رِجَالٍ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ فَحَلَفُوْا وَقَالُوْا نَقْتُلُ صَالِحًا وَاَهْلَهٗ فِی اللَّیْلِ وَاِذَا سُئِلْنَا نَقُوْلُ مَاعِنْدَنَا عِلْمٌ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ حَفِظَ صَالِحًا وَاَهْلَهٗ۔**

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان فرمائیں۔ (ص ۱۳۶۔ عثمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب صالح علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اونٹنی قتل کی گئی ہے تو افسوس کیا اور غمگین ہوئے خوب، اور لوگوں سے فرمایا کہ تین دن تک زندگی کا لطف اٹھاؤ، یہ جھوٹا وعدہ نہیں، اور شہر میں نو آدمی تھے جو زمین میں فساد پھیلاتے تھے اور اصلاح ودرستگی نہیں کرتے تھے، انہوں نے قسم کھائی اور کہا کہ ہم صالح علیہ السلام اور ان کے اہل کو رات میں قتل کرینگے اور جب پوچھا جائے تو ہم کہیں گے کہ ہمیں معلوم نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام اور ان کے اہل کی حفاظت فرمائی۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "**علم**" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب سمع بمعنی جاننا۔

"**تاسف**" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب تفعل بمعنی افسوس کرنا۔

"**تمتعوا**" صیغہ جمع مذکر امر حاضر معلوم از باب تفعل بمعنی لطف اٹھانا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

"یصلحون" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معلوم از باب افعال بمعنی اصلاح و درستگی کرنا۔
"حلفوا" صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معلوم از باب ضرب بمعنی قسم اٹھانا۔
"نقتل" صیغہ جمع متکلم مضارع معلوم از باب نصر بمعنی قتل کرنا۔ "سئلنا" صیغہ جمع متکلم ماضی مجہول از باب فتح بمعنی پوچھنا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....(۱)اخذت التلمیذة الجریدة و قرأت(۲) ثم و ضعت الجریدة علی المکتب(۳)یا زینب هل فهمت الدرس (٤) وهل کتبتِ الرسالة الی ابیك۔

(۱)عورتیں گھر میں جمع ہوئیں (۲)اورانہوں نے آپس میں باتیں کیں (۳)لڑکیاں سکول سے واپس ہوئیں اور گھر پہنچیں (۴)اور انکی والدہ نے ان سب کو بلایا (۵)اوران کو نصیحت کی (۶)لڑکیوں نے نصیحت کو غور سے سنا (۷)اور کہا کہ ہم آپکی نصیحت پر عمل کرینگی۔

عربی جملوں کا اردو میں اور اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔(ص ۱۰۷،۱۱۱۔امدادیہ)

جواب..... ❶ عربی سے اردو ترجمہ:۔ ① پکڑا شاگردہ نے اخبار اور پڑھا ② پھر رکھا اخبار کو میز پر ③ اے زینب کیا تم نے سبق سمجھا ④ اور کیا تم نے اپنے والد کی طرف خط لکھا ہے؟

❷ اردو سے عربی ترجمہ:۔ ①النساء جمعن فی البیت ②وتکلمن فیما بینهن ③البنات رجعن من المدرسة و وصلن الی البیت ④ودعت والدتهن کلهن ⑤ونصحت لهن ⑥سمعت البنات النصیحة بالامعان ⑦وقلن نحن نعمل علی نصیحتك۔

الشق الثانی.....(۱) یہ پانچ پھول ہیں (۲) کمرے میں چار لڑکیاں ہیں (۳) خالد کی تین بہنیں ہیں (۴) اس کے گھر میں چھ کمرے ہیں (۵) ہوائی اڈے پر سات جہاز ہیں (۶) اس ہوٹل میں دس میز ہیں (۷) اس کمرے میں چار کھڑکیاں ہیں۔

جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔(ص ۱۲۰۔امدادیہ)

جواب.....جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ①هذه خمس ازهار ②فی الغرفة اربع بنات ③لخالد ثلٰث اخوات ④فی بیته ست غرفات ⑤علی المطار سبع طائرات ⑥فی هذا الفندق عشر طاولات ⑦فی هذه الغرفة اربعة شبابیك۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل.....(۱) ہفتہ میں چھ دن تعلیم ہوتی ہے (۲) عربی مدارس میں جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے (۳) اور اتوار کو تعلیم جاری رہتی ہے (۴) آج سخت گرمی ہے (۵) آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں (۶) شاید بارش ہو جائے۔

(۱)الولد الصالح یطیع ربه(۲)ویحسن الی والدیه (۳)ویحب اخوانه واخواته (٤)ویلعب مع زملائه بادب (٥)ولا یوذی احدا منهم (٦)ولا یضرب الصغار (۷)ولا یوذی جاره۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

مذکورہ جملوں کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کریں۔(ص ۱۴۴،۱۵۱۔امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امر حل طلب ہیں (۱) اردو سے عربی ترجمہ (۲) عربی سے اردو ترجمہ۔

جواب..... ❶ اردو سے عربی ترجمہ:۔ ①تکون الدراسة فی الاسبوع ستة ایام ②فی المدارس العربیة العطلة یوم الجمعة ③وتستمر الدراسة یوم الاحد ④الیوم حر شدید ⑤السحاب منبعث علی السماء ⑥لعل المطر ینزل۔

❷ عربی سے اردو ترجمہ:۔ ① نیک بچہ اپنے ربّ کی اطاعت کرتا ہے ② اور اپنے والدین کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہے ③ اور محبت کرتا ہے اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ ④ اور کھیلتا ہے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ادب کے ساتھ ⑤ اور نہیں ایذاء پہنچاتا ان میں سے کسی کو ⑥ اور نہ مارتا ہے چھوٹوں کو ⑦ اور نہ ایذاء پہنچاتا ہے پڑوسی کو۔

الشق الثانی ..... ودخل یوسف السجن و عرف اهل السجن جمیعًا ان یوسف شاب کریمٌ وان یوسف عنده علمٌ عظیمٌ وان یوسف فی صدره قلب رحیمٌ و احب اهل السجن یوسف و اکرموه وفرح الناس بیوسف وعظموه ودخل معه السجن رجلان و قصّا علیه رؤیاهما وقال احدهما انی ارانی اعصر خمرًا وقال الاٰخر انی ارانی احمل فوق راسی خبزًا تأکل الطیر منه۔ (ص۵۲۔عثمانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں داخل ہوئے، سب جیل والوں نے جان لیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نہایت شریف جوان ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بڑا علم ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کے سینے میں نہایت رحم والا دل ہے، جیل والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو محبوب بنا لیا اور ان کا احترام کیا اور لوگ حضرت یوسف علیہ السلام سے خوش ہوئے اور ان کی تعظیم کی دو شخص حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل میں داخل ہوئے اور دونوں نے (حضرت یوسف علیہ السلام) کو اپنا اپنا خواب بیان کیا۔''ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے اس میں سے (نوچ نوچ) کھاتے ہیں''۔

❷ مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی:۔ "اَحَبَّ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب افعال بمعنی محبت کرنا۔

"دَخَلَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب نصر ینصر بمعنی داخل ہونا۔

"عَرَفَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب ضرب یضرب بمعنی پہچاننا۔

"اَکْرَمُوْهُ" صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معروف از باب افعال بمعنی اکرام کرنا، عزت کرنا۔

"قَصَّا" صیغہ تثنیہ مذکر غائب ماضی معروف از باب نصر ینصر بمعنی قصہ بیان کرنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل .....اَمَّا الْاَغْنِيَاءُ مِنْ قَوْمِهٖ فَقَدْ مَنَعَهُمْ كِبْرُهُمْ اَنْ يُطِيْعُوْا نُوْحًا وَ شَغَلَتْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ اَنْ يُفَكِّرُوْا فِي الْاٰخِرَةِ وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ اَشْرَافٌ وَهٰؤُلَاءِ اَرَاذِلُ وَلَمَّا دَعَاهُمْ نُوْحٌ اِلَى اللّٰهِ قَالُوْا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ؟ وَطَلَبُوْا مِنْ نُوْحٍ اَنْ يَطْرُدَ هٰؤُلَاءِ الْمَسَاكِيْنَ وَلٰكِنَّ نُوْحًا اَبٰى وَقَالَ مَا اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کے صیغے اور معانی تحریر کیجئے۔(ص۱۰۰۔عثمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کے صیغے ومعانی۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

0213 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ بہرحال ان کی قوم کے مالدار لوگ تو ان کے غرور نے انہیں روک دیا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کی اطاعت کریں، ان کے مال اور ان کی اولاد نے انہیں غافل کر دیا کہ وہ آخرت کے بارے میں غور وفکر کریں، وہ کہتے تھے کہ ہم شرف وعزت والے ہیں اور یہ گھٹیا لوگ ہیں۔جب حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا تو انہوں نے کہا''کیا ہم تم پر ایمان لائیں حالانکہ رذیل لوگ تمہارے ساتھ ہو گئے ہیں''، انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ وہ ان مسکینوں کو دور کر دیں لیکن حضرت نوح علیہ السلام نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ''میں ایمانداروں کو دور کرنے والا نہیں ہوں۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کے صیغے ومعانی:۔ "اَرَاذِلُ" صیغہ جمع مذکر مکسر بحث اسم تفضیل اس کا مفرد اَرْذَلُ ہے بمعنی گھٹیا ورڈی۔

"شَغَلَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر شُغْلًا ، شَغْلًا (نصر، صحیح) بمعنی مشغول کرنا۔

"اِتَّبَعَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر اِتِّبَاعٌ (افتعال، صحیح) بمعنی اتباع وپیروی کرنا۔

"اَرْذَلُوْنَ" صیغہ جمع مذکر سالم بحث اسم تفضیل از مصدر رَذَالَۃٌ (سمع وکرم، صحیح) بمعنی قبیح وقابلِ حقارت ہونا۔
"اَبٰی" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر اِبَاءٌ واِبَاءَۃٌ (ضرب وفتح، مہموز وناقص) بمعنی انکار کرنا۔
"طَارِدٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر طَرْدًا، طَرَدًا (نصر، صحیح) بمعنی دور کرنا، علیحدہ کرنا، دھتکارنا۔

الشق الثانی..... درج ذیل جملوں میں جہاں عائشہ کا نام ہے وہاں سعید لکھ کر مؤنث کے صیغوں اور ضمائر کو مذکر سے اور فعل ماضی کو فعل مضارع سے بدل کر جملے بنائیں۔ **أخذت عائشة الكراسة بيدها، ثم كتبت درسها فيها، و أكلت الطعام مع أبيها و أمها، و جلست معهما قليلاً، ثم ذهبت لتنام، ما ذهبت عائشة اليوم الى المدرسة، لأنها كانت مريضة، رجع خالها من الحج يوم السبت.**

جواب..... (۱) مؤنث صیغوں کا مذکر اور ماضی کا مضارع:۔ **يأخذ سعيد الكراسة بيده، ثم يكتب درسه فيها، و يأكل الطعام مع أبيه و أمه، و يجلس معهما قليلاً، ثم يذهب لينام، ما يذهب سعيد اليوم الى المدرسة، لأنه يكون مريضا، يرجع خاله من الحج يوم السبت.**

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل..... **(۱)اُخُذُ هذه التفاحة و اكلها(۲)قطفتِ الزهرة وشممتها (۳) الصندوق عند الحمال(٤)هل عندك علم بهذا(٥)هل عندك مفتاح الغرفة(٦)اين و ضعتما الطلاسة.**

مندرجہ بالا جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔

جواب..... عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ ① لیتی ہوں میں یہ سیب اور اسے کھاتی ہوں ② توڑا تو نے گلاب کا پھول اور سونگھا تو نے اس کو ③ صندوق مزدور کے پاس ہے ④ کیا تجھے اس کا علم ہے ⑤ کیا تیرے پاس کمرے کی چابی ہے ⑥ تم دونوں نے جھاڑن کہاں رکھی ہے۔

الشق الثانی..... **(۱)تقول فاطمة لزينب(۲)سمعتُ صوتك (۳)وانت تقرئين القرآن ففرحتُ (٤)صوتك جميل(٥)اخذتْ سعيدة زهرة من زميلها و شَمَّتْ(٦)و قالت رائحتها طيبة و هي جميلة.**

مذکورہ جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔(ص۸۲۔امدادیہ)

جواب..... عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ ① فاطمہ کہتی ہے زینب کو ② سنی میں نے تیری آواز ③ اور تو پڑھ رہی تھی قرآن کریم کو، پس میں خوش ہوگئی ④ تیری آواز اچھی تھی ⑤ لیا سعیدہ نے گلاب کا پھول اپنی دوست وسہیلی سے اور سونگھا ⑥ اور کہا اس کی خوشبو اچھی ہے اور یہ خوبصورت ہے۔

0313 6357910 maktabazakariyya@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل..... جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔(ص۵۲۔امدادیہ)(۱) میں اسکول نہیں گئی (۲) میں سویرے اٹھی اور نماز پڑھی (۳) تلاوت کی اور پھر ناشتہ تیار کیا (۴) میری بہن نے کمرہ صاف کیا (۵) میرا گھر مدرسہ کے نزدیک ہے (۶) کتب خانہ دفتر کے قریب ہے۔

جواب..... اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ① **ماذهبت الى المدرسة ② استيقظتُ صباحًا وصليتُ ③ تلوتُ ثم جهزتُ الفطور ④ نَظَّفَتْ اختي الغرفة ⑤ بيتي قريب من المدرسة ⑥ المكتبة قريبة من المكتب.**

الشق الثانی..... **ورجعوا الى ابيهم واخبروه بالخبر وقالوا له : ارسل معنا اخانا والا لا نجد خيرًا عندالعزيز و طلبوا من يعقوب بنيامين وقالوا : انا له لحافظون قال يعقوب هل امنكم عليه الا كما امنتكم على اخيه من قبل هل نسيتم قصة يوسف ا تحفظون بنيامين كما حفظتم يوسف "الله خيرٌ**

حافظًا وهو ارحم الراحمين" ووجدوا مالهم فی متاعهم فقالوا لابیهم : ان العزیز رجل کریمٌ وقد ردّ مالنا ولم یاخذ منّا ثمنًا۔(ص ۶۸۔عثمانیہ) عبارت کا ترجمہ کریں۔مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی۔

جواب ..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور وہ لوٹے اپنے والد کے پاس اور ان کو خبر دی اور ان سے کہا "ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیجے" ورنہ تو ہم عزیز مصر کے ہاں کوئی خیر نہ پائیں گے اور انہوں نے یعقوب علیہ السلام سے بنیامین کو طلب کیا اور ان سے کہا ہم اس کی ضرور حفاظت کریں گے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا "میں تمہیں اس پر امانتدار نہ بناؤں گا مگر جیسے اس سے پہلے اس کے بھائی پر امانتدار بنایا تھا" کیا تم یوسف علیہ السلام کا قصہ بھول گئے، کیا تم بنیامین کی ایسی حفاظت کرو گے جیسے یوسف علیہ السلام کی حفاظت کی تھی "اللہ خوب حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے" اور انہوں نے اپنا مال اپنے سامان میں پایا تو والد سے کہا: بے شک عزیز مصر بڑا شریف آدمی ہے، ہمارا مال واپس کر دیا ہے اور ہم سے قیمت نہیں لی۔

❷ مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی:۔ "ارسل" باب افعال بمعنی بھیجنا۔ "نجد" باب ضرب بمعنی پانا۔ "طلبوا" باب نصر ینصر بمعنی طلب کرنا۔ "امنتکم" باب سمع بمعنی امانتدار بنانا۔ "تحفظون" باب سمع بمعنی حفاظت کرنا۔ "ردّ" نصر ینصر بمعنی واپس کرنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل .....وَسَارَتِ السَّفِيْنَةُ تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَ ارْتَقَى الْقَوْمُ كُلَّ مَكَانٍ عَالٍ وَكُلَّ رَبْوَةٍ يَفِرُّوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ۔(ص ۱۰۷۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور کشتی ان سب کو لیکر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی اور قوم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھاگتے ہوئے ہر اونچی جگہ اور ہر ٹیلہ پر چڑھنے لگی اور لیکن اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی پناہ کی جگہ نہ تھی۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔

"سَارَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر سَیْرًا (ضرب، اجوف) بمعنی چلنا۔

"مَوْجٍ" یہ مفرد ہے اس کی جمع اَمْوَاجٌ ہے بمعنی لہر۔ مصدر مَوْجًا (نصر، اجوف) بمعنی موج مارنا۔

"اِرْتَقَى" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر اِرْتِقَاءً (افتعال، ناقص) بمعنی چڑھنا۔

"عَالٍ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر عُلُوًّا (نصر، ناقص) بمعنی بلند ہونا، اوپر چڑھنا۔

"رَبْوَةٌ" اسم ہے بمعنی ٹیلہ۔ حساب دانوں کے نزدیک بمعنی دس لاکھ۔ اطباء کے نزدیک بمعنی پیٹ کی سوجن۔

0313 6357910 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی .....وَخَرَجَ صَالِحٌ وَهُوَ يَنْظُرُ اِلٰى قَوْمِهٖ وَهُمْ اَمْوَاتٌ فَقَالَ بِصَوْتٍ حَزِيْنٍ يَا قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَاتُحِبُّوْنَ النَّاصِحِيْنَ وَلَا يَرَى الْاِنْسَانُ الْيَوْمَ هٰذَالِكَ اِلَّا قُصُوْرًا خَالِيَةً وَبِئْرًا مُعَطَّلَةً وَلَايَرَى اِلَّا قُرًى مُوْحِشَةً لَيْسَ فِيْهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيْبٌ ۔(ص ۱۳۷۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت صالح علیہ السلام نکلے اس حال میں کہ وہ اپنی قوم کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ مرے پڑے ہیں تو انہوں

نے نہایت غمزدہ آواز میں فرمایا ''اے میری قوم! میں نے تو تمہیں اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے'' آج وہاں انسان ویران محلات اور بیکار کنویں دیکھتا ہے، وحشت ناک بستیاں دیکھتا ہے جس میں نہ کوئی بلانے والا ہے اور نہ کوئی جواب دینے والا۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اَمْوَاتٌ" یہ مَیِّتٌ کی جمع ہے بمعنی مردہ۔ "قُصُوْرٌ" یہ قَصْرٌ کی جمع ہے بمعنی محل۔

"حَزِیْنٌ" یہ صفت کا صیغہ ہے اس کی جمع حُزَنَاءُ، حِزَانٌ، حَزَانٰی ہے بمعنی غمگین۔

خَالِیَۃٌ صیغہ واحد مؤنث (اسم فاعل) از مصدر خُلُوًّا، خَلَاءً (نصر، ناقص) بمعنی خالی ہونا۔

"مُعَطَّلَۃٌ" صیغہ واحد مؤنث بحث اسم مفعول از مصدر تَعْطِیْلًا (تفعیل، صحیح) بمعنی بے کار چھوڑنا۔

"قُرًی" یہ قَرْیَۃٌ کی جمع ہے بمعنی جائیداد، گاؤں وبستی۔ "قِرًی" بمعنی مہمانی کا کھانا۔

"مُوْحِشَۃٌ" صیغہ واحد مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر اِیْحَاشًا (افعال، مثال) بمعنی ویران وخالی ہونا۔

"دَاعٍ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر دُعَاءً و دَعْوٰی (نصر، ناقص) بمعنی پکارنا۔

"مُجِیْبٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر اِجَابًا وِاِجَابَۃً (افعال، اجوف) بمعنی جواب دینا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل..... (۱) وہ ہوائی جہاز ہے (۲) ہوائی جہاز کا اڈہ شہر سے دور ہے (۳) یہ لڑکیوں کا مدرسہ ہے (۴) اور یہ اس کی طالبات ہیں (۵) سعیدہ آج بیمار ہے وہ مدرسہ نہیں جائے گی (۶) فاطمہ گلاب کا پھول سونگھتی ہے۔

درج بالا عبارت کا عربی میں ترجمہ کریں۔ (ص ۵۲، ۶۶۔ امدادیہ)

جواب..... عبارت کا عربی میں ترجمہ:۔ ①تلك طائرة ②المطار بعيد من البلد ③هٰذه مدرسة البنات ④وهولاء طالباتها ⑤سعيدة اليوم مريضة، لاتذهب الٰى المدرسة ⑥فاطمة تشم الوردة.

الشق الثانی..... (۱) میدان میں دس مرد ہیں (۲) باغ میں چھ لڑکے ہیں (۳) درسگاہ میں اس وقت نو طالب علم ہیں (۴) مسجد کے چار دروازے ہیں (۵) مسجد کے سامنے ایک میدان ہے (۶) میرے ہاتھ میں سات کتابیں ہیں۔

مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔ (ص ۱۱۸۔ امدادیہ)

جواب..... مذکورہ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ ①فی الميدان عشرة رجال ②فی البستان ستة اولاد ③فی الفصل الآن تسعة طلاب ④للمسجد اربعة ابواب ⑤امام المسجد ميدان ⑥بيدی سبعة كتب.

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل..... واراد الله ان يكون هذا الرسول بشرا وان يكون واحدا من الناس يعرفه الناس ويفهمون كلامه واذا كان الرسول بشرا قال انا مثلكم اعطش واجوع وامرض واموت فينقطع كلام الناس ولا يجدون عذرا. عبارت کا مطلب خیز ترجمہ کریں۔ طوفانِ نوح علیہ السلام سے پہلے اور بعد کی کیفیت قلم بند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) طوفانِ نوح علیہ السلام سے پہلے اور بعد کی کیفیت

جواب..... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ وہ رسول ایک انسان ہی ہو اور انہی میں سے ایک فرد ہو کہ لوگ اُس کو پہچانتے بھی ہوں اور اس کی کلام کو سمجھتے بھی ہوں اور جب رسول انسان ہوگا تو وہ کہے گا کہ مَیں تمہارے جیسا ہی ہوں مجھے پیاس لگتی ہے اور بھوک لگتی ہے، مَیں بھی بیمار ہوتا ہوں اور مرتا ہوں پس لوگوں کی کلام کٹ جاتی ہے اور ان کا کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔

② طوفانِ نوح علیہ السلام سے پہلے اور بعد کی کیفیت:۔ حضرت نوح علیہ السلام طویل عرصہ تک اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے مگر چند

0313 6357915 maktabazakariyamultan@gmail.com

لوگوں کے علاوہ قوم ایمان نہ لائی اور انہوں نے بتوں کی عبادت نہ چھوڑی بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اب کوئی فرد تمہاری قوم کا مزید ایمان نہیں لائے گا اور قوم نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہا کہ ہم تمہاری دعوت پر ایمان نہیں لاتے جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر تم سچے نبی ہو تو تم ہمارے اوپر اس عذاب کو لے آؤ، اس تکرار کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بددعا کی کہ اے پروردگار! اس نافرمان اور کافر قوم کا کوئی فرد زمین باقی نہ رکھ، حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور حکم ہوا کہ ایک کشتی بناؤ اور اہلِ ایمان کو اپنے ساتھ لیکر اُس کشتی میں سوار ہو جاؤ، ایسا ہی کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے طوفان و پانی کی صورت میں عذاب آیا اور اس سے کوئی حیوان و انسان اس کشتی کے سواروں کے علاوہ نہ بچا۔ پھر قوم اُس طوفان سے بچنے کے لئے پہاڑوں، اونچی جگہوں اور ٹیلوں پر چڑھ گئی مگر اللہ تعالیٰ کا عذاب وہاں بھی اُن تک پہنچ گیا۔ جب کافر غرق ہو گئے، بارش تھم گئی اور پانی خشک ہو گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی تو اُس وقت کافروں کے متعلق کہا گیا کہ ان ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہو اور نوح علیہ السلام سے کہا کہ تم کشتی والوں کو لے کر زمین پر سلامتی سے اُترو، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی اولاد میں برکت دی اور پوری زمین پر پھیل گئی اور اللہ تعالیٰ نے اُنہی کی اولاد سے زمین کو بھر دیا اور آپ علیہ السلام کی اولاد میں بے شمار انبیاء علیہم السلام اور بادشاہ بھی پیدا ہوئے۔

الشق الثانی.....وَكَانَتْ اَرْضُ ثَمُوْدَ اَيْضًا اَرْضًا جَمِيْلَةً خَضْرَاءَ فِيْهَا بَسَاتِيْنُ وَعُيُوْنٌ وَ جَنَّاتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَكَانَتْ ثَمُوْدُ كَعَادٍ فِى الْعِمَارَةِ وَالزَّرَاعَةِ وَفِىْ كَثْرَةِ الْبَسَاتِيْنِ وَفَاقُوْهُمْ فِى الْعَقْلِ وَالصَّنَاعَةِ فَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَاسِعَةً جَمِيْلَةً وَيَنْقُشُوْنَ فِى الْحِجَارَةِ نُقُوْشًا بَدِيْعَةً ۔(ص۱۲۴۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر واضح ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کا لغوی معنی بیان کریں، قومِ ثمود کی طرف کون سے نبی مبعوث ہوئے تھے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کا لغوی معنی (۴) قومِ ثمود کی طرف مبعوث نبی کی نشاندہی۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ قومِ ثمود کی زمین بھی خوبصورت سرسبز و شاداب زمین تھی جس میں باغات، چشمے اور ایسی بہشتیں تھیں جنکے نیچے نہریں جاری تھیں، ثمود عمارت زراعت میں اور باغات کی کثرت میں عاد کی طرح تھی اور وہ ان سے عقل اور کاریگری میں فوقیت رکھتے تھے وہ پہاڑوں کو تراش کر خوبصورت کشادہ مکانات بناتے اور پتھروں میں انوکھے نقش و نگار بناتے تھے۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کا لغوی معنی:۔ "خَضْرَاءَ" یہ اَخْضَرُ اسم تفضیل کا مؤنث ہے از مصدر خَضَرًا (نصر، صحیح) بمعنی سرسبز ہونا۔

"بَسَاتِيْنُ" یہ بُسْتَانٌ کی جمع ہے بمعنی باغ۔ "عُيُوْنٌ" یہ عَيْنٌ کی جمع ہے بمعنی چشمہ۔

"فَاقُوْ" یہ فَوْقًا (نصر، اجوف) مصدر سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی بلند ہونا۔

"يَنْحِتُوْنَ" یہ نَحْتًا (نصر، ضرب، سمع) مصدر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی چھیلنا و تراشنا۔

"بَدِيْعَةً" یہ صیغۂ صفت ہے از مصدر بَدْعًا (فتح، صحیح) بمعنی گھڑنا، بغیر نمونہ بنانا و ایجاد کرنا۔

❹ قومِ ثمود کی طرف مبعوث نبی کی نشاندہی:۔ قومِ ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا **کما قال اللّٰہ تعالیٰ والیٰ ثمود اخاھم صالحا"۔**

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔ ① کیا معدود اور تمیز میں باہمی کوئی فرق ہے؟ (نہیں)

② کیا گرامر کی رو سے **ثلاثة ساعات** کہنا درست ہے؟ (نہیں)

③ کیا یہ درست ہے کہ ایک اور دو کے بعد تمیز نہیں آتی؟ (ہاں)

④ کیا تین سے دس تک اعداد کے بعد معدود ہمیشہ مفرد منصوب آئے گا؟ (نہیں)

0313 6357913 maktabahazkaramultan@gmail.com

⑤ اگر معدود مؤنث ہو تو کیا گیارہ اور بارہ کے دونوں اجزاء مؤنث ہوں گے؟ (ہاں)

⑥ کیا عندی کتاب واحد میں واحد کا استعمال تاکید کے لئے ہوسکتا ہے؟ (ہاں)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔① کیا صالح علیہ السلام کی قوم ناپ تول کے گناہ میں مبتلا تھی؟(نہیں)

② کیا حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم کی بدکلامی اور سختی کا جواب سختی سے دیتے تھے؟ (نہیں)

③ کیا حضرت ہود علیہ السلام کی قوم پر اللہ تعالیٰ نے زلزلے کا عذاب نازل فرمایا تھا؟ (نہیں)

④ کیا نزولِ عذاب کے بعد قوم عاد اپنے گھروں میں سات راتیں اور آٹھ دن زندہ رہے تھے؟ (ہاں)

⑤ کیا حضرت ہود علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام سے پہلے مبعوث ہوئے تھے؟ (ہاں)

⑥ کیا صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ہمارے لئے اس پہاڑی سے حاملہ اونٹنی نکالے۔(ہاں)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤٤۰ھ

الشق الاوّل.....عربی میں ترجمہ کریں۔(میں اپنے والد کے پاس ہوں، میرا مدرسہ مسجد کے سامنے ہے، جمیل تم کہاں ہو، میرا گھر بازار سے دور ہے، آپ کی کتاب میرے پاس ہے، کتب خانہ دفتر کے قریب ہے)

اردو میں ترجمہ کریں۔(المفتاح عندالخادم، أخی الصغیر عند والدی، هل عندك علم بهذا؟)

کلمات کے معانی بتائیں۔(إدارة البريد، حمال، مطار، ميناء، بناية، مرحاض، جارٌ)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔(۱) اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ (۲) عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ (۳) عربی کلمات کے معانی۔

جواب..... ① اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔انا عند والدی ۔ مدرستی امام المسجد ، یاجمیل ! این انت؟ ۔ بیتی بعیدٌ من السوق۔ کتابك عندی ۔ المکتبة قریبة من المکتب۔

② عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ چابیاں خادم کے پاس ہیں۔ میرا چھوٹا بھائی میرے والد صاحب کے پاس ہے۔ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے؟

③ عربی کلمات کے معانی:۔ محکمہ ڈاک۔ مزدور۔ ایئرپورٹ۔ بندرگاہ۔ عمارت۔ بیت الخلاء۔ پڑوسی۔

الشق الثانی.....عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔(اَلتِّلْمِيْذَةُ الْمُجْتَهِدَةُ تُحَافِظُ عَلٰى اَوْقَاتِهَا وَتَصْرِفُهَا فِي الدِّرَاسَةِ وَالْمُطَالَعَةِ وَالْمُذَاكَرَةِ وَالْحِفْظِ وَذَهَبَتِ الطَّالِبَتَانِ اِلَى الْمَدْرَسَةِ وَدَخَلَتَا فِي الْمَدْرَسَةِ ثُمَّ ذَهَبَتَا اِلٰى لَوْحَةِ الْاِعْلَانَاتِ وَقَرَأَتَا اِعْلَانًا)

سوالات کا عربی میں جواب دیں۔(متی قمتِ فی الصباح؟ هل سمعتِ أذان الفجر؟ کم قرأتِ القرآن؟)

افعال کا تثنیہ بنائیں؟(فعلتْ، ذهبتْ، نامتْ، اکلتْ، شربتْ، غسلتْ، حفظتْ)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں:(۱) عبارت پر اعراب (۲) سوالوں کا عربی میں جواب (۳) افعال کا تثنیہ۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔کما مرّ فی السوال آنفا۔

② سوالوں کا عربی میں جواب:۔قمت فی الساعة الرابعة صباحًا۔ نعم! سمعت اذان الفجر۔ قرأت جزءً من القرآن ۔

③ افعال کا تثنیہ:۔فَعَلَتَا ۔ ذَهَبَا ۔ نَامَتَا ۔ اَكَلَتَا ۔ شَرِبَتَا ۔ غَسَلَا ۔ حَفِظَا ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....وأجاب اللّٰه دعوة نوح وأرادأن يغرق قومه، ولكن اللّٰه يريد كذلك أن ينجونوح والمؤمنون،فأمر نوحًا أن يصنع سفينة كبيرة،ورآه قومه فی هذا الشغل، فوجدوا شغلاً وصاروا يسخرون منه: ماهذا يانوح؟من متی صرت نجارا؟أما كنّا نقول لك لاتجلس اِلی هولاء الأراذل؟(ص۱۰۵۔عثمانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی تھی؟اراذل سے کن لوگوں کی طرف اشارہ تھا؟نیز بتائیں کہ کشتی کا مذاق اڑانے کے بدلے نوح علیہ السلام کا کیا ردعمل تھا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں:(۱)عبارت کا ترجمہ(۲)نوح علیہ السلام کی دعا کی وضاحت(۳)اراذل کی مراد(۴)مذاق اڑانے کے بدلے نوح علیہ السلام کا ردعمل۔

جواب..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ارادہ فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کردے لیکن اسی طرح اللہ تعالیٰ یہ بھی چاہتے تھے کہ نوح علیہ السلام اور مؤمنین نجات پائیں تو نوح علیہ السلام کو ایک بڑی کشتی بنانے کا حکم فرمایا اور نوح علیہ السلام کی قوم نے اس کو اس شغل (کشتی بنانے پر) دیکھ لیا تو ان کو ایک شغل مل گیا اور اس کا مزاق اڑانا شروع کردیا۔وہ کہتے اے نوح! یہ کیا ہے؟تم کب سے بڑھئی بن گئے؟ہم آپ کو یہ نہ کہتے تھے کہ ان بے حیثیت لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھا کر۔

❷ نوح علیہ السلام کی دعا کی وضاحت:۔ سورہ نوح میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے **قال نوح رب لاتذر علی الارض من الكٰفرين ديارًا،انك ان تذرهم يضلوا عبادك ولا يلدوا الّا فاجرا كفارا۔**

❸ اراذل کی مراد:۔ اس سے نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والے غریب مؤمنوں کی طرف اشارہ ہے۔

❹ مذاق اڑانے کے بدلے نوح علیہ السلام کا ردعمل:۔ حضرت نوح علیہ السلام نے مذاق اڑانے کے بدلے میں فرمایا **ان تسخروا منّا فانّا نسخر منكم كما تسخرون سوف تعلمون من يأتيه عذاب يخزيه ويحل عليه عذاب مقيم۔**

الشق الثانی..... **وأراد اللّٰه ان يرسل اِليهم رسولًا،كما أرسل اِلی امةنوح وأرسل اِلی عادرسولًا،اِن اللّٰه لايرضی لعباده الكفر، اِن اللّٰه لايحب الفسادفی الأرض وكان فيهم رجل اسمه صالح وكان ولدا نجيبًا جدا وكان ولدًا رشيدًا جدا، يشير اِليه الناس ويقولون: هذا صالح، هذاصالح وكان للناس فيه رجاء كبير۔** (۱۲۷۔عثمانیہ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کس نام سے مشہور تھی،کن گناہوں کے اندر مبتلا تھی اور قوم کو حضرت صالح علیہ السلام سے کیا توقعات وابستہ تھیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین اور امور حل طلب ہیں۔(۱)عبارت کا ترجمہ(۲)قوم صالح کے نام و گناہوں کی نشاندہی (۳)قوم صالح کی حضرت صالح علیہ السلام سے وابستہ توقعات۔

جواب..... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ان کی طرف کوئی پیغمبر بھیج دے جیسا کہ قوم نوح کی طرف بھیجا تھا اور قوم عاد کی طرف بھی پیغمبر بھیجا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کفر سے خوش نہیں ہوتا۔بے شک اللہ تعالیٰ زمین میں فساد کو پسند نہیں فرماتا اور اس قوم میں ایک آدمی تھا جس کا نام صالح تھا وہ ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوا اور عقل وصلاح کے ساتھ پروان چڑھا اور وہ بہت شریف لڑکا تھا اور وہ بہت زیادہ ہوشیار لڑکا تھا۔لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے اور کہتے یہ صالح ہے، یہ صالح ہے اور لوگوں کو اس سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔

❷ قوم صالح کے نام و گناہوں کی نشاندہی:۔ یہ قوم عاد کے نام سے مشہور تھی، شرک میں مبتلا تھی، فضول اور بے جا تعمیرات کی شوقین تھی، آخرت کی منکر اور ظلم کرنے والی تھی۔

❸ قوم صالح کی حضرت صالح علیہ السلام سے وابستہ توقعات:۔ قوم کا خیال یہ تھا کہ صالح بڑا ہو کر ان کا سردار بنے گا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔① کیا **شربنا لبنا** جملہ اسمیہ ہے؟(نہیں)
② کیا صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی کے آخر میں الف کا اضافہ کرنے سے تثنیہ کا صیغہ بن جاتا ہے؟(ہاں)
③ کیا "**ذھب**" سے جمع کا صیغہ **ذھبوا** آتا ہے؟(ہاں) ④ کیا "**سمعنا**" جمع متکلم فعل مضارع کا صیغہ ہے؟(نہیں)
⑤ کیا بحری جہاز کو عربی میں "الطائرۃ" کہتے ہیں؟(نہیں) ⑥ کیا تثنیہ متکلم اور جمع متکلم کیلئے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے۔(ہاں)

جواب.....**کمامرّ فی السوال آنفا۔**

الشق الثانی.....سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔ ① کیا حضرت یعقوب حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بیٹے تھے؟(نہیں)
② کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا نام سارہ تھا؟(نہیں) ③ کیا مسجد اقصیٰ حضرت اسحٰق علیہ السلام نے بنائی تھی؟(ہاں)
④ کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو اپنا خواب بھائیوں کو بتانے کی اجازت دی تھی؟(نہیں)
⑤ کیا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے؟(ہاں) ⑥ کیا بنیامین حضرت یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی تھے؟(ہاں)

جواب.....**کمامرّ فی السوال آنفا۔**

﴿الورقة الخامسة: فی الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل..... **هٰذَا فَلَّاحٌ وَهٰذِهٖ مَزْرَعَتُهٗ، هٰذَا الْفَلَّاحُ عِنْدَهٗ حِصَانٌ وَجَمَلٌ وَجَامُوْسٌ وَبَقَرَةٌ وَثَوْرٌ وَكَذَا عِنْدَهٗ حِمَارٌ وَعِنْدَهٗ شَاةٌ وَ خَرُوْفٌ وَعِنْدَهٗ اَرْنَبٌ وَقِطٌّ وَعِنْدَهٗ دَجَاجَةٌ وَ حَمَامٌ۔**

اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔عربی میں ترجمہ کیجئے (یہ چڑیا گھر ہے، یہ شیر ہے، یہ ہاتھی ہے، شیر طاقت ور جانور ہے، ہاتھی بڑا جانور ہے، وہ خرگوش ہے، خرگوش چھوٹا جانور ہے)۔

درج ذیل الفاظ کے معنی بتائیں (**غزال، حمال، ادارة البريه، ميناء، المحطة، الكيس، السلة، غابة، زهرية**)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) جملوں کا عربی میں ترجمہ (۴) الفاظ کے معانی۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔**کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ یہ کسان ہے اور یہ اُس کا کھیت ہے اس کسان کے پاس ایک گھوڑا اور ایک اونٹ اور ایک بھینس اور ایک گائے اور ایک بیل ہے اور اِسی طرح اس کے پاس ایک گدھا ہے اور اس کے پاس ایک بکری اور دنبہ ہے اور اس کے پاس خرگوش اور بلی ہے اور اس کے پاس مرغی اور کبوتر ہے۔

③ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ یہ چڑیا گھر ہے (**هٰذِهٖ حديقة الحيوانات**)، یہ شیر ہے (**هٰذا اسدٌ**)، یہ ہاتھی ہے (**هٰذا فيلٌ**)، شیر طاقت ور جانور ہے (**الاسدُ حيوانٌ قويٌّ**)، ہاتھی بڑا جانور ہے (**الفيل حيوانٌ كبيرٌ**)، وہ خرگوش ہے (**ذٰلك ارنبٌ**)، خرگوش چھوٹا جانور ہے (**الارنبُ حيوانٌ صغيرٌ**)۔

④ الفاظ کے معانی:۔**غزال** (ہرن کا بچہ) **حمال** (قلی ومزدور) **ادارة البريه** (محکمہ ڈاک) **ميناء** (بندرگاہ) **المحطة** (اڈہ) **الكيس** (بٹوہ) **السلة** (ٹوکری) **غابة** (جنگل) **زهرية** (گلدان)۔

الشق الثانی..... **فِی الْاُسْبُوْعِ سَبْعَةُ اَيَّامٍ ..... يَوْمُ الْجُمُعَةِ اَفْضَلُ الْاَيَّامِ وَهٰذَا يَوْمٌ مُبَارَكٌ، يَوْمُ الْجُمُعَةِ اِجَازَةٌ فِی الْمَدْرَسَةِ ، لَانَذْهَبُ اِلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، بَلْ نَغْتَسِلُ وَ نَلْبَسُ ثِيَابًا جَدِيْدَةً اَوْ مَغْسُوْلَةً۔**

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، ہفتے کے دنوں اور اسلامی مہینوں کے نام عربی میں لکھئے۔درج ذیل کلمات کے معنی بتائیں (**ثانية،**

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

غداء، الصيف، الشتاء، ملح، حمام، بناية، حارة، كوب)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ(۳)ہفتے کے دنوں اور اسلامی مہینوں کے عربی میں نام(۴)کلمات کے معانی۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ ہفتے میں سات دن ہیں، جمعے کا دن تمام دنوں سے افضل ہے اور یہ بابرکت دن ہے، جمعے کے دن مدرسہ میں چھٹی ہوتی ہے، ہم جمعہ کے دن مدرسہ نہیں جاتے بلکہ ہم غسل کرتے ہیں اور ہم نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں۔

❸ ہفتے کے دنوں اور اسلامی مہینوں کے عربی میں نام:۔ **السبت** (ہفتہ) **الاحد** (اتوار) **الاثنين** (سوموار) **الثلاثا** (منگل) **الاربعا** (بدھ) **الخميس** (جمعرات) **الجمعه** (جمعہ)۔

محرم الحرام، صفر المظفر، ربيع الاول، ربيع الثانی، جمادی الاولی، جمادی الثانی، رجب المرجب، شعبان المعظم، رمضان المبارك، شوال المكرم، ذيقعده، ذی الحجه۔

❹ کلمات کے معانی:۔ **ثانية** (سیکنڈ) **غداء** (دوپہر کا کھانا) **الصيف** (گرمی) **الشتاء** (سردی) **ملح** (نمک) **حمام** (غسل خانہ) **بناية** (عمارت) **حارة** (محلّہ) **كوب** (پیالہ)۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... اُردو میں ترجمہ کریں۔ **و جاء وعد الله ۔ فالعياذ بالله ۔ أمطرت السماء و أمطرت و أمطرت، أمطرت حتى كأن السماء منخلة لا تمسك ماءً و نبع الماء و سال حتى أحاط بالناس من كل جانب و أوحى الله الى نوح: خذ معك من آمن بك من قومك و أهلك، و أوحى الله الى نوح أن يأخذ معه من كل حيوان و طائر زوجًا، ذكرا و أنثىٰ۔**

جواب ..... ❶ اردو میں ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ آ گیا (اللہ کی پناہ) آسمان برسا اور بہت خوب برسا، یہاں تک ایسا لگتا تھا گویا کہ آسمان چھلنی ہے جو پانی کو نہیں روک سکتی، اور زمین سے پانی پھوٹا اور بہہ پڑا یہاں تک کہ اس نے لوگوں کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اپنے ساتھ لے لیجیے ان کو جو آپ کی قوم اور گھر والوں میں سے آپ پر ایمان لائے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی جانب وحی کی کہ اپنے ساتھ لے لیں ہر جانور اور پرندے میں سے جوڑا، مذکر اور مؤنث۔

الشق الثانی ..... عائشہ نے کہا کہ پھول کی خوشبو اچھی ہے، میری کلاس میں پینتیس طالبات ہیں، ریل گاڑی میں پانچ سو مسافر ہیں، گرمی کے دن لمبے ہوتے ہیں، وہ مسجد قدیم ہے۔

جواب ..... اردو جملوں کی عربی:۔ **قالت عائشة رائحة الزهرة طيبة ۔ فی فصلی خمس و ثلاثون طالبة ۔ فی القطار خمس مائة مسافر ۔ ايام الحرّ او الصيف طويلة ۔ ذٰلك المسجد قديم ۔**

0313 6337913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ..... اردو میں ترجمہ کریں: **هذا بيته وهو كبير۔ ذهبت الى المكتبة واشتريت الكراسة۔ ترجع أختی من المدرسة بعد الساعة الخامسة۔ثم تساعد الأم فی المطبخ۔ لم احضر فی المدرسة بالأمس۔**

جواب ..... اردو میں ترجمہ:۔ یہ اس کا گھر ہے اور وہ بڑا ہے۔ میں کتب خانہ کی طرف گیا اور میں نے کاپی خریدی۔ میری بہن مدرسہ سے پانچویں گھنٹے کے بعد لوٹتی ہے۔ پھر باورچی خانہ میں والدہ کا ہاتھ بٹاتی ہے۔ میں کل مدرسہ حاضر نہیں ہوا۔

الشق الثانی ..... جملوں کا عربی میں جواب لکھیں: **كم عمركَ؟ ماذا تفعل بعد الفجر؟ هل رأيتِ البحرَ؟ أين يذهب المسلمون للحج؟ هل تسمع أذان الفجر؟**

جواب.....جملوں کا عربی میں جواب:۔ عمری ثلاثون سنة ۔ اتلو القرآن الکریم بعد صلوة الفجر ۔ نعم رأیت البحر ۔ یذهب المسلمون للحجّ الی المکة المکرمة او المملکة السعودیة ۔ نعم اسمع اذان الفجر ۔

﴿الورقة الخامسة : فی التاریخ و الادب العربی﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....وکان لابراهیم زوج اخریٰ اسمها سارة وکان لابراهیم ولد آخر من سارة اسمه اسحٰق و سکن ابراهیم فی الشام و سکن اسحٰق وبنی اسحٰق بیت اللّٰه فی الشام کما بنی ابوه واخوه بیت اللّٰه فی مکة وبارك اللّٰه فی اولاد اسحٰق کما بارك فی اولاد اسماعیل وکان فیهم انبیاء و ملوك۔(ص۳۷۔عثمانیہ)

عبارت مذکورہ کا ترجمہ کریں۔اسحٰق علیہ السلام نے شام میں کون سی مسجد بنائی تھی اور کیا وہ مسجد اب بھی قائم ہے نیز حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں دو مشہور پیغمبروں کے نام ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں:(۱)عبارت کا ترجمہ(۲)شام میں اسحٰق علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد کا نام اور اس کا قیام(۳)حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں دو مشہور پیغمبروں کے نام۔

جواب.....(۱) عبارت کا ترجمہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دوسری بیوی تھی اس کا نام سارہ تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت سارہ سے ایک دوسرا بیٹا تھا اُس کا نام اسحٰق تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام میں سکونت اختیار کی اور حضرت اسحٰق علیہ السلام نے بھی وہیں سکونت اختیار کی۔اور حضرت اسحٰق علیہ السلام نے ملک شام میں اللہ تعالیٰ کا ایک گھر تعمیر کیا جیسا کہ اُس کے والد اور بھائی نے مکہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک گھر تعمیر کیا تھا۔اور اللہ تعالیٰ نے اسحٰق علیہ السلام میں برکت دی جیسا کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں برکت دی اور اُن کی اولاد میں انبیاء اور بادشاہ پیدا ہوئے۔

(۲) شام میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد کا نام اور اس کا قیام:۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد کا نام بیت المقدس ہے اور یہ مسجد اب بھی قائم ہے البتہ اس پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔

(۳) حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں دو مشہور پیغمبروں کے نام:۔ ① حضرت یعقوب علیہ السلام ② حضرت یوسف علیہ السلام۔

الشق الثانی.....اردو میں ترجمہ کریں:واجتهد نوح کثیرًا أن یؤمن قومه ویعبدوا اللّٰه ویترکوا الاصنام ولکن ما اٰمن بنوح الا بعض الافراد من قومه ، ما اٰمن به الّا بعض الافراد الذین یعملون بایدیهم ویأکلون الحلال، أما الأغنیاء من قومه فقد منعهم کبرهم ان یطیعوا نوحًا۔

جواب.....اردو میں ترجمہ:۔ نوح علیہ السلام نے بہت کوشش کی کہ ان کی قوم ایمان لے آئے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کریں، بتوں کی پوجا چھوڑ دیں،مگر نہیں ایمان لائے نوح علیہ السلام پر سوائے قوم کے بعض افراد کے،نہیں ایمان لائے نوح علیہ السلام پر مگر بعض وہ افراد جو اپنے ہاتھوں سے محنت مزدوری کرتے تھے اور رزقِ حلال کھاتے تھے،بہرحال نوح علیہ السلام کی قوم کے مالدار و دولتمند لوگ کہ تحقیق منع کیا ان کو انکے کِبر و تکبر نے نوح علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے۔

0313-6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....① میری تین بہنیں ہیں۔② خالد آج مدرسے نہیں جائے گا۔③ میں نے سبق یاد کرلیا اور کاپی میں لکھ لیا۔ ④ کیا تم نے ہوائی جہاز دیکھا ہے؟ ①نذهب الیٰ زملاء نا یوم الاجازة و نزورهم و نتغدی معهم۔ ②الوالدات یرضعن أولادهن۔ ③الساعة الآن تسعة و نصف صباحًا۔ ④فی البیت ثلاثون ضیفًا۔

مذکورہ جملوں کا عربی سے اُردو اور اُردو سے عربی میں ترجمہ کریں۔

جواب.....(۱) جملوں کا ترجمہ:۔①لی ثلاث أخوات۔ ②لایذهب خالد الی المدرسة الیوم۔ ③قد حفظت

الدرس و کتبتهٗ فی الکراسة۔ ④هل رأیت الطائرة؟

①ہم چھٹی کے دن اپنے دوستوں کے ہاں جاتے ہیں، اوران کی زیارت کرتے ہیں اوران کے ساتھ ناشتہ کرتے ہیں۔ ②مائیں اپنے بچوں کودودھ پلاتی ہیں۔③اب صبح کے ساڑھے نو بجے ہیں۔④ گھر میں تیس مہمان ہیں۔

الشق الثانی.....درج ذیل سوالات کے جوابات عربی میں لکھیں: ①کم أخًا لك؟ ②متی یبدأ الاختبار السنوی؟ ③کم الساعة الآن؟ ④متی یبدأ شهر رمضان؟ ⑤ما ذا کتب الأستاذ علی السبورة؟ ⑥لما ذا تأخرت الطالبة عن المدرسة؟ ⑦بما ذا یبدأ المسلم یومه؟ ⑧کم شهرًا فی السنة؟

جواب.....❶ سوالوں کے جواب:۔ ①لی أربع اخواتٍ۔ ②یبدأ الاختبار السنوی فی العشرة الأولٰی من شهر شعبان۔ ③الساعة الآن ثمانیة و نصف صباحًا۔ ④یبدأ شهر رمضان بعد شهر شعبان۔ ⑤کتب الأستاذ الدرس علی السبورة۔ ⑥تأخرت الطالبة عن المدرسة لازدحام علی الشارع۔ ⑦یبدأ المسلم یومهٗ بسم الله تعالیٰ و صلوة الفجر۔ ⑧فی السنة اثنا عشر شهرًا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....عربی میں ترجمہ کریں۔①ہمارے مدرسے میں ہفتے میں چھ دن پڑھائی ہوتی ہے۔②ہفتے میں جمعہ کے دن چھٹی ہوتی ہے۔③ہماری سالانہ چھٹیاں شعبان ورمضان میں ہوتی ہیں۔④میرے والد حج پر جارہے ہیں۔⑤میرے بھائی کی واپسی ایک ماہ بعد ہوگی۔⑥ کچھ لوگ رمضان میں اعتکاف کرتے ہیں۔⑦اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم ہے۔⑧قرآن کریم میں تیس پارے ہیں۔

جواب.....❶ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔①تکون الدراسة فی مدرستنا ستة أیام فی الأسبوع۔②فی الأسبوع عطلة یوم الجمعة۔ ③تکون العطلة السنویة فی شهر شعبان و رمضان۔ ④والدی یذهب للحج۔⑤یرجع أخی بعد شهر۔⑥بعض الناس یعتکفون فی شهر رمضان۔⑦شهر المحرم أول أشهر السنة۔⑧فی القرآن الکریم ثلاثون جزءًا۔

الشق الثانی.....درج ذیل جملوں کی عربی بنائیں:(۱)خالد آج مدرسہ نہیں آیا۔(۲)قاسم کی گھڑی خوب صورت ہے۔(۳)میرے سر میں درد ہے۔(۴)زید اپنے استاد کے ساتھ ادب سے بات کرتا ہے۔(۵)والدہ نے کھانے میں نمک چکھا۔

وعطش اسماعیل مرة وارادت امه ان تسقیه ماء ولکن این الماء؟ ومکة لیس فیها بئر ومکة لیس فیها نهر وکانت هاجر تطلب الماء ونصر الله هاجر ونصر اسماعیل۔

عبارت کا ترجمہ کریں، خط کشیدہ جملے کی ترکیب نحوی کریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب اپنے الفاظ میں قلمبند کریں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں ①اردو جملوں کی عربی ②عبارت کا ترجمہ ③کانت هاجر تطلب الماء کی نحوی ترکیب ④حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب۔

جواب.....❶ اردو جملوں کی عربی:۔ماجاء خالد الیوم المدرسة ۔ ساعة خالد جمیلة ۔ فی رأسی وجع او الم(انّی صداع) ۔ زید یتکلم مع معلمه بادب ۔ ذاقت الوالدة الملح فی الطعام ۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔کمامرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۲ھ۔

❸ کانت هاجر تطلب الماء کی نحوی ترکیب:۔کانت فعل ناقصہ هاجر اسم تطلب فعل مع فاعل الماء مفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

❹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی محبوب چیز رات کو خواب میں ذبح کرتے ہوئے دیکھی اور مختلف

خوابوں کے بعد مختلف چیزوں کو اللہ کے راستے میں قربان کیا مگر اس کے باوجود خواب آتا رہا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی تعبیر بیٹے کو ذبح کرنے کی صورت میں نکالی اور چونکہ نبی کا خواب بمنزلِ وحی ہوتا ہے اس لئے بیٹے سے کہا کہ مَیں نے خواب دیکھا ہے کہ مَیں تمہیں ذبح کرتا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ کو جس چیز کا حکم دیا گیا ہے آپ اُس پر عمل کریں ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اور ایک چھری لے کر منیٰ میں پہنچے اور اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے ارادہ سے زمین پر لٹایا اور اُن کے گلے پر چھری چلائی مگر حکمِ خداوندی سے وہ چھری نہ چلی اور فوری طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو جنت سے ایک مینڈھا دے کر بھیجا اور کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہو کہ آپ کا امتحان مقصود تھا بیٹے کی قربانی مقصود نہ تھی، آپ کامیاب ہوگئے، آپ اپنے بیٹے کی جگہ پر اس مینڈھے کو ذبح کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ مسلمانوں کو عیدالاضحیٰ کے موقع پر اس سنت کو زندہ کرنے کا حکم دیا۔

﴿الورقة الخامسة : فی اللغة العربية﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....جملوں کا ترجمہ کریں: وہ پرانی سائیکل ہے۔ میرا شہر ملتان ہے۔ یہ درمیانہ کمرہ ہے۔ شاہدہ تم دروازہ کھولو اور بیٹھ جاؤ۔ ہوائی جہاز کا اڈہ شہر سے دور ہے۔ میں نے سیب لیا اور اسے کھایا۔ هٰذا زميلي شاهد. ذاك طريق ضيّقٌ. هٰذه قلنسوةٌ ولونها احمر. زينب تأخذ الطباشير و تكتب اسمها على السبورة. الجريدة عند حامد.

جواب..... ❶ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ تلك درّاجة قديمة. بلدي ملتان. هٰذه غرفة متوسّطة. يا شاهدة! افتحي الباب و اجلسي. المطار بعيد من البلد. اخذتُ التفاحة و اكلتُها.

❷ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ یہ میرا دوست شاہد ہے۔ وہ تنگ راستہ ہے۔ یہ اسکی ٹوپی ہے اور اس کا رنگ سرخ ہے۔ زینب چاک لیتی ہے اور تختہ سیاہ پر اپنا نام لکھتی ہے۔ اخبار حامد کے پاس ہے۔

الشق الثانی.....تین سے دس تک اور دہائیوں کا قانون مع امثلہ لکھیں۔ عربی میں ترجمہ کریں: (زینب صبح سکول جاتی ہے۔ سعیدہ اپنی ماں کے پاس ادب سے بیٹھتی ہے۔ سعید نے حامد سے کہا: پہلے سوچو پھر بولو۔ یہ گلاب کا پھول ہے اسے سونگھو۔ وہ دن رات اخلاص کے ساتھ مدرسے کی خدمت کرتا ہے۔ یہ مزدور چودہ گھنٹے کام کرتے ہیں)۔

جواب..... ❶ تین سے دس تک اور دہائیوں کا قانون مع امثلہ:۔ دہائیوں کا عدد یعنی بیس، تیس اور چالیس وغیرہ مذکر و مؤنث کے ساتھ ایک ہی حالت میں رہتا ہے اور اِن کا معدود مفرد منصوب ہوتا ہے جیسے ثَلَاثُوْنَ رَجُلًا، خَمْسُوْنَ اِمْرَأَةً۔

تین سے دس تک عدد کے بعد معدود ہمیشہ جمع مکسور آئیگا جیسے عِشْرُوْنَ كُتُبٍ ۔ پھر یہ معدود اگر مذکر ہے تو عدد مؤنث آئے گا جیسے مذکورہ مثال میں عدد مؤنث ہے اور اگر تمیز مؤنث ہو تو عدد مذکر آئے گا جیسے اَرْبَعُ سَاعَاتٍ، عَشْرُ سَاعَاتٍ۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ زينبُ تذهبُ الى المدرسةِ صباحًا. سعيدةُ تجلس عند اُمِّها بِاَدَبٍ. قال سعيدٌ لحامدٍ اوّلا تفكّرْ ثمّ تكلّم. هٰذه وردةٌ شُمّها. هو يَخدمُ المدرسةَ يومًا و ليلًا بِاِخْلَاصٍ. هؤلاء العاملون (او العمّال) يعملون أربع عشرة ساعة.

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....درج ذیل جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں: مكتب المدير امام المكتبة. يا زينب افتحي الشباك. اليوم نغتسل و نلبس الثياب النظيفة. نام الطفل على السّرير.

درج ذیل عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں: وَ كَانُوْا يَرَوْنَهُمْ وَ يُقَبِّلُوْنَ هٰذِهِ التَّمَاثِيْلَ وَ يَلْمَسُوْنَهَا وَ يَدْعُوْنَ عِنْدَهَا وَ كَانُوْا يَرَوْنَهُمْ يَحْفِظُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَ يَرْكَعُوْنَ عِنْدَهَا فَزَادَ الْاَبْنَاءُ عَلَى الْاٰبَاءِ وَ صَارُوْا

يَسْجُدُوْنَ لَهَا وَ صَارُوْا يَسْئَلُوْنَهَا وَ يَذْبَحُوْنَ لَهَا ۔ (من التماثيل الى الاصنام)

جواب ..... ❶ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ دفترِ اہتمام کتب خانہ کے سامنے ہے۔اے زینب! کھڑکی کھولو۔آج ہم غسل کریں گےاور صاف ستھرے کپڑے پہنیں گے۔بچہ چارپائی پر سوگیا۔

❷ عبارت پراعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❸ عبارت کا ترجمہ:۔ وہ لوگ اپنے آباء کو دیکھتے تھے کہ وہ ان مورتیوں کو بوسہ دیتے ہیں،انہیں چھوتے ہیں اوران کے پاس دعا کرتے ہیں،وہ اپنے آباء کو دیکھتے تھے کہ وہ ان کے سامنے سر جھکاتے تھے اور رکوع کرتے تھے،پس اولاد دو بیٹوں نے آباء کے عمل پر اضافہ کیا اورانہوں نے ان مورتیوں کو سجدہ کرنا شروع کردیا،ان سے مانگنا اوران کیلئے ذبح کرنا شروع کردیا۔

الشق الثانی ..... وَقَالَ الْأَغْنِيَاءُ الَّذِيْ يَدْعُوْ اِلَيْهِ نُوْحٌ لَيْسَ بِحَقٍّ وَ لَيْسَ بِخَيْرٍ لِمَاذَا ؟ لِاَنَّا جَرَّبْنَا اَنَّا نَحْنُ السَّابِقُوْنَ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ، لَنَا كُلُّ طَيِّبٍ مِنَ الطَّعَامِ وَلَنَا كُلُّ جَمِيْلٍ مِنَ اللِّبَاسِ وَالنَّاسُ فِيْ كُلِّ شَيْئٍ لَنَا تَبَعٌ وَاِنَّا رَاَيْنَا اَنَّ الْخَيْرَ لَا يُخْطِئُنَا وَلَا يُجَاوِزُنَا فِي الْمَدِيْنَةِ فَلَوْ كَانَ هٰذَا الدِّيْنُ خَيْرًا لَاَتَانَا قَبْلَ هٰؤُلَاءِ الْمَسَاكِيْنِ لَوْكَانَ خَيْرًا مَاسَبَقُوْنَا اِلَيْهِ۔ (ص۱۰۱۔عثمانیہ) عبارت پراعراب لگا کر واضح ترجمہ کیجئے،خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں(۱)عبارت پراعراب (۲)عبارت کا ترجمہ(۳)کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ..... ❶ عبارت پراعراب:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ مالداروں نے کہا کہ (حضرت) نوح علیہ السلام جس کی طرف بلاتے ہیں نہ تو وہ حق ہے اور نہ وہ خیر ہے، کیوں؟ اسلئے کہ ہمارا تجربہ ہے کہ ہر بھلائی میں ہم پہل کرنے والے ہیں، ہر عمدہ کھانا ہمارے پاس ہے، ہر خوبصورت لباس ہمارے پاس ہے،لوگ ہر چیز میں ہمارے پیروکار ہیں،ہم دیکھتے ہیں کہ شہر میں بھلائی ہم سے نہیں چوکتی اور ہم سے تجاوز نہیں کرتی،اگر یہ دین خیر ہوتا تو ان مسکینوں سے پہلے ہمارے پاس آتا اگر یہ (دین) خیر ہوتا تو یہ (مسکین لوگ) اسکی طرف ہم سے سبقت نہ کرتے۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اَغْنِيَاءُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد غَنِيٌّ ہے بمعنی تونگر و مالدار۔

"جَرَّبْنَا" صیغہ جمع متکلم بحث ماضی معلوم از مصدر تَجْرِيْبًا وتَجْرِبَةً (تفعیل،صحیح) بمعنی آزمانا و پرکھنا۔

"سَابِقُوْنَ" صیغہ جمع بحث اسم فاعل از مصدر سَبْقًا (نصر وضرب،صحیح) بمعنی آگے بڑھنا،سبقت کرنا۔

"تَبَعٌ" یہ تَابِعٌ (اسم فاعل) کی جمع ہے از مصدر تَبَعًا، تَبَاعًا، تَبَاعَةً (سمع،صحیح) بمعنی پیچھے چلنا،ساتھ چلنا،فرمانبردار ہونا۔

"لَايُخْطِئُنَا" صیغہ واحد مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر اِخْطَاءٌ (افعال،مہموز) بمعنی خطاء و غلطی کرنا۔

"مَاسَبَقُوْا" صیغہ جمع مذکر غائب بحث منفی ماضی معلوم از مصدر سَبْقًا (نصر وضرب،صحیح) بمعنی آگے بڑھنا وسبقت کرنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

0313 6357913 mrKhabazKanwanditan@gmail.com

الشق الاوّل ..... درج ذیل عبارت پراعراب لگا کر اردو میں ترجمہ کریں: اَلَا يَسْتَحِقُّ اَهْلُ السِّجْنِ الْمَوْعِظَةَ؟ اَلَا يَسْتَحِقُّ اَهْلُ السِّجْنِ الرَّحْمَةَ؟ اَلَيْسَ اَهْلُ السِّجْنِ عِبَادَ اللّٰهِ؟ اَلَيْسَ اَهْلُ السِّجْنِ بَنِيْ آدَمَ؟ كَانَ يُوْسُفُ فِي السِّجْنِ وَ لٰكِنَّهٗ كَانَ حُرًّا جَرِيْئًا۔ كَانَ يُوْسُفُ فَقِيْرًا وَ لٰكِنَّهٗ كَانَ جَوَّادًا سَخِيًّا۔ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ يَجْهَرُوْنَ بِالْحَقِّ فِي كُلِّ مَكَانٍ۔ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ يَجُوْدُوْنَ بِالْخَيْرِ فِيْ كُلِّ زَمَانٍ۔ (موعظۃ السجن)

جواب ..... ❶ عبارت پراعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا اردو میں ترجمہ:۔ کیا جیل والے وعظ و نصیحت کے مستحق نہیں ہیں؟ کیا جیل والے رحم و مہربانی کے مستحق نہیں ہیں؟ کیا جیل والے اللہ کے بندے نہیں ہیں؟ کیا جیل والے آدم کی اولاد (انسان) نہیں ہیں؟ یوسف علیہ السلام جیل میں تھے مگر وہ آزاد و جرأت والے تھے، یوسف علیہ السلام مالدار نہیں تھے مگر سخی تھے، بیشک انبیاء علیہم السلام ہر جگہ حق کا بول بالا کرتے ہیں، بیشک انبیاء ہر زمانہ میں خیر و بھلائی کی سخاوت کرتے ہیں۔

الشق الثاني.....وَقَالَ لَهُمْ هُوْدٌ: لَيْسَ هٰذَا سَحَابُ رَحْمَةٍ بَلْ هُوَ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَكَانَ كَذٰلِكَ فَقَدْ هَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ مَارَاَى النَّاسُ مِثْلَهَا وَمَا سَمِعَ النَّاسُ مِثْلَهَا وَهَبَّتِ الْعَاصِفَةُ تَقْلَعُ الْاَشْجَارَ وَتَهْدِمُ الْبُيُوْتَ وَتَحْمِلُ الدَّوَابَّ وَتَرْمِيْهَا اِلٰى مَكَانٍ بَعِيْدٍ وَدَخَلَهُمُ الرُّعْبُ وَاعْتَنَقَ الْاَطْفَالُ بِالْاُمَّهَاتِ وَاعْتَنَقَ النَّاسُ بِالْجُدْرَانِ. اَلْاَطْفَالُ يَبْكُوْنَ وَالنِّسَاءُ يَصِحْنَ وَالرِّجَالُ يَدْعُوْنَ وَيَسْتَغِيْثُوْنَ وَكَانَ قَائِلًا يَقُوْلُ "لَاعَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِاللّٰهِ". (ص۱۲۱۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ وتشریح کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾..... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کی تشریح (۴) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح۔

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ في السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور کہا ان کو حضرت ہود علیہ السلام نے کہ یہ رحمت کا بادل نہیں بلکہ یہ آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے اور اسی طرح ہوا پس زوردار ہوا چلی، نہیں دیکھی تھی لوگوں نے اسکی مثل اور نہیں سنا تھا لوگوں نے اس جیسی ہوا کے بارے میں اور ایسی آندھی چلی جو درختوں کو جڑ سے اکھیڑ رہی تھی اور گھروں کو گرا رہی تھی اور جانوروں کو اٹھا رہی تھی اور دور دراز جگہ میں پھینک رہی تھی اور ان کے اوپر رعب طاری ہو گیا اور چمٹ گئے بچے ماؤں کے ساتھ اور چمٹ گئے لوگ دیواروں کے ساتھ، بچے رو رہے تھے، خواتین چیخ رہی تھیں اور لوگ دعا کر رہے تھے اور فریاد طلب کر رہے تھے اور گویا کہنے والا (زبانِ حال سے) کہہ رہا تھا کہ آج اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے۔

❸ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں قومِ عاد کے عذاب کا ذکر ہے کہ جب انہوں نے وقت کے نبی اور پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام کی بات نہ مانی اور عذاب کا مطالبہ کیا اور یہ لوگ ہر وقت بارش کے انتظار میں رہتے تھے، ایک دن بادل نظر آیا تو وہ بہت خوش ہو گئے کہ بارش کے بادل آ رہے ہیں تو ہود علیہ السلام نے کہا کہ یہ بارش کے بادل نہیں بلکہ عذاب ہے چنانچہ اسی طرح ہوا، عذاب بادل کی صورت میں نازل ہوا، ہر ایک پریشان حال تھا وہ ہوا کا طوفان درختوں کو اکھیڑ کر پھینک رہا تھا اور جانوروں کو اِدھر اُدھر پھینک رہا تھا اور اسکی شدت سے مکانات گر رہے تھے سارا نظام درہم برہم تھا۔ نفسا نفسی کا عالم تھا، بچے ماؤں کے ساتھ چمٹ کر رو رہے تھے، عورتیں چیخ وپکار کر رہی تھیں۔ مرد دیواروں کے ساتھ خوف کی وجہ سے چمٹے ہوئے تھے، دعا مانگ رہے تھے اور فریاد کیلئے پکار رہے تھے۔ اس طرح سات رات اور آٹھ دن تک یہ سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجہ میں لوگ ہلاک ہو گئے اور پرندے ان کو نوچ کر کھا رہے تھے صرف اہلِ ایمان ہی اپنے ایمان کی وجہ سے بچے تھے، اس منظر کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی غیب سے آواز لگا رہا ہے **لاعاصم اليوم من امر الله** (کہ آج کے دن اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے جس کی سفارش سے یہ عذاب ٹل جائے)۔

❹ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح:۔ "اَلْعَاصِفَةُ" باد تند، آندھی، زور کی ہوا، **عصف** سے اسم فاعل ہے۔

"تَقْلَعُ" یہ قَلْعٌ (فتح، صحیح) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی اکھاڑنا۔ "اَلْجُدْرَانُ" یہ جِدَارٌ کی جمع ہے بمعنی دیوار۔

"تَهْدِمُ" یہ هَدْمٌ (ضرب، صحیح) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی گرانا۔

"طَارَتْ" یہ طَيَرَانٌ (ضرب، اجوف) سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی اُڑنا۔

"رمال" یہ رَمْلٌ کی جمع ہے بمعنی ریت۔ "اِعْتَنَقَ" یہ اِعْتِنَاقٌ (افتعال، صحیح) سے ماضی کا صیغہ ہے بمعنی گلے میں چمٹنا۔

"يَصِحْنَ" یہ صَيْحٌ، صَيْحَةٌ (ضرب، اجوف) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی چلّانا، چیخنا۔

"يَسْتَغِيْثُوْنَ" یہ اِسْتِغَاثَةٌ (استفعال، اجوف) سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی فریاد کرنا، مدد طلب کرنا۔

"عَاصِمٌ" یہ عِصْمَةٌ (ضرب، صحیح) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی بچانا وحفاظت کرنا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

وصلّى اللّٰهُ على النّبيّ الامّيّ

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّدرسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	۰٤
دوسرا پرچہ	حدیث	۷٤
تیسرا پرچہ	عقائد و فقہ	۱۰۳
چوتھا پرچہ	صرف و نحو	۱۲۳
پانچواں پرچہ	ادب	۱۵۲
چھٹا پرچہ	سیرت	۱۸۳

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقة السادسة: فی السیرة

﴿الورقة السادسة: فی السیرة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ..... رسول اللہ ﷺ کے مرض الوفات کی ابتدا کیسے ہوئی؟ اس دوران امامت کے فرائض کون سرانجام دیتے رہے؟ وفات سے قبل آخری خطبے کا خلاصہ تحریر کریں۔ وفات سے قبل آخری سریہ کون سا روانہ فرمایا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ .....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آپ ﷺ کے مرض وفات کی ابتدا ② دوران مرض مسلمانوں کی امامت ③ آخری خطبے کا خلاصہ ④ آخری سریہ۔

جواب ..... ① آپ ﷺ کے مرض وفات کی ابتدا:۔ ۲۸ صفر المظفر ۱۱ ہجری بدھ کی رات آپ ﷺ بقیع غرقد میں تشریف لے گئے اور اہل قبور کیلئے دعاءِ مغفرت کی۔ وہاں سے تشریف لائے تو سر میں درد تھا، پھر بخار ہو گیا اور یہ بخار تیرہ روز تک متواتر رہا اور اسی حالت میں وفات ہو گئی۔

② دورانِ مرض مسلمانوں کی امامت:۔ جب مرض بڑھ گیا اور آپ ﷺ مسجد تک بھی تشریف نہ لا سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ امامت کریں۔ یوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تقریباً سترہ نمازیں پڑھائیں۔

③ آپ ﷺ کا آخری خطبہ:۔ وفات سے چند روز قبل ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر چڑھے لیکن نہ چڑھ سکے لہٰذا آخری سیڑھی پر بیٹھ گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک خطبہ دیا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے ڈر رہے ہو، کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی ہمیشہ رہا ہے جو میں رہتا، ہاں میں اپنے پروردگار سے ملنے والا ہوں اور تم مجھ سے ملنے والے ہو۔ ہاں تمہارے ملنے کی جگہ حوض کوثر ہے۔ پس جو شخص یہ پسند کرے کہ روز قیامت اس حوض سے سیراب ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو لایعنی اور بے ضرورت باتوں سے روکے، میں تمہیں مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک اور اتحاد کی وصیت کرتا ہوں اور ارشاد فرمایا کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں تو ان کے حکام اور بادشاہ ان کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور جب وہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کرتے ہیں تو حکام ان کے ساتھ بے رحمی کرتے ہیں۔ اس کے بعد مکان میں تشریف لے گئے۔

④ آخری سریہ:۔ حج سے واپسی کے بعد ۲۶ صفر ۱۱ ہجری بروز پیر آپ ﷺ نے ایک سریہ جہادِ روم کے لیے تیار فرمایا جس میں صدیق اکبر، فاروق اعظم اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم جیسے اکابر شامل تھے، مگر اس سریہ کے امیر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے اور یہ آخری لشکر تھا جس کی روانگی کا آپ ﷺ نے خود انتظام فرمایا۔ یہ ابھی روانہ نہ ہوا تھا کہ آپ ﷺ کو بخار ہو گیا۔ پھر یہ سریہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روانہ فرمایا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی .....آپ ﷺ کے صاحبزادوں کے نام اور صاحبزادیوں کے اسماء و نکاح کی مکمل معلومات درج کریں۔

جواب .....ابراہیم کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی، ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ کل تین صاحبزادے تھے: ابراہیم، طاہر، قاسم۔ قاسم کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم مشہور ہے۔ اور یہ تینوں صاحبزادے بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

آپ ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہیں جن کے نام حضرت فاطمہ، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن ہیں۔ ان میں سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے ہوا، اُن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو تھوڑی عمر میں ہی انتقال کر گیا اور ایک لڑکی امامہ پیدا ہوئی جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد نکاح کیا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ۲ھ میں غزوۂ بدر کے موقع پر اُن کی وفات ہوئی اُس کے بعد ۳ھ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی آپ ﷺ

نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کیا اور ۹ھ میں ان کا انتقال ہوا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پندرہ برس کی عمر میں ۴۰۰ درہم مہر کے عوض حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ یہ سب صاحبزادیاں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل.....آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے اسماء، سنِ نکاح ومہر وغیرہ کی مکمل تفصیل قلمبند کریں۔

جواب.....① حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا:۔ نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا، نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی، ۲۰ اونٹ نکاح میں مہر مقرر ہوئے، یہ آپ ﷺ کا پہلا نکاح اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تیسرا نکاح تھا، ہجرت سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہیں۔

② حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے ۱۰ نبوی میں نکاح فرمایا جب ان کی عمر پچاس سال تھی ۴۰۰ درہم مہر مقرر ہوا، آپ ﷺ نے چاہا کہ ان کو طلاق دے دیں لیکن انہوں نے فرمایا کہ میری خواہش یہ ہے کہ قیامت کے دن آپ کی ازواج میں سے اٹھائی جاؤں، انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی پھر آپ ﷺ نے ان کو طلاق نہیں دی، چودہ سال آپ ﷺ کے پاس رہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں انتقال ہوا۔

③ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے چھ سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ہجرت سے دو سال قبل یا تین سال قبل ماہِ شوال میں نکاح فرمایا، مہر ۴۰۰ درہم تھا، رخصتی مدینہ منورہ میں ہوئی جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۹ سال تھی، آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی دوشیزہ سے نکاح نہیں کیا، ان کی کنیت اُمِّ عبداللہ ہے، عبداللہ حضرت اسماء کے فرزند اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس ۹ سال رہیں ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ کو ۶۶ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

④ حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ۳ھ میں عقد فرمایا جب ان کی عمر ۲۲ سال تھی، روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو طلاق دے دی تھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان سے رجوع فرمالیجئے کیونکہ وہ روزہ دار اور نماز گزار ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے رجوع فرمالیا، ۸ سال آپ ﷺ کے پاس رہیں ۶۳ سال کی عمر میں شعبان ۴۵ھ میں انتقال فرمایا۔

⑤ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے ۴ھ میں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے ۵۰۰ درہم مہر پر عقد فرمایا، نکاح کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال تھی، ۳ ماہ آپ ﷺ کے پاس رہیں ۴ھ میں انتقال فرمایا۔

⑥ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے شوال ۴ھ میں حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے ۵۰۰ درہم مہر پر عقد فرمایا جب ان کی عمر ۲۴ سال تھی اُمِّ سلمہ کنیت ہے نام ہندہ ہے، ۶ سال سے زائد عرصہ آپ ﷺ کے پاس رہیں، کل عمر ۸۲ سال ہوئی۔

⑦ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے ۵ھ میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ۴۰۰ درہم مہر پر عقد فرمایا جب ان کی عمر ۳۵ سال تھی یہ آپکی پھوپھی زاد بہن تھیں پہلا نکاح آپ ﷺ کے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا طلاق کے بعد ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے انہی کا انتقال ہوا اور یہ پہلی خاتون ہیں جنکے جنازے پر گھوارہ رکھا گیا، ۶ سال آپ ﷺ کے پاس رہیں، ۲۰ھ میں انتقال ہوا کل عمر ۵۰ سال ہوئی۔

⑧ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے ۵ھ میں حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے ۴۰۰ درہم مہر پر عقد فرمایا جب ان کی عمر ۲۰ سال تھی، یہ غزوہ بنی مصطلق میں قید ہوئی تھیں اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی تھیں، انہوں نے جویریہ سے بدل کتابت چاہا وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ مالِ کتابت کے بارے میں سوال کریں آپ ﷺ نے فرمایا میں اس سے بہتر کام نہ کروں یعنی مال کتابت ادا کردوں اور تم سے نکاح کرلوں؟ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں، آپ ﷺ

0313 6357021 maktabazakariyamultan@gmail.com

نے مالِ کتابت ادا فرما کر ان سے نکاح فرمالیا، ۶ سال آپ ﷺ کے پاس رہیں ۵۶ھ میں ان کا انتقال ہوا، کل عمر ۷۰ سال ہوئی۔

⑨ حضرت اُمِّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے حضرت اُمِّ حبیبہ بنت سفیان رضی اللہ عنہا سے ۷ھ میں عقد فرمایا، نکاح کے وقت ان کی عمر ۳۷ سال تھی اُمِّ حبیبہ کنیت ہے نام رملہ ہے عقد کے وقت حبشہ میں تھیں، نجاشی شاہِ حبشہ نے آپ ﷺ کی طرف سے ۴۰۰ دینار مہر ادا کیا۔ نکاح کے متولی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یا حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ تھے، ۳ سال سے زائد عرصہ آپ ﷺ کے پاس رہیں، شعبان ۴۴ھ میں انتقال فرمایا کل عمر ۷۴ سال ہوئی۔

⑩ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے صفر ۷ھ میں عقد فرمایا، نکاح کے وقت ان کی عمر ۱۶ سال کی تھی، یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں غزوۂ خیبر میں قید ہو کر آئیں آپ ﷺ نے ان کو آزاد فرمایا اور ان کی آزادی ہی کو مہر مقرر فرمایا، ۴ سال آپ ﷺ کے پاس رہیں۔ ۵۰ھ میں انتقال ہوا کل عمر ۶۹ سال ہوئی۔

⑪ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا:۔ آپ ﷺ نے ذیقعدہ ۷ھ میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے ۵۰۰ درہم مہر پر عقد فرمایا جب ان کی عمر ۳۶ سال تھی یہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں موضع سرف میں ان کا عقد ہوا اور وہیں ۵۱ھ یا ۶۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ۳ سال سے زائد آپ ﷺ کے پاس رہیں کل عمر ۸۰ سال ہوئی۔ (سیرت الرسول)

الشق الثانی.....① آپ ﷺ کے چچا و پھوپھیوں کی تعداد و اسماء تحریر کریں۔ ② آپ ﷺ کی ولادت کے متعلق مختصر مضمون تحریر کریں۔

جواب ..... ① حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دس بیٹے تھے: حارث، زبیر، حجل، ضرار، مقوم، ابولہب، عباس، حمزہ، ابوطالب، عبداللہ۔ ان میں سے عبداللہ آپ ﷺ کے والد ماجد ہیں۔ باقی نو آپ ﷺ کے چچا ہیں۔

آپ ﷺ کی پھوپھیوں کی تعداد چھ ہے: امیمہ، ام حکیم، برہ، عاتکہ، صفیہ، اروٰی۔

② اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت ماہِ ربیع الاوّل میں اُس سال ہوئی جس میں اصحابِ فیل نے بیت اللہ پر حملہ کیا تھا اور درحقیقت واقعہ فیل بھی آپ ﷺ کی ولادت کی برکات کا مقدمہ تھا اور آپ ﷺ کی جائے ولادت وہ مکان ہے جو بعد میں حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف کے ہاتھ آیا تھا۔ بعض مؤرخین نے لکھا کہ یہ واقعہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ عیسوی کو پیش آیا اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ۵۷۱ سال بعد ہوئی۔ اس مہینہ کی بارہ تاریخ بروز دوشنبہ یعنی پیر کے دن پیدائشِ عالم کے مقصد، امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے جس کے نتیجہ میں فارس کے بادشاہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا جس کے نتیجہ میں اُس کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔ فارس کا ایک مشہور دریا بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا۔ فارس کے آتش کدوں کی آگ جو ہزاروں سال سے کبھی نہ بجھی تھی وہ خود بخود بجھ گئی۔ یہ سب واقعات درحقیقت آتش پرستی اور گمراہی کے خاتمے کا اعلان تھے اور روم و فارس کی حکومتوں کے زوال کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

0313 6357913 maktabazakariyajaman@gmail.com

الشق الاوّل.....معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا و ابوطالب رضی اللہ عنہ کی وفات ۸ نبوی میں ہوئی۔ (نہیں)

② بناءِ کعبہ و حجرِ اسود کی تنصیب کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔ (نہیں)

③ سفرِ طائف کا واقعہ ۱۰ نبوی میں پیش آیا۔ (ہاں) ④ صلح حدیبیہ ۶ھ میں ہوئی۔ (ہاں)

⑤ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح ۳ھ میں ہوا۔ (نہیں)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① غزوۂ اُحد میں چھوٹی پہاڑی پر ۱۶۰ افراد مقرر کئے گئے تھے۔ (غلط) ② غزوۂ خیبر کا واقعہ ۷ھ میں پیش آیا۔ (صحیح)

③ فتح مکہ کے موقع پر ستر کافر قتل ہوئے اور ستر ہی قید کئے گئے۔(غلط) ④ فتح مکہ کا واقعہ ۹ھ میں پیش آیا۔(غلط)
⑤ غزوۂ اُحد میں آپ ﷺ کے چہرۂ انور سے خود کی کڑیاں حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے نکالی تھیں۔(صحیح)
⑥ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی۔(غلط)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة السادسة:السيرة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....اسراء ومعراج کے واقعہ کو مختصر طور پر بیان کریں۔

جواب.....نبوت کے پانچویں سال میں اسراء اور معراج کا ایک خصوصی واقعہ پیش آیا جو آپ ﷺ کے اہم معجزات میں سے ہے اس میں آپ ﷺ کو ایک اعزازی جلوس کے ساتھ نوازا گیا۔انبیاء علیہم السلام کی امامت کا شرف حاصل ہوا۔واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ آپ ﷺ ایک رات حطیم کعبہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام آئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ چلیے آپ کو براق پر سوار کیا گیا جس کی رفتار کا یہ حال تھا کہ جہاں نظر پڑتی تھی وہیں اُس کا قدم پڑتا تھا،اس براق کے ذریعے آپ ﷺ کو مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا جہاں پر تمام انبیاء علیہم السلام کو آپ ﷺ کے اکرام کیلئے جمع کیا گیا تھا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اذان دی،انبیاء اور رُسل نے صف بندی کی اور جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کو امامت کیلئے آگے کیا۔آپ ﷺ نے تمام انبیاء،مرسلین وملائکہ کو نماز پڑھائی۔اُس کے بعد آپ ﷺ کو مسجد اقصیٰ سے آسمانوں پر لے جایا گیا۔بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر بھی براق پر تھا مگر صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر معراج یعنی سیڑھی کے ذریعہ سے ہوا اور اُس معراج کے ذریعے آپ ﷺ آسمانوں تک پہنچے۔اِس معراج کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں پھر مختلف آسمانوں پر بالترتیب حضرت آدم،حضرت عیسیٰ ویحییٰ،حضرت یوسف،حضرت ادریس،حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات ہوئی،اس کے بعد آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ کی طرف تشریف لے گئے،راستہ میں حوض کوثر پر گزر ہوا پھر جنت میں داخل ہوئے اور وہاں وہ عجائب وغرائب دیکھے جو نہ کسی آنکھ نے آج تک دیکھے اور نہ کسی کان نے آج تک سنے۔اور نہ کسی انسان کے وہم وگمان کی وہاں تک رسائی ہوئی۔پھر آپ ﷺ کے سامنے دوزخ پیش کی گئی جو ہر قسم کے سخت سے سخت عذاب اور آگ سے بھری ہوئی تھی پھر آپ ﷺ آگے بڑھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام وہیں ٹھہر گئے،اس کے بعد آپ ﷺ کو باری تعالیٰ کی زیارت ہوئی،آپ ﷺ سجدہ میں گر پڑے اور باری تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا اور نمازیں فرض کی گئیں،اُس کے بعد آپ ﷺ واپس تشریف لائے۔

الشق الثانی.....رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے قبل مدینہ منورہ میں اسلام کیسے پہنچا؟ اسلامی تاریخ کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے کیا کام کیا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① ہجرت سے قبل مدینہ میں اسلام کا پہنچنا ② اسلامی تاریخ کی ابتدا ③ ہجرت کے بعد آپ ﷺ کا پہلا کام۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب.....① ہجرت سے قبل مدینہ میں اسلام:۔ اعلان نبوت کے دس سال بعد تک آپ ﷺ برابر قبائل قریش کو دعوت دیتے رہے۔جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی اشاعت وترقی کا ارادہ فرمایا تو مدینہ منورہ سے قبیلہ اوس کے چند آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیے جن میں سے اس سال دو شخص مسلمان ہوئے،پھر آئندہ سال مزید کچھ لوگ آئے جن میں سے چھ یا آٹھ لوگ مسلمان ہوئے۔آپ ﷺ نے ان سے تبلیغ اسلام میں مدد چاہی تو انہوں نے عرض کیا کہ ابھی ہمارے ہاں اوس وخزرج میں خانہ جنگیاں ہو رہی ہیں ابھی آپ کی بیعت پر سب کا اجتماع نہ ہو سکے گا،ابھی آپ ہجرت کا ارادہ ایک سال تک ملتوی فرمادیں،ممکن ہے ہماری صلح ہو جائے پھر اوس و خزرج مل کر اسلام قبول کرلیں۔اس کے بعد آئندہ سال حج کے موقع پر بارہ آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے،ان میں سے جو پہلے مسلمان نہیں ہوئے تھے اب وہ بھی مسلمان ہو گئے،اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی جسے بیعت عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے۔اگلے سال حج

کے موقع پر ایک بڑا قافلہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں ستر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے عقبہ کے پاس رات کو ملنے کا وعدہ فرمایا۔ رات کو آپ ﷺ نے ان سے خطاب فرمایا جس کے بعد سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اس بیعت کو بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے اور یہی بیعت بعد میں ہجرت مدینہ کی بنیاد مدینہ منورہ میں اسلام کی اشاعت و ترقی کا سبب بنی۔

② اسلامی تاریخ کی ابتدا:۔ ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ کے حکم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی تاریخ کی ابتدا کی اور محرم کو پہلا مہینہ قرار دیا۔

③ ہجرت کے بعد آپ ﷺ کا پہلا کام:۔ چونکہ مدینہ منورہ میں کوئی مسجد نہیں تھی اس لیے آپ ﷺ نے مسجد کے لیے جگہ خریدی اور اس جگہ مسجد نبوی کی تعمیر شروع فرمائی جہاں آپ ﷺ کی اونٹنی آ کر بیٹھی تھی۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ تحریر کریں۔ واقعۂ معراج کب پیش آیا؟ واقعۂ معراج کی تفصیل لکھیں۔ غزوۂ تبوک کب ہوا؟ اور اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انفاق کے کیا مناظر سامنے آئے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام ② غزوۂ تبوک کی تاریخ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انفاق۔

جواب ..... ① حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:۔ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے سردار تھے، آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ میری قوم میں میری بات مانی جاتی ہے میں ان کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ مجھے ایسی کھلی نشانی عطا فرما دیں کہ جسے دیکھ کر میری قوم میری بات مان لے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی پیشانی میں ایک نور پیدا فرما دیا۔ آپ اپنی قوم میں جانے لگے تو خیال آیا کہ کہیں میری قوم اس کو کوئی بیماری نہ سمجھ لے اس لیے دوبارہ دعا کروائی تو وہ نور ان کے تازیانے میں آ گیا۔ پھر اپنی قوم میں گئے اور ان کو دعوت دی۔ کچھ لوگ مسلمان ہو گئے لیکن یہ ان کے گمان میں کم تھے لہٰذا پھر سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کروائی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس قدر کامیابی عطا فرمائی کہ غزوۂ خندق کے بعد ستر اسی گھرانوں کو مسلمان کر کے لائے اور سب غزوۂ خیبر میں شریک ہوئے۔

② غزوۂ تبوک کی تاریخ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انفاق:۔ غزوۂ تبوک ۹ھ ہجری میں پیش آیا اور اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قحط سالی اور تنگدستی کے ساتھ ساتھ سخت گرمی پڑنے کے باوجود جاں نثاری اور انفاق کی عظیم مثالیں قائم کیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا مال پیش کر دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سامان جنگ کی بڑی مقدار پیش کی جو نو سو اونٹوں اور گھوڑوں پر مشتمل تھی۔ اسکے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی وسعت سے بڑھ چڑھ کر تعاون پیش کیا۔

الشق الثانی ..... ① سفرِ حجۃ الوداع اپنے الفاظ میں بیان کریں۔ ② خطبۂ حجۃ الوداع کا خلاصہ تحریر کریں۔

جواب ..... ① ۲۵ ذی قعدہ ۱۰ھ بروز دوشنبہ کو آپ ﷺ حج کیلئے مکہ کی طرف روانہ ہوئے، راستہ میں جہاں جہاں سے گزرتے گئے مسلمان آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہوتے گئے حتیٰ کہ اس حج میں شامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ سے زائد منقول ہے۔ مدینہ منورہ سے چھ میل کی مسافت پر مقام ذوالحلیفہ میں آپ ﷺ نے احرام باندھا، ۴ ذی الحجہ بروز شنبہ کو آپ ﷺ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔

② آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ۹ تاریخ کو میدانِ عرفات میں ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا جو نصائح اور حکم سے بھرا ہوا تھا اور یہ تمام روئے زمین کے لوگوں کے لئے آپ ﷺ کا آخری پیغام تھا۔ جس کے اہم نکات یہ ہیں۔

فرمایا کہ اے لوگو! میری بات خوب غور سے سنو تا کہ میں ضروری ضروری اُمور تمہارے سامنے بیان کر سکوں، نا معلوم آئندہ سال میں تمہیں ملوں یا نہ ملوں۔ اُسکے بعد فرمایا کہ مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو ایک دوسرے پر قیامت تک اُسی طرح حرام ہے جیسے اِس دن، اِس مہینہ اور اِس شہر کی حرمت ہے۔ اسلئے جس شخص کے پاس کسی شخص کی امانت ہو وہ واپس کر دے۔ فرمایا کہ تمہاری عورتوں کے تم پر کچھ حقوق ہیں اور تمہارے بھی کچھ حقوق ہیں۔ ہر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے۔ فرمایا کہ تمام مسلمان

0313-6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

آپس میں بھائی بھائی ہیں، کسی شخص کیلئے اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اُس کا مال استعمال کرنا جائز نہیں۔ میرے بعد تم کافر ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹتے رہنا اسلئے کہ میں نے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب چھوڑی ہے، اگر تم اُس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ فرمایا کہ اے لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، تم آدم کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے اور تم سب میں سے عزت والا وہ ہے جو متقی ہو، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ اور میں نے احکام خداوندی کی تبلیغ کردی اور اے پروردگار تو گواہ ہو جا میں نے تبلیغ کردی اور حاضرین سے فرمایا کہ میرا یہ پیغام غائبین تک پہنچادیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل.....معروضی سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔ ① غزوۂ اُحد میں اسلامی لشکر کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ (نہیں)

② فتح مکہ میں اسلامی لشکر کی تعداد دس ہزار تھی۔ (ہاں) ③ غزوۂ بدر میں کل پندرہ مسلمان شہید ہوئے۔ (نہیں)

④ غزوۂ اُحد میں قریشی بہادر عبداللہ بن قمیہ نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو زخمی کیا تھا۔ (ہاں)

⑤ فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے ایک ماہ تک مکہ میں قیام کیا۔ (نہیں)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....صحیح وغلط کی نشاندہی کریں۔ ① اسلام میں کثرت سے وفود کی آمد ۹ھ میں ہوئی۔ (صحیح)

② آپ ﷺ کی کل چار صاحبزادیاں تھیں۔ (صحیح) ③ معراج کا واقعہ ۶ نبوی میں پیش آیا۔ (غلط)

④ آپ ﷺ کی ازواج میں سے سب سے آخر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ (صحیح)

⑤ آپ ﷺ کے وصال کے وقت ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد دس تھی۔ (غلط)

⑥ آپ ﷺ کا چہرہ زخمی ہونے کا واقعہ غزوۂ خندق میں پیش آیا۔ (غلط)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة السادسة: السيرة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....① آپ ﷺ کی ولادت سے قبل عبدالمطلب نے آپ کے والد ماجد کو مدینہ کیوں بھیجا؟ آپ ﷺ کو کن تین عورتوں نے باری باری دودھ پلایا ہے؟ ② معجزہ کی تعریف اور کم از کم پانچ معجزات ذکر کریں۔

جواب..... ① حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کو مدینہ سے کھجوریں لینے کے لئے بھیجا اور حضرت عبداللہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو حالتِ حمل میں چھوڑ کر مدینہ طیبہ سے کھجوریں لینے چلے گئے اور اتفاقاً وہیں اُن کا انتقال ہوا۔

آپ ﷺ کو سب سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے دودھ پلایا، اس کے بعد چند روز ابولہب کی کنیز ثویبہ نے دودھ پلایا، اُس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا۔

② معجزہ وہ امر ہے جو مدعیِ نبوت کے ہاتھ پر منکرین کے چیلنج کے وقت خلافِ عادت ایسے طریقہ پر ظاہر ہو کہ منکرین کو اس کی مثال لانے سے عاجز کردے اور انسانوں سے اس کا ظہور عادۃً محال ہو۔

آپ ﷺ کی ساری زندگی ہی معجزات کا نمونہ تھی، ان میں سے چند معجزات درج ذیل ہیں: ① آپ ﷺ کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے، پوری دنیا مل کر اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مقابلہ میں کوئی سورت نہیں بنا سکتی ② شقِ صدر جس میں ملائکہ نے آپ ﷺ کے سینہ مبارک اور قلب کو شق کرکے ایمان اور علم وحکمت سے بھر دیا ③ جب آپ ﷺ نے معراج اور بیت المقدس جانے کا ذکر فرمایا تو کفار نے تکذیب کی اور بغرض امتحان بیت المقدس کے بارے میں سوالات کئے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر بیت المقدس منکشف فرمادیا اور آپ ﷺ نے صحیح صحیح جوابات دیدیئے ④ شقِ قمر، جب کفار نے رات کے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

وقت آپ ﷺ سے چاند کے دوٹکڑے کرنے کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے انگشتِ شہادت سے چاند کی طرف اشارہ فرمایا تو چاند دوٹکڑے ہوگیا ⑤ جب آپ ﷺ ہجرت کے موقع پر غارِ ثور میں جا کر چھپے تو مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا جس سے معلوم ہوا کہ غار کے اندر کوئی نہیں ہے۔

الشق الثانی ..... ① تعمیر بیت اللہ کے وقت آپ ﷺ کی کتنی عمر تھی، حجر اسود سے متعلق کیا اختلاف پیدا ہوا۔ نیز آپ ﷺ کو کس طرح حکم مقرر کیا گیا اور آپ ﷺ نے کیا فیصلہ کیا ② آپ ﷺ کو کتنی عمر میں نبوت عطاء کی گئی اور آپ نے ابتداءً دعوت کا کیا طریقہ اختیار فرمایا ③ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ابتداءً ایمان لانے والے چار صحابہ کے نام تحریر کریں۔

جواب ..... ① جب آپ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال ہوئی تو اُس وقت قریش نے بیت اللہ کو دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اور اس تعمیر کو ہر شخص اپنے لئے سعادت سمجھتا تھا اور قبائل قریش نے اپنی قسمتوں کا فیصلہ اس پر رکھا کہ اس کی تعمیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیا جائے اور اس تعمیر کو قبائل میں تقسیم کرنے کی نوبت پیش آئی تا کہ جھگڑا نہ ہو۔ اس تقسیم میں جب حجرِ اسود کو رکھنے کا عمل سامنے آیا تو ہر قبیلے کی خواہش تھی کہ یہ سعادت اس کو حاصل ہو حتیٰ کہ معاملہ قتل وقتال تک پہنچ گیا۔ مشورہ میں طے ہوا کہ جو شخص سب سے پہلے مسجد کے اس دروازہ میں داخل ہو وہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرے گا۔ سب سے پہلے اس دروازہ سے داخل ہونے والی شخصیت آپ ﷺ تھے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر سب نے بیک زبان کہا کہ یہ امین ہیں اور ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ ﷺ نے ایسا حکیمانہ ودانشمندانہ فیصلہ کیا کہ سب لوگ خوش ہوگئے۔ آپ ﷺ نے حجرِ اسود کو اٹھا کر ایک چادر میں رکھا اور ہر قبیلہ کو حکم دیا کہ اُس کا ایک منتخب آدمی اس کا ایک کنارہ پکڑلے، اس طرح حجرِ اسود کو اٹھایا گیا۔ جب بنیاد تک پہنچ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اُسے اپنی جگہ رکھ دیا۔

② جب آپ ﷺ کی عمر چالیس برس ہوئی تو ظاہری طور پر بھی آپ کو شرفِ نبوت سے نوازا گیا۔

ابتداءً جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ اعلاناً تبلیغ کیلئے مامور نہ تھے بلکہ اُس میں صرف آپ ﷺ کی ذات کے لئے احکام تھے، پھر کچھ دن تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا جب دوبارہ وحی شروع ہوئی تو اس میں آپ ﷺ کو تبلیغ اسلام کا بھی حکم دیا گیا مگر عرب دنیا کی جہالت وذلالت، تکبر وغرور اور آباء کی تقلید نے انہیں حق پر کان لگانے کی اجازت نہ دی اس لئے آپ ﷺ نے ابتداءً اپنی جان پہچان والے لوگوں کو دعوتِ اسلام پیش کی جن پر آپ کو مکمل اعتماد تھا یا آپ ﷺ نے اپنی فہم وفراست کے ذریعے اُن میں خیر وصلاح کے آثار دیکھے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آپ کے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ، آپ کے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ مسلمان ہوئے۔

③ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر متعدد لوگوں نے اسلام قبول کیا، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ حضرت عثمان غنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ..... ① آپ ﷺ نے نبوت کے دسویں سال کو کیوں غم کا سال قرار دیا، اہلِ طائف نے دعوتِ حق کے مقابلے میں کس ردِعمل کا مظاہرہ کیا اور سفرِ طائف میں آپ کے ہمراہ کون سے صحابی گئے تھے ② واقعہ اسراء سے متعلق اہلِ مکہ نے آپ سے کیا سوالات کئے؟ اور آپ نے کس طرح جوابات دیئے۔

جواب ..... ① سن ۱۰ ہجری میں آپ ﷺ کے چچا ابوطالب اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی اس وجہ سے آپ ﷺ نے اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) قرار دیا۔

جب آپ ﷺ اہلِ مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آگئے تو آپ ﷺ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر سن ۱۰ ہجری میں طائف تشریف لے گئے اور مسلسل اُن کو ایک ماہ تک تبلیغ کرتے رہے مگر اُن میں سے کسی کو قبولِ حق کی توفیق نہ ہوئی بلکہ انہوں نے شہر کے چند اوباش لوگوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جنہوں نے آپ ﷺ پر پتھر برسائے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک لہولہان ہوگئے۔

② واقعہ معراج کے بعد کفارِ مکہ نے بغرضِ امتحان آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر تم اس معراج کے دعویٰ میں سچے ہو تو بتلاؤ کہ بیت المقدس کی تعمیر اور ہیئت کیسی ہے اور وہ پہاڑ سے کتنے فاصلہ پر ہے؟ تو آپ ﷺ نے اس کا پورا نقشہ بتلا دیا۔

پھر انہوں نے سوال کیا کہ ہمارا قافلہ جو ملکِ شام گیا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ فلاں قبیلہ کے ایک تجارتی قافلے پر مقام روحا میں میرا گزر ہوا، اُن کا اونٹ گم ہو گیا تھا وہ سب اُس کی تلاش میں تھے، میں انکے کجاوں کے پاس گیا تو وہاں کوئی موجود نہ تھا تو میں نے ایک کوزہ میں سے پانی پیا، اُس کے بعد فلاں قبیلہ کے تجارتی قافلے پر فلاں مقام پر میرا گزر ہوا جب براق اسکے قریب پہنچا تو اونٹ دہشت سے ادھر اُدھر بھاگنے لگے اور ایک سرخ اونٹ بے ہوش ہو کر گر گیا، اسکے بعد فلاں قبیلہ کے تجارتی قافلہ پر فلاں مقام پر ہمارا گزر ہوا اس میں سب سے آگے ایک خاکی رنگ کا اونٹ تھا اُس پر سیاہ ٹاٹ اور دو سیاہ گون تھے۔ اور یہ قافلہ عنقریب تمہارے پاس آنے والا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کب تک آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بدھ کے روز تک آجائے گا چنانچہ اسی طرح ہوا۔

الشق الثانی..... ① غزوہ اُحد کس سن ہجری میں پیش آیا؟ اس کے اسباب کیا تھے اور اس غزوہ میں مسلمانوں اور کفار کی تعداد کتنی تھی؟ اور اس جنگ میں آپ ﷺ کو کس آدمی نے تلوار کا وار کر کے زخمی کیا تھا ② حضرت رافع بن خدیج اور سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہما کمسن ہونے کے باوجود غزوہ اُحد میں کیوں شامل کئے گئے نیز بتائیں کہ عبداللہ بن ابی کون تھا اور کیا وہ غزوہ اُحد میں شریک تھا ③ غزوہ اُحد میں کن اسباب کی وجہ سے مسلمانوں کی فتح کے باوجود شکست کے آثار پیدا ہوئے نیز اس غزوہ میں کس صحابی کی شہادت سے مشہور ہو گیا کہ آپ ﷺ شہید ہو گئے اور یہ بھی بتائیں کہ اس جنگ میں کتنے کافر ہلاک اور کتنے مسلمان شہید ہوئے تھے۔

جواب..... ① غزوہ اُحد باتفاق جمہور شوال سن ۳ ہجری میں ہوا۔

اس کا سبب یہ ہوا کہ بدر کے شکست خوردہ مشرکین نے سال بھر کے بعد جب ہوش سنبھالا تو انتقام کے جذبات بڑھنے لگے اور انہوں نے اہتمام کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور اس غرض کیلئے پورے ساز وسامان اور تیاری کے ساتھ مدینہ کی طرف چل پڑے جن کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سات سو زرہیں دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ اور مردوں کو غیرت دلانے کیلئے چودہ عورتیں بھی اس لشکر میں شامل تھیں۔ جب آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ شہر سے باہر تشریف لائے جن میں عبداللہ بن ابی کے ہم خیال تین سو منافقین بھی شامل تھے مگر یہ سب لوگ راستے ہی میں واپس ہو گئے تھے اور اُحد کے مقام پر یہ لڑائی لڑی گئی اور اس لڑائی میں قریش کے مشہور بہادر عبداللہ بن قمیہ نے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر تلوار ماری جس کی وجہ سے خود کی دو کڑیاں آپ ﷺ کے چہرہ مبارک میں گھس گئیں اور ایک دندان مبارک شہید ہو گیا۔

② حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو کم عمر ہونے کی وجہ سے واپسی کا حکم ہوا تو وہ پنجوں کے بل کھڑے ہو گئے تا کہ اونچے معلوم ہوں اُن کے اس عمل کی وجہ سے اُن کو جہاد میں شامل کیا گیا۔ اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ جو حضرت رافع کے ہم عمر تھے جب انہوں نے دیکھا تو عرض کیا کہ میں تو رافع کو لڑائی میں پچھاڑ سکتا ہوں، اگر وہ جہاد میں جا سکتے ہیں تو میں بطریقِ اولیٰ جا سکتا ہوں چنانچہ اُن میں مقابلہ کرایا گیا تو حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ جیت گئے جس کے نتیجے میں اُن کو بھی جہاد میں لے جایا گیا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اوپر معلوم ہو چکا کہ عبداللہ بن ابی منافقین کا سردار تھا اور یہ اپنے مشورہ پر عدمِ عمل کی وجہ سے راستہ میں مسلمانوں سے الگ ہو گیا تھا۔

③ آپ ﷺ نے جنگ کے شروع میں جب مسلمانوں میں صف بندی کی تو اُحد پہاڑ پشت کی جانب تھا اس کی طرف سے مسلمانوں پر حملے کا خطرہ تھا اس لئے آپ ﷺ نے پچاس مجاہدین کو اس کی ایک پہاڑی پر مقرر کیا اور فرمایا کہ مسلمانوں کو فتح ہو یا شکست تم نے کسی حالت میں اپنی جگہ نہیں چھوڑنی۔ گھمسان کی لڑائی میں مسلمانوں کا پلا بھاری تھا قریش بدحواس ہو کر منتشر ہو گئے اور مسلمانوں نے مالِ غنیمت جمع کرنا شروع کر دیا، پہاڑی پر مقرر کردہ صحابہ نے جب دیکھا کہ فتح حاصل ہو گئی ہے تو وہ اپنی جگہ چھوڑ کر مالِ غنیمت کی طرف چل پڑے، اُن کے امیر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بہت منع کیا مگر انہوں نے ٹھہرنے کی ضرورت محسوس نہ کی جب یہ پہاڑی خالی ہو گئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے پشت کی جانب سے

اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور اس طرح مسلمانوں کی یہ فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔

اس جنگ میں ۲۲یا۲۳ کافر مارے گئے اور ۷۰ صحابہ شہید ہوئے جن میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، یہ آپ ﷺ کے مشابہ تھے اسلئے ان کی شہادت سے مشہور ہوگیا کہ آپ ﷺ شہید ہوگئے ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل.....مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں کا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا احزاب اور خندق ایک ہی غزوہ کے دو نام ہیں۔(ہاں) ② کیا نجاشی نے اسلام قبول کیا تھا۔(ہاں)

③ کیا یہ درست ہے کہ غزوہ احزاب میں قریش کے ساتھ یہود شریک نہیں تھے۔(نہیں)

④ کیا ہرقل کا اسلام قبول نہ کرنا اپنی سلطنت بچانے کی خاطر تھا۔(ہاں) ⑤ کیا خسرو پرویز روم کے بادشاہ کا نام تھا۔(نہیں)

⑥ کیا حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نجاشی نے آپ ﷺ کو بطور تحفہ بھیجی تھی۔(نہیں)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....مندرجہ ذیل سوالات کا ہاں کا نہیں میں جواب دیں۔

① کیا مسجد ضرار مسلمانوں نے بنائی تھی۔(نہیں) ② کیا غزوہ تبوک میں مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔(ہاں)

③ کیا آپ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ میں مستقل رہائش اختیار کی تھی۔(نہیں)

④ کیا فتح مکہ کے فوراً بعد پیش آنے والے غزوہ کا نام غزوہ حنین تھا۔(ہاں)

⑤ کیا یہ درست ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے مرض وفات میں صحابہ کو ستر نمازیں پڑھائی تھیں۔(نہیں)

⑥ کیا آپ ﷺ کی نماز جنازہ اجتماعی طور پر ادا کردی گئی تھی۔(نہیں)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة السادسة: السيرة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....① بحیرا راہب کون تھا؟ انہوں نے آپ ﷺ کو کہاں دیکھا تھا اور آپ سے متعلق کیا پیشین گوئی کی تھی؟ ② آپ ﷺ کا شام کی طرف دوسرا سفر کس غرض سے ہوا تھا اور اس سفر میں آپ کے ہمراہ کون تھا؟ ③ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے کس طرح متاثر ہوئی، نکاح کے وقت دونوں کی عمریں کتنی تھی اور خطبہ نکاح کس نے پڑھایا تھا؟

جواب..... ① بحیرا راہب یہودیوں کا ایک بڑا عالم تھا، بحیرا راہب نے آپ ﷺ کو مقام تیما میں دیکھا تھا۔ بحیرا راہب نے کہا اگر تم اس کو شام لے گئے تو یہود اس کو قتل کر دیں گے کیونکہ یہ خدا کا نبی ہے۔ یہود کے دین کو منسوخ کرے گا اور کہا کہ میں نے اس کی صفات کو اپنی کتاب میں پڑھا ہے۔

② شام کی طرف دوسرا سفر تجارت کی غرض سے تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام حضرت میسرہ بھی تھا۔

③ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کی شرافت اور اخلاق کو دیکھ کر سچا اعتقاد اور خاص اُنس ہوگیا تھا۔ نکاح کے وقت حضور ﷺ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ سال تھی۔ اور نکاح کا خطبہ حضرت ابوطالب نے پڑھایا تھا۔

الشق الثانی.....① مدینہ منورہ سے مقام حدیبیہ تک سفر کا خلاصہ لکھ کر بتائیں کہ اس صلح کی شرائط کون سی تھیں؟ ② صلح حدیبیہ کتنی مدت کیلئے ہوئی تھی اور اس صلح سے مسلمانوں کو کیا فوائد حاصل ہوئے؟ ③ شاہ حبشہ اور شاہ روم کو دعوت دینے کے لئے کن صحابہ کرام کو بھیجا گیا اور کیا ان دونوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

جواب..... ① ذی قعدہ سن ۶ ہجری میں آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا اور عمرے کا احرام باندھا۔ آپ ﷺ کے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت بھی اس سفر میں شریک تھی جس کی تعداد چودہ یا پندرہ سو بیان کی گئی ہے۔ مکہ معظمہ کے قریب حدیبیہ نامی ایک گاؤں میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا تا کہ وہ جا کر کفارِ مکہ کو اطلاع کریں کہ ہم صرف عمرہ کی ادائیگی کیلئے اور بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں اس کے علاوہ کوئی اور غرض نہیں ہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے تو کفار نے ان کو روک لیا اور مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ کفار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔ اس خبر کے نتیجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر کم وبیش چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جہاد پر بیعت لی جس کا ذکر سورۃ الفتح میں موجود ہے جسے بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی اور قریش نے سہیل بن عمرو کو شرائطِ صلح طے کرنے کیلئے مسلمانوں کی طرف روانہ کیا اور باہم ایک عہد نامہ لکھا گیا جس میں درج ذیل شرائطِ صلح درج تھیں۔ ① مسلمان اس وقت واپس جائیں ② آئندہ سال آئیں اور صرف تین دن قیام کر کے واپس چلے جائیں ③ ہتھیار لگا کر نہ آئیں، اگر تلوار ساتھ ہو تو میان میں رکھیں ④ مکہ سے کسی مسلمان کو اپنے ساتھ لے کر نہ جائیں ⑤ اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اسے منع نہ کریں ⑥ اگر کوئی شخص مکہ سے مدینہ چلا جائے تو اُسے واپس کر دیں ⑦ اگر کوئی شخص مدینہ سے مکہ آجائے تو کفار اُسے واپس نہ کرینگے۔

② مسلمان اور کفار کے درمیان صلح دس سال کے لئے ہوئی تھی۔ یہ صلح بظاہر مغلوبانہ تھی لیکن خدا تعالیٰ نے اس کا نام فتح رکھا اور اس صلح کے نتیجہ میں مکہ اور مدینہ میں عمومی آمد ورفت شروع ہوگئی اور کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور مسلمانوں کے ساتھ آنے جانے لگے اور اسلامی اقدار کی مقناطیسی کشش انہیں اسلام کی طرف کھینچنے لگی اور اسی اثناء میں اتنے کثیر لوگ اسلام میں داخل ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی اتنے لوگ اسلام میں داخل نہ ہوئے تھے۔

③ صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں راستہ مامون ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کے بادشاہوں تک حق کی آواز پہنچانے کا ارادہ کیا چنانچہ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو اصحمہ نامی نجاشی بادشاہِ حبشہ کی طرف بھیجا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو دونوں آنکھوں پر رکھا، تخت سے نیچے اُتر کر زمین پر بیٹھ گیا اور خوشدلی سے اسلام قبول کیا۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ہرقل نامی بادشاہ کی طرف بھیجا، اُس نے اسلام لانے کا ارادہ کیا مگر رعیت کے ڈر کی وجہ سے وہ مسلمان نہ ہوا کہ کہیں میری رعیت مجھے سلطنت سے معذول نہ کر دے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو کسریٰ خسرو پرویز شاہِ ایران کی جانب روانہ کیا اُس بدبخت نے نامہ مبارک کی گستاخی کی اور نامہ مبارک کو پارہ پارہ کر دیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کو بھی اسی طرح پارہ پارہ کرے۔ چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد یہ اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں بے دردی سے مارا گیا۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو مصر وسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف بھیجا، اس نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے بہت اچھا سلوک کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند تحفے بھیجے جن میں ایک کنیز حضرت ماریہ قطبیہ رضی اللہ عنہا اور ایک سفید خچر شامل تھا جس کا نام دُلدُل تھا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بادشاہانِ عمان یعنی جیفر اور عبداللہ کے پاس بھیجا اور یہ دونوں بھی مسلمان ہوگئے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

السوال الثانی ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....درجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب تحریر کریں۔

① کیا یہ درست ہے کہ اسلام اپنی اشاعت میں تلوار کا محتاج نہیں؟ (ہاں) ② کیا ابوجہل غزوہ بدر میں مارا گیا تھا؟ (ہاں)

③ کیا سریہ اسے کہتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس شرکت کی ہو؟ (نہیں)

④ کیا غزوہ مریسیع اور غزوہ بنی المصطلق دو مختلف غزوات ہیں؟ (نہیں) ⑤ غزوہ خیبر سن ۹ ھجری کو پیش آیا تھا؟ (نہیں)

⑥ کیا غزوہ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بنی ہاشم کے لوگوں کو سامنے آنے کے باوجود قتل کرنے سے روکا تھا؟ (نہیں)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی.....درجہ ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب تحریر کریں۔

① کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے؟ (نہیں)
② کیا بنونضیر مدینہ منورہ سے جلاوطن ہوکر ملک شام میں آباد ہوئے تھے؟ (نہیں)
③ کیا موتہ ملکِ شام میں واقع ایک مقام کا نام ہے؟ (ہاں) ④ کیا مکہ مکرمہ سن ۸ ھجری میں فتح ہوا تھا؟ (ہاں)
⑤ فتح مکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے وہ مامون ہے؟ (ہاں)
⑥ کیا فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں مستقل سکونت اختیار کی تھی؟ (نہیں)

جواب.....کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل.....کثرت کے ساتھ نکاح کرنے میں کیا کیا حکمتیں تھیں؟ وضاحت کریں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا واقعہ لکھیں اور اولاد کے نام بھی قلم بند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) کثرتِ نکاح کی حکمتیں (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا واقعہ اور اولاد کے نام۔

جواب..... ① کثرتِ نکاح کی حکمتیں:۔ چار بیویوں سے زائد بیویاں رکھنا بحکم خداوندی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے، ان ازواج میں سے کچھ ایسی تھیں جن کے خاوند شہید ہو چکے تھے اور وہ بے سروسامان رہ گئیں، ان کی دلداری کے لئے نکاح کرلیا نیز امت کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی کے حالات صرف ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعے پہنچ سکتے تھے اور یہ ایسا مقصد ہے کہ اس کیلئے نو خواتین بھی کم ہیں۔

② آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا واقعہ اور اولاد کے نام:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے قبل لوگ دستورِ عرب کے مطابق تجارتی غرض سے ملک شام کی طرف سفر کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت وامانت کا پہلے ہی عرب میں چرچا تھا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پیغام بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرا سامان تجارت کی غرض سے ملک شام لے جائیں کیونکہ میں ایک بیوہ عورت ہوں اور میں دوسرے لوگوں کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ معاوضہ دوں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامانِ تجارت لیا اور شام کی طرف چل پڑے اس سفر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا غلام میسرہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھیجا تھا تو اسی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختلف بشاراتِ نبوت کے واقعات بھی پیش آئے مثلاً دھوپ میں فرشتوں کا سایہ کرنا وغیرہ اور اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پہلے سے کئی گنا زیادہ نفع حاصل ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور مالِ تجارت وغیرہ سب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا تو غلام نے اس سفر کے تمام مبشرات وغیرہ اور پیش آنے والے واقعات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سنائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت گھر کر گئی۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیغام کو قبول کیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوگیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس برس تھی جو کہ انتہائی شباب کا زمانہ ہے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد حضرت ابراہیم کے علاوہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئی جن کے اسماء یہ ہیں۔ حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمۃ الزہرا، سیدنا قاسم، سیدنا طاہر وعبداللہ رضی اللہ عنہم۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کیا۔

الشق الثانی.....طائف کی طرف ہجرت کا واقعہ تفصیل سے لکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرتِ مدینہ کا واقعہ اختصار کے ساتھ قلم بند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) طائف کی طرف ہجرت کا واقعہ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کا واقعہ۔

جواب..... ① طائف کی طرف ہجرت کا واقعہ:۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ والوں کے قبولِ اسلام سے مایوسی ہونے لگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

دس نبوی ماہ شوال کے آخر میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیکر طائف تشریف لے گئے اور اہلِ طائف کو ایک ماہ تک متواتر کلمۂ حق کی دعوت دی مگر ایک شخص کو بھی قبولِ حق کی توفیق نہ ہوئی بلکہ ظالموں نے شہر کے اوباش لوگوں کو اُبھارا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائیں، سنگدل اور بدنصیب لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارے جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک زخمی ہوگئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جس طرف سے پتھر آتا ہوا دیکھتے تو اسی طرف کھڑے ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے اور پتھر کو اپنے سر لے لیتے یہاں تک کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا سر زخمی ہوگیا اس ظلم وستم کے باوجود رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر حرفِ بددعا نہ آیا بلکہ ان کیلئے ہدایت کی دعا فرمائی۔

❷ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کا واقعہ:۔ اسلام کی روز افزوں ترقی واشاعت کو دیکھ کر کفارِ قریش پریشان تھے ایک دن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کے لئے دارالندوہ میں جمع ہوئے ان کا سردار ابلیس شیخ نجدی کی صورت میں موجود تھا کسی نے قید کرنے کی رائے دی اور کسی نے جلاوطن کرنے کی تجویز دی مگر شیخ نجدی یعنی ابلیس نے آراء کو رد کردیا بدبخت ابوجہل نے یہ رائے دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کردیا جائے اور قتل میں ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی شریک ہوتا کہ بنی عبدمناف یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ قتل کا بدلہ نہ لے سکے، سب نے اس رائے کو پسند کیا اور عمل کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مشورہ اور فیصلہ کی اطلاع دیدی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے کا حکم فرمایا، جس رات قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلادیا اور خود سورۂ یٰسٓ پڑھتے ہوئے گھر سے باہر نکلے جب اس آیت **فاغشینھم فھم لایبصرون** پر پہنچے تو اس کو کئی مرتبہ دھرایا تو اللہ تعالیٰ نے حملہ آوروں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے وہ پہلے سے ہی تیار تھے اور راہبر بھی ان کے ساتھ تیار تھا دونوں حضرات غارِ ثور تک تشریف لے گئے صبح کو کفارِ قریش کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو بہت پریشان ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کیلئے ۱۰۰ اونٹ انعام مقرر کیا، بعض قیافہ شناس لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانِ قدم تلاش کرتے ہوئے ٹھیک غارِ ثور کے کنارے پر پہنچ گئے اگر ذرا جھک کر دیکھتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتے لیکن قدرتِ الٰہیہ نے ان کی نظریں پھیر دیں اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غمگین ہوئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لاتحزن ان اللہ معنا** (غم نہ کیجئے اللہ ہمارے ساتھ ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین راتیں اس غار میں چھپے رہے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ دن بھر قریش کی خبریں سن کر رات کو آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کرتے، اور ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہر رات کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچاتیں، غارِ ثور میں قیام کے تیسرے دن ربیع الاوّل ۱ھ بروز پیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ دونوں اونٹنیاں لیکر پہنچے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسی سفر کے لئے مہیا کی تھیں یہ سب حضرات عبداللہ بن اریقط کی رہنمائی میں مدینہ کی طرف روانہ ہوئے مدینہ کے قریب قباء میں ۱۴ روز قیام فرمایا اور مسجد تقویٰ کی بنیاد ڈالی اور یہ سب سے پہلی مسجد ہے جو اسلام میں بنائی گئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امانتیں سپرد کرکے قباء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آن ملے، ماہ ربیع الاوّل بروز جمعۃ المبارک قباء سے رخصت ہوئے اور مدینہ کو روانہ ہوئے، بنی سالم بن عوف کے ہاں نماز جمعہ ادا فرمائی، انصارِ مدینہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار استقبال کیا ہر ایک کی تمنا تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے غریب خانہ پر قیام فرماویں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو اپنے حال پر چھوڑ دو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جس جگہ اس کو ٹھہرنے کا حکم ہوگا وہاں جاکر یہ خود ٹھہر جائے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال بنونجار کے مکان آگئے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے قریب جاکر اونٹنی بیٹھ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں مہمان ہوئے اور ایک مدت تک قیام فرمایا۔

﴿الورقة السادسة: السيرة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....کم از کم تین غزوات کا مختصر حال لکھیں۔ مسیلمہ کذاب کون تھا؟ اور کس انجام سے دوچار ہوا۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں ① تین غزوات کا مختصر حال ② مسیلمہ کذاب کا تعارف اور انجام۔

0313 6351913 maktabahzakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ❶ غزوات کا مختصر حال :۔ ① غزوہ بدر: قریش کا سرمایہ اور ان کی تمام تر قوت اور شوکت کا سبب ملک شام کی تجارت تھی، اس لئے سیاسی اصول کے مطابق ضرورت تھی ان کی شوکت کو توڑنے کیلئے ان کے سلسلۂ تجارت کو توڑا جائے۔ اسی طرح ہجرت کے بعد کفار مکہ اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو کچل ڈالنے کیلئے پہلے سے زیادہ طرح طرح کے منصوبے تیار کر رہے تھے اس کے نقصانات سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اب حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا عملاً ثابت کر دیا جائے باطل اور اہلِ باطل، ظلم اور ظالموں کی کمر توڑ دی جائے۔ چنانچہ قریش کے ملکِ شام سے واپس آنے والے تجارتی قافلہ کے مقابلہ کیلئے ۱۲ رمضان ۲ھ کو آپ ﷺ تین سو تیرہ یا چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر پہنچے۔ دوسری طرف قافلے کے سردار کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ راستہ تبدیل کر کے مکہ کی طرف روانہ ہو گیا اور اُس نے مکہ کی طرف قاصد کو بھیجا کہ جلد مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے لشکر روانہ کیا جائے چنانچہ ساڑھے نو سو نوجوانوں پر مشتمل کفار کا ایک بڑا لشکر جس میں ۱۰۰ گھوڑے، ۷۰۰ اونٹ شامل تھے۔ یہ لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوا اور مدینہ منورہ سے اسّی میل کے فاصلے پر بدر نامی کنویں پر مسلمان اور کفارِ مکہ کے درمیان پہلی جنگ لڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت کے نتیجہ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اس میں بڑے بڑے کافر مارے گئے مجموعی طور پر ۷۰ آدمی قتل ہوئے اور ۷۰ ہی گرفتار ہوئے جن میں قریش کے بڑے بڑے سردار شامل تھے اور مسلمانوں میں سے صرف ۱۴ آدمی شہید ہوئے۔

② غزوہ خندق واحزاب: ۵ھ میں ۱۰ ہزار آدمیوں پر مشتمل کفار کا ایک بہت بڑا لشکر مسلمانوں کو مٹانے کیلئے مدینہ طیبہ کی طرف بڑھا، آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ کھلے میدان میں جنگ کرنا مناسب نہیں بلکہ جس طرف سے مدینہ میں دشمن کے گھسنے کا خطرہ ہے اس طرف ایک خندق کھودی جائے، چنانچہ چھ دن میں پانچ گز گہری خندق کھودی گئی اور کفار کا لشکر جب مدینہ طیبہ پہنچا تو اُس نے مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا مگر وہ خندق عبور نہ کر سکا، پندرہ روز تک انہوں نے مسلمانوں کا محاصرہ کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تین تین دن کے فاقے گزرے، بالآخر اس بے سروسامان جماعت کی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور کافروں پر ایسا طوفان مسلط فرمایا کہ اُنکے خیمے اُکھڑ گئے، دیگچیاں اُلٹ گئیں جس کی وجہ سے اُنکے حواس معطل ہو گئے جسکے نتیجے میں ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ واپس لوٹ گئے۔ اس غزوہ میں آپ ﷺ کی چار نمازیں بھی قضا ہوئیں۔

③ غزوۂ حنین: فتح مکہ کے بعد جب عرب کے لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے تو قبیلہ ہوازن اور قبیلہ ثقیف مسلمانوں سے قتال کیلئے مکہ معظّمہ کی طرف بڑھے، رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی تو آپ ﷺ ۶ شوال ۸ھ کو بارہ ہزار کا عظیم اسلامی لشکر لیکر وادی حنین پہنچے، دشمن پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپے ہوئے تھے فوراً مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے چونکہ ابھی تک صفوں کی ترتیب بھی نہیں ہوئی تھی اسلئے اسلامی لشکر کا اگلا حصہ پسپا ہونے لگا اس پسپائی کا ظاہری سبب جس کی طرف قرآن کا اشارہ ہے یعنی مسلمان اس وقت خلاف عادت اپنی کثرت اور سامان کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر بھی یہ کلمات آ گئے کہ آج تو ہم مغلوب نہیں ہو سکتے، اسلئے مالک بے نیاز نے تنبیہ کرنے کیلئے یہ صورت ظاہر فرما دی تا کہ مسلمان سمجھ لیں کہ ہماری فتح وشکست ہمارے ہاتھوں، تیروں اور تلواروں کا کھیل نہیں بلکہ وہ سراسر اللہ تعالیٰ کی مدد پر موقوف ہے جیسا کہ بدر میں بے سروسامانی کے ساتھ فتح مبین اللہ تعالیٰ کی مدد کی بدولت حاصل ہوئی تھی، جب مسلمانوں کا لشکر پسپا ہونے لگا تو آپ ﷺ کے اشارہ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دلیرانہ آواز دی جس سے مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے پاؤں جم گئے، دونوں طرف سے قتل وقتال شروع ہوا عظیم الشان معجزہ پیش آیا کہ آپ ﷺ نے مٹھی بھر خاک دشمن کے لشکر کی طرف پھینکی جس کو قدرت خداوندی نے ہر دشمن کی آنکھ میں ڈال دیا، آخر کار دشمن کو شکست اور مسلمانوں کو فتح ہوئی، اس جنگ میں ۴ مسلمان شہید ہوئے اور ۷۰ کافر مارے گئے۔

❷ مسیلمہ کذاب کا تعارف اور انجام :۔ وفدِ بنی حنیفہ جو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا اُن میں مسیلمہ کذاب بھی شامل تھا بعد میں اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ جس کی وجہ سے اسے کذاب کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے اس دنیا سے کوچ فرمانے کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کے خلاف لشکر کشی کی گئی اور یہ اپنے ساتھیوں سمیت قتل کیا گیا۔

0313 6367912 maktabaazizpriyamultan@gmail.com

الشق الثانی..... شق صدر کا واقعہ تحریر کریں۔اعلانیہ دعوت وتبلیغ کب اور کیسے شروع ہوئی؟ اسکے بعد کفار کا کیا ردعمل سامنے آیا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① شق صدر کا واقعہ ② اعلانیہ دعوت وتبلیغ کی ابتدا اور کفار کا ردعمل۔

جواب..... ① شق صدر کا واقعہ:۔ شق صدر کا واقعہ چار مرتبہ پیش آیا۔اسکی تفصیل کچھ یوں ہے کہ دو فرشتے انسانی شکل میں سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور آپ ﷺ کو لٹا کر آپ کا سینہ مبارک چاک کیا اور پھر دل مبارک میں سے سیاہ رنگ کا چھوٹا سا مادہ نکال کر پھینک دیا اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔اس کے بعد دل مبارک کو زمزم سے دھویا اور سینے میں رکھ کر سینہ برابر کر دیا۔

② اعلانیہ دعوت وتبلیغ کی ابتدا اور کفار کا ردعمل:۔ بعثت کے تین سال بعد جب لوگ کثرت سے اسلام میں داخل ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اعلانیہ دعوت کا حکم فرمایا۔آپ نے تعمیلاً صفا پہاڑی پر چڑھ کر قبائل قریش کو جمع فرمایا اور ان سے پوچھا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ ایک بہت بڑا لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ: کیوں نہیں! ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں سنا۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ اگر تم اپنے باطل عقائد سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب تم پر آجائے گا۔میں خصوصاً تمہاری طرف اور عموماً تمام عالم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ نتیجتاً کفار مکہ آپ کے مخالف ہو گئے اور طرح طرح سے آپ کو دعوت اسلام سے باز رکھنے کی کوششیں کرنے لگے، جب آپ ﷺ نے ان کی باتوں کی کوئی پروانہ کی تو کفار مکہ آپ کے چچا ابو طالب کے پاس بھی گئے کہ وہ آپ کو تبلیغ اسلام سے روکیں، جب کوئی فائدہ نہ ہوا تو کفار مکہ آپ ﷺ کو اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تکالیف پہنچانا شروع کر دیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل.....صحیح یا غلط کی نشاندہی کریں۔

① آنحضرت ﷺ کی پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ سو بہتر سال بعد ہوئی۔(غلط)

② جب آپ ﷺ دس برس کے ہوئے تو والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا انتقال ہوا۔(غلط)

③ دس ہجری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنا کر مکہ مکرمہ روانہ کیا گیا۔(غلط) ④ غزوہ خیبر ۷ ہجری میں ہوا (صحیح)

⑤ آپ ﷺ نے بارہ سال کی عمر میں پہلا سفرِ شام کیا۔(صحیح) ⑥ غزوہ حدیبیہ شوال ۵ ہجری میں پیش آیا۔(غلط)

جواب.....صحیح یا غلط کی نشاندہی:۔**کمامرّ فی السوال آنفا۔**

الشق الثانی.....صحیح یا غلط کی نشاندہی کریں۔

① مرہ بن کعب میں آپ ﷺ کے والدین کا نسب جمع ہو جاتا ہے۔(غلط) ② آٹھ ہجری میں مکہ مکرمہ فتح ہوا۔(صحیح)

③ سب سے آخر میں آپ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔(صحیح) ④ غزوہ تبوک ۸ ہجری میں پیش آیا۔(غلط)

⑤ آپ ﷺ کے دس چچا اور چھ پھوپھیاں تھیں۔(غلط) ⑥ بوت کے ساتویں سال معراج ہوئی۔(غلط)

جواب.....صحیح یا غلط کی نشاندہی:۔**کمامرّ فی السوال آنفا۔**

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة السادسة : فی سیرة النبویة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل..... ① آپ ﷺ کا والد اور والدہ کی طرف سے نسب نامہ تحریر کریں۔② آپ ﷺ کا زمانۂ رضاعت و زمانۂ طفولیت تحریر کریں۔③ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟

جواب..... ① آپ ﷺ کا نسب نامہ:۔ والد ماجد کی طرف سے آپ ﷺ کا نسب نامہ یہ ہے: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان (یہاں تک سلسلہ نسب اجماع امت سے ثابت ہے اس سے آگے اختلاف ہے)۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ ﷺ کا نسب نامہ یہ ہے: محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔ (کلاب بن مرہ میں آپ ﷺ کے والدین کا نسب جمع ہو جاتا ہے)۔

❷ آپ ﷺ کا زمانۂ رضاعت وطفولیت:۔ آپ ﷺ کو سب سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے دودھ پلایا، اس کے بعد چند روز ابولہب کی کنیز ثویبہ نے دودھ پلایا، اُس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا۔

شرفائے عرب کی عادت تھی کہ وہ بچوں کو دودھ پلانے کیلئے قرب وجوار کے دیہاتوں میں بھیجتے تھے جس سے بچوں کی جسمانی صحت بھی اچھی ہو جاتی تھی اور وہ خالص عربی بھی سیکھ جاتے تھے۔ اسی لئے گاؤں کی عورتیں اکثر شہروں میں شیر خوار بچے لینے جایا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کو دودھ پلانے کیلئے لیجانے والی دائی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو گود میں لینے کی سب سے پہلی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ میری چھاتی میں خوب دودھ آیا اور جسے آپ ﷺ نے اور آپ کے رضاعی بھائی دونوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ دوسری طرف اونٹنی جو بالکل کمزور تھی اُس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ جو اونٹنی چلنے سے عاجز تھی وہ آپ ﷺ کو اٹھا کر اس قدر تیز چلی کہ بقیہ عورتیں راہ تکتی رہ گئیں۔ گاؤں میں جا کر ہمارے جانور دیگر لوگوں کے جانوروں کے ساتھ ہی چرنے کیلئے جاتے مگر شام کو ہماری بکریوں کے دودھ کے تھن بھرے ہوتے اور دیگر بکریاں خالی پیٹ ہی واپس لوٹتیں۔ ان برکات کے ساتھ دو سال کی مدت پوری ہوئی اور آپ ﷺ کا دودھ چھڑا دیا گیا۔

❸ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کی وفات کب اور کہاں ہوئی:۔ جب آپ ﷺ کی عمر چار پانچ برس ہوئی تو مدینہ سے واپس آتے ہوئے ابواء مقام پر آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے رحلت فرمائی۔

الشق الثانی.....آپ ﷺ کے پہریداروں کے اسماء تحریر کریں۔ مسجدِ ضرار کو کیوں منہدم کیا گیا؟ وجہ تحریر کریں۔ مسلمانوں کی حبشہ کی طرف ہجرت کا قصہ تحریر کریں۔

جواب..... ❶ آپ ﷺ کے پہریداروں کے اسماء:۔ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مختلف موقعوں پر آپ ﷺ کی پہرہ داری کی خدمت سرانجام دی۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جنہوں نے غزوۂ بدر میں آپ ﷺ کی نگہبانی کی۔ ذکوان بن عبد قیس اور محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہما نے غزوۂ اُحد میں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خندق میں، حضرت عباد بن بشیر، سعد بن ابی وقاص، ابوایوب انصاری اور بلال حبشی رضی اللہ عنہم نے وادیٔ قری میں آپ ﷺ کی نگہبانی کی خدمت سرانجام دی۔

❷ مسجدِ ضرار کو منہدم کرنے کی وجہ:۔ منافقین نے مسلمانوں کے خلاف مشورہ کیلئے یہ جگہ بنائی تھی اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے اس کا نام مسجد رکھا گیا تھا، تبوک سے واپسی پر آپ ﷺ نے اس کو جلانے کا حکم جاری فرمایا تھا۔

❸ مسلمانوں کی ہجرتِ حبشہ کا قصہ:۔ جب آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر کفار ومشرکین کی طرف سے مظالم حد سے بڑھ گئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملکِ حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی، عطائے نبوت کے پانچویں سال رجب میں بارہ مرد اور چار عورتوں یا گیارہ مرد اور پانچ عورتوں نے یعنی کل سولہ افراد نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ مطہرہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں نجاشی بادشاہِ حبشہ نے ان مہاجرین کا اکرام کیا، یہ سب وہاں پر امن وعافیت سے رہنے لگے، جب قریش کو اس کی خبر ہوئی تو عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو نجاشی کے پاس بھیجا اور کہا کہ یہ لوگ مفسد ہیں ان کو ہمارے حوالے کر دو نجاشی ایک سنجیدہ آدمی تھا اس نے ان کے جواب میں کہا کہ پہلے ہم ان حضرات کے مذہب وخیالات کی تحقیق کریں گے جب نجاشی نے ان حضرات سے دریافت کیا کہ اپنا مذہب اور صحیح واقعات بتلائیں تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا! اے بادشاہ ہم پہلے جاہلیت والے تھے بتوں کی پوجا کرتے تھے مردار کھاتے تھے، فحش کاری، قطع رحمی اور بدخلقی میں مبتلا تھے، ہمارا قوی ضعیف کو کھا جاتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول ﷺ بھیجا جو ہمارے ہی کنبہ میں سے ہے ہم ان کے نسب اور سچائی، امانت اور عفت کو خوب جانتے ہیں اور انہوں نے ہمیں اس بات کی دعوت دی کہ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانیں اور بت پرستی چھوڑ دیں سچ بولیں، عزیز واقارب کے ساتھ صلہ

0213 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

رحمی کریں، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور محرمات سے منع فرمایا، خون بہانے، جھوٹ بولنے اور یتیم کا مال کھانے سے روکا اور ہمیں نماز اور نیک کاموں کا حکم فرمایا، ہم نے جب یہ سنا تو اس پر ایمان لے آئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی، نجاشی یہ سن کر بہت متاثر ہوا، قریش کے دونوں قاصدوں کو واپس کیا اور خود مسلمان ہوگیا۔ (سیرت رسول)

السوال الثانی ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ..... ① بیعت عقبہ اولی و بیعت عقبہ ثانیہ میں کتنے افراد شریک تھے؟ ② بیعت عقبہ ثانیہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اہلِ مدینہ سے کیا عہد لیا؟ ③ اہلِ مدینہ نے کیسے اس عہد کو پورا کیا؟

جواب ..... ① بیعت عقبہ اولیٰ میں بارہ آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں سے جو پہلے مسلمان نہیں ہوئے تھے اب وہ بھی مسلمان ہوگئے۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں حج کے موقع پر ایک بڑا قافلہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں ستر مرد اور دو عورتیں شامل تھیں، یہ بھی سب کے سب مسلمان ہوگئے۔

② حضرت عباسؓ نے بیعتِ عقبہ ثانیہ میں اہلِ مدینہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے اہلِ مدینہ! میرا یہ بھتیجا ہمیشہ اپنی قوم میں عزت و حفاظت کے ساتھ رہا ہے، پس اگر تم اسکی پوری حفاظت کرسکو تو اس کا ذمہ لو، ورنہ اسکو اپنے قبیلہ میں ہی رہنے دو۔

③ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس اور سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہما کی گفتگو کے بعد اہلِ مدینہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ تادمِ مرگ اس عہد کو ہر طرح سے پورا کریں گے، آپ ﷺ کی نظرِ فیض کا اثر تھا کہ وہ آپ کی عزت و آبرو کے مقابلہ میں اپنے دنیاوی تمام تعلقات قربان کرنے پر کمر بستہ و تیار ہوگئے۔ چنانچہ اہلِ مدینہ نے اس عہدِ وفا کو پورا کرنے کا حق ادا کیا، اپنا سب کچھ قربان کردیا مگر آپ ﷺ پر آنچ تک نہ آنے دی۔ اور ان کا یہ عہدِ وفا ان کی آئندہ اولاد نے بھی نبھایا، اسی بیعت میں شریک حضرت ام عمارہؓ کے صاحبزادے حبیب کو چھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب نے ایک ایک عضو کاٹ کر انتہائی بیدردی سے شہید کیا۔ انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا مگر آپ ﷺ کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکالنا گوارہ نہ کیا۔

الشق الثانی ..... آپ ﷺ کی ہجرتِ مدینہ کا واقعہ قلمبند کریں۔ مدینہ میں سب سے پہلا مدرسہ کب اور کیسے قائم ہوا؟ صلح حدیبیہ کی شرائط تحریر کریں۔

جواب ..... ① جب کفار کی طرف سے مسلمانوں پر حالات انتہائی تنگ ہوگئے حتیٰ کہ انہوں نے آپ ﷺ کے قتل کے منصوبے بنانا شروع کئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اُن کے منصوبوں اور مشوروں کی اطلاع دے دی اور آپ ﷺ کو ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے حکمِ خداوندی سے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امانتوں کی ادائیگی کے لئے اپنی چارپائی پر سونے کا حکم دیا پھر آپ ﷺ سورۃ یٰسین شریف کا وِرد کرتے ہوئے گھر سے باہر نکلے اور قریش کے درمیان سے ہوتے ہوئے مدینہ کی جانب نکل پڑے۔ سب سے پہلے غارِ ثور میں جاکر قیام کیا، جب صبح کو کفارِ مکہ کو آپ ﷺ کے نکل جانے کی اطلاع ملی تو انتہائی رنجیدہ ہوئے اور آپ ﷺ کی تلاش میں لوگوں کو بھیج دیا اور گرفتار کرنے پر سو اونٹ انعام مقرر کیا۔ بہت سے آدمی آپ ﷺ کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ بعض لوگ اُس غار تک بھی پہنچ گئے جہاں آپ ﷺ آرام فرما تھے جن کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غمگین ہوئے مگر آپ ﷺ نے انہیں نہ گھبرانے اور پریشان نہ ہونے کی تلقین کی اور فرمایا کہ ہمارا پروردگار ہمارے ساتھ ہے۔ تین دن اس غار میں قیام کے بعد آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو اونٹنیوں کے ذریعے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ عبداللہ بن ارلقیط بھی تھے جن کو راستہ بتلانے کیلئے اُجرت پر ساتھ لیا گیا تھا۔ ایک اونٹنی پر آپ ﷺ سوار ہوئے اور دوسری پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے غلام عامر بن فہیرہ کے ساتھ سوار ہوئے اور عبداللہ بن ارلقیط راستہ دکھلانے کیلئے آگے آگے چل رہا تھا۔ درمیان میں اسی دوران سراقہ بن مالک آپ ﷺ کی تلاش میں آپ ﷺ تک پہنچ گیا مگر اُسکے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا اور کئی مرتبہ یہی واقعہ پیش آیا اور وہ زمین سے اُٹھ کر دوبارہ آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑتا مگر آپ ﷺ نے اُس کی طرف توجہ نہ کی جب

021-36637913 maktabazakaria@gmail.com

وہ زیادہ قریب آیا تو اُس کے گھوڑے کے چاروں پاؤں زمین کے اندر دھنس گئے اور وہ گھوڑا کسی صورت بھی زمین سے نہ نکلا مجبوراہو کر اُس نے آپ ﷺ سے پناہ مانگی اور آپ ﷺ کی برکت سے گھوڑا زمین سے نکل آیا۔ اُسکے بعد سراقہ وہاں سے واپس ہوااور آپ ﷺ اپنی منزل کی طرف چلتے رہے حتیٰ کہ راستہ میں حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کی بکری والا مشہور واقعہ پیش آیا جو بالکل دودھ نہ دیتی تھی آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ دودھ سے بھر گئے۔ آپ ﷺ نے خود بھی دودھ پیا اور ساتھیوں کو بھی پلایا۔

جب آپ ﷺ وہاں سے رخصت ہوئے تو بعد میں ام معبد کے خاوند نے آکر دودھ کے متعلق دریافت کیا تو ام معبد رضی اللہ عنہا نے سارا واقعہ بیان کر دیا جس کے نتیجہ میں یہ دونوں حضرات ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔ آپ ﷺ مدینہ کے راستہ میں قباء پہنچے جب انصار کو آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو وہ روزانہ استقبال کیلئے بستی سے باہر آتے، چنانچہ قباء میں آپ ﷺ کا پُر جوش استقبال کیا گیا اور آپ ﷺ نے چودہ روز وہاں قیام کیا اور ایک مسجد کی بنیاد رکھنے کے بعد آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امانتیں ادا کرنے کے بعد قباء میں آپ ﷺ سے آکر مل گئے اس طرح سے یہ ہجرت کا سفر مکمل ہوا۔

جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ پہنچے تو ہر شخص کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ میرے گھر تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے اونٹنی کی لگام چھوڑ دی اور وہ خود بخود آپ ﷺ کے ننھیال میں سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے جا کر ٹھہر گئی، آپ ﷺ اُن کے مہمان ہوئے اور ایک مدت تک اُنہی کے مکان پر مقیم رہے۔

❷ بیعت عقبہ اولی کے بعد جب اہلِ مدینہ واپس مدینہ طیبہ پہنچ گئے تو وہاں سے اوس وخزرج کے سرداروں نے خط لکھا کہ یہاں الحمدللہ اسلام کی اشاعت ہو چکی ہے، اب کسی صاحب کو یہاں بھیج دیں جو لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے، ہمیں قرآن کریم اور احکامِ شرعیہ کی تعلیم دے، نماز میں ہمارا امام بنے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اہلِ مدینہ کی درخواست پر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اہلِ مدینہ کو قرآن کریم اور احکامِ شرعیہ کی تعلیم کیلئے بھیج دیا، اس طرح مدینہ طیبہ میں پہلے مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔

❸ صلح حدیبیہ کی شرائط درج ذیل ہیں: ① مسلمان اس وقت واپس جائیں ② آئندہ سال آئیں اور صرف تین دن قیام کر کے واپس چلے جائیں ③ ہتھیار لگا کر نہ آئیں، اگر تلوار ساتھ ہو تو میان میں رکھیں ④ مکہ سے کسی مسلمان کو اپنے ساتھ لے کر نہ جائیں ⑤ اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اسے منع نہ کریں ⑥ اگر کوئی شخص مکہ سے مدینہ چلا جائے تو اُسے واپس کر دیں ⑦ اگر کوئی شخص مدینہ سے مکہ آجائے تو کفار اُسے واپس نہ کرینگے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل.....غزوہ اور سریہ کسے کہتے ہیں؟ غزوات وسرایا کی مجموعی تعداد تحریر کریں۔ ۸ھ کے غزوات وسرایا کے نام قلمبند کریں۔ غزوۂ احد میں آپ ﷺ کا چہرہ انور زخمی ہوا تو خَود کی کڑیاں چہرہ مبارک سے کیسے نکالی گئیں؟

جواب..... ① غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں آپ ﷺ بذاتِ خود شرکت فرمائی، خواہ اس جنگ میں لڑائی کی نوبت پیش آئی یا نہیں آئی۔ سریہ وہ لڑائی ہے جس میں آپ ﷺ نے خود شرکت نہ کی ہو، بلکہ دشمن کے مقابلہ کیلئے مسلمانوں کا لشکر روانہ کیا ہو۔

غزوات کی مجموعی تعداد ۲۳ ہے جن میں سے ۹ میں جنگ کی نبوت پیش آئی باقی میں نہیں اور سرایا کی مجموعی تعداد ۴۳ ہے۔

② ۸ھ میں چار اہم غزوات پیش آئے۔ غزوۂ موتہ، فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ طائف اور دس سرایا بھیجے گئے۔ سریہ غالب بجانب بنی الملوح، سریہ غالب بجانب فدک، سریہ شجاع، سریہ کعب، سریہ عمرو بن عاص، سریہ ابوعبیدہ بن جراح، سریہ ابوقتادہ، سریہ خالد (غمیصا)، سریہ طفیل بن عمرو دوسی، سریہ قطبہ۔

③ قریش کا مشہور بہادر عبداللہ بن قمیہ صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے آپ ﷺ پر تلوار سے حملہ کیا جس سے آپ ﷺ کے خَود کی دو کڑیاں چہرہ مبارک میں گھس گئیں، اور ایک سانت بھی شہید ہو گیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ یہ کڑیاں نکالنے کیلئے آگے بڑھے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے قسم دے کر کہا کہ یہ خدمت مجھے کرنے دو، چنانچہ انہوں نے آگے بڑھ کر منہ کے ذریعہ ایک کڑی نکالی،

0311-6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جس سے ان کا بھی ایک دانت نکل گیا۔ دوسری کڑی نکالنے کیلئے صدیق اکبرؓ آگے بڑھے تو پھر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے قسم دے کر کہا کہ یہ خدمت مجھے کرنے دو، انہوں نے آگے بڑھ کر دوسری کڑی نکالی، جس سے ان کا دوسرا دانت بھی نکل گیا۔

الشق الثانی..... ① دودھ چھڑانے کے بعد سب سے پہلے کون سے کلمات آپ ﷺ کی زبان پر جاری ہوئے تھے؟ ② آپ ﷺ کی زندگی کے آخری کلمات کیا تھے؟ تفصیل سے لکھیں۔ ③ آپ ﷺ کے اخلاقِ شریفہ تحریر کریں۔

جواب..... ① دودھ چھڑانے کے بعد آپ ﷺ کی زبان پر جاری ابتدائی کلمات:۔ آپ ﷺ کی زبانِ اطہر پر دودھ چھڑانے پر سب سے پہلے یہ الفاظ جاری ہوئے **اللّٰہ اکبر کبیرا والحمد للّٰہ حمدًا کثیرا سبحان اللّٰہ بکرۃ واصیلًا۔**

② آپ ﷺ کی زندگی کے آخری کلمات:۔ آنحضرت ﷺ مرض الوفات میں بار بار چہرہ مبارک سے چادر اُٹھا کر فرماتے تھے کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اسلئے آتی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ ان کلمات کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اس کام سے بچیں۔

③ آپ ﷺ کے اخلاق وخصائل:۔ حضور ﷺ کے اخلاق کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا حضور ﷺ کا خلق قرآن مجید ہے، قرآن مجید نے جن اعمال اور اخلاق کو پسند کیا ہے وہ سب آپ ﷺ میں موجود تھے اور جن کو ناپسند کیا ہے ان سے آپ ﷺ محفوظ تھے، آپ ﷺ نہایت بہادر، انتہائی سخی، سب سے زیادہ سچے سب سے زیادہ پابند وفا، سب سے زیادہ نرم خُو اور محبت میں بہترین تھے، انتہائی بردبار، نہایت ملنسار، بے حد متواضع اور کنواری پردہ نشین لڑکی سے زیادہ باحیاء تھے، غریب پرور، مسکین دوست، اور سلام میں پہل کرنے والے تھے، خدام کی خدمت کرتے، اپنا کام خود کرتے، ہمسایوں کی دست گیری فرماتے اور مہمانوں کی بے حد تکریم کرتے، شیریں زبان، شیریں کلام، ہر دلعزیز، سب سے زیادہ ہنس مکھ اور خندہ پیشانی والے تھے، ٹھٹھا مار کر نہ ہنستے تھے بلکہ صرف مسکراتے تھے، صبر وشکر اور ایثار واحسان کا حسین پیکر تھے، کفایت شعار، سادگی پسند، متوکل تھے، اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہ لیتے تھے، بچوں سے محبت فرماتے تھے، آپ ﷺ کا وقت خالق کی عبادت یا مخلوق کی خدمت میں گزرتا تھا، تمام مخلوق کے نہایت شفیق تھے، غرض یہ کہ آپ ﷺ قرآن کی عملی تفسیر تھے۔

واللہ اعلم بالصواب

ملتان ◎ پاکستان
0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّدرسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	۰٤
دوسرا پرچہ	حدیث	۷٤
تیسرا پرچہ	عقائد و فقہ	۱۰۳
چوتھا پرچہ	صرف و نحو	۱۲۳
پانچواں پرچہ	ادب	۱۵۲
چھٹا پرچہ	سیرت	۱۸۳

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ..... وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۱۱۔ یونس:۸۸،۸۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں۔ مختصر اور واضح تفسیر کریں۔ اِطْمِسْ، اُشْدُدْ، لَا يَعْلَمُوْنَ کا صیغہ، بحث اور معنی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② مختصر تفسیر ③ مذکورہ الفاظ کی صرفی تحقیق۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب! بیشک آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو دنیاوی زندگی میں زینت اور اموال دیئے ہیں، اے ہمارے رب! اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ آپ کے راستے سے بھٹکا رہے ہیں، اے ہمارے رب! ان کے مال و دولت کو تہس نہس (نیست و نابود) کر دیجئے اور ان کے دلوں کو اتنا سخت کر دیجئے کہ وہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی، اب تم دونوں ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کے پیچھے ہرگز نہ چلنا جو حقیقت کو نہیں جانتے۔

② آیات کی مختصر تفسیر:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب قومِ فرعون کے ایمان سے ناامید ہوئے اور نورِ نبوت سے ان کو معلوم ہو گیا کہ ان میں کوئی خیر نہیں تو یہ بددعا کی: اے پروردگار! کیا آپ نے فرعون اور اسکے گروہ کو سامانِ آرائش اور قسم قسم کے مال دنیاوی زندگی میں اسلئے عطا کیے ہیں تا کہ یہ عالم کو تیرے راستہ سے گمراہ کریں؟ یعنی اے پروردگار تو نے ان کو یہ مال و دولت اسلئے عطا کیا تھا کہ تیری نعمت کا شکر کریں اور اس کو آخرت کی عزت کا ذریعہ بنائیں مگر انہوں نے تیری ناشکری کی اور تیرے دیئے مال پر اتنے مغرور ہوئے کہ تیرے احکام کا مقابلہ کرنے لگے اس لیے یہ اس قابل نہیں رہے کہ ان کے اموال اور نفوس کو باقی رکھا جائے اسلئے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اے پروردگار! ان کے اموال کو ملیا میٹ کر دیجئے تا کہ غرور اور تکبر کا سامان ہی ختم ہو جائے اور ان کے دلوں کو ایسا سخت کر دیجئے کہ ایمان اور ہدایت کو قبول کرنے کیلئے ان کے دل نرم نہ پڑیں بلکہ روز بروز ان کا کفر اور عناد بڑھتا ہی چلا جائے یہاں تک کہ جب جرم کا پیمانہ لبریز ہو جائے اور دردناک عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں تب مجبور ہو کر ایمان کا کلمہ پڑھیں۔ مطلب یہ کہ مرنے سے پہلے یہ لوگ عذاب الیم کو دیکھ کر جبراً و قہراً ایمان کا کلمہ پڑھیں جس سے ساری عمر ناک چڑھاتے رہے اور ظاہر ہے کہ عذاب کو دیکھ کر ایمان لانا نافع و مفید نہیں کیونکہ یہ ایمان کا وقت نہیں۔ جو ایمان لانے کا وقت تھا وہ تو سارا کفر اور تکذیب میں گزرا جب قدرت و اختیار ختم ہوا تب ایمان کا کلمہ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ و ہارون! تحقیق تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔ ہم عنقریب ان کے اموال اور نفوس کو ہلاک کرنے والے ہیں، پس تم دونوں بے فکر ہو کر منصبی کام یعنی دعوت و تبلیغ پر جمے رہو اور تاخیرِ عذاب سے غمگین نہ ہو، تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے۔ مگر اس کا ظہور اپنے وقت پر ہوگا اور تم نادانوں کی راہ پر نہ چلنا جو جلدی چاہتے ہیں یا جن کو وعدۂ الٰہی پر اطمینان نہیں۔ سو تم یقین جانو کہ تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے اور ان پر عذاب ضرور نازل ہوگا۔ مگر بمقتضائے حکمت و مشیت اس میں کچھ توقف ہوگا اور اپنے وقت مقررہ پر اس کا ظہور ہوگا۔ جلد بازی اور بے اطمینانی نادانوں کا کام ہے۔

شبہ: رسول تو اپنی قوم کیلئے ہدایت و ایمان چاہتا ہے، نہ کہ گمراہی و کفر۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے یہ بددعا کیسے فرمائی؟

جواب: جب ان کا کفر و عناد حد سے گزر گیا اور وحی الٰہی سے معلوم ہو گیا کہ ایمان لانے والے نہیں تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی نوح علیہ السلام کی طرح بددعا کی (**ربّ لا تذر علی الارض من الکٰفرین دیّارا۔ انّك ان تذرهم یضلّوا عبادك ولا یلدوا الّا فاجرا کفّارا**)۔ ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام نے بھی علم کے بعد یہ بددعا فرمائی۔

③ مذکورہ الفاظ کی صرفی تحقیق:۔ اِطْمِسْ: صیغہ واحد مذکر فعل امر حاضر معلوم از مصدر طَمْسًا (ضرب) بمعنی مٹانا، ملیا میٹ کرنا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اُشْدُدْ: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم از مصدر **شَدًّا** (نصر۔مضاعف) بمعنی مہر لگانا۔بند کرنا۔

لَا یَعْلَمُوْنَ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل نفی مضارع معلوم از مصدر **عِلْمًا** (سمع۔صحیح) بمعنی جاننا۔

الشق الثانی ..... وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَیْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ۝ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَىِٕنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَلَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ۝ (پ۱۲۔یوسف:۳۰تا۳۲)

آیات کا ترجمہ کریں۔پسِ منظر کے ساتھ واضح تفسیر کریں۔ **تُرَاوِدُ، شَغَفَ، آتَتْ، لُمْتُنَّ، فَاسْتَعْصَمَ** کا لغوی معنی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا پسِ منظر و واضح تفسیر ③ **تُرَاوِدُ، شَغَفَ، آتَتْ، لُمْتُنَّ، فَاسْتَعْصَمَ** کا لغوی معنی۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور شہر میں رہنے والی چند عورتیں کہنے لگی کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو مطلب حاصل کرنے کیلئے ورغلا رہی ہے۔اس غلام کے عشق و محبت نے اسے فریفتہ کر لیا ہے۔بیشک ہمارے خیال میں یہ عورت کھلی گمراہی میں ہے۔پھر جب اس عزیز کی بیوی نے ان عورتوں کی مکر کی باتیں سنیں تو انہیں بلوا لیا اور ان کیلئے تکیہ لگا کر بیٹھنے والی ایک مجلس و نشست تیار کی اور ان میں سے ہر ایک کو ایک چھری و چاقو دے دیا اور (یوسف علیہ السلام سے) کہا کہ ان کے سامنے نکل آؤ۔سو جب ان عورتوں نے انہیں دیکھا تو حیران رہ گئیں۔اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے لگیں: حاشاللہ! یہ شخص بشر نہیں ہے یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔عزیز کی بیوی کہنے لگی یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں تم نے مجھے ملامت کی اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی کوشش کی مگر یہ بچ گیا، اور اگر اس نے وہ بات نہ مانی جس کا میں اسے حکم دے رہی ہوں تو ضرور اس کو قید کیا جائے گا اور یہ ذلیل ہو کر رہے گا۔

② آیات کا پسِ منظر و واضح تفسیر:۔ پیچھے کی جانب سے قمیض پھٹنے کی علامت کے ذریعہ یوسف علیہ السلام کی بے گناہی ثابت ہونے کے بعد عزیزِ مصر نے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے یوسف! تم اس واقعہ کو نظر انداز کرو اور کسی سے اس کا تذکرہ بھی نہ کرو تاکہ رسوائی نہ ہو اور پھر زلیخا سے کہا کہ خطا سراسر تمہاری ہے تم اپنی غلطی کی معافی مانگو۔یہ واقعہ چھپانے کے باوجود درباری لوگوں کی عورتوں میں پھیل گیا ان عورتوں نے عزیزِ مصر کی بیوی کو لعن طعن کرنا شروع کر دیا (بعض مفسرین نے کہا کہ یہ پانچ عورتیں تھیں جو عزیزِ مصر کے قریبی افسروں کی بیویاں تھیں) یہ عورتیں آپس میں کہنے لگیں کہ دیکھو کیسی حیرت و افسوس کی بات ہے کہ عزیزِ مصر کی بیوی اتنے بڑے مرتبہ پر ہوتے ہوئے اپنے نوجوان غلام پر فریفتہ ہو کر اس سے اپنی خواہش پوری کروانا چاہتی ہے، ہم تو اس کو بڑی گمراہی پر سمجھتے ہیں۔

جب عزیزِ مصر کی بیوی کو عورتوں کی ان باتوں کا علم ہوا تو اس نے ان عورتوں کو بلوا بھیجا کہ وہ میرے گھر آئیں اور کچھ کھا پی لیں ان عورتوں کے بیٹھنے کیلئے اس نے عمدہ قسم کے بستر بچھا دیئے اور تکئے لگا دیئے تاکہ وہ آئیں تو تکیہ لگا کر بیٹھ جائیں جب وہ آئیں تو انہیں بٹھایا اور ان کے ہاتھوں میں ایک ایک چھری دے دی، عین اس وقت جب ان عورتوں کے ہاتھ میں چھریاں تھیں اور جو کچھ ان کے سامنے تھا اسے کاٹنا ہی چاہتی تھیں کہ عزیزِ مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو آواز دی کہ اندر سے نکلو اور ان عورتوں کے سامنے آ جاؤ جب حضرت یوسف علیہ السلام ان کے سامنے آئے تو ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر وہ عورتیں ششدر رہ گئیں اور ایسی مبہوت اور حیران ہوئیں کہ انہیں یہ بھی دھیان نہ رہا کہ ہم کیا کاٹ رہی ہیں پھل وغیرہ جو کچھ ان کے سامنے تھا اسے کاٹنے کی بجائے انہوں نے اپنے ہاتھ ہی کاٹ ڈالے اور کہنے لگیں کہ حاشاللہ یہ شخص بشر نہیں ہے بلکہ یہ تو کوئی معزز و مکرم فرشتہ ہے، یہ ان عورتوں نے اسلئے کہا کہ فرشتے کا بے مثال حسین و جمیل ہونا ان کے یہاں معروف و مشہور تھا جیسا کہ شیطان کی بدصورتی کو سبھی جانتے ہیں۔

جب عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر مبہوت ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تو عزیزِ مصر کی بیوی نے ان عورتوں سے کہا کہ تم نے دیکھا یہ غلام کیسا ہے؟ تم مجھے اسکے بارے میں ملامت کر رہی تھیں اب اپنا حال دیکھ لو تم تو اسے دیکھ کر اپنے ہاتھ ہی

0311-6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

کاٹ بیٹھیں۔ یہ بات کہہ کر اس عورت نے اپنی صفائی پیش کر دی بلکہ اپنی مجبوری ظاہر کر دی کہ میں اس پر عاشق نہ ہوتی تو کیا کرتی یہ تو چیز ہی ایسی ہے جس پر فریفتہ ہوئے بغیر رہا نہیں جا سکتا۔ اور کہا کہ واقعی میں نے اپنا مطلب نکالنے کیلئے اسے پھسلایا تھا لیکن یہ بچ گیا اس طرح اس نے اس بات کا صاف اقرار کر لیا جس کا اپنے شوہر کے سامنے انکار کر چکی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی براءت بھی ظاہر کر دی اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ یہ ابھی میرے پھندہ سے نکلا نہیں ہے میرا تقاضا برابر جاری رہے گا اگر اس نے میری بات نہ مانی اور میرے حکم پر عمل نہ کیا تو اسے ضرور بالضرور جیل میں بھیج دیا جائے گا اور اسے ضرور بالضرور ذلت اٹھانی پڑے گی۔

③ **تُرَاوِدُ، شَغَفَ، آتَتْ، لُمْتُنَّ، فَاسْتَعْصَمَ کا لغوی معنی:۔** **آتَتْ:** کسی کو کوئی چیز دینا۔ کسی کے پاس کوئی چیز لانا۔

تُرَاوِدُ: کسی کو اس کے ارادہ سے پھسلانے کی کوشش کرنا۔ فریب دینا۔ برائی کی ترغیب دینا۔

شَغَفَ: کسی کے عشق ومحبت میں دیوانہ ہونا۔ دل کی بیماری جو دل کے اندر تک پہنچ جائے۔

لُمْتُنَّ: ملامت کرنا۔ کسی کی نازیبا حرکت پر اس کو ملامت کو نشانہ بنانا۔

فَاسْتَعْصَمَ: ایسی چیز تلاش کرنا جو برائی کے ارتکاب سے اس کی حفاظت کرے۔ برائی سے بچنے کی کوشش کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ..... وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ﴿۲۴﴾

(پ۱۴۔ الحجر: ۲۱ تا ۲۵)

آیات کا ترجمہ کریں۔ مستقدمین ومستاخرین سے کون لوگ مراد ہیں؟ **خَزَائِنَ، اَلرِّیَاحَ، خٰزِنِیْنَ** کا مفرد اور لغوی معنی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② مستقدمین ومستاخرین کی مراد ③ **خَزَائِنَ، اَلرِّیَاحَ، خٰزِنِیْنَ** کا مفرد اور لغوی معنی۔

جواب ..... ① **آیات کا ترجمہ:۔** اور (ضرورت کی) کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم اس کو صرف معیّن ومعلوم مقدار میں ہی نازل کرتے ہیں۔ اور ہم نے ہی ان ہواؤں کو بھیجا ہے جو بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں، پھر ہم نے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے تمہیں اس پانی سے سیراب کیا اور تم اس پانی کو ذخیرہ نہیں رکھ سکتے ہو۔ اور بلاشبہ ہم ہی زندگی اور موت دیتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہیں۔ اور بلاشبہ ہمیں معلوم ہیں وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے اور بلاشبہ ہمیں وہ لوگ معلوم ہیں جو تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ اور بلاشبہ آپ کا رب ان سب کو جمع فرمائے گا، بیشک وہ حکیم وعلیم ہے۔

② **مستقدمین ومستاخرین کی مراد:۔** مستقدمین سے مراد وہ لوگ جو اب تک پیدا ہو چکے اور مستاخرین جو ابھی پیدا نہیں ہوئے (قتادہ وعکرمہ)۔ مستقدمین سے مراد اموات (فوت شدہ) ہیں اور مستاخرین سے مراد جو اب زندہ ہیں (ابن عباس وضحاک)۔ مستقدمین سے مراد امت محمدیہ سے پہلے حضرات ہیں اور مستاخرین سے مراد امت محمدیہ ہے (مجاہد)۔ مستقدمین سے مراد اہلِ طاعت وخیر ہیں اور مستاخرین سے مراد اہلِ معصیت وغفلت ہیں (حسن وقتادہ)۔ مستقدمین وہ لوگ ہیں جو نماز یا جہاد کی صفوں اور دوسرے نیک کاموں میں آگے رہنے والے ہیں اور مستاخرین جو ان چیزوں میں پچھلی صفوں میں رہنے والے اور دیر کرنے والے ہیں۔ حسن بصری، سعید بن مسیّب، قرطبی، شعبی وغیرہ ائمہ تفسیر کی یہ تفسیر ہے۔ درحقیقت ان اقوال میں کوئی خاص اختلاف نہیں، سب جمع ہو سکتے ہیں کیونکہ اللہ جل شانہ کا علمِ محیط ان تمام اقسام کے مستقدمین ومستاخرین کو حاوی ہے۔ (معارف القرآن)

③ **خَزَائِنَ، اَلرِّیَاحَ، خٰزِنِیْنَ کا مفرد اور لغوی معنی:۔** **اَلرِّیَاحَ:** یہ **رِیْحٌ** کی جمع ہے بمعنی نرم ہوا۔ اچھی چیز ومدد۔

خَزَائِنَ: یہ **خِزَانَةٌ خَزِیْنَةٌ** کی جمع ہے بمعنی جمع کیا ہوا مال ومال جمع کرنے کی جگہ۔

خٰزِنِیْنَ: یہ **خازنٌ** کی جمع ہے بمعنی خزانچی ومال جمع کرنے والا۔

0311 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی ..... اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّ نَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَ يَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ (پ۱۶۔ مریم:۷۷تا۸۲)

آیات مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔شان نزول تحریر کریں۔خط کشیدہ کلمات کے صیغے اور ابواب ذکر کریں۔

جواب.....مکمل جواب کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی۱۴۳۸ھ ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ..... وَ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا ۚ وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ ؕ وَ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ (پ۱۷۔س انبیاء:۷۸تا۸۰)

آیات کریمہ کا ترجمہ لکھیں۔آیات میں داؤد وسلیمان علیہما السلام کے جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس کی وضاحت کریں۔

شٰهدين، كُلًّا، الطير کے نصب کی وجہ بیان فرمائیں۔

جواب ..... ① و ② ترجمہ وواقعہ:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۳ھ ۔

③ شٰهدين، كُلًّا، الطير کے نصب کی وجہ:۔

شٰهدين: كُنّا فعل ناقص کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

كُلًّا: اٰتينا کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ الطيرَ: سخّرنا کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی ..... يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ (پ۱۸۔النور:۵۸،۵۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں۔مختصر اور واضح تفسیر کریں۔آیات سے مفہوم شدہ گھر میں داخل ہونے کے آداب لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں:① آیات کا ترجمہ ② مختصر تفسیر ③ گھر میں داخل ہونے کے آداب۔

جواب ..... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! جو تمہارے مملوک (غلام ولونڈیاں) ہیں اور تم میں سے جو لڑکے ابھی بلوغ کو نہیں پہنچے وہ تین اوقات میں تم سے اجازت لیا کریں، نمازِ فجر سے پہلے اور جس وقت تم دوپہر میں اپنے کپڑے اتار کر رکھتے ہو اور نمازِ عشا کے بعد، یہ تین وقت تمہارے پردہ کے اوقات ہیں۔ان اوقات کے علاوہ تم پر اور ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے ہیں، تم میں سے بھی بعض ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے احکام کو کھول کھول کر بیان فرماتا ہے اور اللہ علیم وحکیم ہے۔اور جب تمہارے بچے حدِ بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اسی طرح اجازت لیں جیسے ان سے پہلے اجازت لیتے رہے، اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ علیم وحکیم ہے۔

② مختصر تفسیر:۔ ان دو آیات میں ان اقارب اور محارم کا حکم بیان فرمایا ہے جو عموماً ایک گھر میں رہتے ہیں اور ہر وقت آتے جاتے رہتے ہیں اور ان سے عورتوں کو پردہ کرنا بھی واجب نہیں ہے۔چنانچہ فرمایا کہ جو بچے حدِ بلوغ کو نہیں پہنچے اور وہ غلام جنہیں کام کے لیے اپنے آقا کی خدمت کے لیے بار بار اندر آنا جانا پڑتا ہے یہ لوگ تین اوقات میں تمہارے پاس اندر آنے کے سلسلے میں اجازت لینے کا خاص خیال رکھیں۔مطلب یہ ہے کہ تم انہیں یہ تعلیم دو اور انہیں سمجھاؤ کہ وہ ان اوقات میں اجازت لینے کا اہتمام کریں ان اوقات میں سے پہلا وقت نمازِ فجر سے پہلے اور دوسرا دوپہر کا وقت ہے جب عام طور سے زائد کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہیں اور تیسرا وقت نمازِ عشاء کے بعد کا ہے۔ان تین اوقات کے بارے میں فرمایا کہ یہ تمہارے پردہ کے اوقات ہیں کیونکہ ان اوقات میں عام

0313 6357291 maktabazakariyamultan@gmail.com

عادت کے مطابق تخلیہ ہوتا ہے اور انسان بے تکلفی کے ساتھ آرام سے رہنا چاہتا ہے۔تنہائی میں کسی وقت وہ اعضاء بھی کھل جاتے ہیں جن کا چھپانا ضروری ہے اور سوتے وقت غیر ضروری کپڑے تو اتار ہی دیتے ہیں اور تنہائی کا موقع پا کر بعض مرتبہ میاں بیوی بھی بے تکلفی کے ساتھ ایک دوسرے سے متمتع ہوتے ہیں۔اگر آنے والا آزاد لڑکا ہو یا غلام یا لونڈی ہو اور اندر آنے کی اجازت نہ لے تو بعض مرتبہ ممکن ہے کہ ان کی نظر کسی ایسی حالت یا کسی ایسے عضو پر پڑ جائے جس کا دیکھنا جائز نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری لڑکے کو جس کا نام مدلج تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلانے بھیجا یہ دوپہر کا وقت تھا اس نے حضرت عمر کو ایسی حالت میں دیکھ لیا جو انہیں ناگوار ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ان اوقات کے علاوہ اگر یہ لوگ بلا اجازت آجائیں تو اس میں تم پر یا ان پر کوئی الزام نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں اور ہر وقت اجازت لینے میں دشواری ہے اس لیے گھر کے لڑکوں اور غلاموں کو ان اوقات کے علاوہ بلا اجازت داخل ہونے کی اجازت دے دی گئی۔آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے صاف صاف احکام بیان فرماتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے احکام وحالات کو اور ان کی حکمتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ جب لڑکے بالغ ہو جائیں جنہیں بلوغ سے پہلے مذکورہ تین وقتوں کے علاوہ بغیر اجازت اندر آنے کی اجازت تھی اب بالغ ہونے کے بعد بھی اسی طرح اجازت لیں جیسے ان سے پہلے لوگ اجازت لیتے رہے یہ خیال نہ کریں کہ کل تک تو ہم یوں ہی چلے جاتے تھے اب اجازت کیوں لیں۔آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے صاف صاف احکام بیان فرماتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے مسائل اور ان کی حکمتوں کا خوب علم ہے۔(انوار البیان)

③ گھر میں داخل ہونے کے آداب:۔ جو لوگ افرادِ خانہ میں سے ہیں (خواہ اہلِ خانہ ہوں یا نوکر چاکر ہوں) وہ ان مذکورہ تین اوقات میں اجازت لیکر یا دروازہ بجا کر یا کسی بھی ذریعہ سے پردہ میں موجود افراد کو مطلع کر کے اندر داخل ہوں۔بقیہ اوقات میں بغیر اطلاع بھی داخلہ کی گنجائش ہے۔عام افراد کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ کسی بھی وقت بغیر اجازت گھر میں داخل نہ ہوں۔

﴿الورقة الثانية : فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....عن العباس رفعه اذا اقشعرّ جلدُ العبدِ من خشيةِ اللّٰه تَحَاتّتْ عنه خطاياه كما تَحَاتُّ عن الشجرةِ البَالِيةِ ورقُها۔ وعن ابی ذر انّ رسولَ اللّٰه ﷺ قال له: انّك لستَ بخيرٍ من احمرَ ولا اسودَ الّا اَن تَفْضُلَهٗ بتَقْوٰی۔ (۲:۳۸،۳۶۔دارالاشاعت)

احادیث مبارکہ کا ترجمہ کیجیے۔مختصر تشریح کیجیے۔خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی تحریر کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① احادیث کا ترجمہ ② احادیث کی تشریح ③ خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی۔

جواب..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے خوف اور اسکی ہیبت سے کسی بندہ کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت اسکے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے کسی پرانے سوکھے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تمہیں اپنی ذات کے اعتبار سے کسی گورے اور کالے کے مقابلہ میں کوئی بڑائی حاصل نہیں ہے، البتہ تقوی یعنی خوفِ خدا کی وجہ سے تم کسی کے مقابلے میں فضیلت حاصل کر سکتے ہو۔

② احادیث کی تشریح:۔ ① خوف وخشیت اور ہیبت دراصل قلبی کیفیات ہیں مگر بسا اوقات اس کی قلبی کیفیات کا ظہور اسکے جسم پر بھی ہوتا ہے، مثلاً جب دل میں خوشی کی کیفیت ہو تو چہرے پر بشاشت ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات وہ اس کیفیت کے اثر سے ہنستا یا مسکراتا ہے، اسی طرح جب دل میں حزن وغم ہو تو وہ بھی اسکے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ اسکے اثر سے روتا بھی ہے۔اسی طرح جب دل پر خشیت اور ہیبت کی کیفیت طاری ہو، تو جسم پر اس کا اثر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سارے بدن کے رونگٹے کھڑے

ہوجاتے ہیں، پس حضرت عباسؓ کی اس حدیث میں بشارت سنائی گئی ہے کہ اللہ کی خشیت وہیبت سے جب کسی بندہ کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت اسکے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے خزاں کے موسم میں سوکھے درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔

② مال ودولت، شکل وصورت، نسل ورنگ اور زبان ووطن جیسی کسی چیز کی وجہ سے کسی بھی انسان کو کسی دوسرے کے مقابلہ میں کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوتی، فضیلت کا معیار صرف تقوی یعنی خوفِ خدا اور وہ زندگی ہے جو خدا کے خوف سے بنتی ہے، پس اس تقوی میں جو جتنا بڑھا ہوا ہے وہ اللہ کے نزدیک اتنا ہی بڑا اور بلند ہے۔ اس حقیقت کو قرآن مجید میں ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے: **اِنّ اکرمکم عِند اللّٰہ اتقاکم۔**

③ خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی:۔ **تَحاتَتْ**: درخت کے پتے جھڑنا۔ جھال گرنا۔ درخت کا سوکھنا۔

اِقْشَعَرّ: رونگٹے کھڑے ہونا۔ جسم پر کپکپی طاری ہونا۔ **اَلْبَالِیَۃُ**: بوسیدہ وخستہ حال ہونا۔

اَحْمَرَ: سرخ ہونا، مراد گورا وسفید ہونا ہے۔ **اَسْوَدَ**: سیاہ ہونا۔

الشق الثانی.....**عن ابی ایوبَ الانصاریّ قال: جاءَ رجلٌ الی النبیّ ﷺ فقال: عِظْنِیْ و اَوْجِزْ، فقال: اِذَا قمتَ فی صلاتکَ فصلِّ صلاۃَ مودِّعٍ ولا تُکَلِّمْ بکلامٍ تَعْتَذِرُ منه غَدًا واَجْمِعِ الْاِیَاسَ مِمَّا فی ایدی الناس۔ وعن ابی هریرۃَ قال: سمعتُ رسولَ اللّٰہ ﷺ: شَرُّ ما فی رَجُلٍ شُحٌّ هالعٌ وجُبْنٌ خَالِعٌ۔** (۲:۱۹۰،۸۹)

احادیث مبارکہ کا ترجمہ کیجیے۔ مختصر تشریح کیجیے۔ خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی تحریر کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① احادیث کا ترجمہ ② احادیث کی تشریح ③ خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی۔

جواب..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ ① حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمایئے اور مختصر فرمایئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو اس شخص کی مثل نماز پڑھو جو سب کو الوداع کہنے والا اور سب سے رخصت ہونے والا ہو اور ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکالو جس کی وجہ سے کل تمہیں معذرت کرنی پڑے اور آدمیوں کے پاس اور ان کے ہاتھ میں جو کچھ نظر آتا ہے اس سے اپنے آپ کو قطعا مایوس کرلو۔

② حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ انسان میں سب سے بُری بات کڑھا دینے والی حرص اور گھبرا دینے والی بزدلی ہے۔

② احادیث کی تشریح:۔ ① حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت فرمایئے تاکہ یاد رکھنا آسان ہو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلی بات یہ یاد رکھو کہ جب تم نماز پڑھو تو سب کو الوداع کہنے والے اور دنیا سے رخصت ہونے والے آدمی کی نماز جیسی نماز پڑھو۔ دوسری بات یہ کہ بات کرتے وقت ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ ایسی بات منہ سے نہ نکلے جس کی جواب دہی کسی کے سامنے اس دنیا میں یا قیامت کے دن خدا کے حضور میں کرنی پڑے۔ تیسری بات یہ یاد رکھو کہ آدمیوں کے پاس اور ان کے ہاتھ میں جو کچھ نظر آتا ہے اس سے خود کو قطعا مایوس کرلو یعنی تمہاری امیدوں اور توجہ کا مرکز صرف رب العالمین ہو اور مخلوق کی طرف سے اپنی امیدوں کو بالکل منقطع کرلو۔

② حریص اور لالچی آدمی ہر وقت اس غم میں گھلتا اور کڑھتا رہتا ہے کہ یہ نہیں ملا، وہ نہیں ملا، فلاں کے پاس یہ ہے اور میرے پاس یہ نہیں ہے، اسی طرح زیادہ بزدل آدمی خواہ مخواہ موہوم خطرات سے بھی ہر وقت گھبراتا رہتا ہے اور اس کو اطمینان کا سانس لینا نصیب نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے انسان کے دل کی ان دونوں کیفیتوں کو بدترین کیفیت بتلایا اور فی الحقیقت یہ بدترین وذلیل ترین خصلتیں ہیں۔

③ خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی:۔ **عِظْنِیْ**: وعظ ونصیحت کرنا۔ خیر کا اس طرح ذکر کرنا جس سے دل میں رقت وعمل کا داعیہ پیدا ہو۔

0213 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اَوْجِزْ: فضولیات کے بغیر مختصر با مقصد کلام کرنا۔ صَلِّ: نماز پڑھنا۔دعا دینا۔تحسین وتبریک اور تعظیم کرنا۔
مُوَدِّعٌ: الوداع کرنا۔مسافر کو رخصت کرنا۔ تَعْذِرْ: معذرت کرنا۔عذر پیش کرنا۔قبولیتِ عذر کی درخواست کرنا
شُحٌّ: حرص کے ساتھ بخل کرنا۔حریص وخواہش مند ہونا۔ هالِعٌ: گھبرانا، در پھوک وبخیل ہونا۔
جُبْنٌ: بزدل وڈر پھوک ہونا۔ خَالِعٌ: بزدل وکمزور ہونا۔عاق کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....عن ابی الدرداءِ قال: قال رسولُ اللّٰہ ﷺ: ما مِنْ ثَلَاثَةٍ فی قریةٍ ولا بدوٍ لَا تُقَامُ فیهم الصَّلَاةُ اِلّا قَدِ اسْتَحْوَذَ علیهمُ الشَّیْطَانُ فعلیكَ بالجماعةِ فَاِنَّمَا یأكلُ الذِّئْبُ القَاصِیَةَ۔ عن عائشةَ اَنَّهَا قالت: سمعتُ رسولَ اللّٰہ ﷺ یقول: لا صلاةَ بِحَضْرَةِ الطعامِ ولا وهُوَ یُدَافِعُه الاخبثان۔(۱۲۸،۱۳۱:۳۔دارالاشاعت)

احادیث مبارکہ کا ترجمہ کیجیے۔مختصر تشریح کیجیے۔باجماعت نماز سے رخصت کے کم ازکم پانچ مواقع ذکر کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① احادیث کا ترجمہ ② احادیث کی تشریح ③ باجماعت نماز سے رخصت کے مواقع۔

جواب..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ ① حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بستی میں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہ نماز باجماعت نہ پڑھتے ہوں تو شیطان یقیناً ان پر قابو پالے گا، لہٰذا تم جماعت کی پابندی کو اپنے پر لازم کرلو، کیونکہ بھیڑیا اسی بھیڑ کو اپنا لقمہ بناتا ہے جو گلہ سے الگ ودور رہتی ہے۔② حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کھانا سامنے موجود ہوتے ہوئے نماز کا حکم نہیں ہے اور نہ ایسی حالت میں کہ جب آدمی کو پاخانے یا پیشاب کا تقاضا ہو۔

② احادیث کی تشریح:۔ ① مطلب یہ ہے کہ اگر کسی جگہ صرف تین آدمی بھی نماز پڑھنے والے ہوں تو ان کو جماعت ہی سے نماز پڑھنی چاہئے، اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو شیطان آسانی سے ان کو شکار کر سکے گا یعنی ان کو گمراہ کردے گا۔② اس حدیث میں کھانے پینے اور پیشاب پاخانے کے تقاضے کی حالت میں جماعت سے غیر حاضری اور اکیلے ہی نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے یہ اجازت اس چیز کی واضح مثال ہے کہ شریعت میں انسانوں کی حقیقی مشکلوں اور مجبوریوں کا کتنا لحاظ رکھا گیا ہے۔ما جعل علیکم فِی الدِینِ مِن حرج (اللہ نے دین میں تمہارے لئے تنگی اور مشکل نہیں رکھی ہے۔الحج)۔

③ باجماعت نماز سے رخصت کے مواقع:۔ ① غیر معمولی طوفانی ہوا ہو۔② خطرناک قسم کی سردی ہو جس سے بیماری کا اندیشہ ہو۔③ اتنی بارش ہو کہ مسجد تک جانے میں بھیگ جانے کا اندیشہ ہو، یا راستہ میں پانی، کیچڑ یا پھسلن ہو۔④ شدید بھوک لگی ہو اور کھانا حاضر ہو۔⑤ پیشاب وپاخانے کا تقاضا ہو۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ایسی سب صورتوں میں جماعت میں حاضری ضروری نہیں ہے یعنی گھر اور اپنے مقام میں ہی نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔

الشق الثانی.....عن سلیمانَ بنِ یَسَارٍ عن ابی هریرةَ قال ما صلّیتُ وراءَ اَحَدٍ اَشْبَهَ صلاةً بِرَسولِ اللّٰہِ ﷺ مِن فلانٍ قال سلیمانُ: صلّیتُ خلفَه فَكَانَ یُطیلُ الرکعتین الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الظهر ویُخَفِّفُ الْاُخْرَیَیْنِ ویّخفّف العصرَ ویقرءُ فی المغربِ بِقِصَارِ الْمُفَصّلِ ویقرءُ فی العِشاءِ بِوَسْطِ المفصلِ ویقرءُ فی الصبح بِطِوَالِ المفصلِ۔

ترجمہ کیجیے۔مختصر تشریح کیجیے۔قصارِ مفصل، وسطِ مفصل، طوالِ مفصل کی تعیین کیجیے۔ (۱۶۱:۳۔دارالاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ قصارِ مفصل، وسطِ مفصل، طوالِ مفصل کی تعیین۔

جواب..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ سلیمان بن بسیارؒ تابعی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں (انھوں نے اپنے زمانہ کے

ایک امام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) کہ میں نے کسی شخص کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی، جو رسول اللہ ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو فلاں امام کی بہ نسبت۔ سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ ان صاحب کے پیچھے میں نے بھی نماز پڑھی ہے۔ ان کا معمول یہ تھا کہ ظہر کی پہلی دونوں رکعتیں طویل پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتیں مختصر پڑھتے تھے اور عصر مختصر ہی پڑھتے تھے اور مغرب میں قصارِ مفصل، عشاء میں اوساطِ مفصل اور فجر کی نماز میں طوالِ مفصل پڑھا کرتے تھے۔

② حدیث کی تشریح:۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ ایک صحابی کی نماز رسول اللہ کی نماز سے بہت زیادہ مشابہ تھی اور کسی شخص کے پیچھے میں نے ایسی نماز نہیں پڑھی جو ان کی نماز کی بہ نسبت حضور کی نماز سے بہت زیادہ مشابہ ہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے مذکورہ بالا ارشاد کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مختلف اوقات کی نماز کی قرآت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا عام معمول بھی وہی تھا جو ان صاحب کا معمول سلیمان بن یسارؒ نے بیان کیا ہے یعنی ظہر کی نماز میں تطویل، عصر میں تخفیف، مغرب میں قصارِ منفصل، عشا میں اوساطِ مفصل اور فجر میں طوالِ مفصل۔ حضرت عمرؓ نے اس بارے میں حضرت ابو موسی اشعریؓ کو جو خط لکھا تھا اس میں بھی مختلف اوقات کی نمازوں کی قرآت کے بارے میں یہی ہدایت کی گئی تھیں۔

③ قصارِ مفصل، وسطِ مفصل، طوالِ مفصل کی تعیین:۔ قرآن مجید کی آخری منزل (سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک) کی سورتوں کو مفصل کہا جاتا ہے۔ پھر اس کے تین حصے کئے گئے ہیں: سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کی سورتوں کو طوالِ مفصل کہا جاتا ہے، سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن تک کی سورتوں کو وسطِ مفصل اور لم یکن سے آخر تک کی سورتوں کو قصارِ مفصل کہا جاتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....عن انس قال: ضحّی رسولُ اللّٰہِ ﷺ بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ ذَبَحَھما بیدہ وسمّٰی وکبّرَ، قَالَ: رأیتُہ واضعًا قدمَہ علٰی صِفَاحِھَا ویقول: بسم اللّٰہ واللّٰہ اَکْبَرُ۔ وعن ابی اُمَامَۃَ قال: قالَ رسولُ اللّٰہِ ﷺ یَا ابْنَ آدمَ اَنْ تبذُلَ الخیرَ خیرٌ لَکَ و اَنْ تُمْسِکَہٗ شَرٌّ لَکَ ولا تُلَامُ علٰی کَفَافٍ وَابْدَءْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔

احادیث مبارکہ کا ترجمہ کیجیے۔ مختصر تشریح کیجئے۔ خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی تحریر کیجیے۔ (۲:۲۴۷، ۳:۳۲۶، ۴:۳۲۶۔ دار الاشاعت)

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① احادیث کا ترجمہ ② احادیث کی تشریح ③ خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی۔

جواب..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیاہی وسفیدی مائل رنگ کے سینگوں والے دو مینڈھوں کی قربانی کی، اپنے دست مبارک سے ان کو ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر پڑھا۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ ﷺ اپنا پاؤں انکے پہلو پر رکھے ہوئے تھے اور زبان سے بسم اللہ اللہ اکبر کہتے جاتے تھے۔

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے آدم کے فرزندو! اللہ کی دیئے ہوئے مال میں سے جو اپنی ضرورت سے زائد ہو اس کا راہِ خدا میں خرچ کر دینا تمہارے لئے بہتر ہے اور اس کا روکنا تمہارے لئے برا ہے، اور ہاں گزارے کے بقدر رکھنے پر کوئی ملامت نہیں اور سب سے پہلے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔

② احادیث کی تشریح:۔ پہلی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیاہی وسفیدی مائل سینگوں والے دو مینڈھوں کی اپنے دست مبارک سے قربانی کی۔ ذبح کرتے وقت آپ ﷺ اپنا پاؤں انکے پہلو پر رکھے ہوئے تھے اور زبان سے بسم اللہ اللہ اکبر کہتے جاتے تھے۔

دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کے لئے بہتر یہ ہے کہ جو دولت وہ کمائے یا کسی ذریعہ سے اس کے پاس آئے اس میں سے اپنی ضرورت کے بقدر تو اپنے پاس رکھے باقی راہِ خدا میں اس کے بندوں پر خرچ کرتا رہے اور اس پر پہلا حق ان لوگوں کا ہے جن کی ذمہ داری وکفالت اس کے ذمہ ہے، مثلاً اس کے اہل وعیال اور حاجت مند قریبی عزیز وغیرہ۔

③ خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی:۔ کَبْشَیْنِ: تثنیہ کا صیغہ ہے بمعنی مینڈھا جب کہ اسکی عمر دو سال ہو۔ بقول بعض جب عمر چار سال ہو۔

0313 6357913, makkabazakariyamultan@gmail.com

اَمْلَحَیْن: تثنیہ کا صیغہ ہے۔ بمعنی سفید وسیاہ رنگ والا ہونا۔ **اَقْرَنَیْن:** تثنیہ کا صیغہ ہے۔ بمعنی بڑے سینگ والا ہونا۔
سَمّٰی: ماضی کا صیغہ ہے بمعنی اللہ تعالی کا نام لینا۔ بسم اللہ کہنا۔ **کَفَاف:** مال بقدرِ ضرورت وبقدرِ کفایت۔
کَبَّرَ: ماضی کا صیغہ ہے بمعنی تکبیر کہنا۔ اللہ اکبر کہنا۔ اللہ کی کبریائی بیان کرنا۔
تَبْذُلُ: مضارع کا صیغہ ہے بمعنی خوشی سے خرچ کرنا۔ قربانی دینا۔ جان کی بازی لگانا۔
تُلَامُ: مضارع کا صیغہ ہے بمعنی ملامت کرنا۔ کسی کی نازیبا حرکت پر ملامت کا نشانہ بنانا۔
تَعُوْلُ: مضارع کا صیغہ ہے بمعنی اہل وعیال کے معاش کی کفالت کرنا۔ ضروریاتِ زندگی کا انتظام کرنا۔

الشق الثانی.....**عن ابی ھریرۃ قال: قال رسولُ اللّٰہ ﷺ لا یَتَقَدَّمَنَّ احدُکُمْ رمضانَ بصومِ یومٍ او یومینِ اِلّا اَن یکونَ رجلٌ کان یصومَ صومًا فَلْیَصُمْ ذٰلکَ الیومَ ۔ وعن عمّارِ بنِ یاسر قال: مَنْ صام الیوم الذی یُشَکُّ فیه فقد عصٰی ابا القاسم ﷺ ۔** (۴:۳۶۳۔ دارالاشاعت)

احادیث کا ترجمہ وتشریح کیجئے۔ ماہِ رمضان سے ایک دودن پہلے اور شک والے دن روزہ رکھنے کی ممانعت کیوں کی گئی ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾.....اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① احادیث کا ترجمہ ② احادیث کی تشریح ③ ماہِ رمضان سے ایک دودن قبل اور شک والے دن روزہ کی ممانعت کی وجہ۔

جواب..... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی رمضان کے ایک دن یا دودن پہلے سے روزے نہ رکھے، الا یہ کہ کسی آدمی کا روزہ رکھنے کا معمول ہو تو وہ شخص اس دن بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔
حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے فرمایا کہ جس آدمی نے شک والے دن کا روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

② احادیث کی تشریح:۔ رمضان سے پہلے ایک دودن کا روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے، البتہ کسی آدمی کا روزہ رکھنے کا معمول ہو تو وہ شخص اس دن بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کا معمول ہے کہ وہ ہر جمعرات یا پیر کو روزہ رکھتا ہے اگر شعبان کی آخری تاریخ انہی دنوں میں آجائے تو اس آدمی کو اس دن روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔
شک اور وہم والے دن روزہ رکھنا منع ہے۔ مثلاً شعبان کی تیس تاریخ کو مطلع ابر یا غبار آلود ہو اور چاند نظر نہ آئے تو اگلے دن کے بارے میں شک ہوتا ہے کہ شاید آج چاند ہو چکا ہو اور غبار یا ابر کی وجہ سے نظر نہ آیا ہو، اس لحاظ سے کل رمضان کا دن ہو تو شریعت میں اس شک اور وہم کا اعتبار نہیں ہے اور اس کی بنا پر اس دن رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ایسی صورت میں شعبان کے دن پورے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

③ ماہِ رمضان سے ایک دودن قبل اور شک والے دن روزہ کی ممانعت کی وجہ:۔ اسلام میں پورے رمضان کے روزے فرض ہیں اور یہ بھی حکم ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کا خاص اہتمام کیا جائے، بلکہ اس مقصد سے شعبان کا چاند دیکھنے کا بھی خصوصی اہتمام کیا جائے تاکہ کسی دھوکہ یا غفلت سے رمضان کا کوئی روزہ چھوٹ نہ جائے۔ حدود وشریعت کی حفاظت کیلئے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ رمضان کے ایک دودن پہلے سے روزے نہ رکھے جائیں، اگر عبادت کے شوقین ایسا کریں گے تو خطرہ ہے کہ ناواقف عوام اس کو شریعت کا حکم سمجھ کر اس پر عمل شروع کردیں گے۔ اسلئے اسکی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

0315 6379131 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثالثة : فی العقائد و الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل..... نبی اور رسول کا مطلب بیان کرنے کے بعد ان دونوں میں فرق بیان کیجیے۔ معجزہ اور کرامت کسے کہتے ہیں؟ نیز معجزہ کرامت اور استدراج میں فرق تحریر کیجیے۔ کیا آدمی اپنی کوشش سے نبی بن سکتا ہے؟

جواب..... ① کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۳ھ۔

❷ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۸ھ۔

❸ اپنی کوشش سے نبی بننے کی وضاحت:۔ کوئی بھی آدمی اپنی کوشش وارادے سے نبی ورسول نہیں بن سکتا، بلکہ جسے خدا تعالی نبی بنائے وہی بنتا ہے۔ گویا نبی ورسول بننے میں آدمی کی کوشش وارادے کو دخل نہیں، یہ مرتبہ خدا تعالی کی طرف سے عطاء کیا جاتا ہے۔

الشق الثانی.....گونگے آدمی کا ایمان لانا کیسے معلوم ہوگا؟ وضو کی سنتیں اور مکروہات لکھئے۔ نجاست غلیظہ ونجاست خفیفہ سے کیا مراد ہے اور یہ کتنی معاف ہے؟

جواب..... ❶ گونگا آدمی زبان سے اقرار نہیں کرسکتا، قدرتی مجبوری کی وجہ سے اس کا اشارہ کردینا کافی سمجھا جائے گا یعنی وہ اشارے سے یہ ظاہر کردے کہ خدا تعالی ایک ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالی کے پیغمبر ورسول ہیں۔

❷ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۴۱ھ۔ ❸ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۴۳ھ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....مسئلہ: اگر کسی پر تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوۃ واجب ہے، لیکن قرض کی۔۔۔۔قسمیں ہیں۔ قرض کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کا حکم تفصیل سے بیان کیجیے۔ قرض معاف کرنے سے زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟ صاحبِ نصاب آدمی کی تعریف کرتے ہوئے نصابِ زکوۃ اور نصابِ قربانی میں فرق بیان کیجیے۔

جواب..... ❶ قرض کی اقسام واحکام:۔ قرض کی تین قسمیں ہیں: قوی، متوسط وضعیف۔ ① دینِ قوی: نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا یا کوئی سامان بیچا اور اس کی قیمت باقی ہے اور یہ قرض یا قیمت کچھ برس کے بعد وصول ہو تو اگر یہ اتنی مقدار ہو جتنی پر زکوۃ واجب ہوتی ہے تو ان سب برسوں کی زکوۃ دینا لازم ہے اور اگر یہ قرض یک مشت وصول نہ ہو تو جب اس میں سے ساڑھے دس تولہ چاندی کی قیمت وصول ہو تب اتنے مال کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہے اور اگر اس سے کم ملے تو واجب نہیں، پھر جب مزید ساڑھے دس تولہ چاندی کی قیمت ملے تو اس کی زکوۃ دے، اسی طرح دیتا رہے اور جب دے تو سب برسوں کی دے اور اگر ساڑھے دس تولہ چاندی کی قیمت بھی متفرق ہی ہو کر ملے تو جب بھی یہ مقدار پوری ہو جائے اتنی مقدار کی زکوۃ ادا کرتا رہے اور جب زکوۃ دے تو سب سالوں کی دے اور اگر قرضہ اس سے کم ہو تو زکوۃ واجب نہ ہوگی، البتہ اگر اس کے پاس کچھ اور مال بھی ہو اور دونوں ملا کر نصاب کی مقدار پوری ہو جائے تو زکوۃ واجب ہوگی۔ ② دینِ متوسط: اگر کسی کو نقد رقم نہیں دی اور نہ کوئی کاروباری مال بیچا ہے بلکہ کوئی اور چیز بیچی تھی جو سوداگری کی تھی جیسے پہننے کے کپڑے یا گھر کا کوئی سامان بیچ دیا اور اس کی قیمت باقی ہے اور اتنی مقدار ہے جس میں زکوۃ واجب ہوتی ہے، پھر وہ قیمت کئی برس کے بعد وصول ہو تو سب سالوں کی زکوۃ دینا واجب ہے اور اگر سب یک مشت وصول نہ ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے ملے تو جب تک اتنی رقم وصول نہ ہو جائے جو بازاری ریٹ سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہو تب تک زکوۃ واجب نہیں۔ جب مذکورہ رقم وصول ہو تو پھر سب سالوں کی زکوۃ دینا واجب ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ دینِ ضعیف: شوہر کے ذمے مہر ہو، وہ کئی برس کے بعد ملا تو اس کی زکوۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہے، پچھلے سالوں کی زکوۃ واجب نہیں، بلکہ اگر اب یہ مہر اس کے پاس رکھا رہے اور اس پر سال گزر جائے تو پھر زکوۃ واجب ہوگی، ورنہ واجب نہیں۔

❷ قرض کی معافی سے زکوۃ کی ادائیگی کا حکم:۔ کسی غریب آدمی پر تمہارا قرض ہے، تم نے مقروض شخص سے اپنا قرض زکوۃ کی نیت سے معاف کردیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ البتہ مقروض شخص کو زکوۃ کی بقدر مال وپیسے زکوۃ کی نیت سے دے دو تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ اب یہی روپے اپنے قرض میں اس سے لے لینا درست ہیں۔

❸ صاحبِ نصاب کی وضاحت، نصابِ زکوۃ اور نصابِ قربانی میں فرق:۔ جن مالوں میں زکوۃ فرض ہے شریعت نے ان کی خاص مقدار مقرر کی ہے، جب اتنی مقدار کسی کے پاس پوری ہو جائے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے۔ اس مقدار کو نصاب کہتے ہیں اور اس مقررہ مقدار کے مالک کو صاحبِ نصاب کہتے ہیں۔ مثلا جو شخص سات تولے ساڑھے آٹھ ماشے

سونے کا مالک ہو وہ صاحبِ نصاب ہے، اس پر دو ماشے ڈھائی رتی زکوٰۃ لازم ہے۔ نصابِ زکوۃ ونصابِ قربانی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ زکوۃ کے فرض ہونے کیلئے نصابِ زکوۃ پر سال گزرنا لازم ہے جبکہ قربانی کے لازم ہونے کیلئے نصاب پر سال گزرنا شرط نہیں ہے۔

الشق الثانی.....مفسداتِ نماز کیا کیا ہیں؟ کن مفسدات سے صرف روزے کی قضاء واجب ہے؟ کن لوگوں کو زکوۃ دینا ناجائز ہے؟

جواب..... ❶ مفسداتِ نماز کی وضاحت:۔ کتاب میں نماز توڑ دینے کے متعلق سولہ مسائل کا ذکر ہے: ① قصداً یا بھول کر نماز میں بول اٹھا۔ ② نماز میں آہ، اوہ، اُف یا ہائے کہا یا زور سے رویا تو نماز فاسد ہے، البتہ اگر جنت و دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز یا آہ یا اُف وغیرہ بھی نکل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ ③ بغیر ضرورت کھنکھارنے اور گلا صاف کرنا جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جائے تو نماز فاسد ہے، البتہ لاچاری اور مجبوری کے وقت کھنکھارنا درست ہے۔ ④ نماز میں چھینک آئی اس پر الحمدللہ کہا تو نماز فاسد نہ ہوگی لیکن نہیں کہنا چاہیے اور اگر کسی اور کو چھینک آئی اور اس نے نماز ہی میں اس کو یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد ہے۔ ⑤ قرآن کریم میں دیکھ دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ⑥ نماز میں اتنا رُخ پھیر لیا کہ سینہ ہی قبلہ سے پھر گیا تو نماز فاسد ہے۔ ⑦ کسی کے سلام کے جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہا تو نماز فاسد ہے۔ ⑧ نماز میں کوئی چیز باہر سے اٹھا کر کھائی یا کچھ پی لیا تو نماز ٹوٹ گئی، یہاں تک کہ اگر ایک تِل بھی اٹھا کر کھالے تو بھی نماز فاسد ہے۔ البتہ اگر کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اس کو نگل لیا تو اگر وہ چنے سے کم ہو تب تو نماز ہوگئی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو پھر نماز فاسد ہے۔ ⑨ منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اس کی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز فاسد ہے۔ ⑩ کوئی میٹھی چیز کھائی، پھر کلی کر کے نماز پڑھنے لگا لیکن منہ میں اس کا ذائقہ کچھ باقی ہے اور تھوک کیساتھ حلق میں جاتا ہے تو نماز صحیح ہے۔ ⑪ نماز میں کوئی خوش خبری سن کر الحمدللہ کہہ دیا یا کسی کی موت کی خبر سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو نماز فاسد ہے۔ ⑫ کوئی بچہ وغیرہ گر پڑا اور اسکے گرتے وقت بسم اللہ کہہ دیا تو نماز فاسد ہے۔ ⑬ نمازی کے سامنے سے اگر کوئی آدمی گزر جائے یا کتا، بلی، بکری وغیرہ کوئی جانور نکل جائے تو نماز فاسد نہیں ہے، لیکن سامنے سے گزرنے والا آدمی گناہ گار ہوگا۔ ⑭ کسی ضرورت کی وجہ سے اگر قبلہ کی طرف ایک آدھ قدم آگے بڑھ گیا یا پیچھے ہٹ آیا لیکن سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا تو نماز درست ہوگئی لیکن اگر سجدہ کی جگہ سے آگے بڑھ جائے گا تو نماز فاسد ہے۔ ⑮ اللہ اکبر کہتے وقت لفظِ اللہ کے الف کو بڑھا دیا اور آللہ اکبر کہا یا اکبر کے الف کو بڑھا کر اللہ آکبر کہا تو نماز فاسد ہے۔ اسی طرح اگر اکبر کی ''ب'' کو بڑھا کر اللہ اکبار کہا تو بھی نماز فاسد ہے۔ ⑯ کسی خط یا کسی کتاب پر نظر پڑی اور اس کو اپنی زبان سے نہیں پڑھا لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی، البتہ اگر زبان سے پڑھ لے تو نماز فاسد ہے۔

❷ صرف قضاء لازم کرنے والے روزہ کے مفسِدات:۔ ① کسی نے زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈالی اور وہ حلق سے نیچے اُتر گئی ② روزہ یاد تھا مگر کُلی کرتے وقت بلا قصد پانی حلق میں اُتر گیا ③ قے آئی اور قصداً حلق میں لوٹا دی ④ قصداً منہ بھر کے قے کر ڈالی ⑤ کنکر، پتھر کا ٹکڑا، گٹھلی، مٹی یا کاغذ کا ٹکڑا قصداً نگل لیا ⑥ دانتوں میں رہی ہوئی چیز زبان کے ذریعہ نکال کر نگل لی اور وہ چنے کی مقدار کے برابر یا اس سے بڑی تھی (اگر ہاتھ سے نکال کر نگل لی تو معمولی مقدار بھی مفسِد ہے) ⑦ کان میں تیل ڈالا ⑧ ناس لیا (ناک میں دوائی وغیرہ ڈالی) ⑨ دانتوں سے نکلنے والا خون نگل لیا بشرطیکہ وہ تھوک پر غالب تھا ⑩ بھول کر کچھ کھا پی لیا پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے جان بوجھ کر کھا پی لیا ⑪ یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح نہیں ہوئی سحری کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی ⑫ رمضان کے علاوہ دیگر ایام میں قصداً کوئی روزہ توڑ ڈالا ⑬ بادل یا غبار کی وجہ سے یہ سمجھا کہ سورج غروب ہو گیا ہے اور روزہ افطار کر لیا حالانکہ ابھی سورج غروب نہ ہوا تھا۔ ان تمام صورتوں میں صرف روزہ کی قضاء لازم ہے۔

❸ جن لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں:۔ جو شخص مالدار ہے یعنی بقدرِ نصاب مال کا مالک ہے (اس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی قیمت کا کاروباری سامان موجود ہے) ایسے شخص کو زکوۃ دینا درست نہیں ہے اور ایسے شخص کیلئے زکوۃ

0313 6357913 maktabazakariya@multanmail.com

لینا اور کھانا بھی حلال نہیں ہے۔اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو جو کاروباری تو نہیں لیکن ضرورت سے زائد ہے وہ بھی مالدار ہے ایسے شخص کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں اگرچہ خود اس قسم کے مالدار پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....ظہار کسے کہتے ہیں اور اس کا کفارہ کیا ہے؟ کن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے؟ تفصیل سے ذکر کیجیے۔طلاق کی اقسام اور تعریفات لکھئے۔

جواب..... ❶ ظہار کی تعریف و کفارہ:۔ کسی نے اپنی بیوی سے کہا: تو میری ماں کے برابر ہے یا یوں کہا: تو میرے لیے ماں کے برابر ہے، یا تو میرے حساب میں یعنی میرے نزدیک ماں کے برابر ہے، اب تو میرے نزدیک ماں کی مثل یا ماں کی طرح ہے۔ تو دیکھو اس کا کیا مطلب ہے؟ اگر یہ مطلب لیا کہ تعظیم و بزرگی میں ماں کے برابر ہے، یا یہ مطلب لیا کہ تو بالکل بڑھیا ہے عمر میں میری ماں کے برابر ہے تب تو اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا۔اسی طرح اگر اس نے کہتے وقت کچھ نیت نہیں کی اور کوئی مطلب نہیں لیا، یوں ہی بک دیا تب بھی کچھ نہیں ہوا اور اگر اس نے طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت کی ہے تو اس کو طلاق بائن ہو جائے گی اور اگر طلاق دینے کی بھی نیت نہیں تھی اور عورت کو چھوڑنا بھی مقصود نہیں تھا، بلکہ مطلب فقط اتنا ہے کہ اگرچہ تو میری بیوی ہے اپنے نکاح سے تجھ کو الگ نہیں کرتا لیکن اب تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا، تجھ سے صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا، بس روٹی کپڑا لے اور پڑی رہ۔غرض کہ اس کے چھوڑنے کی نیت نہیں، فقط صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے تو اس کو شریعت میں ظہار کہتے ہیں۔

ظہار کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت رہے گی تو اسی کے نکاح میں لیکن مرد جب تک اس کا کفارہ نہ ادا کرے تب تک صحبت کرنا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ ہاتھ لگانا، منہ چومنا، پیار کرنا سب حرام ہے، جب تک کفارہ نہ دے گا تب تک وہ عورت اس پر حرام رہے گی، چاہے جتنے برس گزر جائیں، جب کفارہ دیدے تو دونوں میاں بیوی کی طرح رہیں، پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔

ظہار کا کفارہ اور روزہ توڑنے کا کفارہ ایک ہی ہے، دونوں میں کچھ فرق نہیں۔جس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر طاقت ہو تو مرد ساٹھ روزے لگاتار رکھے، کوئی ناغہ نہ کرے اور جب تک روزے ختم نہ ہو جائیں تب تک عورت سے صحبت نہ کرے، اگر روزے ختم ہونے سے پہلے اسی عورت سے صحبت کر لی تو دوبارہ ساٹھ روزے رکھے، خواہ دن کو اس عورت سے صحبت کی ہو یا رات کو اور چاہے قصداً ایسا کیا ہو یا بھول کر کیا ہو، سب کا ایک ہی حکم ہے۔اگر روزے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ فقیروں و مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا کچا اناج دیدے، اگر سب فقیروں کو ابھی کھانا نہیں کھلایا تھا کہ درمیان میں صحبت کر لی تو گناہ تو ہوا مگر اس صورت میں دوبارہ مکمل کفارہ نہ دے گا۔

❷ محرّمات کی وضاحت:۔ اپنی اولاد کے ساتھ، پوتی، پڑپوتی اور نواسی وغیرہ کے ساتھ نکاح درست نہیں۔اپنی بہن، بھائی، بھتیجی، پھوپھی، خالہ کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں۔شریعت میں بہن وہ ہے جو ایک ماں باپ سے ہو یا صرف باپ شریک ہو یا صرف ماں شریک ہو۔یہ سب بہنیں ہی ہیں اور جس کا باپ بھی الگ ہو اور ماں بھی الگ ہو وہ بہن نہیں، اس سے نکاح درست ہے۔ساس کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہے، خواہ لڑکی کی رخصتی ہو چکی ہو یا ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو، ہر طرح نکاح حرام ہے۔جب تک ایک بہن نکاح میں ہے تب تک دوسری بہن سے نکاح درست نہیں۔البتہ اگر منکوحہ بہن مرگئی یا خاوند نے اسے طلاق دیدی اور عدت پوری ہو چکی تو اب دوسری بہن سے نکاح درست ہے۔ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے ہوا تو اب جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں ہے اس کی پھوپھی، خالہ، بھانجی اور بھتیجی کا نکاح بھی اس مرد سے نہیں ہو سکتا۔اسی طرح جن دو عورتوں میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی عورت مرد ہوتی تو آپس میں دونوں کا نکاح نہ ہو سکتا، ایسی عورتیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں، جب ایک مر جائے یا طلاق ہو جائے اور عدت گزر جائے تب مرد دوسری عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ایک عورت اور اس کی سوتیلی لڑکی (یہ دونوں) ایک ساتھ اگر کسی مرد سے نکاح کر لیں تو یہ درست ہے۔

0313 6957913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جتنے رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں یہ سب رشتے دودھ پینے کے اعتبار سے بھی حرام ہیں یعنید ودھ پینے والی لڑکی کا دودھ پلانے والی کے شوہر سے نکاح درست نہیں، کیوں کہ وہ اس کا باپ ہوااور دودھ پینے والی لڑکی کا دودھ شریک بھائی سے نکاح درست نہیں۔جس لڑکے کو اس دودھ پلانے والی نے دودھ پلایا ہے اس لڑکے سے اور اس کی اولاد سے دودھ پلانے والی کا نکاح درست نہیں، کیوں کہ وہ اس کی اولاد ہوئی۔دودھ پینے والی لڑکی کا دودھ کے حساب سے ماموں، بھانجا، چچا، بھتیجا سب سے نکاح حرام ہے۔اسی طرح دودھ پینے والے لڑکے کا دودھ کے حساب سے خالہ، بھانجی، پھوپھی بھتیجی سب سے نکاح حرام ہے۔دودھ شریک دو بہنیں ہوں تو ان دونوں بہنوں کو ایک ساتھ ایک مرد نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔الغرض اوپر والے سب احکام دودھ کے رشتوں میں بھی جاری ہوتے ہیں۔

③ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث۱۴۴۳ھ۔

الشق الثانی.....صحیح اور غلط کی نشاندہی کیجیے: ① قیٔ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ تھوڑی سی کیوں نہ ہو(غلط)۔② روزہ توڑنے اور ظہار کے کفارہ میں کوئی فرق نہیں ہے(صحیح)۔③ وضو کی طرح غسل میں بھی ابتدا اپنے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا مستحب ہے(صحیح)۔④ ہر وہ چیز جو موزوں کا مسح توڑ دیتی ہے اس سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے(غلط)۔⑤ غسل سے پہلے میت کے قریب تلاوت کرنا درست نہیں(غلط)۔⑥ عورت کا ذبیحہ حلال ہے(صحیح)۔⑦ اوجھڑی کھانا مکروہ ہے(غلط)۔⑧ عقیقہ کا گوشت اپنے باپ دادا کو نہیں کھلا سکتے(غلط)۔⑨ اگر میاں بیوی ایک ساتھ مسلمان ہو جائیں تو دوبارہ نئے سرے سے نکاح کرنا ضروری نہیں(نکاحِ سابق برقرار رہے گا)۔⑩ ناپاک کپڑا پانی کے ساتھ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے مگر عرقِ گلاب وغیرہ سے پاک نہیں ہوتا(غلط)۔⑪ موزوں پر مسح کی مدت کی ابتدا موزہ پہننے کے بعد سے ہوگی(غلط)۔

جواب.....کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الرابعة : فی الصرف و النحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....فعل مضارع کی تعریف اور فعل مضارع مؤکد بالام ونون تاکید ثقیلہ بنانے کا طریقہ تحریر کیجیے۔لَيَتْرُكَنَّ اور لَيُجْتَنَبَنَّ کی گردان تحریر کیجیے۔یسمع سے فعل مضارع منفی معروف اور فعل نہی مجہول کی گردان لکھئے۔لَيَجْتَنِبَانِّ، لَيَعْلَمُنَّ اور لَتُسْمَعِنَّ کا اردو میں ترجمہ کیجیے۔

جواب.....**①کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول۱۴۳۸و۱۴۳۹ھ۔**

② لَيَتْرُكَنَّ ،لَيُجْتَنَبَنَّ کی گردان:۔لَيَتْرُكَنَّ، لَيَتْرُكُنَّ، لَتَتْرُكَنَّ، لَتَتْرُكَنَّ، لَتَتْرُكُنَّ، لَتَتْرُكِنَّ، لَاَتْرُكَنَّ، لَنَتْرُكَنَّ۔
لَيُجْتَنَبَنَّ، لَيُجْتَنَبَانِّ، لَيُجْتَنَبُنَّ، لَتُجْتَنَبَنَّ، لَتُجْتَنَبَانِّ، لَيُجْتَنَبْنَانِّ، لَتُجْتَنَبَنَّ، لَتُجْتَنَبَانِّ، لَتُجْتَنَبُنَّ، لَتُجْتَنَبَانِّ، لَتُجْتَنَبْنَانِّ، لَاُجْتَنَبَنَّ، لَنُجْتَنَبَنَّ۔

③ یسمع سے فعل مضارع منفی معروف اور فعل نہی مجہول کی گردان:۔لَايَسْمَعُ، لَايَسْمَعَانِ، لَايَسْمَعُوْنَ، لَاتَسْمَعُ، لَاتَسْمَعَانِ، لَايَسْمَعْنَ، لَاتَسْمَعُ، لَاتَسْمَعَانِ، لَاتَسْمَعُوْنَ، لَاتَسْمَعِيْنَ، لَاتَسْمَعَانِ، لَاتَسْمَعْنَ، لَااَسْمَعُ، لَانَسْمَعُ۔
لَايُسْمَعُ، لَايُسْمَعَا، لَايُسْمَعُوْا، لَاتُسْمَعُ، لَاتُسْمَعَا، لَايُسْمَعْنَ، لَااُسْمَعُ، لَانُسْمَعُ۔
لَاتُسْمَعُ، لَاتُسْمَعَا، لَاتُسْمَعُوْا، لَاتُسْمَعِيْ، لَاتُسْمَعَا، لَاتُسْمَعْنَ۔

④ لَيَجْتَنِبَانِّ، لَيَعْلَمُنَّ اور لَتُسْمَعِنَّ کا اردو میں ترجمہ:۔

ضرور ضرور پرہیز کریں گے وہ دو مرد۔ ضرور ضرور جانیں گے وہ کئی مرد۔ ضرور ضرور سنے گی تو ایک عورت۔

الشق الثانی.....فعل نہی معروف بنانے کا قاعدہ تحریر کیجیے۔لائے نفی اور لائے نہی میں فرق واضح کیجیے۔لَا تَسْمَعِيْنَ، اُكْتُبْنَ،

لَاتَجْتَنِبُوْا کا اردو میں ترجمہ کیجیے نیز اجتنب سے فعل امر حاضر معروف مؤکد بانون ثقیلہ کی گردان تحریر کیجیے۔

جواب ..... ❶ فعل نہی معروف بنانے کا قاعدہ:۔ مضارع مثبت کے شروع میں لائے نہی لگادو، جن پانچ صیغوں کے آخر میں پیش ہوتا ہے ان کو جزم دے دو، اگر آخر میں حرفِ علت نہ ہو جیسے: لا تَضْرِبْ، لاتَسْمَعْ، لا تَنْصُرْ ۔اگر حرف علت ہو تو گرادو جیسے: لا تَدْعُ ، لا تَرْمِ، لا تَخْشَ۔ سات صیغوں سے نونِ اعرابی گرادو اور نونِ جمع مؤنث کو باقی رہنے دو۔

❷ لائے نفی اور لائے نہی میں فرق:۔ لانا ہیہ میں طلب کا معنی پایا جاتا ہے اور یہ صرف فعل مضارع پر ہی داخل ہوتا ہے اور اس کے آخر کو جزم دیتا ہے، اگر حرفِ علت وغیرہ ہو تو گرادیتا ہے۔ جبکہ لا نافیہ میں اخبار کا معنی پایا جاتا ہے اور یہ فعل مضارع پر کوئی عمل نہیں کرتا ہے اور یہ جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہوتا ہے۔

❸ اردو میں ترجمہ:۔ لَا تَسْمَعِيْنَ: نہیں سنتی ہے یا نہیں سنے گی تو ایک عورت۔ اُكْتُبِنْ: ضرور لکھ تو ایک عورت۔
لَاتَجْتَنِبُوْا: نہ پرہیز کرو تم کئی مرد۔

❹ اجتنب سے امر حاضر معروف مؤکد بانون ثقیلہ کی گردان:۔ اِجْتَنِبَنَّ، اِجْتَنِبَانِّ، اِجْتَنِبُنَّ، اِجْتَنِبِنَّ، اِجْتَنِبَانِ، اِجْتَنِبْنَانِّ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل .....اسم مفعول اور اسم آلہ کی تعریف تحریر کیجیے۔ خرج سے اسم مفعول اور شرب سے اسم آلہ کی گردان تحریر کیجیے۔
سُمْعَيَاتٌ، اَضَارِبُ، مَتْرُوْكَةٌ، اَعْلَمُوْنَ کا معنی تحریر کیجیے۔ رباعی مزید فیہ کے ابواب کے نام اور ہر باب کی مثالیں تحریر کیجیے۔

جواب ..... ❶ اسم مفعول واسم آلہ کی تعریف:۔ اسم مفعول: جو لفظ اُس آدمی یا چیز کی نشاندہی کرے جس پر کام واقع ہوا ہو اُس کو اسم مفعول کہتے ہیں۔ جیسے مَنصُوْرٌ (مدد کیا گیا مرد) مَضْرُوْبٌ (مارا گیا مرد)۔
اسمِ آلہ: وہ اسم جو صدورِ فعل کے آلہ پر دلالت کرے جیسے مِنْصَرٌ (مدد کرنے کا آلہ) مِضْرَبٌ (مارنے کا آلہ)۔

❷ خرج سے اسم مفعول، شرب سے اسم آلہ کی گردان:۔ مَخْرُوْجٌ، مَخْرُوْجَانِ، مَخْرُوْجُوْنَ، مَخْرُوْجَةٌ، مَخْرُوْجَتَانِ، مَخْرُوْجَاتٌ۔ مِشْرَبٌ، مِشْرَبَانِ، مَشَارِبُ، مُشَيْرِبٌ۔ مِشْرَبَةٌ، مِشْرَبَتَانِ، مَشَارِبُ، مُشَيْرِبَةٌ۔ مِشْرَابٌ، مِشْرَابَانِ، مَشَارِيْبُ، مُشَيْرِيْبٌ۔

❸ سُمْعَيَاتٌ، اَضَارِبُ، مَتْرُوْكَةٌ، اَعْلَمُوْنَ کا معنی:۔ زیادہ سننے والی کئی عورتیں۔ زیادہ مارنے والے کئی مرد۔ چھوڑی گئی ایک عورت۔ زیادہ جاننے والے کئی مرد۔

❹ رباعی مزید فیہ کے ابواب کے نام مع امثلہ:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۴ھ۔

الشق الثانی .....منصرف اور غیر منصرف کی تعریف کیجیے۔ غیر منصرف کا اعراب حالت رفعی، نصبی وجری میں کیا ہوتا ہے؟ مثالوں سے واضح کیجیے۔ اسبابِ منع صرف کیا کیا ہیں؟ مثالوں سے واضح کیجیے۔ سعدان، ندمان، سکران منصرف ہیں یا غیر منصرف؟ واضح کیجیے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ..... ❶ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۳۹ھ۔
❷ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۹ھ۔
❸ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۴۱ھ۔
❹ سعدان، ندمان، سکران کے منصرف یا غیر منصرف ہونے کی وضاحت:۔ سعدان: (ایک گھاس ہے) یہ اسم جنس ہونے کی وجہ سے منصرف ہے، کیونکہ یہ علم نہیں ہے۔
ندمان: جو کہ ندیم سے مشتق ہے اگرچہ اس میں الف ونون زائدتان ہیں مگر اس کی مؤنث (ندمانة) فعلانة کے وزن پر آنے کی وجہ سے یہ منصرف ہے۔ کیونکہ الف ونون زائدتان کی شرط یہ ہے کہ اس صفت کی مؤنث فعلانة کے وزن پر نہ ہو۔

سکران: یہ وصف اور الف ونون زائدتان کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....بدل کی تعریف واقسام مثالوں کے ساتھ بیان کیجیے۔عطف بحرف اور عطفِ بیان کی تعریف کیجیے۔بعث جملا فرسا اور جاء زیدٌ ابو عمرو کی ترکیب کیجیے۔

جواب.....(۱) کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث۱۴۳۹ھ۔

(۲) عطف بحرف اور عطفِ بیان کی تعریف:۔ عطف بحرف: وہ تابع جو حرفِ عطف کے بعد آئے اور جو نسبت متبوع کی طرف ہو وہی تابع کی طرف ہو، جیسے: جاء زیدوعمرو، یہاں جیسے جاء کی نسبت زید کی طرف ہے اسی طرح حرفِ عطف کے واسطہ سے عمرو کی طرف بھی ہے۔

عطفِ بیان: ہر وہ تابع جو صفت تو نہ ہو مگر اپنے متبوع کو واضح اور ظاہر کرے اور وہ دو ناموں میں سے ایک مشہور نام ہوتا ہے، جیسے: جاء زید ابو عمرو یعنی زید آیا جو ابو عمرو کنیت سے مشہور ہے، تو یہاں ابو عمرو عطفِ بیان ہے۔

(۳) بعث جملا فرسا،جاء زیدٌ ابو عمرو کی ترکیب:۔ بعث جملا فرسا: بعث فعل وفاعل جملا مبدل منہ فرسا بدل، مبدل منہ وبدل ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جاء زیدٌ ابو عمرو: جاء فعل زیدٌ متبوع ابوعمرو مضاف ومضاف الیہ ملکر تابع وعطفِ بیان، متبوع وتابع ملکر فاعل، فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی.....درج ذیل اصطلاحات کی تعریف ومثال تحریر کیجیے: مرکب بنائی، مسند، مفعول لہ، بدل، اسم منسوب، افعالِ ناقصہ۔ درج ذیل مثالوں کی ترکیب کیجیے: خِلتُ خالدًا قائما، قُطِعَ زیدٌ یدُہ، عَسَتِ المرأۃُ ان تقومَ۔

جواب.....(۱) کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی و الثالث۱۴۳۳،۱۴۳۴،۱۴۳۷،۱۴۳۹،۱۴۴۳ھ۔

(۲) امثلہ کی ترکیب:۔ خِلتُ خالدًا قائما: خِلتُ فعل وفاعل خالدًا مفعول اول قائمًا مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل و دونوں مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قُطِعَ زیدٌ یدُہ: قُطِعَ فعل زیدٌ مبدل منہ یدُہ مضاف و مضاف الیہ ملکر بدل البعض، مبدل منہ وبدل ملکر نائب فاعل، فعل اپنے فاعل ونائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

عَسَتِ المرأۃُ ان تقومَ: عَسَت فعل مقاربہ المرأۃُ اس کا اسم ان ناصبہ تقوم فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، فعل مقاربہ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿الورقة الخامسة : فی اللغة العربية﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....اردو جملوں کا عربی میں اور عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کیجیے: میرا شہر ملتان ہے۔اسلام آباد بڑا شہر ہے۔ میرے پاس دو کتابیں ہیں۔یہ مدرسے کی درسگاہیں ہیں۔وہ طالبعلم ہے۔

هٰذه خزانات المكتبة. هٰذه شوارع نظيفة. مساجد كراتشی جميلة.

درج ذیل الفاظ کے معانی لکھئے (طائرة ، زهرة ، لوح ، حفيد ، اهلا و سهلا)۔

(هٰذا، هٰذه ، هاتان ، هؤلاء ، تلك ، تانك ، اولئك) کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

جواب.....(۱) بلدی ملتان ، اسلام آباد بلد كبير ، عندی كتابان ، هٰذه فصول المدرسة ، ذاك طالب.

(۲) یہ کتب خانہ کی الماریاں ہیں، یہ صاف ستھری سڑکیں ہیں، کراچی کی مساجد خوبصورت ہیں۔

(۳) طائرۃ (ہوائی جہاز) زہرۃ (پھول) لوح (تختی) حفید (پوتا) اھلا وسھلا (خوش آمدید۔تم اپنوں میں آئے اور سہولت کی جگہ آئے)۔

❹ هٰذا كتاب، هٰذه مروحة، هاتان شجرتان، هؤلاء بنات، تلك مدرسة، تانك طالبتان، اولئك الاحزاب۔

الشق الثانی.....عربی میں ترجمہ کیجیے: زینب ذہین لڑکی ہے پہلے سوچتی ہے پھر بولتی ہے۔اب نماز کا وقت ہے، میں مسجد جاتا ہوں۔ماں خوش ہوئی اور اسے اٹھالیا اور اسے پیار کیا۔ان کی والدہ نے ان سب کو بلایا اور ان کو نصیحت کی۔کمرے میں پندرہ لڑکے ہیں۔اس ہوٹل میں دس میزیں ہیں۔

درج ذیل الفاظ کے معانی لکھئے: عطلة ، عريضه ، طريق ، مدير التعليم۔

جواب..... ❶ عربی میں ترجمہ:۔ زينب بنت ذكية اوّلا تتفكر ثم تتكلم ۔ الآن وقت الصلوٰة انا اذهب الى المسجد ۔فرحتِ الامُّ و حملتُها و قبّلتُها ۔ دعت والدتهن كلهنّ ونصحت لهنّ ۔ فى الغرفة خمسة عشر ولدًا ۔ فى هٰذا الفندق عشر طاولات ۔

❷ الفاظ کے معانی:۔ عطلة (چھٹی) عريضه (درخواست) طريق (راستہ) مدير التعليم (ناظمِ تعلیم)۔

السوال الثانی ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....اردو میں ترجمہ کیجیے: محمود ولد نشيط، يأخذ السلة صباحا فيشترى خضرة وفاكهة، الأمهات يحببن اولادهنّ، انظر الى اشجار الحديقة وازهارها ، اجلس على حشيشها ولا تقطف ثمرة ولا زهرة، العمّال يشتغلون بالليل والنهار۔

الف الوصل و الف القطع کے قواعد ذکر کیجیے اور دونوں کا فرق مثالوں سے واضح کیجیے۔

جواب..... ❶ اردو میں ترجمہ:۔ محمود چست لڑکا ہے، صبح سویرے ٹوکری لیتا ہے اور سبزی و پھل خریدتا ہے، مائیں اپنی اولاد سے محبت کرتی ہیں، باغ کے درخت اور پھولوں کی طرف دیکھ، اس کے گھاس پر بیٹھ اور پھل و پھول نہ توڑ، مزدور دن رات کام میں مشغول رہتے ہیں۔

❷ الف الوصل والف القطع کے قواعد اور دونوں میں فرق:۔ اِلف الوصل: (الف وصلی) اگر جملہ کی ابتداء میں آئے تو اسے پڑھا جائے گا اور زبر، زیر، پیش اس پر لکھ دی جائیگی جیسے "اَ،اِ،اُ" اَلكتاب مفيدٌ، اُكتُب اسمَكَ ،اِجلس على الكرسيّ۔لیکن اگر اس سے پہلے کوئی دوسرا لفظ آجائے جو اس سے ملا ہوا ہو تو اب اسے پڑھا نہیں جائے گا اور اس پر زیر، زبر، پیش بھی نہیں ڈالا جائے گا جیسے اِنَّ الْكتابَ مفيدٌ ، وَاكْتُبِ اسمك ، وَاجْلِسْ على الكرسيّ۔الف وصلی کو ہمزہ وصلی بھی کہتے ہیں۔

الف القطع: (الف قطعی) اگر ابتداء میں آجائے تو فتحہ اور ضمہ کی صورت میں اس کے اوپر ہمزہ (ء) لکھ دیا جاتا دام جیسے أمّ ، أبٌ ،اور کسرہ کی صورت میں نیچے ہمزہ لکھ دیا جاتا ہے جیسے اِلٰی ،اِملاء وغیرہ۔الف قطعی کو ہمزہ قطعی بھی کہتے ہیں۔

الشق الثانی.....مندرجہ ذیل عبارت کا اردو میں ترجمہ کیجیے اور خط کشیدہ الفاظ کا صیغہ، بحث و باب بھی تحریر کیجیے۔

0315 6351913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ولمّا بَلَغَ ابراهيمُ منى و اراد اَن يذبحَ اسمعيلَ وَاضطَجَعَ اسماعيلُ على الارضِ واراد ابراهيمُ اَن يَذْبَحَ فوضع السِكّيْنَ على حُلقومِ اسماعيلَ ولٰكن اللّٰه يُحِبُّ ان يرىٰ هل يفعلُ خَليلُه ما يَأمره وهل يحبُّ اللّٰه اكثرَ او يحبُّ ابنَه اكثرَ؟ و نجح ابراهيمُ فى الامتحان فارسل اللّٰه جبريلَ بِكبشٍ مِنَ الجنّة وقال اَذبح هٰذا ولاتذبح اسمعيلَ واحبّ اللّٰه عملَ ابراهيمَ فَاَمَرَ المسلمينَ بِالذَّبحِ فى عيدِ الاَضحٰى۔

جواب..... ❶ اردو میں ترجمہ:۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام منیٰ میں پہنچے تو حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا اور حضرت اسماعیل کو زمین پر لٹادیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کرنا چاہا، چنانچہ چھری کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر رکھا، لیکن اللہ تعالی یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا اس کے خلیل (دوست) اس کے حکم کو پورا کرتے ہیں اور کیا وہ اللہ تعالی سے زیادہ محبت کرتے ہیں یا اپنے بیٹے سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام امتحان میں کامیاب ہوگئے، چنانچہ اللہ تعالی نے حضرت جبرائیل کو جنت

سے ایک مینڈھا (دنبہ) دے کر بھیجا اور فرمایا: آپ اس کو ذبح کیجئے اور حضرت اسماعیل کو ذبح نہ کیجئے اور اللہ تعالی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عمل پسند آ گیا چنانچہ اس نے مسلمانوں کو عید الاضحیٰ (بقرعید) میں قربانی کرنے کا حکم دیا۔

❷ خط کشیدہ الفاظ کا صیغہ، بحث وباب:۔ اِضْطَجَعَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب افتعال۔

بَلَغَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب نصر۔ یَذْبَحَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب فتح۔
نَجَحَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب فتح۔ اِذْبَحْ: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم از باب فتح۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....مندرجہ ذیل عبارت پر اعراب لگا کر اردو میں ترجمہ کیجئے۔ خط کشیدہ کلمات کا صیغہ اور بحث لکھئے:

یُوسفُ یُرْسِلُ اِلٰی یعقوبَ: وَ اشْتَاقَ یُوسفُ اِلٰی لِقَاءِ یعقوبَ وکَیْفَ لَا یَشْتَاقُ اِلیهِ وقد طَالَ الْفِرَاقُ؟ ولِمَاذَا یَصْبِرُ الآنَ وقد ظَهَرَ السِّرُّ؟ وکیف یَطِیْبُ له الشَّرابُ والطَّعامُ واَبُوْهُ لَایَطِیْبُ لهٗ شرابٌ ولا طعامٌ ولَا مَنَامٌ وقد انْکَشَفَ السِّرُّ وقد ظَهَرَ السِّرُّ وقَدْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ تَقَرَّ عَیْنُ یعقوبَ وکَانَ یعقوبُ قد عَمِیَ مِنْ کَثْرَةِ الْبُکَاءِ وَالْحُزْنِ۔ (یُوسفُ یُرْسِلُ اِلٰی یعقوبَ)

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ اردو میں ترجمہ:۔ یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجتے ہیں: اور یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کی ملاقات کے مشتاق ہوئے اور کیسے نہ ہوتے کہ جدائی وفراق کی مدت طویل ہوگئی تھی اور اب کس وجہ سے صبر کریں جبکہ راز فاش ہوگیا اور انھیں کھانے پینے کا لطف کیسے آئے جبکہ ان کے والد کو کھانے پینے اور سونے کا لطف نہیں آ رہا، راز کھل گیا، راز ظاہر ہوگیا اور اللہ تعالی نے یعقوب علیہ السلام کی آنکھ ٹھنڈی کرنے کا ارادہ کرلیا اور یعقوب زیادہ رونے اور غم کی وجہ سے نابینا ہو چکے تھے۔

❸ خط کشیدہ الفاظ کا صیغہ، بحث وباب:۔ یُرْسِلُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب افعال۔
اِشْتَاقَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب افتعال۔ ظَهَرَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب فتح۔
یَطِیْبُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب ضرب۔ انْکَشَفَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب انفعال۔

الشق الثانی.....مندرجہ ذیل عبارت پر اعراب لگا کر اردو میں ترجمہ کیجیے۔ خط کشیدہ کلمات کا صیغہ اور بحث لکھئے۔

وجَاءَ وعدُ اللّٰهِ فَالْعِیَاذُ بِاللّٰهِ اُمْطِرَتِ السَّمَاءُ وامطرتْ وامطرتْ حَتّٰی کَانَ السَّمَاءُ مِنْخَلَةٌ لَا تُمْسِکُ مَاءً ونَبَعَ الْمَاءُ وسَالَ حَتّٰی اَحَاطَ بِالنَّاسِ مِنْ کُلِّ جانبٍ واَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی نوحٍ خُذْ مَعَکَ مَنْ آمَنَ بِکَ مِنْ قومِکَ واَهْلِکَ اَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی نوحٍ اَنْ یَأْخُذَ معهٗ مِنْ کُلٍّ حیوانٍ و طائرٍ زَوْجًا ذَکَرًا وَ اُنْثٰی لِاَنَّ الطُّوفانَ عَامٌ لَا یَنْجُوْ مِنْهُ انسانٌ ولا حیوانٌ۔ (الطوفان)

جواب..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ اردو میں ترجمہ:۔ اللہ کا عذاب آ پہنچا، اللہ کی پناہ! آسمان برسا، برسا اور اتنا برسا کہ ایسا لگتا تھا جیسے آسمان چھلنی ہوگیا ہو جو پانی نہیں روک پا رہی ہو (جو پانی نہ روک پاتی ہے) آسمان ابل کر بہہ پڑا یہاں تک کہ چاروں طرف سے پانی نے لوگوں کو گھیر لیا اللہ تبارک وتعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم اور اہل میں سے ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے لو جو تمہارے ہاتھ پر ایمان لائے ہیں، اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ نر اور مادے کی شکل میں ہر جانور اور پرندے کا ایک ایک جوڑا بھی لے لو اسلئے کہ طوفان ایسا عمومی وہمہ گیر ہے جس سے نہ کوئی انسان بچ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی جانور۔

❸ خط کشیدہ الفاظ کا صیغہ، بحث وباب:۔ اُمْطِرَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از باب افعال۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

نَبَعَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب نصر۔ سَالَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب ضرب۔
خُذْ: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم از باب نصر۔ لَایَنْجُوْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل منفی مضارع معلوم از باب نصر۔

﴿الورقة السادسة : فی السیرة النبویة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....حضرت فاطمہؓ کا نکاح کس عمر میں ہوا اور مہر کیا تھا؟ حضرت خدیجہ سے نبی کریم ﷺ کی پسری اور دختری اولاد کتنی ہوئی؟ نام بتائیں۔ حضرت ام سلمہؓ کا نام کیا تھا؟ اور ان کا کب انتقال ہوا؟

جواب..... ❶ و ❷ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۸ھ۔

❸ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۸ھ۔

الشق الثانی.....آپ ﷺ نے ابتدائی دور میں دعوت وتبلیغ کا کیا طریقہ اختیار فرمایا اور اس طریقے سے کون کون مسلمان ہوا صرف نام لکھئے۔ اعلانیہ دعوت کب اور کیسے شروع ہوئی؟ کفار کا ردعمل کیا تھا؟ تفصیل کے ساتھ لکھئے۔

جواب.....مکمل جواب کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۰ و ۱۴۴۲ھ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....مسلمانوں کا قبلہ آپ ﷺ کی خواہش کے مطابق بیت المقدس کے بجائے کعبہ کب قرار دیا گیا؟ قریش کی قوت وشوکت توڑنے کیلئے نبی کریم ﷺ نے کون سے سیاسی اصول پر عمل فرمایا؟ نیز غزوۂ بدر بیان کیجیے۔

جواب..... ❶ ۲ھ میں مسلمانوں کا قبلہ آپ ﷺ کی خواہش کے مطابق بیت المقدس کے بجائے کعبہ کو قرار دیا گیا۔

❷ و ❸ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۴۲ھ۔

الشق الثانی.....ابوالعاص کون تھے؟ کون سے غزوے میں گرفتار ہوئے؟ ابوالعاص سے فدیہ لیا گیا یا نہیں؟ ان کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کیجیے۔ اس جنگ میں جنگی قیدیوں سے کتنا فدیہ لیا گیا؟ جن کے پاس فدیہ نہ تھا ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟

جواب..... ❶ <u>ابوالعاص کا تعارف، فدیہ واسلام لانے کا واقعہ:۔</u> ابوالعاص آپ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب کے خاوند ہیں۔ یہ اسیرانِ جنگِ بدر میں قید ہوکر آئے تھے ان کے پاس فدیہ کیلئے مال نہ تھا اسلئے ان کی زوجہ یعنی آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب جو مکہ میں مقیم تھیں ان کو کہلا بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھیج دیں، ان کے گلے میں ایک ہار تھا جو ان کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جہیز میں دیا تھا انہوں نے وہی ہار گلے سے اتار کر بھیج دیا جب آپ ﷺ نے یہ ہار دیکھا تو بے اختیار آنکھوں میں آنسو آگئے اور صحابہ سے کہا کہ اگر تم سب راضی ہو تو زینب کے پاس اس کی والدہ کی یادگار ہے اس کو واپس کردوں؟ صحابہ نے بخوشی قبول کرکے واپس کردیا اور ابوالعاص سے کہہ دیا کہ مکہ پہنچ کر حضرت زینب کو مدینہ طیبہ بھیج دیں، چنانچہ ابوالعاص آزاد ہوکر مکہ پہنچے اور شرط کے موافق حضرت زینب کو مدینہ طیبہ بھیج دیا۔ ابوالعاص ایک بڑے تاجر تھے اتفاقاً دوسری مرتبہ پھر ملک شام سے مال لاتے ہوئے پکڑے گئے اور پھر اس مرتبہ رہا ہوکر مکہ واپس آئے تو تمام شرکاء کا حساب بے باق کرکے مشرف باسلام ہوئے۔

❷ <u>بدری قیدیوں کے فدیہ کی وضاحت:۔</u> اسیرانِ جنگِ بدر جب مدینہ طیبہ پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے دو دو چار چار کرکے صحابہ میں تقسیم کردیئے اور سب کو حکم دیا کہ ان کو آرام کے ساتھ رکھیں، چنانچہ صحابہ کرامؓ ان کو کھانا کھلاتے اور خود صرف کھجوروں پر گزر بسر کرتے تھے۔ بدر کے قیدیوں کے پاس کپڑے بھی نہ تھے رسول اللہ ﷺ نے سب کو کپڑے دلوائے مگر حضرت عباسؓ کا قد اس قدر لمبا تھا کہ کسی کا کرتہ ان کے بدن پر پورا نہ آیا تو عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے اپنا کرتا دے دیا آنحضرت ﷺ نے جو اپنا کرتہ عبداللہ بن ابی کے کفن میں عنایت فرمایا تھا اس میں اسی احسان کا معاوضہ بھی ملحوظ تھا۔

بعد میں مشورۂ صحابہ میں یہ طے ہوا کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے چنانچہ چار چار ہزار فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا۔ ان قیدیوں میں

0313 6357916 maktabazakariyamultan@gmail.com

آنحضرت ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے (جو بعد میں مسلمان ہوئے) حضرت عباسؓ رات کو قید کی تکلیف سے کراہتے تھے ان کی آواز آپ ﷺ کے گوش مبارک میں پہنچی تو نیند اڑ گئی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو نیند کیوں نہیں آئی؟ ارشاد ہوا میں کیسے سوسکتا ہوں جب کہ میرے بزرگ چچا کے کراہنے کی آواز میرے کانوں میں پڑ رہی ہے۔ اس سب کے باوجود مساوات اسلامی اس کی اجازت نہ دیتی تھی کہ اپنے ضعیف العمر چچا کو قید سے رہا کر دیا جائے جس طرح سب سے فدیہ لیا گیا ان سے بھی اسی طرح وصول کیا گیا بلکہ عام قیدیوں کی بنسبت زیادہ وصول کیا گیا کیونکہ عام قیدیوں سے چار چار ہزار اور امراء سے کچھ زیادہ لیا گیا، حضرت عباس بھی غنی تھے انکو بھی چار ہزار سے زیادہ دینا پڑا انصار نے بھی عرض کیا کہ عباسؓ سے فدیہ معاف کر دیا جائے مگر اسلامی مساوات کی وجہ سے انصار کے کہنے پر بھی یہ قبول نہیں کیا گیا۔

بدر کے قیدیوں میں سے جو لوگ فدیہ نہیں دے سکتے تھے ان میں سے جو لوگ پڑھنا جانتے تھے ان سے کہا گیا کہ تم دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دو یہی تمہارا فدیہ ہے۔ حضرت زید بن ثابت نے اسی طرح لکھنا سیکھا تھا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل.....غزوۂ احزاب کن لوگوں کی سازشوں کی وجہ سے اور کب پیش آیا؟ غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کھودنے کا مشورہ کس نے دیا اور کیوں دیا؟ اس غزوہ میں نبی کریم کی کتنی نمازیں قضا ہوئیں؟

جواب..... ① جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہاں یہود سے صلح کا معاہدہ فرمایا تھا جس کو نبی اکرم ﷺ وفا کرتے رہے لیکن چونکہ یہود مدینہ طیبہ کے رئیس اور بڑے مانے جاتے تھے آپ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد اسلام کی روز افزوں ترقی اور شوکت کو دیکھ کر ان کو سخت غیظ ہوتا تھا، اسلئے وہ ہمیشہ آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کے درپے رہتے تھے۔ غزوۂ بدر میں جب مسلمانوں کو حیرت انگیز فتح ہوئی تو ان کے غیظ وغضب کی انتہا نہ رہی اور بالآخر انہوں نے اعلانیہ عہد شکنی شروع کر دی چنانچہ ۲ھ میں ان کے قبیلہ قینقاع نے اعلانِ جنگ کیا، آنحضرت ﷺ نے بھی جنگ کی تیاری شروع کر دی، مقابلہ ہوا تو وہ قلعہ بند ہو گئے کچھ عرصہ محصور رہنے کے بعد جلاوطن ہو کر قینقاع شام کے علاقہ میں اور بنونضیر خیبر وغیرہ چلے گئے۔ ادھر قریش مکہ پہلے سے یہاں یہود اور منافقین کو خطوط لکھ کر نہ صرف مخالفت پر اکسا رہے تھے بلکہ یہ دھمکی بھی ساتھ تھی کہ اگر تم مسلمانوں کو مدینہ سے نکال نہ دو گے تو ہم تمہارے ساتھ جنگ کریں گے۔ اس وقت یہ اسباب باہمی ربط واتحاد کا بہانہ بن گئے اور اب قریشِ مکہ، یہودِ مدینہ اور منافقین کی مجموعی طاقتیں اسلام کے خلاف کھڑی ہو گئیں، مکہ سے مدینہ تک تمام قبائل میں ایک آگ سی لگ گئی، چنانچہ غزوۂ ذات الرقاع اسی سازش کا نتیجہ تھا پھر غزوۂ دومۃ الجندل میں بھی یہی منفقہ سازش تھی، یہ سازشیں ایک عرصہ تک مختلف صورتوں میں ظاہر ہو کر ترقی کرتی رہیں، بالآخر ذی قعدہ ۵ھ میں سب نے اپنی پوری قوتیں جمع کر کے یک بارگی مدینہ طیبہ پر حملہ کی نیت سے دس ہزار آدمیوں کا لشکر جرار مسلمانوں کو مٹانے کیلئے مدینہ طیبہ کی طرف بڑھا، جس کے نتیجہ میں غزوۂ احزاب پیش آیا۔ (بقیہ واقعہ حوالہ پر موجود ہے۔)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② و ③ کما مرّ في الشق الاول من السوال الاول ۱۴۴۲ھ۔

الشق الثانی.....صحیح اور غلط کی نشان دہی کیجیے: ① مدینہ منورہ میں سب سے پہلے قرآن کریم مسجد نبوی میں پڑھا گیا (غلط)۔

② حضرت خالد بن ولیدؓ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے (غلط)۔
③ واقعہ معراج نبوت کے دسویں سال پیش آیا (غلط)۔
④ بنونضیر مدینہ منورہ سے جلاوطن ہو کر شام میں آباد ہوئے (غلط)۔
⑤ ابوجہل غزوہ احد میں مارا گیا (غلط)۔
⑥ آپ ﷺ نے بارہ سال کی عمر میں پہلا سفرِ شام کیا (صحیح)۔
⑦ دوسری ہجرتِ حبشہ میں اسّی مرد شامل تھے (غلط)۔
⑧ حضرت حفصہؓ ام المساکین کے نام سے معروف تھیں (غلط)۔
⑨ غزوۂ بدر میں صرف چودہ مسلمان شہید ہوئے (صحیح)۔
⑩ صلح حدیبیہ میں مسلمانوں کی تعداد چودہ پندرہ سو تھی (صحیح)۔
⑪ ۶ھ میں خیبر فتح ہوا (غلط)۔

جواب.....کما مرّ في السوال آنفا۔

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**